علاوہ سرورق و اشتہارات

صفحات علمی و سیاسی

لسان العصر

جلد ۱ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء نمبر ۱

فہرست مضامین

کا

اقسام ذیل کا خوشبودار، عمدہ، نفیس جہان تمباکو تیار ہوتا ہے

قسم اول مشکی - فی سیر ... عہ/ ۔ قسم سوم مشکی - فی سیر ... مے/

قسم دوم " " ... عہ ۔ قسم چہارم " " " ... للعہ/

قسم پنجم زعفرانی - فی سیر ... عا/

قسم اول مشکی طلائی - فی تولہ - [illegible]

قسم دوم " نقرئی - " ۱۰

قسم سوم " " - " [illegible]

قسم چہارم " " - " [illegible]

قسم پنجم زعفرانی بلاورق - " [illegible]

قسم اوّل مشکی - فی تولہ ... عہ/

قسم دوم " - " ۸/

قسم سوم " - " ۶/

قسم چہارم زعفرانی - " ۴/

قسم پنجم " - " ۲/

احمد حسین ولد دار حسین تاجر تمباکوی خورد بی چوک لکھنؤ

معذرت

مین نے اعلان کیا تھا کہ لسان العصر جنوری سے شائع ہوگا، مگر بجائے جنوری کے وہ مارچ سے نکل رہا ہے۔ اس اعلان کے بعد ہمین جو دقتین پیش آئین اُنکا اندازہ ہم ہی کر سکتے ہین ممکن تھا کہ ہم کوشش کرکے اس سے قبل بھی کوئی نمبر شائع کر دیتے۔ مگر بعد کو دقتین پڑ تین۔ اب جہانتک بظاہر اسباب معلوم ہوتا ہے کل دقتین رفع ہوگئین اور اگر خدا نے چاہا تو آئندہ سے پرچہ برابر ترتیب سے شائع ہوتا رہیگا۔ ہم اپنے اُن مہربانون سے معذرت چاہتے ہین جنھون نے اشاعت کے قبل ہی معاونت کا وعدہ فرمایا تھا اور مکرر سہ کرر اسکی نسبت دریافت کرتے رہے۔ ہم انکی اس عنایت کے خاص طور پر ممنون ہین اور امید ہے کہ وہ ہماری بجا معذرت کو قبول فرمائین گے اور ہم ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہین گے کہ پرچہ انکے معیار اور انکی توقع کے مطابق ثابت ہو۔ ہوالمستعان۔

اس تاخیر کا ایک خراب نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ خلاصۃ الرسائل مین (جو جنوری نمبر کیلئے تیار کیا گیا تھا) بہت ہی پچھلے رسائل کا خلاصہ لیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ تمامتر مضامین علمی وادبی ہین، کوئی بے لطفی نہین ہوسکتی۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہین کہ آئندہ نمبر مین مسلسل مضامین کا کل خلاصہ دیدینگے۔ اڈیٹر

نوٹ - یہ پرچہ تین مطابع مین طبع ہوا ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مطبع	حصہ	صفحات
مطبع دارالاشاعت -	سرورق و اشتہارات	
	حصہ اول -	۱ - ۸، ۲۵ - ۴۰ -
	حصہ دوم -	۱ - ۸، ۲۵ - ۳۲ -
مطبع نولکشور -	حصہ اول -	۹ - ۲۴،
	حصہ دوم -	۹ - ۲۴، ۳۳ - ۵۶
مطبع آسی مدراسی -	حصہ اول -	۴۹ - ۵۶ -
	حصہ دوم -	۵۷ - آخر

لِسَانُ العصر

"گزارش اڈیٹر بخدمت ناظرین"

جنابمن

لسانُ العصر کا پہلا نمبر آپکے پیش نظر ہے' ہر رسالہ معیار ہوتا ہو اپنے علمی و مالی معاونین کے مذاق طبیعت کا۔ اگر کوئی رسالہ اپنے مضامین کے اعتبار سے پست' نفاست وچھپائی کے لحاظ سے ناقص ہے تو یہی نہین ثابت ہوتا کہ اُسکے کارپرداز اس کام کی اہلیت نہین رکھتے۔ بلکہ یہ امر خریدارون کی پستی مذاق کی بھی دلیل ہو ورنہ کوئی وجہ نہین کہ ایسا رسالہ فروغ پائے۔ کسی بڑے فلاسفر کا قول ہے کہ ہر مُلک کی تہذیب کا اندازہ اُسکی شاعری سے ہوسکتا ہے۔ فی زمانناً اگر دیکھا جائے تو اخبارات اور رسائل اس معیار کے لیے زیادہ موزون ہین۔ یورپ اور امریکہ مین صدہا بلکہ ہزارہا رسائل شائع ہوتے ہین۔ ہرایک کا حلقۂ اثر وموضوع جُداگانہ ہے۔ کثیر تعداد رسائل کی صرف قصّے کہانیون کیلیے وقف ہے۔ انکی قیمتین بہت ہی کم اور اشاعت بہت زیادہ ہی۔ انسے زیادہ قیمت اور کم اشاعت کے وہ رسائل ہین جو اُمور مُلکی وقومی پر عالمانہ بحث کرتے ہین۔ انسے بھی زیادہ قیمت اور کم اشاعت کے وہ پرچے ہین جو خالص علمی مباحث شائع کرتے ہین۔ قسم اول مین رائل میگزین اور لندن میگزین وغیرہ ہین۔

جو نہایت اعلیٰ کاغذ پر تصویر دار چھپتے ہین - ان کی قیمتین چار چار پانچ پانچ آنے ہین - قسم دوم مین نائنٹینتھ سنچری - فورٹ نائٹلی ریویو - بلیک وڈ میگزین وغیرہ ہین - یہ اوسط درجہ کے کاغذ پر باتصویر چھپتے ہین اور ان مین سے ہر ایک کی قیمت عہ ۱ر فی پرچہ ہے - قسم سوم مین اڈنبرا ریویو اور جرنل رائل ایشیاٹک سوسائٹی وغیرہ ہین جو سہ ماہی چھپتے ہین - اور انکی قیمتین علی الترتیب للعہ ر والعہ ر فی پرچہ ہین - ان تمام رسائل کے صفحات بالعموم ایک سو سے دو سو تک ہوتے ہین مگر قیمت کا انحصار تعداد صفحات پر نہین بلکہ رسالہ کی اقسام پر ہے -

جو امر یورپ مین رواج پا گیا ہے اور قابل عمل ہے وہ ابھی ہندوستان مین ناممکن ہے - یہان علمی مذاق مین ابھی اس درجہ ترقی نہین ہوئی ہے کہ ان اصناف اور ان اقسام کے رسائل جدا جدا شائع ہو سکین - صاحب اشاعت کے لیے یہ ممکن نہین کہ وہ چار چار پانچ آنے مین لندن میگزین یا رائل میگزین کے مثل تفریحی پرچے شائع کر سکے - اسکے لیے ضرورت ہے کہ دو چار لاکھ خریدار ہون اور یہان دو چار ہزار کا ہونا بھی دشوار ہے - اسیطرح پڑھنے والون کے لیے ممکن نہین کہ عہ ۱ر کا ایک پرچہ خرید کر سکین اور علمی رسائل کا ذکر ہی بیکار ہے - ان کے لکھنے والے اور سمجھنے والے ابھی اُردو خوانون مین اتنے نہین کہ کوئی خاص پرچہ اس مقصد سے جاری کیا جا سکے جن مضامین کو ہم لوگ علمی مضامین کہتے ہین وہ دراصل اس نام کے مستحق نہین ہین مگر ہماری بیمائگی کے لحاظ سے وہ بھی بہت ہین -

گزارش اڈیٹر

یورپ اور امریکہ مین ہر قسم اور ہر قیمت کے رسالے اسوجہ سے شائع ہوتے ہین کہ وہان پڑھنے والونکی تعداد بے اندازہ اور دولت کی فراوانی ہے۔ ہندوستان مین اخبارات اور خاصکر اردو اخبارات کا شوق ابھی بہت کم ہے اور اگر کچھ شوق ہو بھی تو مفلسی اس امر کا موقع نہین دیتی کہ علمی مذاق کے لیے معقول رقم خرچ کیجائے۔ اسلیے یہان وہی رسالہ کامیاب ہوسکتا ہے جو مختلف المذاق لوگونکی ضروریات کو پورا کرسکے اور ساتھہی اسکے قیمت مین اعتدال مدنظر رکھے۔

ابتدا مین ارادہ تھا کہ لسان العصر مین صرف سیاسی اور علمی مضامین شائع ہون لیکن مزید غور کے بعد تسلیم کرنا پڑا کہ بغیر شمول دوسرے مضامین کے پرچہ مقبول نہین ہوسکتا۔ پرچہ کا معیار اوسط رکھنا پڑے گا۔ ولایت کے پرچون مین جو دقیق مضامین شائع ہوتے ہین انکو ہم بہ تمامہا نہ لے سکین گے بلکہ ان کے خلاصے اور حوالے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ اگر کوئی ادق مضمون بوجہ اپنی دلچسپی یا اہمیت کے ترجمہ کیا جائیگا تو توضیح اور تشریح کے ساتھ لیکن اس سے یہ مقصد نہین کہ پرچہ ادنی درجہ کا ہوجائے بلکہ صرف یہ غرض ہے کہ متوسط لیاقت کے اشخاص کے لیئے پرچہ قابل پسند اور دلکش ہوجائے اور دراصل یہی طبقہ ہے جو اس قسم کے رسائل سے کچھ استفادہ کرسکتا ہے ورنہ طبقہ علما کو ایسے اور اس سے بہتر رسالونکی بھی کوئی ضرورت نہین۔

لسان العصر کے دو حصے کیئے گئے ہین۔ حصہ اول مین تاریخی ادبی اور سیاسی مضامین ہونگے جو نہ زیادہ دقیق ہونگے اور نہ بالکل عامیانہ۔ دوسرے حصے مین دوباب

ہون گے۔ ایک مین لایٹ لٹریچر (ادب سادہ) ہوگا اسمین قصے مذاق نظم اور اسی قسم کی دلچسپ باتین ہونگی۔ نظم مین یہ التزام رکھا جائیگا کہ جو گارستے اردو مین شائع ہوتے ہین ان کے بہترین اشعار انتخاب کر لیے جائین جس زمانے مین ریاض الاخبار گورکھپور سے شائع ہوتا تھا اور حضرت ریاض کے زندہ دلی کا شباب تھا اسوقت عطر فتنہ باحسن وجوہ اس نازک کام کو انجام دیتا تھا اور ہم اس امر مین اُسکی تقلید کرین گے۔ وقتاً فوقتاً کسی خاص شاعر کے انتخابات بھی شائع ہوا کرینگے اور کبھی کبھی کوئی اور صنف نظم بھی اس حصہ مین نظر آجائیگی مگر کوئی پابندی یا التزام خاص نہین کیا جائے گا۔ دوسرے حصے کا دوسرا باب ان لوگون کے لیے علی الخصوص کارآمد ہوگا جو کسی نہ کسی وجہ سے اخبار بینی مین زیادہ وقت نہین صرف کر سکتے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ اسکے ذریعہ سے مہینہ بھر کے ضروری حالات سے اس طرح واقفیت ہو جائے کہ تماشہ گاہ عالم کا کوئی سین نظر سے بچنے نہ پائے۔ مہینہ بھر کی خبرین واقعات پر رائین، کتابونکی فہرست اور انکی تنقید مختلف اُردو انگریزی مضامین کے خلاصے اور اقتباسات سب اسی باب مین جمع ہونگے۔

اوپر جو کچھ ہمنے لکھا ہے اِسسے یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہم یہ دعوی کرتے ہین کہ رسالہ تمام عیوب اور کمزوریون سے پاک اور ہر اعتبار سے مکمل ہوگا بلکہ ہم صرف یہ یقین دلاتے ہین کہ ہمارے امکان مین جو کچھ ہوگا اسمین ہم کوتاہی نہین کرینگے۔

ہر رسالہ کو مختلف المذاق اشخاص مختلف نظر سے دیکھتے ہین اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ رسالہ از سرتاپا اس کے تخیلات کا مخزن ہو لیکن اُسوقت لوگ اِس امر

کو فراموش کر دیتے ہین کہ اڈیٹر بھی مثل انکے ایک فرد ہے افراد انسانی سے۔ اسپر بہت
ذمہ داریان ہین اور اسے بہت سی مشکلات پر غالب آنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی تمام
طاقت اپنے مقصد کے کامیاب بنانے مین صرف کرتا ہے۔ اور اپنی کاوش کا نتیجہ
بہترین شکل مین پیش کرتا ہے۔ وہ کسی رئیس کا مصاحب نہین کہ ایک شخص کی رجحان طبیعت
پر اپنے ایمان اور اپنی پبلک ذمہ داری کو قربان کر دے وہ اُس بہت بڑے
گروہ کا جوابدہ ہے جو ناظرین کے نام سے اس سے رابطہ اتحاد رکھتے ہین جنمین ہر شخص
کی مختلف حاجتین اور مختلف خیالات ہین۔ اس کا فرض ہے کہ وہ ایک ایسا انداز
اختیار کرے جو اگرچہ ہر اخبار بین کے ہمنوا نہو۔ مگر کسی کے مخالف بھی نہ ہو۔ رائٹ
آنریبل آگسٹن برل کا یہ قول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ "کسی اڈیٹر سے
زائد از ضرورت توقع مت کرو"۔

پس یہ پرچہ جو آپکے روبرو ہے درحقیقت نقش اول ہے جسکا ترقی دینا نہ
صرف تنہا اڈیٹر بلکہ معاونین کے ہاتھ مین ہے ہر اصلاح اور ترمیم کے لیے ہم ہر وقت
تیار ہین۔ پرچہ کی جو جو ترقیان ہمارے ذہن مین ہین وہ رفتہ رفتہ ظاہر ہون گی مگر
معاونین سے ہماری یہ استدعا ہے کہ پرچہ کی اصلاح و ترقی کے نسبت خفیف سے
خفیف خیال بھی جو اُن کے ذہن مین آئے اس سے ہمکو ضرور مطلع فرمائین اور
یہ خیال نہ فرمائین کہ انکی تحریر چھوٹی ہو یا بڑی ایک عدیم الفرصت شخص کے لیے بار
ہو گی یا جس توجہ کی وہ مستحق ہے وہ توجہ اسپر نہ کیجائے گی

ہر زبان مین ایک نہ ایک پرچہ ایسا ہونا چاہیے جو سب پر فائق ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لسان العصر اس پایہ کے حاصل کرنیکی کوشش نہ کرے۔ اگر ناظرین کی قلیل تعداد بھی اپنی رائے پرچہ کے عیب و صواب کے متعلق دیا کرے۔ تو وہ دن دور نہین جب یہی پرچہ اردو زبان مین سب سے فائق ہو جائے ایک اور امر ضروری واضح کر دینا لازمی ہے یعنی پالیٹکس مین اس پرچہ کی [illegible] کیا روش ہوگی۔ اس پرچہ مین پولیٹکل مباحث ہونگے مگر گورنمنٹ کی مخالفت او شتعل قومونمین عناد کا پیدا کرنا اس پرچہ کا مقصد نہ ہوگا۔ بلکہ اسکا پالیٹکل مختلف اقوام مین اتحاد کا پیدا کرنا گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان سے غلط فہمیونکا رفع کرنا او معاملات ملکی پر اس طرز سے بحث کرنا جو پڑھنے والون کے جوش کو نہین بلکہ دماغ کو متوجہ کرے۔

اردو کے رسائل کی کمزوری او پستی کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ وہ لکھنے والون کو کچھ معاوضہ نہین دیتے۔ کوئی وجہ اسکی سمجھ مین نہین آتی کہ ایک رسالہ کا اڈیٹر جس نے اپنے اوپر صرف اتنی ذمہ داری لی ہے کہ مختلف اشخاص کے مضامین کو یکجا کرکے شائع کر دے کیون ان تمام فوائد مالی کا مستحق سمجھا جائے جو اس اشاعت سے حاصل ہون اور لکھنے والے کیون اپنی محنت کے ثمرے سے محروم رہین لسان العصر سے یہ نقص رفع کر دیا گیا ہو آپ مضمون بھیجیے اور اس کے ساتھ یہ تشریح فرمائیے کہ آپ اسکا معاوضہ کیا چاہتے ہین یا اس فیصلہ کو خود اڈیٹر پر چھوڑ دیجیے اگر اڈیٹر اس مضمون کو پرچہ مین درج کرنا مناسب سمجھے گا تو اسکا معاوضہ خاطر خواہ

دیا جائیگا ورنہ مضمون بجنسہ واپس کیا جائیگا۔ اگرچہ ہندوستان مین بہت ایسے اہل قلم ہین جو معاوضہ لینا پسند نہ کرین گے مگر بہت سے ایسے اہل قلم بھی ہین کہ اگر اردو کے اہل بچے معاوضہ مضامین کا انتظام کرین تو ان اصحاب کو دوسرے مشاغل کی ضرورت نہ باقی رہے تاکہ انکی اعلیٰ قابلیت سے مستفید ہوا ور وہ اپنے علمی نتائج کے سبب فکر معاش سے فارغ البال ہوجائین۔ بہرحال لسان العصر نے جو عزم کیا ہے وہ اسپر انشاءاللہ قائم رہیگا اور اہل قلم کی خدمت تا امکان بجا لائیگا۔

آخر مین یہ کہدینا ضروری ہے کہ چونکہ اس پرچہ کی ترتیب اور چھپائی مین غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے۔ اور اسکی قیمت صرف ۸ ر رکھی گئی ہے اور بہت سے اہل علم کی خدمت مین پرچہ بلا قیمت، بامید تنقید روانہ کیا جاتا ہے۔ لہذا اب یہ گنجائش نہین رہی ہے کہ وہ نادہند خریدارون کی کوئی فہرست رکھ سکے اور اسیواسطے ہمنے یہ عذر بھی رفع کردیا ہے کہ کم میعاد کی خریداری مین نقصان ہو یعنی قیمت ۸ ر فی پرچہ مقرر ہے خواہ ایک پرچہ لیا جاے یا بارہ پرچے۔

غرضکہ السعی منی والاتمام من اللہ پر اعتقاد کرکے اپنی جانب سے ہر ایک کوشش کا ہمنے ارادہ کرلیا ہے اور ایسے دل کے ساتھ جسمین اُمید وبیم ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کررہے ہون ہم آج یہ رسالہ اپنے معاونین کے روبرو پیش کرتے ہین۔ ع گر قبول اُفتد زہے عز وشرف۔

نیازمند۔

محمد حسین

تحقیقات عالم ارواح

موجودہ سائنس ہر شے کو عقلاً ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور جب تک کسی مسئلہ کا ثبوت حسی اور ذہنی طور پر نہ ملجائے سائنس اُسے تسلیم نہین کر سکتا۔ یہ خیال نہ صرف یورپ کے خمیر مین داخل ہو گیا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اسکا قبضہ اُن تمام اقوام کے دلون پر ہوتا جاتا ہے جو یورپ وہین تہذیب کے زیر اثر یا اُسکے قریب آتی جاتی ہے۔

اہل ہند بھی اس عالمگیر اثر سے محفوظ نہین رہ سکے۔ ایک امر کو مذہباً تسلیم کرتے ہین زبان سے اُسکا انکار نہین کرتے مگر وہ ایمانی تسکین جو ایک معتقد قلب کا جوہر ہونا چاہیئے کم لوگو نمین پائی جاتی ہے اسکے لیے ضرورت ہے کہ فلسفہ مذہب نئے رنگ مین دکھایا جائے۔ گو اس کہنے سے ہمین خود تکلیف ہوتی ہے مگر امر واقعی یہی ہے کہ ان دنون علمائے دنیاوی کے ادنیٰ اقوال پر وہ توجہ ظاہر کی جاتی ہے جو علمائے ربانی کے اعلیٰ سے اعلیٰ ہدایت کی جانب نہین کیجاتی۔

ایسی حالت مین مستحسن طریقہ یہ ہے کہ مذہبی مسائل انھی علمائے دُنیاوی کی تحقیقات کے موافق بیان کیے جائین اور موقع موقع سے قدیم خیالات سے انکی مطابقت کیجائے۔ ان تمام مباحث مین ایک خیال ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے وہ یہ کہ کسی امر کی علمی تحقیقات اور بداعتقادی مین بہت بڑا فرق ہے مثلاً ہمارا اعتقاد ہے کہ ملائکہ کی ہستی خارج از صفات انسانی موجود ہے لیکن باوجود اس اعتقاد کے ہم ہستی ملائکہ کی علمی تحقیقات کرین تو یہ دلیل ضعف اعتقاد کی نہین بلکہ پختگی اعتقاد کی ہے۔

ہم اس سلسلہ کو روح کی بحث سے شروع کرتے ہین۔ روح کیا ہے؟ ہم اسکا یہی جواب دین گے کہ

"امر ربی" لیکن ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ جواب کتنے شخصون کے اطمینان کا باعث ہوگا۔ ذیل مین جو مضمون درج کیا جاتا ہے وہ انگلستان کے مشہور اہل قلم مسٹر اسٹڈ کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ چونکہ مضمون خود بہت مشرح ہے اسلیئے کسی تمہید کی ضرورت نہین۔ اس سلسلہ کے ختم ہونے کے بعد انشاء اللہ مادہ کی بحث شروع کیجائیگی۔

فورٹ نائٹلی ریویو کے جنوری نمبر مین مین نے وہ واقعات بیان کیئے تھے جنکی بنا پر مین اپنے اس دعوے کو حق بجانب سمجھتا ہون کہ مردون کے اس عالم مین واپس آنیکا مجھے علم ہے جن لوگون نے اس مضمون کو پڑھا ہے انھین یہ سُن کر تعجب نہ ہوگا کہ اپنے اعتماد کے قدرتی اور عقلی نتیجہ کے طور پر مین نے ایک دفتر قائم کیا ہے تاکہ وہ لوگ جو ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہین اور عارضی طور پر قبر نے ان کو جدا کر دیا ہے باہم اطلاعات حاصل کر سکین۔ مدت سے یہ فرض مجھپر عائد ہو چکا ہے مگر مین اسکی انجام دہی کو مختلف وجوہ سے ملتوی کرتا رہا۔ انمین سے بعض اب نہین باقی رہے لہذا مین اسکی آزمائش مین زیادہ تاخیر نہین کر سکتا۔ یہ امر بہت صاف طریقہ سے طے ہو جانا چاہیئے کہ دوسری دُنیا کے رہنے والے جو ہمین یہ یقین دلاتے ہین کہ ہمارے اور اُن کے درمیان اطلاعات باہمی کا سلسلہ قائم ہو سکتا ہے وہ کس حد تک اپنے دعوے مین بجا ہین۔

۲۴۔ اپریل کو مین نے دونون عالم کے درمیانی بحر ناپیدا کنار پر پل باندھنے کیلئے ایک دفتر لندن مین قائم کیا جو میرے قدیم دفتر موبرے ہاؤس مین واقع ہے،

اور میرے دوسرے عالم کے اُس دوست کے تحت مین ہے جس نے پندرہ برس سے مجھے مجبور کر رکھا ہے کہ اپنے الفاظ کے ثابت کرنے کیلئے اُسے موقع دیا جائے۔

جن لوگون کو دُنیا کے جسمانی اور غیر جسمانی تعلقات تعجب خیز معلوم ہوتے ہین، وہ اس علان کو بہت ہی حیرت سے سُنین گے، لیکن جو لوگ جانتے ہین کہ ایسے تعلقات قائم ہین ان کو اِس دفتر کے اجرا سے صرف یہ تعجب ہوگا کہ اب سے پچاس برس پیشتر یہ دفتر کیون نہ قائم ہوا۔

ممکن ہو کہ تجربہ مین ناکامی ہو، لیکن اِس معاملہ مین کوئی قطعی ثبوت حاصل نہ کرنا بہت ہی بے نتیجہ کمزوری ہو۔ اس دفتر کے جزئیات بیان کرنیکے قبل مین تحقیقات کے متعلق عام طریق عمل بیان کرونگا جسکی بنا پر اُصول قائم ہو سکین۔

اِکس جگہ کی تحقیقات ہوگی۔

مسٹر ایچ۔کیرنگٹن (H Carrington) اپنی آخری تصنیف زمانۂ آئندہ کا سائنس (The Coming Science) مین لکھتے ہین کہ۔

"وہ ناقابل بیان لاعلمی جو روحانیت اور مادیت کے مابین حائل ہے (تحقیقات سائنس کیلئے) اسکی حدود سے بڑھکر کوئی دلچسپ میدان نہین ہو سکتا۔ اسوقت ہمارے تخیل کے لیے جو عجائبات قدرت پیش کیے گئے ہین انسے زیادہ ضروری اور قابلِ مباحثہ کوئی دوسرا امر نہین ہو سکتا۔ اسکی تحقیقات کے وسیع ذرائع اُن لوگون کیلئے جو سوچتے اور غور کرتے ہین صاف ظاہر ہین۔ انکی آئندہ روحانی ترقی اسی تحقیقات کے نتیجہ پر منحصر ہے"

اگر مسٹر کیرنگٹن اِس سائنس کو آئندہ صدی کا سائنس کہتے ہین تو وہ اسکی اہمیت مین کچھ بھی مبالغہ نہین کرتے۔

تعجب ہے کہ ویران غیرآباد اور بعید مقامات جو قطبین کے گرد واقع ہین اُنکے دریافت کرنے مین انسان ایسی وسیع اور مسلسل کوشش ظاہر کرے اور وہ پُراسرار مقام حجاب عدم جو باوجود اپنے قرب کے اسقدر بعید سمجھا جاتا ہے اُسکی تحقیقات مین ایسی کم اور غیر مسلسل کوشش عمل مین آئے۔ لیکن پھر بھی مجھے قطعی اُمید ہو کہ جب ایکبار تحقیقات کا کام کسی نہ کسی طرح شروع ہوجائے گا تو محققین کیلیے کُل سامان مہیا ہوجائین گے۔

مین بطور اُصولِ موضوعہ کے تمہیداً یہ کہتا ہون کہ ہماری دُنیا کے گرد ایک اور دُنیا واقع ہے جہان بعد مرنے کے ہماری روحین چلی جاتی ہین اور جس کا احساس ہم اپنے موجودہ قویٰ کے ذریعہ سے کرسکتے ہین۔ نیز یہ کہ جو لوگ جسم خاکی چھوڑ کر دوسرے عالم مین رہتے ہین اُن سے تعلقات قائم ہوسکتے ہین۔ پھر بھی مین تسلیم کرتا ہون ممکن ہے کہ یہ احتمالات بالکل بے بنیاد ہون۔ مین انپر اصرار نہین کرتا بلکہ مذکورۂ بالا اُصول کام کے شروع کردینے کے لیئے پیش کرتا ہون، اور جہانتک میرا تعلق ہے کہ سکتا ہون کہ مجھے اسمین کوئی شک باقی نہین رہا ہے۔

کام کا اُصول اگرچہ بذاتہ غلط ہو مگر جب وہ عجائبات قدرت کی تحقیق اولی کی بنا پر قائم کیا گیا ہو تو وہ اکثر ایسے جدید عجائبات قدرت کے معلوم کرنیکا ذریعہ ہوجاتا ہے

جوکسی اور طرح نہ معلوم ہوتے۔

ہم اپنی اِس تحقیقات کے سفر پر کشادہ دلی کے ساتھ روانہ ہوتے ہین۔ جو اُصول ہم اختیار کرین گے وہ صرف وقتی کام کے اُصول ہونگے۔ اور جس وقت اُس سے بہتر کوئی اُصول معلوم ہوگا ہم فوراً پہلے اُصول کو ترک کر دینگے۔ البتہ ایک خیال مین ہم کسی سے اتفاق نہ کرین گے۔ وہ یہ کہ کوئی شخص کسی امر کے جزو کل کو ایسے یقینی طور پر جانتا ہو کہ قابل اعتبار اشخاص کی شہادت وہ اس بنا پر مسترد کر سکے کہ وہ شہادت اسکے دعوے کے خلاف ہے۔ ناقابلِ برداشت تدمغ کی یہ انتہا ہے۔ مادہ پرستون اور علمائے دین کا غلو ہمیشہ سچی اور آزادرائیون کے سدِ راہ رہا ہے۔ واقعات اور زیادہ واقعات کی تلاش عجائبات قدرت کے باحتیاط اور صحیح مشاہدات اور باریک بینی کے ساتھ اُنکا اندراج، یہی سامان اِس دُنیا کی تحقیقات کرنے والون کیلئے لازمی ہین، اور یہی سامان دوسری دُنیا کی تحقیقات کرنیوالون کے لیے بھی کچھ کم ضروری نہین ہین۔

۲۔ ہادیان تحقیق

فرض کرو کہ تمام بنی نوعِ بشر بینائی سے محروم ہوتے اور زندگی بھر کسی کو آنکھ کھولنے کی نوبت نہ آتی، اِس حالت مین انسانی دُنیا "حواس اربعہ" پر مشتمل ہوتی بلکہ ہلن کلر ( ) کی نادر مثال سے، جو اندھا اور بہرا پیدا ہوا تھا یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف حواس ثلاثہ کے ساتھ دُنیا مین رہنا ممکن ہے۔ ایسی حالت مین انسان نے خود کو اپنے ضروریات کے

مطابق بنا لیا ہوتا۔ شامہ، ذائقہ، سامعہ اور لامسہ کے زور سے اسنے کسی نہ کسی حد تک
تہذیب حاصل کر لی ہوتی۔ اگرچہ مادام الحیات وہ اُس شخص کی طرح دُنیا مین رہتا جسکی
قوتِ باصرہ پر کبھی روشنی نہ پڑی ہو۔

پھر فرض کرو کہ کسی طرح، کسی جگہ اور کسی وقت اس سیارہ کے لاکھون باشندون
مین سے کسی شخص نے ایک نسل، ایک صدی، یا ایک ہزار برس بعد آنکھین کھول لین اور
دیکھنے لگا۔ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے۔ اسے اِن لوگون کو کیونکر سمجھائیگا جو سُنتے ہین، چھوتے ہین
چکھتے ہین، سونگھتے ہین، مگر دیکھ نہین سکتے۔ اگر اسنے اس امر کی کوشش کی تو ہر وقت اُسکا
مضحکہ ہوگا، اور کبھی کبھی لوگ اُسے دق بھی کرینگے۔ وہ اس امر سے انکار کرے گا
کہ دُنیا تاریک ہے، اور صرف سطحِ زمین ہی کل کائنات ہے۔ وہ دعویٰ کرے گا
کہ ایک اور عالم روشن، بلند تر، اور لامحدود ظاہر ہوا ہے۔ یہ عالم بند آنکھ والون کے
منتہائے تخیل سے بھی بالاتر ہوگا۔ لیکن اگر پوچھا جائے کہ یہ عالم کہان ہے؟ تو وہ شخص
جواب دے گا کہ ہمارے چارون طرف ہے۔ یہ کوئی اور عالم نہین، بلکہ یہی عالم ہے
جو ایک نئی دلفریبی کے ساتھ نمایان ہوا ہے۔ معترض اسکی ہنسی اُڑائین گے اور
سوال کرین گے کہ وہ دُنیا جس کا تم ذکر کرتے ہو کہان ہے؟ ہم اُسے کسطرح جان سکتے
ہین؟ کیا ہم اُسے چھو سکتے ہین، سونگھ سکتے ہین، چکھ سکتے ہین، یا سُن سکتے ہین؟ تم تسلیم
کرتے ہو کہ انہین سے کوئی صورت بھی ہم نہین اختیار کر سکتے، پھر کیونکہ تم اسکی ہستی کا
ہمین یقین دلانے کی اُمید رکھتے ہو۔ بلاشک سائنس کے تمام قوانین، اور مقدس مذہب کے

فتاوی ہمین مجبور کرتے ہین کہ ہم تمھین ایک بیحیا دروغگو یا فاتر العقل تصور کرین - ہم اس زعم خیال کی جانب صرف اسوجہ سے مائل ہوئے ہین کہ تمھارے کفر کے سبب سے تمھین قتل نہ کرین - لیکن یہ تمام معزور، کوتہ نظر صاحبانِ حواس اربعہ" اسی آفتاب کی کرنون سے گرم ہوتے ہین جس کا وہ انکار کرتے ہین' اور انہی پھولون کی خوشبو سونگھتے ہین جنکے چمکیلے رنگ وہ نہین دیکھ سکتے -

ممکن ہے کہ ان دیکھنے والون مین سے چند کو قتل اور اکثر کو قید و بند کرنیکے بعد جب دیکھنے والے طعن و تشنیع کے خوف سے خاموش ہو جائین تو وہ وقت آوے کہ بند آنکھ والون مین سے بعض یہ تسلیم کرنے لگین کہ ان تمام باتون کی تہ مین کچھ نہ کچھ اصلیت ہے اور انھین ماننا پڑے کہ ع

خاکساران جہان را بحقارت منگر   تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کچھ لوگ اس طرف مائل ہون' اور ڈرتے ڈرتے اُس تحقیقات کی جانب توجہ کرین جو اُن لوگون نے کی ہین جنکی آنکھین کھل گئی ہین' اور اسطرح شاید سو دو سو برس مین اس عالم حواس خمسہ کا کچھ احساس اُن لوگون کو ہو سکے جنکی آنکھین بند ہین -

ہم لوگ جو اسوقت عالم حواس خمسہ مین رہتے ہین بمقابلہ ان لوگون کے جنکی نظرون سے پردہ اُٹھ گیا ہے اور جو عالم حواس ستہ' کو دیکھ لیے ہین (جہان بعد ممات ہر شخص کو جانا ہے) وہی نسبت رکھتے ہین جو عالم حواس خمسہ کے مقابل مین عالم حواس اربعہ

کے رہنے والے رکھتے ہین ایسے بہت سے لوگ موجود ہین مگر تضحیک اور مخالفت کے خوف سے انمین سے اکثر خاموش ہین انکا ہونا تسلیم ہے ۔جس حال مین وہ اس عالم مین رہتے ہین اسی حال مین وہ اس عالم مین رہتے ہین جو عالم حواس خمسہ کے حدود سے باہر واقع ہے ۔جب وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہین تو وہ مختلف نامونسے یاد کیئے جاتے ہین ۔مگر مطلب ہر ایک کا یہی ہے کہ وہ ایک مزید حواس رکھتے ہین ۔ اگر ہم اس دوسرے عالم کا حال معلوم کرنا چاہین تو ہمین اس نامعلوم سمندر مین بطور راہبر کے ان لوگون کو لینا چاہیے جو وہان رہ چکے ہین اور اب بھی رہتے ہین اور جنکا ان لوگون سے مسلسل تعلق ہے ۔جنھون نے ہماری اس دُنیا کو چھوڑ دیا ہے ہماری اس تحقیقات اور تلاش کے سفر مین دیکھنے والے شخصون کے خدمات کا حاصل کرنا لابُد و ناگزیر ہے ۔

۲ - دوسرا عالم کہان ہے

کولمبس نے یہ خیال کیا کہ وہ بحر اطلس کے گرد سفر کر کے ہندوستان پہونچ سکتا ہے ہمارا بحر اطلس قبر ہے ۔یہ وہ بحر ناپیدا کنار ہے جو چارون طرف صرف افق سے ملا ہوا ہے کولمبس مغرب کی جانب روانہ ہوا تھا کیونکہ ازمنہ متوسط مین یہ خیال تھا کہ آسمان مثل ایک چھت کے ہمارے اوپر ہے اور جہنم ہمارے نیچے گہرائی مین ہے ۔مگر اب ہمین معلوم ہوا ہے کہ اس وسیع ملک تک پہونچنے کیلئے جس کے حدود سے کوئی مسافر واپس نہین آیا نہ ہمکو اوپر جانا ہے اور نہ نیچے نہ شمال نہ جنوب نہ مشرق نہ مغرب کیونکہ ان لوگونکی

شہادت کے موافق جو وہان رہتے ہین اور اِس دوسرے جانب کا حال بیان کرتے ہین۔ وہ دوسرا جانب یا دوسرا عالم نہین ہے۔ بلکہ درحقیقت وہ اسی دُنیامین اور اسی دُنیاسے ملا ہوا ہے جسمین ہم رہتے ہین دیکھتے ہین سُنتے ہین سونگھتے ہین اور چھوتے ہین جب ہماری اولاد مرجاتی ہے تو وہ کہین ناقابل رسا عالم مین نہین جاتے۔ یہ چھوٹے بچے کہین نہین جاتے جس دُنیا مین وہ جاتے ہین وہ اِسی زمان اور اِسی مکان سے مراد ہے۔ بالکل ایسا ہی جیسے کہ اُس شخص کے رنگ و روشنی کی دُنیا جسکی آنکھین کھلی ہین اُس شخص کے مقابل مین جسکی آنکھین ابتک بند ہین۔ میرے ایک عزیز دوست کی لڑکی نے اپنی غمزدہ ماں کے جواب مین لکھا "کیا تم نہین سمجھ سکتی ہو کہ ہم مین سے کوئی کہین نہین گیا۔ سب یہین ہین" بالکل یہی جواب حواس خمسہ والا شخص حواس اربعہ والے شخص کو دے گا جو اسے پوچھے گا کہ رنگ و نظر کی دُنیا کہان ہے۔ وہ کہے گا "ہمارے ہرطرف ہے میرے لیئے وہی چیزین ہین جو تمھارے لیئے بجز تاریکی اور اندھیرے کے، مین اسی دُنیا مین ہون جسمین تم ہو۔ مین تمسے پہلو بہ پہلو رہتا ہون۔ بجز اسکے کہ مین وہ چیزین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھ سکتے"۔ جن لوگونکی آنکھین کھُلی ہوئی ہین وہ بھی کم و بیش اسی دُنیا مین رہتے ہین جو حواس ستہ کی دُنیا ہے اور جہان سب ہی لوگ بعد موت کے جاتے ہین۔ بہت لوگ مرنے کے قبل ہی وہ خصوصیات اور وہ طاقتین حاصل کر لیتے ہین جو جسم خاکی چھوڑ دینے پر حاصل ہوتی ہین میرے عزیز دوست جولیا نے جو پہلی بات مجھ سے کہی وہ یہ تھی کہ جن چیزون کو وہ جسطرح

دیکھتی رہی تھی ایسطرح اب بھی دیکھتی ہے، بجز اسکے کہ راستے ارواح سے بھرے ہوئے ہین اور موت کے بعد سب سے پہلے جو خیال محسوس ہوا وہ یہی تھا۔

جن لوگونکی آنکھین کھُل گئی ہین وہ راستون کو روحون سے بھرا دیکھنے کیلئے موت کا انتظار نہین کرتے۔ متوسط درجہ کے صاحبان کشف ہروقت روحون کو دیکھتے رہتے ہین، اور جیسا جولیا نے کہا ہے وہ بالکل ہمارے مثل معلوم ہوتی ہین۔

جو لوگ اُس نئی زندگی مین داخل ہوئے ہین جسکی پہلی منزل قبر ہے اُنہین نہ صرف روحون کے دیکھنے کی بلکہ خیال کے مانند تیزروی کی قدرت ہے۔ وہ جہان چاہتے ہین وہین موجود ہوجاتے ہین۔ یہ قدرت صرف انھین کیلئے مخصوص نہین ہے جو قیدِ عناصر سے آزاد ہین۔ اسکاٹ لینڈ کے ایک مشہور ناول نویس نے چند روز قبل مجھ سے کہا کہ صرف چند منٹ کرسی پر ساکت بیٹھنا اس غرض کیلئے کافی ہے کہ وہ جہان کا خیال کرے، وہین خود کو موجود تصور کرلے۔ اُسکا جسم کرسی پر رہتا تھا، مگر اسکی قوت مدرکہ چشم زدن مین دُنیا کے بعید ترین مقامات مین پہونچ جاتی تھی۔ اُسکا بیان ہو کہ اسکے آخری ناول مین جنوبی امریکہ کا ایک منظر دکھایا گیا ہے۔ اسنے اپنے کو اسی مقام پر موجود تصور کیا، اور تمام مقامی کیفیات وخصوصیات کو محسوس کرلیا۔ جب یہ قصہ شائع ہوا تو جنوبی امریکہ والون نے وہان کے مناظر شہر اور باشندونکے حالات اسقدر غیرمعمولی صحت کے ساتھ درج کرنے پر اُسے مبارکباد دی۔ اُن لوگون کو اس امر کے باور کرنے مین تامل تھا کہ مصنّفہ نے وہ مقامات کبھی آنکھ سے نہین دیکھے ہین۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ تصنیف کے وقت وہین موجود تھی، گو اسکو جسمانی حیثیت سے بحر اٹیلانٹک کو طے کرنیکی نوبت نہین آئی۔

اُس دوسرے عالم کے رہنے والون مین ایک اور بھی قدرت ہو وہ یہ کہ جسطرح وہ واقعاتِ ماضیہ کو معلوم کر سکتے ہین، اسی طرح اکثر حالاتِ مستقبل کو بھی دریافت کر سکتے ہین۔ گذشتہ واقعات کو اس صفائی سے دیکھنا کہ وہ پیش نظر معلوم ہون روحی معاملات سے تعلق رکھنے والونمین یہ قوت بالعموم ودیعت رکھی گئی ہے۔ اسکی مثال پروفیسر ڈنٹی کے اس واقعہ سے ملتی ہے کہ اسنے اپنے اصطبل کے لڑکے کو ایک ٹکڑا اروئی کا دیا۔ لڑکے نے اسے ایک کاغذ مین لپیٹ کر رکھدیا جسمین ہرقل کے واقعات درج تھے۔ اُسوقت وہ تمام واقعات اسکو اسطرح نظر آگئے گویا اسکی آنکھون کے سامنے گذرتے ہین۔ اسکو حاضرات کہتے ہین۔ لیکن آئندہ کے واقعات معلوم کر لینے والے کم ہین۔ غیر جسمانی لوگ ایک خاص حد تک اسپر قادر ہین۔ جو لوگ ابھی قیدِ عناصر سے آزاد نہین ہوئے وہ بھی بعض اوقات آئندہ کا حال معلوم کرتے ہین۔

دوسری دُنیا کے رہنے والون کی یہ قدرت کہ بلا واسطہ تکلم یا تحریر کے وہ اپنے خیالات دوسرے تک پہونچا دین، اس دُنیا کے اکثر لوگون مین پائی جاتی ہے۔ اس مبحث پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، مگر مین نے جو کچھ اوپر بیان کر دیا ہے، اس سے کافی تشریح ہو گئی۔ یعنی یہ کہ وہ دوسرا عالم جہان بعد مرگ جانا ہے نہ ہمسے بہت دور ہے اور نہ وہان تک رسائی غیر ممکن ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ آسمان کی بادشاہت

خود تم مین ہے۔ اسیطرح جن لوگون کی آنکھین کُھلی ہین اگر انکا اعتبار کیا جائے تو یہ قول بالکل صحیح ہوگا کہ دوسری دُنیا ہمارے ہی گرد و پیش واقع ہے، وہ یہی دُنیا ہی۔ وہ یہین ہے صرف ہماری آنکھ سے ایک پردہ اُٹھ جائے گا۔ ملک الموت ہماری آنکھون کی پٹی کھولدیگا اور ہم اُس عالم ستّہ مین رہنے لگین گے جہان ہمارے اکثر ہمجنس اسوقت بھی موجود ہین۔

۴۔ دوسری دُنیا کی تحقیقات کیونکر عمل مین آئے

اگر بیانات مذکورۂ بالا قابلِ تسلیم ہین، اور در اصل وہ دوسری دنیا یہی ہی، اور اکثر لوگ ایسے ہین جو عادتاً اُس عالم مین رہتے ہین، ایسی حالت مین اِس سے زیادہ آسان اور خوش آئند کیا ہوسکتا ہے کہ ان خوش نصیب قانیون سے اُس دُنیا کا حال دریافت کیا جائے جسمین وہ اپنا وقت صرف کرتے ہین۔ یہ کولمبس اور انڈے[1] کے مشہور قصّے کے مطابق ہے۔ انڈے کو کھڑا کردینا بہت آسان ہے جب اُسکا طریقہ معلوم ہو جائے، مگر تعجب یہ ہے کہ کولمبس کے ہاتھ لگا نیکے قبل کسی کو یہ تدبیر نہ سوجی۔

یہان ہمکو ایک مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ کوئی شخص ایسے آدمی کی شہادت

---

[1] کولمبس جب تحقیقات امریکہ سے واپس آیا تو ایک دعوت کے موقع پر بعض لوگون نے طنزاً کہا کہ یہ تحقیقات کچھ مشکل نہ تھی، جو جاتا اُسکو نئی دُنیا مل جاتی۔ کولمبس نے ایک انڈا میز پر سے اُٹھا لیا اور حاضرین جلسہ سے کہا کہ کوئی صاحب اسے سیدھا کھڑا کردین۔ کسی سے نہ ہوسکا۔ کولمبس نے چاقو نکال کر اُس کا پیندا کاٹ دیا اور اُسے عموداً قائم کردیا۔ سب حیران رہ گئے۔ ۱۲

نہ قبول کریگا جسے وہ جانتا نہ ہو۔ بالواسطہ شہادت کو ہر شخص مسترد کردیگا۔ ہر امر بلا واسطہ ہونا چاہیئے۔ البتہ سائنس کی معلومات اجرام سماوی سے لیکر ایک بے حقیقت ذرہ تک اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے بچپن سے بڑھاپے تک جتنی معلومات ہمین حاصل ہوتی ہے اسمین سے ننانوے فی صدی ایک کیا سو سو واسطون سے ہم تک پہونچتی ہے۔ لیکن اس دوسری دُنیا کے معاملے مین کوئی بالواسطہ شہادت مقبول نہین ہو سکتی۔ ایک معمولی شخص کو افریقہ یا آسٹریلیا کے وجود کا یقین کرنیکے لیے اتنا کافی ہے کہ اگر وہ خود وہان نہ ہو گیا ہو تو کسی ایسے شخص کا یقین کرے جو وہان گیا ہو یا نقشے اور جغرافیہ پر اعتماد کرے یہی حال دوسری دُنیا کا ہے۔ اسکے یقین کے لیے ضروری ہے کہ خواہ انسان مرنے کے قبل خود وہان جائے (اور یہ اسی صورت مین ممکن ہے کہ اسکی آنکھین کھل گئی ہون) یا وہ کسی ایسے شخص سے اطلاع حاصل کرے جو حقیقتاً اس عالم مین رہتا ہو۔ اسی مقصد کے حصول کیلئے میری دوست جولیا نے یہ تجویز کی ہے کہ دونون عالم کے درمیان اطلاعات حاصل کرنیکے لیے ایک دفتر قائم کیا جائے۔

اب سے چودہ برس قبل جب وہ دو برس دوسرے عالم مین رہ چکی تھی، اسنے لکھا تھا:-

مین تمسے دریافت کرنا چاہتی ہون کہ ایک معاملے مین جس سے مجھے بہت دلچسپی ہے تم میری کچھ مدد کرسکتے ہو یا نہین۔ مین عرصے سے سوچ رہی ہون کہ کوئی ایسا مقام مقرر کیا جائے جہان وہ لوگ جو اس دُنیا سے گذر گئے ہین اپنے اُن عزیزون سے مکالمہ یا مکاتبہ کرسکین جو اُنسے بچھڑ گئے ہین۔

اسوقت یہ دُنیا ایسی روحون سے بھری ہوئی ہے جو اپنے عزیز پس ماندگان عالم فانی سے سلسلۂ گفتگو قائم کرنیکی آرزومند ہین۔ حیرت ہے کہ اُس عالم کے باشندے اُن لوگون کے لیے بیچین ہین جو وہان سے گذر گئے ہین اور اس عالم کی روحین غمگین ہین کہ وہ اُن لوگون سے تعلقات نہین رکھ سکتی ہین جن سے وہ محبت رکھتی ہین۔ اِن پاک غمناک روحون کو یکجا کرنیکی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اسکے لیے بس ایک دفتر کی ضرورت ہے جو دونون جانب اطلاعین دے سکے۔ کیا تم اِس قسم کا کوئی دفتر، وایک قابل عتماد متوسطین کے ذریعہ سے قائم کرسکتے ہو۔ جو لوگ دنیا مین عزیزون کی مفارقت سے مغموم ہین اگر وہ اتنا جانلیین، اور ایک ہی بار جان لین کہ جن لوگون کے لیے وہ افسردہ خاطر ہین وہ بہ نسبت سابق کے اُسنے اور زیادہ قریب ہوگئے ہین، تو بہتیرونکے آنسو پُچھ جائین اور کتنے ہی غمزدہ دل تسکین پاجائین۔ ہین تھین یقین دلانا چاہتی ہون کہ یہان کے لوگ بہت ہی مستعدی سے تمھاری مدد کرین گے۔

ہم لوگ یہان اِس خیال سے خوش ہین کہ ایک نہ ایک دن مجبوری رفع ہو جائیگی۔ خیال کرو ہمین کس قدر تکلیف ہوتی ہو جب ہم دیکھتے ہین کہ ایک طرف وہ لوگ جن سے ہمین محبت ہے، مایوسانہ رنج کر رہے ہین، اور دوسری طرف وہ لوگ جنکا وہ غم کر رہے ہین بے نتیجہ کوشش اس امر کی کر رہے ہین کہ انھین اپنے قریب ہونیکا یقین دلائین۔ بہت لوگ اس خیال سے کہ انکے عزیز دوزخ مین داخل ہوگئے ہین شکستہ دل ہوجاتے ہین، حالانکہ وہ جوار رحمت الٰہی مین داخل ہوگئے ہین۔ غور کرو، اِس معاملہ مین کیا ہوسکتا ہے۔ اس کام کا انجام دینا بہت ہی اہم اور ضروری ہی۔ سروش غیبی اُس دن کی بشارت دے رہا ہو جب خفتگان خاک دوبارہ عالم اجسام والون کے ساتھ چلتے پھرتے نظر آئین گے۔

کم و بیش بارہ برس تک مین اس تجویز پر کچھ عمل نہ کر سکا۔ حتی کہ سنہ ۱۹۰۵ء مین یہ لکھنے کی نوبت آئی کہ :-

میری خواہش یہی رہی، مگر مین یہ نہ کر سکا کہ تمام موانعات کو برطرف کرکے اس اہم کام پر ہمہ تن مستعد ہو جاؤن، مین ایک پبلک شخص ہون، معاملات عامہ مین منہمک رہتا ہون اور انھین مشاغل کے سبب سے نہ مجھے وقت مل سکا اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہاتھ آیا کہ اس قسم کا دفتر قائم کرنیکی کوشش کر سکون۔

لیکن اب یہ ممکن ہو کہ مین اس امر مین کوشش کر سکون، مگر قبل اس بیان کے کہ اس دفتر کے ذریعہ سے مجھے دوسرے عالم کی تحقیقات کی اُمید ہے، مین چند الفاظ جولیا کی کیفیت اور حکم قبول کرنے کے دلائل کی نسبت کہنا چاہتا ہون۔

۵۔ جولیا کی شخصیت

ابتدا مین اسکا نام مس جولیا اے۔ ایمس تھا۔ وہ پہلے شکاگو کے پرچہ یونین سگنل کے اسٹاف مین شامل تھی۔ وہ نیو انگلینڈ مین سنہ ۱۸۶۰ء مین پیدا ہوئی جب سنہ ۱۸۹۰ء مین وہ سیاحت یورپ کیلئے آئی تو بر اعظم کو جاتے اور وہان سے واپس آتے وقت مجھسے انگلستان مین ملی۔ اور ہم دونون مین گہری دوستی ہوگئی۔ وہ امریکہ واپس جاکر دوسرے سال موسم سرما مین بمقام بوسٹن بیمار پڑی اور وہین اسپتال مین اُسکا انتقال ہوگیا۔

بہت سی دوسری پاک روحونکی طرح مس ایمس نے اپنی ایک عزیز ترین مُنھ بولی بہن سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر وہ دوسرے عالم سے واپس آسکی تو وہ ثابت کردے گی کہ روح مرنے کے بعد واپس آنے اور پس ماندون سے تعلق رکھنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ اکثر لوگون نے

یہی عہد کیا اور کوئی اُسے پورا نہ کرسکا۔ مگر مس ایمس نے اپنا عہد دوبارہ پورا کیا۔ اور دوسری مرتبہ مین اُس قصر مین ٹھہرا ہوا تھا جہان اسکی شبیہ دیکھی گئی تھی۔ اس مرتبہ جب وہ ظاہر ہوئی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرا ہاتھ بلاارادہ لکھنا چاہتا ہے۔ مین نے اُسے مس ایمس کی مرضی پر چھوڑ دیا اور اُسوقت سے وہ ہمیشہ اُسے استعمال کیا کرتی ہے۔ جس امر نے مجھے جولیا کی شناخت کا یقین دلایا وہ دو حصون مین تقسیم ہوسکتا ہے۔ ذاتی اور خارجی۔ ذاتی شہادت مختصراً چھ عنوان مین جمع کیجا سکتی ہے۔ (۱) اطلاعات کی ابتدا جیسا اوپر مذکور ہوا۔ (۲) پہلے پیغام مین اپنے ایک لاڈ کے نام سے ثبوت دینا۔ یہ نام اسکے آخری وقت مین رکھا گیا تھا اور اسکے ایک دوست کو معلوم تھا مگر مین نہین جانتا تھا۔ (۳) ایک واقعہ کا تفصیلی بیان جو غالباً ۱۸۷۰ء مین واقع ہوا تھا۔ مین نے کبھی اسکا ذکر نہین سُنا تھا اور خود اسکی جلیس کو بھی اسوقت تک یاد نہ آیا جب تک کہ مقام اور وقت کی تشریح نہ کی گئی۔ مجھے اُس مقام یا وقت کا علم مطلق نہ تھا (۴) میرے ہاتھ سے اُن لوگون کے نام کا لکھا جانا جنھین مین مطلق نہ جانتا تھا، اور جو اسکے ہموطن دوست تھے (۵) میرے ہاتھ کے استعمال کرنیوالے کا بعض اشخاص اور بعض حالات سے نہایت ہی محبت آمیز تعلق ظاہر کرنا۔ مجھے کسی وجہ سے بھی اُن سے اتنا گہرا تعلق نہین ہوسکتا تھا جتنا جولیا کا تھا۔ (۶) اُن خطوط کے رسم الخط مین بہت ہی بین اور غیر مبدل شخصی خصوصیات کا ہونا۔ یہ خط ہرگز میرا نہین ہے۔ اور بعض اعتبارات سے میرے خط سے بہتر ہے۔

خارجی شہادت بھی چھ حصون مین تقسیم ہوسکتی ہے۔ (۱) جسوقت میرا ہاتھ خود بخود

لکھ رہا تھا تو ایسے اجنبی لوگون نے اُسے میرے قریب کھڑی ہوئی بیان کیا جنھون نے کبھی اُسکا ذکر تک نہین سُنا تھا۔ (۲) انمین سے کئی شخصون نے نہ صرف اسکی ہیت بیان کی بلکہ اُسکا نام تک بتا دیا (۳) ایک شخص نے یہان، اور ایک شخص نے اسکے وطن مین اُسکا عرف بھی بتایا جس کا اظہار میری طرف سے کبھی نہین ہوا تھا۔ اور جس کی نسبت مین نے لاحاصل کوشش کی کہ دوسرے متوسطین کے دلومین بھی پیدا ہو جائے (۴) ایک مرتبہ ایک صاحب کشف نے بہت سی تصاویر مین سے جولیا کی تصویر اٹھالی، حالانکہ امتیاز کی کوئی ظاہری وجہ نہ تھی، اور اُس لیڈی سے مشابہت دی جس کی روحانی تحریک سے وہ لکھ رہا تھا (۵) دوسری مرتبہ ایک صاحب کشف نے ایسے جزئیات بیان کیے جنکی نسبت میرا یقین تھا کہ غلط ہین، اگر جب جولیا کے خاص احباب سے دریافت کیا تو اُنھون نے اسکی تصدیق کی (۶) بہت سے صاحبان کشف جو مجھ سے بہت دور تھے، جولیا حسب قرارداد اُن سے معینہ اوقات پر ملی۔

مذکورۂ بالا بیانات پر اُن شہادتون کا اضافہ ہو سکتا ہے جو میرے لڑکے اور اُن احباب سے حاصل ہوئی ہین جو اس دُنیا سے گذر گئے ہین۔ اِن سب نے جولیا کی حقیقت، اور اسکی دلچسپ شخصیت کے متعلق یکسان بیانات دیے ہین۔

۶۔ دفتر مین کام کیونکہ ہوگا؟

یہ مسئلہ بہت مشکل ہے۔ اس بحر ناتمنا ہی پر پُل بنانیکی تجویز ایسی بیباکانہ جرات ہے جس سے اکثر لوگ گھبرا جائینگے بعض اسے مہمل سمجھین گے۔ لیکن جن لوگون نے

عالم ارواح کی ترقی تحقیقات مین دانشمندانہ دلچسپی ظاہر کی ہے وہ تسلیم کرینگے کہ اب
وقت آگیا ہے کہ اس کار عظیم کی ابتدا کیجائے اور مستقل مزاج محققین اس کام کو ہاتھ مین
لین، اور استقلال کے ساتھ آخر تک اُسپر قائم رہین۔

سوال صرف یہ ہے کہ واقعات کیا ہین۔ آیا ہم ایسے قابل اعتماد اصحاب سے
خدمات حاصل کرنیکا انتظام کر سکتے ہین یا نہین جنکی آنکھین کھل گئی ہین تاکہ وہ اُن
متقدمین کی رہبری کرین جو زندون اور مُردون کے درمیان پل بنانیکی کوشش کر رہے
ہین۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام صبر و استقلال سے انجام پا سکتا ہے۔ جولیا جسنے چند سال
برس پیشتر اس قسم کا دفتر قائم کرنے پر اصرار کیا تھا اب اسکے روزانہ کارروائی کی نگرانی
وہ اپنے ذمہ لیتی ہے۔ بعض لوگون کو حیرت ہوگی کہ مین اسقدر سنجیدگی سے یہ لکھ رہا ہون
کہ ایک بڑے دار السلطنت کے وسط مین ایسا دفتر قائم کرنا ممکن ہے جسمین اگر کامیابی
ہو سکتی ہے تو ایک ایسے شخص کی غیر مرئی خبر رسانی کی وجہ سے جس کو سپرد خاک ہوئے آج
سترہ برس ہو چکے ہین۔ اگر روحانیت کے اُن اصولی مسائل مین جو اسوقت تسلیم کیے
جاتے ہین کچھ بھی صداقت ہے تو میرے اس دعوے مین بھی کوئی امر بعید از عقل نہین ہے
اگر مجھے کامل یقین نہ ہوتا کہ ہم بے شک و شبہہ دوسرے عالم والون کی امداد پر بھروسہ
کر سکتے ہین تو مین کبھی خواب مین بھی اپنے اوپر ایسی سخت ذمہ داری نہ عاید کرتا جسکے
مضحکہ کا یقینی اندیشہ ہو۔ قبل اسکے کہ اُس دفتر کا غیر مرئی نگران اپنے طور پر وہ خاص
طرز عمل کام مین لائے جس پر اس دفتر مین عمل درآمد ہوگا، مین وہ اُصولی خیالات مختصراً

بیان کر دینا چاہتا ہون جو عملی طور پر کام مین لائے جائین گے۔ میرا یہ یقین ہے کہ جب ہمارے احبا و اقربا انتقال کر جاتے ہین تو انھین صرف اپنے جسم خاکی سے رہائی ملجاتی ہے لیکن وہ برابر زندہ رہتے ہین اور انمین اپنی شخصیت کا خیال قائم رہتا ہے۔ بعض حالتون مین موت کے بعد کچھ روز کے لیئے فقدان ادراک ہو جاتا ہے، لیکن اکثر صورتون مین بعد ممات شعور ذات بہ نسبت حیات دنیاوی کے ترقی کر جاتا ہے، خاص کر جب انھین کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ سخت مضطرب ہوتے ہین کہ کسی طرح اپنی بقا اور ابدی زندگی کا انھین یقین دلائین۔

یہی اصولی خیال ہے اور اسی پر دفتر بطریق ذیل کاربند ہوگا:۔

ایک ڈائرکٹری اُن اہل باطن کی تیار کیجائے جنکی آنکھین کھل گئی ہین، اور جو تحقیق جانچ اور تجربے مین پورے اُترے ہین جب کسی شخص کا کوئی عزیز دوست یا قرابتمند اُس سے جُدا ہو گیا ہو، اور وہ اُس سے حالات معلوم کرنا چاہے تو اس دفتر مین درخواست دینے پر اُسے اطلاع دیجائیگی کہ ایسی کوشش کن حالتون مین کیجا سکتی ہے۔ جب وہ اُس سے اتفاق کریگا اُس وقت ڈائرکٹر کی منظوری حاصل کیجائیگی۔ جو لوگ اپنے گم گشتہ عزیزون سے حالات نہ سُننا چاہین گے انکی درخواست نامنظور کیجائیگی۔ مس جولیا لکھتی ہے " دفتر کا مقصد صرف اُن لوگون کی مدد کرنا ہوگا جو اُس تغیر کے بعد جس کا نام موت ہے ایک دوسرے سے ملنے کی آرزو رکھتے ہین۔ یہ ایک قسم کا ڈیڈ لٹر آفس (گمنام خطوط کا دفتر) ہوگا، جہان گمنام پیغامات کی جانچ اور انکی تقسیم کا انتظام کیا جائے گا۔ جب ہر دو جانب سے

اشتیاق و محبت کے پیغامات نہ موصول ہون تو ایسے موقع پر اس دفتر کا کوئی کام نہ ہوگا۔ اس دفتر کے افسر کی مثال ایک نیک دل پولسمین کی ہو سکتی ہے جو گم شدہ بچون کو انکی غمگین ماؤن تک پہونچا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ جب اسنے دونون کو ملا دیا تو اُس کا کام ختم ہو گیا۔ اِس حد سے متجاوز ہو جانے اور دفتر کو دوسرے عالم کی تحقیقات کا مرکز بنانے کی ہمیشہ ترغیب ہوتی رہیگی۔ مگر اس ترغیب پر عمل کرنا خطرناک ثابت ہوگا۔ مجھے اس قسم کی تحقیقات پر کوئی اعتراض نہین ہے۔ تمھارے کام کا یہ لازمی اور اہم نتیجہ ہوگا۔ گر میرا دفتر اِس کام کو اپنے ذمہ نہین لے سکتا۔ یہ اپنے اولین غرض تک محدود رہے گا۔ یعنی بچھڑے ہوؤن کے درمیان سلسلۂ تبادلہ خیال قائم کر دینا اور ٹوٹی ہوئی کڑیون کا جوڑ دینا اس کا کام ہوگا۔"

جب ڈائرکٹر منظور کر لیگا اور درخواست کنندہ قواعد دفتر کی پابندی پر رضامند ہوگا تو تجربہ شروع ہو جائیگا۔ ایک مختصر نویس کے ہمراہ جس نے رازداری کی قسم کھائی ہو یہ درخواست کنندہ یکے بعد دیگرے تین مختلف اہل باطن کے پاس بھیجا جائیگا جنکی راست بازی مسلم اور لیاقتین مختلف ہونگی۔ ممکن ہے کہ پہلا شخص گفتگو کے ذریعے سے جواب دے، اور دوسرے پر جذب کی حالت طاری ہو، اور تیسرا شخص تحریراً جواب دے۔ نشستین جدا جدا ہونگین مختلف متوسطین کے درمیان کسی قسم کی طلاعات کی اجازت نہ ہوگی۔ مختصر نویس جانبین کا ایک ایک لفظ لکھتا جائیگا۔ یہ تحریر درخواست کنندہ کے روبرو صحت یا عدم صحت کی تصدیق کیلئے پیش کی جائیگی۔ اور نیز اُس کامیابی یا عدم کامیابی کی بھی تصدیق کرنا ہوگی جو

اہل باطن کو حاصل ہوئی اور تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ اطلاعات مردونکی جانب سے موصول ہوئی ہین۔ اگر دس فیصدی حالتو نمین بھی درخواست کنندہ کو یقین ہوگیا کہ اسنے حجاب عدم سے صحیح اطلاعات حاصل کرلیئے ہین تو یقیناً اس تجربہ پر عملی کوشش کرنا مناسب ہوگا۔ لیکن جو ابتدائی مراحل امتحانات کیئے گئے ہین انکی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ دس فی صدی سے زائد کامیابی ہوگی۔

۷۔ دفتر کی ترقی

جولیا کا دفتر، جیسا اسنے باربار کہا ہے، اپنے خاص مقصد تک محدود رہیگا، یعنی وہ اُن لوگون کے درمیان ذریعہ مراسلات پیدا کرے گا جو موت کے سبب سے ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے ہین۔ مگر اس سے ایک نیا سلسلۂ ترقیات کا پیدا ہوگا۔ مثلاً جولیا نے لکھا ہے:۔

"اِس دفتر سے علیحدہ مگر اس کے نتیجے کے طور پر ایک دفتر تحقیقات قائم ہوگا جہان دوسرے عالم کی زندگی کے حالات اُنکی ترتیب اور واقعات کی جانچ ہوگی' اسکے لیے بہت وسیع النظر آزاد خیال اور دوربین اشخاص کی ضرورت ہوگی۔ اور اِس دفتر تحقیقات کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اور دفتر قائم ہوگا جہان دونون عالم کے تعلقات باہمی کی جانچ ہوگی کہ کیونکر دُنیاوی زندگی کا اثر مابعد کی زندگی پر پڑتا ہے، ہماری جانب سے کیا اثر تمھاری دُنیا پر پڑتا ہے' کیونکر اعلیٰ ارواح جنھین فرشتے کہتے ہین' انکا اثر کیونکر بڑھایا جا سکتا ہے اور ادنیٰ ارواح کا اثر کیونکر گھٹایا جا سکتا ہے "

حقیقت مین یہ میدان اس قدر وسیع اور نتیجہ خیز ہے کہ اسمین بیشمار کام کرنیوالون کو طبع آزمائی کا موقع مل سکتا ہے۔

یہ دفتر جولیا کا دفتر ہوگا نہ کہ میرا۔ اگرچہ بظاہر مین اسقدر ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہون کہ جولیا کے ہدایات پر عمل ہوتا رہے۔ ابتدأ عملہ دفتر مختصر ا ہوگا جسمین ایک سب دائرکٹر مع ایک مختصر نویس اور ایک دفتردار کے رہا کرے گا اس دفتر کا بلاواسطہ اہل کشف (   ) یعنی صاحبان حواس ستہ سے رہیگا اور دفتر اُن باکمال اہل کشف کی اسیطرح تلاش مین رہیگا جس طرح کوئی دفائن کی تلاش کرتا ہے۔ شروع مین اس سے زیادہ کوئی کارروائی نہ کی جائیگی کہ صرف اُن ہی معاملات سے بحث کیجائے جنکو جولیا اس قابل سمجھے کہ مکرر سہ کرر انکا امتحان ہوسکے۔ کیونکہ سو معاملات پر ہاتھ ڈالنے سے یہ بہتر ہوگا کہ پانچ ہی چھ معاملے کیئے جائین مگر تکمیل کے ساتھ اور اسطرح کہ انمین کامیابی ہو یا ناکامی دونون کی کیفیت باحتیاط تمام قلمبند کر کے رکھی جائے۔

مین نے اس کوشش کیلیئے اپنی طرف سے آمادگی ہرگز نہ ظاہر کی ہوتی اگر جولیا نے مجھکو اس امر کا یقین نہ دلا دیا ہوتا کہ وہ بذاتہا اس امر کا فیصلہ کیا کرے گی کہ دفتر کو کن لوگون کے معاملے مین پڑنا چاہیئے اور کن لوگون کے معاملے مین نہ پڑنا چاہیئے۔

جو لوگ یہ خیال کرین کہ جولیا کا وجود محض میرے تخیل تک محدود ہے ان کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ جس آسانی کے ساتھ جولیا میری وساطت سے نامہ وپیام پہونچا دیتی ہے اسیطرح اور بھی دو تین صاحبان حواس ستہ مین جنکی وساطت سے

اسکے پیام آتے ہی دفتر کی خاص کارروائی کیلیے میری ذاتی موجودگی ضروری نہ ہوگی۔
اسی طرح جو لیا بھی اپنی طرف تنہا نہین ہو۔ اس غار عمیق کو قابل عبور بنانیکی کوشش اسکی
جانب سے ہو رہی ہے اسمین اور بھی اکثر لوگ شریک ہین۔ دوسرے عالم سے
جن جن باتون کا یقین دلایا گیا ہے اور جس جسطرح کے نامہ و پیام ہوئے ہین اگر واقعی
انکے اوپر کچھ اعتبار ہو سکتا ہے تو میرا لڑکا اور مسٹر مایرس اس دفتر کو ایک بار کار رشتے
بنانیکے لیے نہایت دلچسپی کے ساتھ کوشان ہین۔

مجھے اُسوقت بے انتہا مسرت ہوگی جب مجھے کسی صاحب حواس ستہ کیطرف
سے جنکی آنکھین کھل گئی ہین اس امر کی اطلاع ہوگی کہ انکو میرے اس کام سے ہمدردی ہی
اور وہ بھی اسمین اعانت کرنے کی خواہش رکھتے ہین۔ اور اسی قدر مسرت مجھے اُسوقت
ہوگی جب مجھے اس کار عظیم مین اُن لوگون کی طرف سے امداد ملنے کی اطلاع ہوگی جو اس
تحقیقات سے ذاتی طور پر دلچسپی رکھتے ہین۔

اگر اس دفتر کو ناکامی ہوئی تو اسکی وجہ یہ نہ ہوگی کہ جانبین سے باہمی کوشش
مین کوتاہی کیگئی۔ لیکن اگر اسے کامیابی ہوگئی تو کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ کیا ہو جائیگا۔

اہرام مصریہ

(پروفیسر مرزا محمد ہادی کو اکثر لوگ انکے مبیتی ہماُردو لٹریچر کی وجہ سے جانتے ہین مگر جن لوگون نے انکی علمی تحریرات کو دیکھا ہے وہ انکے بلند پایہ سے واقف ہین - پروفیسر صاحب کو علم ہیئت مین خاص امتیاز حاصل ہوا و انھیں اس سے خاص شغف ہے - ہم فخریہ لکھتے ہین کہ اس مضمون کے تمام ہیئتی مسائل آپکے استخراج کیئے ہوئے ہین)

ہَرَم کلان سالی (صراح) موضع است در مین کہ بناہائے عالی دارد (منتہی الارب) الہرم محرکتہ والہرم والہرمتہ اقصی الکبر الہرمان بناآن ازلیان بمصر . قیل بناہما ہرمس[1] الاول . . (شرح قاموس)

پس ہَرَم کی وجہ تسمیہ یا بہ سبب اسکی قدامت کے ہے یا بطور مشابہت اِس شہر کے ہے جسے ملوک حمیر نے یمن مین آباد کیا تھا اور جسمین بہت سی عالیشان عمارتین تھین؛ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ہرمس سے ہرم بنایا ہے :

غرض بعض لوگونکا خیال ہے کہ حضرت ادریسؑ نے حفظ علوم کے واسطے یہ

سلہ ایک روایت مین ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام انگلیون سے لکھتے تھے اور انکے بعد انکی اولاد بھی ایسا ہی کرتی رہی یہان تک کہ حضرت ادریس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور دوسرے علوم بھی ایجاد کیئے۔ انھین لوگ ہرمس الہرامسہ کہنے لگے (کشف الظنون)

اہرام بنائے تھے بعضوں کی رائے ہے کہ تعین جہات نجوم دریافت موسم وغیرہ کی غرض سے یہ اہرام بنائے گئے تھے بعض کہتے ہین کہ ریگستانی طوفان روکنے کیلیے بنائے گئے بعض انکا مقصد غلہ اور پانی کا ذخیرہ جمع کرنا بتاتے ہین۔ ہیروڈوٹس مورخ لکھتا ہے کہ مصریون کے خیال کے مطابق اہرام حیات انسانی کی تمثیل ہین۔ ان کے پائین حصہ کا اس قدر وسیع ہونا اور آخر مین ایک نقطہ پر ختم ہوجانا انسان کے نمو و انحطاط کیجانب اشارہ کرتا ہے۔ زمانہ متاخرین مین ایک مذہب پیدا ہوا ہے جو اہرام مصریہ کو مثل کتب سماوی کے مقدس اور واجب التعظیم خیال کرتا ہے۔ اس مذہب کا بانی جان ٹیلر ہے اور بعض علما ہیئت مثل پروفیسر اسمتھ اور آبے موگنو فرانسیسی اس مذہب کے مشہور پیرؤن مین سے ہین۔ اس مذہب کے ماننے والون کا اعتقاد یہ ہے کہ اہرام مصریہ کو بعض انبیائے سلف نے بنایا ہے جو کہ اولاد سے سام بن نوح کے تھے۔ اور اسرار علم ہیئت جو الہام ربانی سے انھین معلوم ہوئے تھے اسمین ودیعت رکھے ہین اور اہرام مصریہ انبیائے سلف کے معجزات یا ہرات سے ہین۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان مین بحوالہ خطط مصر (مصنفہ ابن سلامۃ القضاعی) لکھا ہے کہ ایک قدیم قبر مین ایک تحریر پائی گئی جسے ایک معمر شخص نے پڑھا اسکا ماحصل یہ ہے کہ علمائے مصر کو بذریعہ نجوم[1]

[1] ستارون کی جس گردش کی بنا پر اُنھون نے یہ رائے قائم کی تھی اسکا ماحصل حسب ذیل ہے:۔

(الف) بوقت طوفان آبی نزول قلب اسد کا اول دقیقہ راس سرطان مین ہوگا اور اس نزول کے وقت دوسرے کواکب کے مواضع بتفصیل ذیل ہونگے شمس وقمر اول دقیقہ راس حمل مین اور زحل ایک درجہ ۲۰ دقیقہ حمل مین

منکشف ہوا کہ اول طوفان آبی آئیگا۔ اسکے بعد آگ کی مصیبت نازل ہوگی اسوجہ
سے ان لوگوں نے بادشاہ وقت کو صلاح دی کہ اہرام بنائے جائین جسمین علوم وفنون
محفوظ کردیے جائین۔ اور انھین مین بادشاہون کی قبرین بھی ہون۔
غرضکہ انھین خیالات سے متاثر ہوکر عرب شاعر کہتا ہے۔

حسرت عقول ذوی النہی الاہرام واستصغرت لعظیمہا الاحلام	اہرام نے دانشمندون کی عقلونکو چکرادیا ہے اور عجب نے خواب کو حقیر کردیا ہے۔
ملس منبقۃ البناء شواہق قصرت لعالی دونہن سہام	وہ بہت ہی چکنے مضبوط اور بلند ہین۔ تیر باوجود کوشش بلیغ کے وہان تک نہین پہونچ سکے۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ۔

حوت مین { مشتری ۲۹ - ۲۰
مریخ ۲۹ - ۳
زہرہ - ۲۱ - ۲۰
عطارد - ۲۷ - ۲۷ }

زہرہ کی حرکت بجانب میزان اور قمر کا اوج اسد مین۔ بقدر ۵ - ۵ ہوگا

(واضح ہو کہ مثلثات سماوی مین سرطان۔ عقرب۔ حوت۔ بروج آبی شمار ہوتے ہین)

(ب) بوقت طوفان آتشی حلول قلب اسد برج اسکے پندرھوین درجہ کے آخری دقیقہ مین ہوگا۔ اس کے
ساتھ ہی ایک دقیقہ مین آفتاب ہوگا اور زحل آفتاب سے متصل ہوگا اور مشتری اسد کے اول درجہ مین ہوگی اسکے
ساتھ ہی ایک دقیقہ مین مریخ ہوگا۔ قمر دلو مین ہوگا۔ اور عطارد اپنے بعید ترین مقام پر بحالت رجعت ہوگا اور زہرہ [illegible] ہوگی

لم ادر حین کبا التفکر دونہا	فکر اس موقع پر بیکار ہوگئی اور اسکے عجائبات کے سبب
واستوہمت بعجیبہا الاوہام	وہم جو وہم میں پڑگیا پھر بھی یہ نہ معلوم ہو سکا کہ
اقبور املاک الاعاجم ہن ام	آیا وہ عجمی بادشاہونکی قبرین ہین طلسم رمل ہین، یا
طلسم رمل کن ام اعلام	(مہیب) نشانات۔

مگر اصل یہ ہے کہ وہ قدیم شاہان مصر کے مقبرے ہین۔ ہر بادشاہ اپنے لیے ایک ہرم اپنی زندگی مین بنوانا شروع کر دیتا۔ جب وہ مرتا اُسکی لاش حنوط کرکے اِس ہرم کے اندرونی غار مین رکھدیجاتی اور راستہ بند کرکے اوپر کا حصہ برابر کر دیا جاتا۔ اور بقول ابن عفیر قدیم مصریونکا دستور تھا کہ جب کوئی مرتا اسکا تمام مال و اسباب اُسکے ساتھ دفن کر دیا جاتا اور اگر وہ کاریگر ہوتا تو اُس کے اوزار بھی اُسکے ساتھ دفن ہوتے۔

اِن تمام اہرام مین دو ہرم خاص ہین جو ہرمان کہلاتے ہین (ذکر اُن کا آگے آتا ہے)

تاریخ بناے ہرم۔ اہل اسلام مین بعض کا قول ہے کہ حضرت ادریسؑ نے ہرمان کو بنایا۔ بعض اِسے سنان بن المشلشل کیجانب منسوب کرتے ہین بعض ملک ضیدیق کو اسکا بانی قرار دیتے ہین۔ جدید تحقیقات یہ ہے کہ قدیم شاہان مصر مین سے تیسرے خاندان سے لیکر بارھوین خاندان تک کے بادشاہ (۲۵۰۰۔۔۔۲۰۰۰ قبل مسیح) ان اہرام کو بنواتے رہے۔ سب سے مشہور اور سب سے بڑا ہرم شاہ سوریدؔ[۱] نے (۳۷۳۳۔۳۶۶۶ ق م بموجب تحقیقات برگش)

---

[۱] سوریدؔ عربی نام ہو۔ انگریزی مین اسے بالعموم Chufu لکھتے ہین۔ ہیرڈوٹس نے Cheops لکھا ہے۔

بنوایا اور اسی کو ہرم کبیر کہتے ہین۔ دوسرا ہرم اول کے بہ نسبت زیادہ بلند کرسی پر بنایا گیا ہے
اسکا بانی شاہ کرورس[۱] (۳۶۶۶-۳۶۲۳) ہے یہی دو ہرمان کہلاتے ہین۔ مقام جیزا کے
ایک تیسرے ہرم کو بھی علماء جدید انھین مین شمار کرتے ہین۔ اور انھین کو اہرام کبار
لکھتے ہین۔ یہ ہرم ہرمان سے بہت چھوٹا ہے اور شاہ منکارا (۳۶۳۳۔۔۔) نے اسے
بنا کیا۔

اسوقت تک سولہ ہرم ایسے ہین جنکے بانیونکا پتہ چل گیا ہے اور یہ سب دو ہزار
برس قبل مسیح کے معلوم ہوتے ہین۔ بنائے ہرم کی تاریخ مین علماء کا بہت اختلاف ہے۔
اسبارے مین حضرت علیؓ کا قول ہے کہ "بنی الہرمان والنسر فی السرطان" یعنی ہرمان اسوقت
بنے تھے جب نسر سرطان مین تھا۔ اور قول کی صداقت اس سے ظاہر ہے کہ ہرم پر
نسر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ اس قول کے مطابق بنائے ہرم بارہ ہزار برس سے متجاوز
ثابت ہوتی ہے۔ یعنی قبل طوفان نوحؑ۔ یاقوت حموی کی بھی یہی رائے ہے کہ اہرام طوفان
کے قبل تعمیر کیے گئے۔ جن لوگونکی یہ رائے ہے انکی ایک قوی دلیل یہ ہے کہ اگر طوفان کے
بعد تعمیر ہوتے تو ضرور انکا کچھ حوالہ دوسری جگہ معاصر اقوام مین ملتا۔

تعداد۔ تعین تعداد مین علماء نے اختلاف کیا ہے، نہ اسوجہ سے کہ اہرام کی
تعداد نامعلوم ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ بعض کو اسمین شامل کرتے ہین اور بعض کو خارج

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیروڈوٹس نے Chembis یا Chemmis لکھا اور دیوڈورس نے Saphis قرار دیا۔

[۱] Chafra یا Chephren۔

مثلاً نبط مین جو اہرام بارھوین خاندان کے بعد بنے انھین بعض علماء اس شمار مین شامل نہین کرتے۔ اسیطرح بعض چالیس[۴۰] بعض ستر[۷۰] اور بعض پچھتر[۷۵] تعداد معین کرتے ہین۔

مقام وقوع - کل اہرام ۲۹ اور ۳۰ درجہ عرض البلد شمالی کے درمیان واقع ہین۔ تین مشہور اہرام مقام جزا مین ہین اور انکے گرد دوسرے چھوٹے چھوٹے اہرام ہین۔ علاوہ اسکے مقامات ہرمیس اور فسطاط مین متعدد اہرام واقع ہین۔

ہیئت و جسامت - اہرام کی شکل مخروط متضلعہ مربعہ (چہار گوشہ) ہے۔ اور جہات اربعہ اسکے نہایت صحت کے ساتھ مشرق و مغرب شمال اور جنوب کی سمتونکو ظاہر کرتے ہین اور تحقیق جدید سے جو تفاوت قلیل محسوس ہوا ہے وہ اس سبب سے قابل اعتنا نہین ہے کہ مرور ایام کی وجہ سے اضلاع صحیح معلوم نہین ہو سکتے۔

جس پیمانہ پر اہرام کی بنا کیگئی ہے اسکو اصطلاح جدید مین اصبع مقدس sacred inches کہتے ہین۔ وہ زمین کے شمالی محور کا دو کروڑوان حصہ ہے اس خاص پیمانہ کے خصوصیات بعد کو ظاہر کیجائینگی۔ یہان چند اہرام کی جسامت بطریق اختصار مروجہ فٹ کے ناپ سے بیان کیجاتی ہے کیونکہ اصبع مقدس مین انکی پیمائش کا دینا خالی از دقت نہین۔ اس موقع پر دو عربی شاعرون کے تخیل کی داد نہ دینا ظلم ہے جنکی مثالین خالی از لطف نہین۔

نعیشک ھل مصر احسن منظرا
علی طول ما ابصرت من هرمی المصر

مین اپنی زندگی کی قسم (سچ کہنا) کہ باوجود کثرت مشاہدات کے تنے کوئی منظر ہان مصر سے زیادہ خوشنما دیکھا ہے۔

اطافا باعنان السماء واشرفا	وہ آسمان کا طواف کر رہے ہین اور ہوا مین بطرح بلند ہین جیسے
على الجو اشراف السماك او النسر	سماک یا نسر بلند ہو۔
وقد وافيا نشزا من الارض عاليا	اور زمین سے انکی اٹھان اس طرح کی ہے گویا کہ وہ سینہ زمین
كانهما ثديان قاما على صدر	کے ابھرے ہوئے پستان خیال کیے جاتے ہین۔
تامل بنية الهرمين وانظر	دونون اہرام کی بناپر غور کرو اور اس مین عجیب ابوالہول
وبينهما ابو الهول العجيب	کو دیکھو۔
كعماريتين على رحيل	وہ دونون رحیل کی عماریونکے مثل ہین جسمین دو محبوب اور
لمحبوبين بينهما رقيب	دونونکے درمیان ایک رقیب ہو (کہ وہ ایک دوسرے سے مل نہ سکین)
وماء النيل تحتهما دموع	اور نیل کا پانی جو نیچے بہ رہا ہی انکے آنسو ہین اور ہوا کی آواز
وصوت الريح عندهما نحيب	جو انکے گرد سنسنا رہی ہی انکی آہین ہین۔

(۱) ہرم کبیر ابتداً قطر قاعدہ (یعنی ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک جو خط گزرتا ہی) ۷۶۴ فٹ اور ارتفاع ۴۸۰ فٹ تھا مگر اب قطر قاعدہ ۷۵۵ فٹ ۸ انچ رہگیا ہی اور بلندی بھی کچھ کم ہوگئی ہے۔ رقبہ اسکا ۱۳ مربع ایکڑ کے قریب ہے۔ مقبرہ جو اسکے اندر بنایا گیا تھا اسکا طول ۳۴ فٹ عرض ۱۷ فٹ اور ارتفاع ۱۹½ فٹ تھا۔ اس مقبرہ تک پہونچنے کیلئے پتھر کاٹ کر ۳۲۰ فٹ کا راستہ بنایا گیا تھا۔ اسکے علاوہ ایک اور کمرہ (یا چھت) تھا جسکا طول ۱۹ فٹ عرض ۱۷ فٹ اور ارتفاع ۲۰ فٹ تھا۔ یہ کمرہ ملکہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جو راستہ اس کمرہ کو گیا تھا اسکا زاویہ ۲۶ درجہ ۱۸ دقیقہ تھا۔ اس کمرہ سے

۵۰ افٹ کا ایک دوسرا راستہ نکالا گیا اور ایک کمرہ بادشاہ کے نام سے تیار ہوا جسکا
طول ۳۴ فٹ عرض ۱۷ افٹ اور ارتفاع ۱۹ افٹ تھا۔ یہ کمرہ ہرم کے عین وسط مین تھا۔
بالائی ثقل کم کرنیکے لیئے اس کمرے کے اوپر پے در پے پانچ کمرے بنا دیئے گئے۔ نوین صدی
مین خلیفہ مامون رشید نے اس ہرم کے راستے کھلوائے۔ تمام اہرام مین اسی قسم کے
کمرے بنے ہوئے تھے۔

(۲) ہرم شاہ کرورس۔ اسکا قطر قاعدہ ۷۰۶ فٹ ۳ انچ اور ارتفاع ۴۵۰ فٹ
ہے۔ رقبہ اسکا ۵۵۴۱۹ مربع گز ہے ۱۸۱۶ء مین بزونی نے اسے کھولا۔

(۳) ہرم شاہ منکارا۔ اسکا قطر قاعدہ ۳۵۰ فٹ اور ارتفاع ۲۱۵ فٹ ہے۔ اسمین تین
کمرے ہین اور زیرین کمرے مین ایک تابوت رکھا ہوا پایا گیا تھا۔ تابوت پر حسب
ذیل عبارت کندہ ہے:۔

" آسرس اشمال وجنوب کا بادشاہ منکارا (ہمیشہ زندہ رہنے والا) آسمانون نے
تجھے بنایا ہے۔ نٹ (آسمان) نے تجھے پیدا کیا اور سب (زمین) نے تجھے پالا۔ آسمان
تجھپر اپنے ربانی اسرار کا سایہ کیے ہوئے ہے۔ اسنے تجھے خدا بننے کی اجازت دی ہے
اے بادشاہ شمال وجنوب اب تیرا کوئی دشمن نہین ہوگا۔ منکارا (ہمیشہ رہنے والا)"
اس ہرم مین ایک نعش کے کچھ اعضا ایک کفن مین لپٹے ہوئے پائے گئے
اور وہ برٹش میوزیم کو بھیجدیئے گئے۔

۱۸۸۰-۸۱ء مین ایم میسپرو فرانسیسی نے بہت سے اہرام کی پیمائش وغیرہ

کی اور دلچسپ نتائج اخذ کیئے۔

عجائبات ہرم۔ اہرام مصریہ کے عجائبات دنیا مین مشہور ہین محققین یورپ نے انکی تحقیقات مین بڑی موشگافیان کی ہین۔ مسٹر پراکٹر نے ایک مستقل کتاب ہرم کبیر کے بارے مین تحریر کی ہے۔ ہم چند عجائبات بیان کرتے ہین۔

(۱) محل وقوع۔ منجملہ اسرار ایک یہ ہے کہ ہرم کبیر عرض البلد ۳۰ درجہ شمالی مین واقع ہے۔ تحقیقات جدید سے جو تفاوت قلیل عرض البلد مین پایا گیا ہو وہ قابل اعتنا نہین ہے۔ پروفیسر اسمتھ کا قول ہے کہ ہرمان راس دہانہ رود نیل پر واقع ہین اور دہانہ رود نیل جسے دلطہ کہتے ہین (بشکل دال یونانی) کہتے ہین مثل پنکھے کے ہے جس سے قطاع دائرہ کی شکل (△) پیدا ہوتی ہے۔ اور قطاع کے مرکز پر اہرام بجانب جنوب واقع ہین۔ عجیب ترین جغرافی خصوصیت یہ ہے کہ ہرم وسط بر اور وسط دائرہ عرضیہ پر واقع ہے کیونکہ تیس درجہ عرض البلد اکثر اقطاع بری سے گزرتا ہے اسکے علاوہ وہ نہ صرف وسط بر بلکہ وسط بر معمور پر واقع ہو۔ ہرم کبیر کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ وہ مرکز قوسی ساحل بحیرہ پر واقع ہے جہان سے رود نیل کی مختلف شاخین جاری ہوئی ہین۔ وما النیل تحتہا موع۔

(۲) جہات۔ اوپر مذکور ہو چکا ہو کہ جہات اربعہ ہرم کے نہایت صحت کے ساتھ مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب کی سمتونکو ظاہر کرتے ہین۔ خط مشرق کا دریافت کرنا ایسا آسان نہین ہے جیسا بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے بلکہ درحقیقت بہت مشکل ہو

ایک دور تمام کرتا ہے۔ ارتفاع ہرم کبیر سے مسافت شمس کی زمین سے یعنی ۹۲ ہزار ملین میل جو بنا بر قول اصح مقدار اس مسافت کی ہے ظاہر ہوتی ہے۔ شکل اور وزن زمین کی یہ امر اوسط اور تقسیم بر و بحر کی اور معمور و غیر معمور کی سطح ارضی پر اور اوسط درجہ حرارت و برودت زمین یہ سب امور اہرام سے ظاہر ہوتے ہین۔

لاریب کہ بانیان اہرام علوم ہیئت و ہندسہ کو کما حقہا جانتے تھے۔ اس باب مین جسقدر اسباب و آثار علمیہ محقق ہوئے ہین۔ انکو محض بخت و اتفاق کیطرف منسوب نہین کر سکتے۔ بلکہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ اِن علوم سے واقفیت تامہ رکھتے تھے۔

علوم مصریہ محققین نے اِن آثار علمیہ پر بحث کر کے بہت سے مفید نتایج علوم مصریہ کے نسبت پیدا کیئے ہین از انجملہ چند بطریق اختصار بیان کیئے جاتے ہین۔

تیس درجہ عرض البلد پر اس قدر صحت کے ساتھ واقع ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرض البلد کا استخراج کیا گیا ہی جو اُس قدیم زمانے مین بہت مشکل تھا، او رطریق استخراج یا بذریعہ اظلال (سایہ) کے ہو یا کسی ستارے کے ارتفاع کے ذریعے سے جو اُس زمانے مین قطب شمالی کے قریب واقع ہو۔ طریق اظلال چندان قابل اعتماد نہین کیونکہ آفتاب بہت ہی بڑا اجرم ہے اور منتہائے ظل بہ مشکل معلوم ہو سکتا ہی۔ تیسوین درجہ مین سایۂ آفتاب بروز تحویل حمل بوقت نصف النہار نصف وتر کے ہوتا ہے۔ پہلی دشواری یہی ہے کہ کسی بلند شے کا سطح زمین پر عموداً نصب کرنا مشکل ہے۔ دوسرے یہ ضروری ہے کہ تحویل بہ نقطۂ اعتدال نصف النہار کے وقت ہو یعنی نوروز بوقت نصف النہار واقع ہو۔

تیسرے معلوم کرنا صحیح وقت نصف النہار کا بذات خود دُشوار ہے۔چوتھے منتہائے ظل کا معلوم کرنا بہت ہی وقت طلب ہے، کیونکہ جرم شمس ایک نقطۂ روشن نہین ہے بلکہ ایک بہت بڑا کرہ ہے۔نظر برین مشکلات یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہو کہ عرض البلد کسی ایسے ستارے کے ذریعے سے دریافت کیا گیا ہے جو ابدی الظہور ہو۔

اُس زمانے مین ستارہ ثعبان جو کواکب ثابتین مین سب سے زیادہ روشن ہو قطب شمالی سے بہت ہی قریب تھا۔ثعبان چوتھے درجے کے ستارون مین ہے اور چندان روشن نہین ہو۔مگر ممکن ہے کہ قدیم زمانے مین زیادہ روشن رہا ہو کہ قدما، یونانی حرف کو (جو پہلا حرف ہے) اس ستارے سے مخصوص کیا تھا۔اِس صورت مین یہ ستارہ ۲۷۹۰ سال قبل مسیح علیہ السلام نقطہ قطب شمالی سے قریب تر تھا۔اور نقطہ قطب شمالی کے گرد یہ ستارہ جس دائرے مین حرکت کرتا تھا اسکا قطر چاند کے قطر ہی سے (جو آنکھ سے نظر آتا ہے) چوتھائی تھا۔اور یہ ایسی مقدار ہے جس کا معلوم کرنا بغیر آلات کے بہت ہی دُشوار ہے۔پس ممکن ہے کہ ثعبان کو قطب شمالی پر منطبق کرتے رہے ہون لیکن جس وقت ہرم کبیر کی بنا پڑی ہو یہ ستارہ اِس مقدار سے ساڑھے گنا دور تھا یعنی جس دائرہ پر قطب کے گرد پھر رہا تھا اسکا قطر چاند کے قطر ہی سے سات گونہ زیادہ تھا۔ لیکن چونکہ کوئی دوسرا روشن ستارہ اِن اطراف مین نہین تھا، یہ ستارہ انکے مقصد کیلیے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہوگا۔

تمام اجرام سماوی بہ سبب کثافت ہوا اور قوت انعکاسی کے اپنے اصلی مقامات

سے زیادہ بلند معلوم ہوئے ہین۔ خاصکر جب یہ اجرام قریبِ اُفق ہون۔ عجب نہین کہ بانیان ہرم کبیر نے اس اثر کو دریافت کر لیا ہو۔ پس غالب ہے کہ ان لوگون نے ستارون کی بلندی اُس وقت محقق کی ہو جب یہ ستارے آسمان پر سب سے زیادہ بلند مقام پر ہون کیونکہ اُس حالت مین اثر انعکاس بہت ہی کم ہو جاتا ہے۔

ضرور ہی کہ حکیم ابرخس مجدد علم ہیئت جس نے اپنے وقت مین فہرست کواکب درست کی، یا اور جس شخص نے کواکب ثابتہ کے مواضع معین کیئے وہ اثر انعکاس سے واقف ہو۔ لیکن جو شخص اول اس اثر کو معلوم کر کے ضبطِ تحریر مین لایا وہ بطلیموس تھا۔ اس بنا پر ممکن ہے کہ بانیان ہرم اس اثر سے ناواقف ہون، اور ارتفاع کوکب اسوقت حاصل کیا ہو جب ستارہ سمت الراس مین پہونچ گیا ہو۔

پس اگر عرض البلد کو بطریق اظلال معلوم کیا ہو تو ضرور ہے کہ آفتاب کو اس کے موضع حقیقی سے کسی قدر بلند دیکھا ہو۔ اس صورت مین زمین پر موضع حقیقی سے اُنھون نے بجانبِ شمال حرکت کی ہوگی یہانتک کہ تیس درجہ عرض البلد مرئی پر پہونچ گئے۔ اور اگر ستارے کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے تو دوسری جانب غلطی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ ارتفاعِ قطب عرض البلد کی کمی بیشی کے ساتھ پست و بلند ہوتا رہتا ہے جس جگہ عرض البلد زیادہ ہوگا قطب بلند نظر آئیگا، بخلاف ارتفاعِ شمس کے، کہ جس جگہ عرض البلد کم ہوگا ارتفاع زیادہ نظر آئیگا۔ ان ہر دو مقدمات کو پیش نظر رکھکر ہمین یہ دیکھنا چاہیئے کہ بنائے ہرم مین کس جانب غلطی ہوئی ہے۔ تحقیق جدید کے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ وسطِ ہرم موضع حقیقی سے ۱/۴ میل جانب

جنوب واقع ہے۔ اس مقام پر ارتفاع مرئی قطب تقریباً تیس درجہ ہی۔ اور اگر نصف میل
جانب جنوب چلے جائین تو ارتفاع مرئی تیس درجہ ہوجاتا ہی۔ لیکن اہل مذہب اہرام جنکا
یہ اعتقاد ہی کہ اہرام وحی اور الہام ربانی سے قائم کیئے گئے ہین انکا قول ہے کہ بانیان اہرام
مسئلہ انعکاس سے کماحقّہ واقف تھے، بلکہ متاخرین سے بہتر جانتے تھے۔ اور چونکہ وہ یہ
چاہتے تھے کہ موقع اہرام دونون طریقون سے درست رہے، اور یہ ممکن نہ تھا۔ لہذا انھون نے
موضع حقیقی اور موضع مرئی کے وسط مین قائم کردیا۔ اور اسمین شک نہین کہ جس مقام یعنی
کوہچہ جزا پر ہرم بنایا گیا ہے اِس سے زیادہ مناسب کوئی اور مقام نہین ہوسکتا ہی کیونکہ
وہ ہرم کی بنیاد پتھر پر قائم کرنا چاہتے تھے۔ پروفیسر اسمتھ کا قول ہے کہ بنیاد ہرم کوہچہ جزا
کے کنارے قائم کیگئی ہے، اور جو سنگ وخاک بنیاد کھودنے سے برآمد ہوئی اُس سے
پشتہ بندی کردی گئی تاکہ عمارت کے وزن سے اسکی بنیاد کو نقصان نہ پہونچنے۔

امر دویم، جہاتِ ہرم۔ خطِ مشرق کا دریافت کرنا ایسا آسان نہین ہے، جیسا
بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے بلکہ درحقیقت بہت مشکل ہے۔ اور جو شخص علم ہیئت کماحقہا
نہ جانتا ہو مشکل ہے کہ وہ جہات اربعہ صحت کے ساتھ معلوم کرسکے۔ جہات کے معلوم
کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شے سطح زمین پر عمود اً نصب کردی جائے اور قبل نصف النہار
وبعد نصف النہار اُسکا سایہ دیکھا جائے، اور ایک معینہ دائرہ کے اندر سایہ کے مدخل
ومخرج سے جو قوس پیدا ہو اُسے نصف کردین۔ لیکن غالباً اِس صورت مین بھی بانیان
ہرم نے ستارہ ہی کی مدد سے اپنا کام انجام دیا ہوگا۔ قطب فلک سے شمال حقیقی ظاہر ہوتا ہی

اور اگر اس ستارہ کو جو قریب قطب واقع ہو اسکی غایت بلندی یا غایت پستی کا نشان کرین تو شمال حقیقی معلوم ہو جائیگا۔

واضح ہو کہ جو ستارہ قطب کے قریب واقع ہو، قطب کی نسبت سے اسکے چار مواضع ہوتے ہین۔ ایک انتہائے بعد جانب مشرق۔ دوسرے انتہائے بعد جانب مغرب تیسرے انتہائے بلندی۔ چوتھے انتہائے پستی۔ پس عجب نہین کہ انتہائے بعد جانب مشرق و مغرب سے وسطِ حقیقی کو معلوم کیا ہو اور انتہائے بلندی و پستی سے اسکا مقابلہ کیا ہو۔ اور اسی غرض سے پہاڑ و نمین سرداب زمین سے تیس درجہ جھکے ہوئے کھودے ہون۔

۱۸۰۹ء نوبیظ نامی اہل ہیئت نے جہات اربعہ ہرم کا امتحان کیا معلوم ہوا کہ بیس دقیقۂ محیطی کا فرق ہے یعنی وسط قاعدے کے موضع حقیقی سے ساڑھے سینتیس انچ یا یہ کہ جانب جنوب و شمال کے اختلاف (یعنی خط مشرق و مغرب) مین ترپن انچ کا فرق ہے اور یہ فرق نوہزار ایک سو چالیس انچ مین ہے جو قاعدہ کا طول ہے۔ پس اس حساب سے پانچ گز مین ایک انچ کا فرق پڑتا ہے۔ لیکن پروفیسر اسمتھ نے اپنے عمدہ آلات سمتیہ کے ذریعے سے معلوم کیا ہے کہ صرف ساڑھے چار دقیقہ کا فرق ہے یعنی خط جنوب و شمال کا اختلاف ایک فٹ (بارہ انچ) کا ہے۔ پس اس حساب سے بیس گز مین ایک انچ کا فرق ہوتا ہے۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جہات کا قایم کرنا ستارون کے ذریعہ سے عمل مین آیا ہے نہ کہ اظلال کے طریقے سے۔

سرداب جو دریافتِ جہات کے لیئے بنائے گئے تھے۔ وہ یہی سرداب ہین

جو اسوقت موجود ہین۔

بعض بانیان ہرم نے دُنیا کو چیلنج دیا ہی اور اپنے ہرم پر یہ عبارت کندہ کرائی ہے کہ ہمنے انھین بنایا۔ اب جسے بادشاہت کا دعوی ہو وہ انھین گرا دے۔ گرانا بنانے سے آسان ہی۔ بہت سے بادشاہون نے اپنے جوش مین اہرام کو منہدم کرنا چاہا مگر باوجود تمام کوشش کے ایک ہرم بھی آجتک منہدم نہو سکا۔

یہ ہین عجائبات اہرام جس پر آجتک عقلا دنگ ہین۔ ابن عفیر کا یہ قول سچ ہے کہ مین جب کسی شئے کو دیکھتا ہون تو یہ خیال آتا ہے کہ زمانہ اس پر رحم کرے مگر جب اہرام کو دیکھتا ہون تو خیال آتا ہے کہ یہ زمانے پر رحم کرین۔

اصلاح و توسیع کونسل

اصلاح کونسل کے موافق یا مخالف جو کچھ کہنا تھا' اسکا اب وقت گزر گیا - اب اسکے نتائج سے اسکے عیب و صواب کو دیکھنا ہی اور اسکا وقت ابھی نہین آیا ہے - پس ہم اسوقت اسکا ایک مختصر تاریخانہ خاکہ دیتے ہین جس سے وہ تمام تدریجی مراحل پیش نظر ہوجائین' جو تین برس کے اندر اس اسکیم کو پیش آئے ہین -

ابتدائی خیال اسوقت پیدا ہوا جب سنہ ۱۹۰۶ع کا بجٹ پارلیمنٹ مین پیش کرتے وقت لارڈ (مسٹر) مارلی نے وہ مشہور تقریر کی جو اپنے خصوصیات کے اعتبار سے ہمیشہ یادگار رہیگی - انھون نے آئندہ اصلاحات کا خوشنما منظر دکھایا اور فرمایا کہ "مین اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ اس اعلان کا استحقاق رکھتا ہون کہ موجودہ ضروریات سے گورنمنٹ ہند کو پوری ہمدردی ہے .... ہم اپنے (انگلستان کے) نظام حکومت کے مقدس درخت کو جسکا ہندوستان مین منتقل نہین کرسکتے مگر ہم اپنے انتظامات کے اعلیٰ اصول وہان جاری کرسکتے ہین .... تین اصلاحات ضروری سمجھی گئی ہین - اولاً کلکتہ مین مباحثہ بجٹ کیلئے جو بہت ہی محدود وقت دیا جاتا ہی وہ مضحکہ خیز ہوتا ہی' یہ خیال بھی ہی کہ وائسرائے اور انکے مشیرون کی تجاویز کی ترمیم پیش کیجاسکے - ثانیاً قانونی کونسل مین قائمقامان رعایا کا عنصر بڑھایا جائے ... اور

مین خوشی سے کہتا ہون کہ وائسرائے بہت جلد اپنی اگزیکٹو کونسل مین سے ایک کمیٹی مقرر کرینگے جو غور کریگی کہ ان امور مین کہانتک اصلاح ہو سکتی ہے۔

چنانچہ یہ کمیٹی مقرر کیگئی اور اُسکے غور و فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ ۲۴-اگست ۱۹۰۷ء کو گورنمنٹ ہند نے اپنی تجاویز سکرٹری آف اسٹیٹ کے پاس روانہ کردین اور عام طور پر بحث کی اجازت دی۔ یہ اسکیم ہندوستان مین بہت ہی نامقبول ہوئی اور عام طور پر اسکی مخالفت کیگئی۔ البتہ مسلمانونکی جانب سے اعتراضات سخت نہین ہوئے بلکہ گونہ احسانمندی کا اظہار کیا گیا کیونکہ اصولاً یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ مسلمانونکو جُداگانہ نیابت کا حق دیا جائے۔ اس اسکیم کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

اَیڈوائزری کونسل (شوریٰ)

گورنمنٹ نے اسکی ضرورت اسوجہ سے سمجھی کہ آزادانہ اور رازدارانہ رائین حاصل ہوسکین۔ اور اسلیے اسکے قاعدے بھی ایسے ہی رکھے گئے۔ اس قسم کی کونسل تین درجہ کی قائم کیگئی تھین (۱) امپیریل جو وائسرائے کو مشورہ دے۔ (۲) پراونشیل جو حاکم صوبہ کو مشورہ دے (۳) لوکل جو حکام ضلع کو مشورہ دے۔

امپیریل کونسل کیلئے جو قواعد معین ہوئے تھے وہ مختصراً یہ ہین (۱) ساٹھ ممبر ہونگے جنمین سے بیس والیان ملک ہونگے۔ (۲) کل ممبرونکا تقرر وائسرائے کے ہاتھ مین ہوگا اور انکی میعاد پانچ برس ہوگی۔ (۳) انکا کوئی قانونی وجود تسلیم نہین کیا جائیگا اور نہ انھین کسی قسم کے باضابطہ اختیارات دیئے جائینگے (۴) ان کا فرض ان خاص اُمور پر مشورہ دینا ہوگا

جو انکے روبرو پیش کیے جائین (۵) ان سے مجموعتاً او رمنفرداً مشورہ حاصل کیا جائے گا۔ انکی کل کارروائی خفیہ ہوگی اور جبتک گورنمنٹ ضروری نہ سمجھے اسکی اشاعت نہین کیجائیگی صوبے کی کونسلون کے لیے بھی اسی قسم کے قواعد تھے۔ فرق صرف اسقدر تھا کہ صوبونکی کونسلون مین ضروری ہو کہ چھوٹے زمیندار، اہل حرفت و تجارت اور سرمایہ دار اور دوسرے پیشونکے لوگ بھی شامل کیے جائین؛

اس تجویز کو اکثر زمیندارون نے پسند کیا مگر والیان مُلک نے مخلوط مجلس کو ناپسند کیا۔ اورانکی اس رلے سے گورنر بمبئی۔ لفٹننٹ گورنر پنجاب اور چیف کمشنر صوبجات متوسط نے بھی اتفاق کیا۔ عوام کیجانب سے امپریل کونسل کی نسبت اہم اعتراض یہ تھا کہ اسمین تجارت اور دیگر پیشون کے قائمقام شریک نہین کیے گئے۔ اور بڑے زمیندارونکی کیفیت یہ ہے کہ اپنی جائداد کا انتظام نہین کرسکتے۔ ایکٹہاے ۱۴ سنہ ۱۸۷۶ء ۔ ۴ سنہ ۱۸۸۱ء ۔ ۱۱ سنہ ۱۸۸۴ء ۲۰ سنہ ۱۸۹۶ء اور ۲ سنہ ۱۹۰۶ء انکی قرضداری اور زیرباری کے شاہد ہین۔ والیان مُلک نے خود اسے ناپسند کیا اور انمین بھی اس اہم ذمہ داری کے انجام دینے کی قابلیت چند ہی والیان مُلک مین پائی جاتی ہو۔ چنانچہ لارڈ لٹن نے بھی اپنے وقت مین ایک امپریل پریوی کونسل قائم کی تھی اور اسکی تعداد بارہ تک محدود رکھی تھی مگر صرف آٹھ والیان ملک کو وہ یہ اعزاز دیسکے۔ اس اثنا مین والیان ملک کی حالت مین بہت ہی کم فرق ہوا ہے۔

درحقیقت یہ تجویز اپنے قسم کی نئی تجویز نہین تھی سنہ ۱۸۶۱ء کے قانون کونسل پاس

ہونیکے قبل سے اِس قسم کی تجاویز وقتاً فوقتاً پیش ہوتی رہی ہین۔ پارلیمنٹ مین ۱۸۶۱ء کے قانون کے پیش ہوتے وقت مسٹر آرٹن اور لارڈ البنرا نے اِسی قسم کی تجویز پیش کی تھی مگر ارل گرے نے گورنمنٹ کی جانب سے جواب دیا کہ "اس قسم کی کونسل کو کوئی واقعی اختیار نہین حاصل ہوگا۔ گورنر جنرل پر وہ کوئی اثر نہ ڈال سکے گی اور جب اسکے ممبران دیکھین گے کہ انکی رائے پر لحاظ نہین کیا جاتا تو معزز اور با اثر لوگ اسکی شرکت پسند نہ کرین گے۔ . . . ہملوگ مشرقی تہذیب نہین بلکہ مغربی تہذیب اسکے طریقے' اسکے اُصول اور اسکے عمل کے قائم مقام ہین" اور اسی قسم کی تقریر خود لارڈ مارلی نے ۲۶- فروری ۱۹۰۶ء کو کی تھی اُنھون نے کہا کہ "مین ظاہر کرنا چاہتا کہ اُن مجالس شوری پہ کسی قسم کی ذمہ داری نہین ہوگی اور مجھے اِس امر مین شک ہے کہ ان سے عمدہ نتیجے پیدا ہونگے"

غرضکہ اِس قسم کے خیالات کے مقابلے مین اِن مجالس کا قائم کرنا خلاف مصلحت معلوم ہوا اور گورنمنٹ ہند نے انھین اپنی تجاویز سے خارج کر دیا۔

لیجلیٹیو کونسل

۲۷- اگست کی تجویز مین جو خیال غالب تھا وہ یہ کہ زمینداروں اور تاجرونکو شرکت کونسل کا زیادہ موقع دیا جائے۔ ہر کونسل مین سرکاری ممبرونکی تعداد غیر معمولی طور پر زائد رہے' جیساکہ ۱۸۹۲ء کے قانون کے بموجب ابتک ہوتا آتا تھا۔ جب اِس تجویز پر اعتراضات ہوئے اور گورنمنٹ ہند نے تمام لوکل گورنمنٹون کی رائین حاصل کین تو دوبارہ غور شروع ہوا اور یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء کو گورنمنٹ ہند نے اپنی دوسری مکمل تجویز سکرٹری

آف اسٹیٹ کے پاس روانہ کی۔ اِس تجویز مین بھی غلبہ سرکاری ممبرونکا تمام کونسلونمین قائم رہا۔ اگرچہ اسکی نسبت بمقابلہ سابق کچھ کم ہوگئی۔ سکرٹری آف اسٹیٹ نے اسکا جواب اپنے مراسلہ ۲۷۔ نومبر ۱۹۰۸ع کے ذریعے سے دیا اور اُصولاً یہ قرار دیا کہ سوائے امپیریل کونسل کے اور کونسلونمین غیر سرکاری ممبرونکی کثرت رکھی جاسکتی ہے۔

جب یہ مراحل طے ہوگئے تو انڈیا کونسل ایکٹ پارلیمنٹ مین پیش ہوا۔ یہ بل اولاً ہاؤس آف لارڈ مین پیش ہوا۔ ۲۴۔ فروری کو دوسری بار پڑھا گیا اور ۴ مارچ کو دفعہ ۳[1] کے خارج کیئے جانیکے بعد کمیٹی مین پاس ہوگیا۔ ۹ مارچ کو لارڈ مارلی نے دوبارہ تحریک کی کہ دفعہ ۳ شامل کیجائے مگر یہ تجویز نامنظور رہوئی۔ ۱۱۔ مارچ کو تیسری بار پڑھا گیا اور پاس ہوا۔ ہاؤس آف لارڈ مین پاس ہونیکے بعد یکم اپریل کو مسٹر بکانن نے اس بل کو ہاؤس آف کامنس مین پیش کیا اور دوسری مرتبہ پڑھا گیا۔ ۱۹۔ اپریل کو دفعہ ۳ جسے ہاؤس آف لارڈ نے خارج کردیا تھا قدرے ترمیم کے ساتھ پھر داخل کیگئی۔ اور ۲۶۔ اپریل کو بل پاس ہوگیا۔ ۴۔ مئی کو ہاؤس آف لارڈ نے بھی دفعہ ۳۔ کا شمول منظور کرلیا اور بالآخر ۱۵ مئی کو شاہی منظوری حاصل ہوکر یہ مسودہ قانون ہوگیا۔

اب اس قانون کے مطابق عملی صورت اختیار کرنیکے نسبت سکرٹری آف اسٹیٹ

[1] منشا اس دفعہ کا یہ تھا کہ جن صوبونمین اگزیکیٹو کونسل نہین ہے انمین اگزیکیٹو کونسل مقرر کیجا سکتی ہے۔ اب اس ترمیم کے ساتھ یہ دفعہ منظور رہوئی ہے کہ جب کسی صوبہ مین ایسی کونسل مقرر ہونا تجویز ہو اور اسکے ساٹھ روز کے اندر ہاؤس آف لارڈ یا ہاؤس آف کامنس اسکے خلاف ملک معظم کو اڈریس دین تو یہ اختیار عمل مین نہ آوے۔

اور گورنمنٹ ہند مین مراسلت شروع ہوئی - اور بہت جلد تمام فروعی اُمور طے ہو کر قواعد مرتب ہو گئے - ۱۰ نومبر کو سکرٹری آف اسٹیٹ نے اپنی منظوری دیدی اور ۱۵ - نومبر کو جدید قواعد شائع کیے گئے - ان قواعد مین دو باتین خاصکر اہم ہین وہ یہ کہ صرف "گورنر جنرل کی کونسل مین سرکاری ممبرونکی کثرت رہیگی اور صوبونکی کونسل مین غیر سرکاری کثرت کا ہونا نہ صرف ممکن بلکہ لازمی ہی" (رزولیوشن گورنمنٹ ہند) دوسرے یہ کہ اہل پیشہ، مسلمان، زمیندار، یوروپین تاجر اور ہندوستانی تاجر ان لوگونکی نیابت کیلئے خاص قواعد مین کیئے گئے ہین"

بعض حصص مین یہ قواعد بہت زیادہ ناپسند کیئے گئے خاصکر بنگال سے مخالفت کی صدائین زیادہ بلند ہوئین - انتخاب در انتخاب کا قاعدہ تمام مہذب ممالک مین مذموم سمجھا جاتا ہی - امریکہ مین انتخاب پریسیڈنٹ تک مین کوئی واسطہ درمیان مین حائل نہین ہوتا - برخلاف اسکے ہندوستان مین صوبے کی کونسلونکی جانب سے جو ممبر ویسرائے کی کونسل مین منتخب ہوتا تھا وہ چار واسطون سے وہانتک پہنچتا تھا - انتخاب ممبران منیوسپلٹی انتخاب قائم مقامان ممبران - انتخاب ممبر کونسل صوبہ - انتخاب ممبر کونسل وائسرائے - جدید قواعد سے صرف نمبر ۲ خارج کر دیا گیا ہے - بہت زیادہ امید تھی کہ اس قسم کی رکاوٹین رفع کردیجائینگی لیکن یہ اُمید غلط ثابت ہوئی - اسکے ساتھ ہی جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ چیمبرس آف کامرس، کاشتکاران نیل وچا، وغیرہ (جو علی العموم یوروپین ہین) اور مسلمانونکو یہ حقوق دیئے گئے ہین تو ہندو تعلیم یافتگان کی دلشکنی اور انکی شکایت کے بجا ہونے مین کوئی صاحب فہم شک نہین کرسکتا - اگر مسلمان اپنے حقوق کو محفوظ رکھتے ہوے اس امر مین اپنے

ہندو بھائیونکی تائید کرین گے۔ تو یقیناً دونون قومونکے لیے مفید ہوگا۔

کونسلونکی انتہائی تعداد جو علاوہ وائسرائے گورنر یا لفٹنٹ گورنر اور اکس آفیشیو ممبران کے مقرر ہوئی ہو وہ حسب ذیل ہے!۔

کونسل وائسرائے (۶۰) کونسل گورنران مدراس و بمبئی اور لفٹنٹ گورنران بنگال، صوبجات متحدہ اور مشرقی بنگال و آسام ہر ایک (۵۰) لفٹنٹ گورنران پنجاب برما اور جو بعد کو قائم ہو ہر ایک (۳۰)

امپیریل کونسل

	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب تجویز ۲۰ اگست ۱۹۰۷ء	بموجب تجویز یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء	بموجب ریزولیوشن ۱۵ نومبر ۱۹۰۹ء
اکس آفیشیو مع وائسرائے	۹	۹	۹	۸
سرکاری ممبر	۶	۲۰	۲۳	۲۸
غیر سرکاری ممبر (الف) نامزد شدہ	۵	۷	۳	۸
" " " (ب) منتخب شدہ	۵	۱۸ [لہ]	۲۸ [سلہ]	۲۵ [سہ]

لہ بہ تقسیم ذیل چیمبر آف کامرس (۲) غیر سرکاری ممبران کونسلہائے صوبجات (۷) امرائے زمینداران (۷) مسلمانان (۲)۔

سلہ از جانب کونسلہائے صوبجات (۱۲) از جانب زمینداران (۷) مسلمانان (۵) چیمبر آف کامرس کلکتہ و بمبئی (۲) قائمقامان ہندوستانی تاجران (۲) از جانب کونسلہائے صوبجات بارہ ممبر بہ تقسیم ذیل ہونگے۔ مدراس و بمبئی ۲ صوبجات متحدہ ۲ پنجاب ۱ برما ۱ مشرقی بنگال و آسام ۱ صوبجات متوسط ۱ مسلمانونکے پانچ قائم مقام اسطرح لیئے جائین گے کہ بنگال، مشرقی بنگال و آسام صوبجات متحدہ پنجاب سے ایک ایک اور مدراس و بمبئی سے باری باری ایک۔

ہم ان تمام تجاویز کی تدریجی کیفیات عبارت مین دینے کے بجائے یہ زیادہ مفید سمجھتے ہین کہ شمار و اعداد مین ایک ایسا نقشہ دیدیا جائے جس سے ایک نظر مین تمام صورتین عیان ہو جائین۔

۵۳ مثل سابق صرف اتنے فرق کے ساتھ کہ زمینداروں کی جانب سے چھ ممبر ہونگے۔ زمینداران پنجاب کا قائمقام گورنمنٹ نامزد کرے گی اور تجارت ہند کے قائمقام نہین ہونگے مسلمانونکے قائمقامونمین یہ ترمیم ہوئی کہ پنجاب خارج کر دیا گیا۔ وائسرائے خود ایک مسلمان کو نامزد کرینگے اور مدراس و بمبئی کو برابر حق دیا گیا۔

تعداد ممبران کونسل میں تدریجی ترقی

تفصیل ممبران	مدراس			بمبئی			بنگال			صوبجات متحدہ			مشرقی بنگال و آسام			پنجاب			برما		
	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ	بموجب قانون ۱۸۹۲ء	بموجب ترمیم قانون ۱۹۰۹ء	بموجب تجویز مشتہرہ
اکس آفیشیو	۳	۳	۳	۳	۳	۳	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×
نامزد شدہ سرکاری	۹	۲۰	۱۶	۹	۲۰	۱۴	۱۰	۲۳	۱۷	۷	۲۳	۲۰	۷	۱۸	۱۷	۴	۱۲	۱۰	۵	۸	۶
" " غیر سرکاری	۴	۴	۷	۳	۳	۷	۲	۳	۵	۲	۴	۹	۲	۳	۵	۵	۷	۹	۴	۷	۸
منتخب شدہ	۷	۱۹	۱۹	۸	۲۰	۲۱	۷	۲۰	۲۶	۶	۱۹	۲۰	۶	۱۵	۱۸	×	۵	۵	×	×	۱
ماہران فن جو سرکاری یا غیر سرکاری ممبر ہو سکتے ہیں	×	×	۲	×	×	۲	×	۶	۲	×	×	۲	×	×	۲	×	×	۲	×	×	۲
حاکم صوبہ	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
	۲۴	۴۷	۴۸	۲۴	۴۷	۴۸	۲۱	۴۷	۵۱	۱۶	۴۷	۴۵	۳۱	۳۷	۴۳	۱۰	۲۵	۲۶	۱۰	۱۶	۱۸

تفصیل ممبران منتخب شدہ

تفصیل انتخاب	مدراس			بمبئی			بنگال			صوبجات متحدہ			مشرقی بنگال و آسام			پنجاب			برما		
	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید	ممبران بموجب قانون ۱۸۹۲ء	ممبران بموجب تجاویز گورنمنٹ ۱۹۰۸ء	ممبران بموجب قواعد جدید
منتخبہ کارپوریشن دارالسلطنت	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	×	×	×	×	×	×	×			×	×	×
میونسپلٹی و ڈسٹرکٹ بورڈ	۴	۸	۸	۳	۸	۸	۳	۸	۱۳	۱۴	۱۰	۱۲	۳	۸	۸	×	۳	۳	×	×	×
یونیورسٹی	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	×	×	×	×	۱	۱	×	×	×
چیمبر آف کامرس	۱	۱	۱	۱	(کراچی)	(کراچی)	۱	۱	۲	۱	۱	۱	×	×	×	×	۱	۱	×	۱	۱
زمینداران	×	۴	۴	۲	۳	۳	۱	۴	۵	×	۲	۳	۱	۲	۲	×	×	×	×	×	×
کاشتکاران چاء و نیل وغیرہ	×	۱	۱	×	(ل)	(ل)	×	۱	×	×	×	×	×	۱	۲	×	×	×	×	×	×
ہندوستانی تجار	×	۱	۱	×	×	۱	×	(۲)	۱	×	۱	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×
مسلمان	×	۲	۲	×	۳	۴	×	۲	۴	×	۴	۴	×	۲	۴	×	×	×	×	×	×
کمشنران بندرگاہ	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	۱	۱	۱	×	×	×	×	×	×
کاشتکاران جوٹ	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	×	۱	۱	×	×	×	×	×	×
	۷	۱۹	۱۹	۸		۲۱	۷	۲۰	۲۶	۶	۱۹	۳۰		۱۵	۱۸	۰	۵	۵	۰	[illegible]	۱

"حرم و یورپ"

محمد رؤف علی صاحب نے لندن سے یہ مضمون لکھا ہے جسمین یہ ظاہر کیا ہے کہ حرم کے نسبت یورپ کا جو خیال عرصہ تک رہا ہے وہ اب کچھ کچھ بدلنے لگا ہے۔ اور اسکے ثبوت مین اُنھون نے ایک عیسائی عورت (ڈومیٹرا دوکا) کے ایک مضمون کا ترجمہ شائع کرایا ہے "یہ عورت خود روم کی رہنے والی ہے۔ اتفاقات زمانہ سے اس کا امریکہ جانا ہوا اور چھ سال کے قیام کے بعد اب معاودت وطن کی ہے" وہ دل ہی دل مین اپنی پُرانی ہمجولیون کا امریکہ کی لڑکیون سے مقابلہ کرتی ہے۔ جو فرق نظر آتا ہے وہ ترکی لڑکی کے اعلیٰ صفات ہین۔ اہل یورپ جس چار دیواری کو قید خانے کی سنگین فصیل تصوّر کیے بیٹھے تھے وہ اصل مین باغ دیوار نکلی" اسی پرچے مین حکیم کلیبو رل وہاکوی کالیداس کی مختصر سوانح عمریان بھی ہین۔

اُردوی معلّیٰ (علیگڈہ نومبر ۱۹۰۹ء) ع یار رفتہ باز آمد و باوصل قرارے بکند۔ سلسلۂ تذکرۃ الشعرا مین شاہ حاتم کا تذکرہ ہے "خیر اکبر در شہر اکبر" مسٹر بپن چندر پال کا ایک مضمون مطبوعۂ رسالۂ سوراج سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور اکتوبر کے پرچے مین جو حصہ چھپنے سے باقی رہگیا تھا وہ اس پرچے مین چھپا ہے اسمین ہندوستان کے آئندہ پالیٹکس سے بحث ہے۔ مسئلہ ہندو و مسلمانان کے نسبت یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ "بہرحال وطن پرستان ہند کو کسی نہ کسی روز یہ مسئلہ ضرور حل کرنا ہوگا۔ ہندوؤن کو تو یہ ماننا پڑیگا کہ سلطنت ہند کی عام زندگی مین مُسلمان بھی انکے ہم پلّہ ہین اور مسلمانون کو علیحدگی کا خبط اور

افضلیت کا گمان دماغ سے نکالنا اور ہندوستان کی قوم الاقوام (وہ قوم جو مجموعہ ہوگی بہت سی قومونکا) کے ایک جزو کی حیثیت سے اپنے جائز مرتبہ کو قبول کرنا ہوگا۔"

ضیاءالاسلام (بابت نومبر ۱۹۰۹ء) "قدیم عرب اور اُسکی اصلاح"۔ اِس مضمون مین مولانا نورالدین صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس زمانے مین جس اصلاح کی ضرورت ہے اُسکا سامان خودبخود فطرتاً مہیا ہوجاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب کسی چیز کی ضرورت دُنیاوالون کو ہوتی ہے تو وہ اپنی عین عنایت سے اپنے جاہ وجلال کے ساتھ زمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُن رکاوٹون کو دور کردیتا ہے جو اُس شے کے حصول سے مانع ہوتی ہین اور یہ عادت خداوندی جس خوبی سے بعثت پیغمبر آخرالزمان کے وقت ثابت ہوئی کسی دوسرے وقت نہین ہوئی۔ اِس مضمون مین عرب کی جہالت اور اُنکی بدکرداری اور پھر بعد اسلام اُنکی کایاپلٹ ظاہر کی گئی ہے۔

"انقلاب" یہ اس کا تیسرا نمبر ہے اور اسمین فضول خرچی اور تعلیم نسوان پر بحث کی گئی ہے۔

"نماز" یہ مضمون رسالۂ المنار کا ہے جس کو علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے ترجمہ کیا اور اُس سے اِس پرچے مین نقل کیا گیا۔ مضمون اول سے آخر تک دیکھنے کے قابل ہے۔ ایک دلیل عبادت کی نسبت اسمین سے نقل کرتے ہین۔ "روح اگرچہ

اپنے وجود مین فنا کی غارت گری اور تحلیل کے خدشہ سے مطمئن ہے مگر وہ آسمان سے
نازل ہوئی ہے' اور عالم مادی کے ساتھ اُس کے تعلقات ہین اور آس پاس کی
چیزونمین سے ہر ایک کی بالطبع یہ خواہش ہے کہ وہ اس پر غالب ہوجائے اور جسطرح
چاہے تصرف کرسکے تاکہ قالبِ انسانی کسی طرح اُن کو میسر ہوجائے اس لیے عالم
علوی سے اِس قدر امداد حاصل کرنے پر روح مجبور ہوتی ہے جس سے اُنکا مقابلہ کرے
اور اپنے مرکز استقلال کو قائم رکھ سکے اور یہ روح کی غذا ہے"۔

اُم الالسنہ"۔ اِس بسیط مضمون کا صرف ایک حصّہ اس پرچے مین شائع
ہوا ہے اور اسمین یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ "وہ زبان جو سب زبانون کی ماں ہے یعنے
جس سے سب زبانین نکلی ہین وہ عربی زبان ہے"۔ یہ دلیل مصرحہ ذیل چار بناؤن پر
قائم کیگئی ہے (۱) وہ زبان آدم کو دیگئی ہو (۲) ام القریٰ کی زبان ہو (۳) ام القریٰ ہی
سب سے پہلی عبادت گاہ ہو۔ (۴) وہی زبان آخری زمانے مین بطور الہام عطا کیجائے۔
موجودہ نمبر مین صرف یہ بحث ہے کہ ام القری مکہ معظمہ ہے۔

فصیح الملک ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء "زبان اُردو"۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے
ایک مختصر مضمون مین اُردو کے ترقی نکرنے پر بحث کی ہے اور دکھایا ہے کہ اگر اُردو کے بعض مخالفین
اُردو مین گفتگو کرنا اُردو مین لکھنا پڑھنا رفتہ رفتہ ترک کرتے جاتے ہین تو خود حامیان
اُردو کی جماعت مین سے بھی اکثر لوگ اُردو سے اسی قسم کی نفرت رکھتے ہین" اور
اسکے لیے علاوہ ترتیب لغات و کتب قواعد کے یہ بھی اشد ضروری ہے کہ انگریزی حوا[illegible]

اُردو سے راہ رسم پیدا کرین" اور عوام الناس پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب کے سب اپنی ملکی زبان کے حامی اور ہوا خواہ ہین اور ہر ایک شخص دل وجان سے اسکی ترقی چاہتا ہے"۔

(۲) اُردو کی زبانی اسکے علم ادب کا اپیل"۔ ہلال سے نقل کیا گیا ہے اور اسمین بھی تعلیم یافتہ جماعت کی عام بے توجہی کیجانب توجہ دلائی گئی ہے۔ اُردو کی زبانی یہ سُنکر جگر شق ہوتا ہے کہ "اے کاش مجھے بھی رو پیٹ کر کسی وادی مین دفن کر دیتے اور مین بھی مردہ زبانونمین شمار کیجاتی تو ایسے مر مر کے جینے سے اچھا ہوتا"۔ انگریزی خوانون کے اُردو مین اظہار خیال سے قاصر ہونے اور عربی دانون کے اردو مین خواہ مخواہ ثقیل الفاظ کے شامل کرنے کی شکایت بہت ہی بجا کیگئی ہے۔ لیکن اُردو مین اصطلاحات علمی کا نہ ملنا بہت ہی دقتون کا باعث ہے اور ہر انگریزی دان کے لیے یہ ممکن نہین کہ وہ اصطلاحات کا اختراع کر سکے اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ مثل یورپ کے ایک اصطلاح پر سب کا اتفاق ہو سکے۔

ترقی (لاہور۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء) "قطب شمالی کی دریافت"۔ اسمین ڈاکٹر کوک کے قطب شمالی تک پہونچنے کا مختصراً ذکر ہے۔

"آثار قدیمہ کی شہادت" کے تحت مین طوفان نوح پر بحث کی ہے اور کلدی اور بابلی دونون روایات کے محاکمہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "خالدی روایت طوفان اور بابلی بیان طوفان نوح کے اختلافات پر بحث کی ضرورت نہین۔ سب سے پہلی بات

ہوا آنکھ کو سوجھتی ہے وہ یہ ہے کہ اول الذکر ایک سے زیادہ دیوتاؤن پر دال ہو اور موخرالذکر
صرف ایک خدا کو ظاہر کرتا ہے۔ بابلی روایت مین حضرت نوح اور حنوق کو خلط ملط
کر دیا گیا ہے۔ کشتی جسمین ہر قسم کے جاندارون کے جوڑے تھے وہ خالدی روایت
کی کشتی سے بالکل جُدا تھی۔ یعنی وہ ایک جہاز تھا۔ یہودی بیان مین وہ کشتی تھی۔"
کشتی کے ٹھہرنے کی جگہ مین اختلاف ہے کردستان اور آرمینیا کے مابین کوئی مقام ہو
دوسری بحث مین ظاہر کیا گیا ہے کہ "بہشت کا محل وقوع ملک بابل ہی ہے۔"
باغ جو خدا نے عدن مین بنایا تھا۔ تکونیہ حروف کے کتبون سے معلوم ہوتا ہے
کہ عدن بابل کے قدیم زمانہ کے میدان یا مرغزار کا نام ہے۔ یہان سب سے پہلے جاندار
پیدا ہوئے تھے۔"

ماہران برقیات مین ڈیوی کی سوانح عمری ہے۔

"تجارت من الاقوام کا مسئلہ اور ہندوستان"۔ ماہران علم اقتصاد نے اپنے
خیالات کو ان حالات کی بنا پر قائم کیا ہے جو انکے گرد و پیش ہین اور اسلیئے ایک ہی
اصول ہر ملک کیلیئے موزون نہین۔ عرصے تک یہ خیال رہا کہ یہ اصول ایسے نہین
ہین جو مختلف حالات مین بدل سکین۔ مگر اب اکثر علما کی رائے اسکے خلاف ہے۔
پس یاد رکھنا چاہیے کہ اکانومی کے اصول ہر ملک پر عائد نہین ہو سکتے بلکہ خاص
حالتون کا لحاظ کر کے انہین قطع برید ہونا چاہیئے۔ پھر ان پر عمل پیرا ہونا اور اپنا
ڈھانچہ انکی ہدایات کی رو سے ترتیب دینا چاہیئے۔"

ادیب (حیدرآباد۔ستمبر ۱۹۰۹ء) "ہمارا اخلاقی مرض" ۔سید خورشید علی صاحب نے اس مختصر مضمون مین ان لوگونکا جواب دیا ہے جو قومی کام کرنیوالونپر شہرت طلبی کا الزام لگاتے ہین۔ انکا یہ سوال بہت بجا ہے کہ "اگر بفرض محال کوئی شخص محض اپنی شہرت کے خاطر کسی پبلک کام مین کوشش کرتا ہو تو اس سے قوم اور ملک کو کیا نقصان پہونچ سکتا ہے؟ "بشرطیکہ کام کرتا ہو صرف باتین نہ بناتا ہو۔

"چند پند نمبر۲" ۔پنڈت مانک راؤ تہل راؤ صاحب جاگیردار نے اس وسیع مضمون مین سری رامچندر جی کے بن باس ہونیکے واقعہ کو دکھایا ہے اور جو جو مفید نتائج اطاعت، دلیری، کثرت ازدواج کی خرابی، وفاداری، عورتونکی تعلیم وغیرہ وغیرہ اخذ ہوسکتے ہین وہ موقع موقع سے اخذ کئے ہین۔

صحیفہ (حیدرآباد تاریخ نامعلوم جلد ۴ نمبر۱) "اسلام و نصرانیت" نوشتہ ملا محمد عبد الباسط (مولوی فاضل) ایک حصہ اس مضمون کا موجودہ پرچے مین شائع ہوا ہے اسمین بحث کیگئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ اسلام نے علم و تمدن کے ساتھ کیا برتاؤ کئے۔ ابتدائی صدیون کے حالات دربارہ علوم عقلیہ و ادبیہ درج کیے گئے ہین۔ اسکے بعد امتحانون کے قیام اور مدارس کے طرز تعلیم پر مختصراً لکھا ہے۔

"بیدر کے موجودہ و گذشتہ حالات"

اس شہر کو احمد شاہ بہمنی نے آباد کیا۔ گرداگرد شہر کے فصیل اور اندر قلعہ ہے سطح سمندر سے ۲۳۳۰ فٹ بلند اور ہوا صاف و نفیس ہے۔ مختلف معادن یہاں

موجود ہین اور نیشکر وغیرہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہ شہر حکومت نظام مین داخل ہی۔ اور تعلقہ کا صدر مقام ہی۔ یہان قدرتی چشمے اور باؤلیان بکثرت ہین جنکا پانی نہایت خوشگوار اور شیرین رہتا ہے پانی مین گبریتی اجزا شامل ہین۔ مگر کتنی بدقسمتی ہے کہ باوجود قدرت کی ان فیاضیون کے جو اس سرزمین کے ساتھ ہرچند ہین مشاہدہ کیجاتی ہین کوئی ان سے فائدہ نہین اُٹھاتا ہے۔ اِسی قسم کے پانی مین نہانیکے لیے خود ہندوستان سے فرانس، سوئٹ زرلینڈ وغیرہ کو اکثر لوگ جاتے ہین۔"

بیدر کسی وقت فولادی ظروف خاصکر حقے پر چاندی کے نقوس بنانیکے لیے مشہور تھا مگر ہندوستان کے اور فنون کیطرح اُسپر بھی زوال آگیا۔ یہان کی عمارات قدیمہ مین ایک عمارت خاص طور پر ذکر کے قابل ہے۔ وہ ایک عالیشان دارالعلوم کی عمارت ہے جسے خواجہ محمود گاوان نے ۸۸۶ھ مین تعمیر کرایا۔" (قدیم زمانے مین مدارس زیادہ تر مسجدونمین رہتے تھے یہ ایک خصوصیت ہے) "بجلی کے صدمات سے تقریبًا اُسکا نصف حصہ منہدم ہوگیا ہے۔ مگر بقیہ نصف حصہ ابتک پہلی آب و تاب کے ساتھ اپنی طرف سیاحونکی نگاہون کو کھینچ رہا ہے۔" "لنگور یہان اس کثرت سے ہین کہ شاید ہندوستان کے کسی دوسرے حصے مین نہون گے۔" دو روپیہ یومیہ کی روٹی اُنکے لیے سرکار سے تقسیم ہوتی ہے۔ اور "یہ عجیب بات ہے کہ جس لنگور کی باری ہوتی ہے وہی روٹی لیتا ہے۔"

نظام المشائخ (دہلی۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء) سید الطائفہ جنید بغدادی امراللہ ہو

کی سوانح عمریان اور "مجددی خمخانہ" اور "موت" پر مضامین ہین۔ مرید کے جو آداب مجددی خمخانہ مین بیان کیئے گئے ہین وہ قابل غور ہین "مرید کو لازم ہے کہ ساری دُنیا سے منھ موڑ کر شیخ کی طرف متوجہ ہوجائے۔ شیخ کے سامنے سوائے فرض اور واجب اور سنت کے کوئی نماز نہ پڑھے۔ شیخ کے بغیر حکم نفل اور وذکر مین بھی مشغول نہو۔ جب شیخ کی محفل مین باریابی ہو تو سوائے شیخ کے کسی اور طرف ملتفت نہو۔ کیونکہ آقا جب غلام کو ماسوا مین ڈوبا ہوا پاتا ہے تو اسپر یہ امر سخت شاق ہوتا ہے شیخ کے سامنے اسطرح کھڑا نہو کہ اپنا سایہ شیخ کے سایہ پر یا شیخ کے کپڑے پر پڑے۔ شیخ کے سجادہ پر پاؤن رکھے۔ جہان شیخ وضو کرے وہان بیٹھکر مرید وضو نکرے۔ شیخ کا آفتابہ یا شیخ کے خاصہ کے ظروف آپ نہ برتے۔ شیخ کے سامنے پانی نہ پیئے۔ شیخ کے سامنے کھانا نہ کھائے۔ شیخ کے روبرو کسی سے ہمکلام نہو جس مکان مین شیخ تشریف فرما ہو اسطرف پاؤن نہ پھیلائے۔ شیخ کے سامنے چیخ کر بات نہ کرے۔ شیخ کے اقوال وافعال کو ٹھیک اور بہتر جانے۔ کھانے پینے۔ سونے۔ جاگنے۔ عبادت۔ ریاضت مین کلیتاً وجزیتاً شیخ کی پیروی کرے۔ شیخ کی کسی بات پر رائی کے دانہ برابر اعتراض نہ کرے۔"

تنویر الشرق (کلکتہ۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء) "شوق ملازمت"۔ اس مضمون مین دکھلایا گیا ہے کہ یہ برکت نہین بلکہ لعنت ہے۔ جسطرح ہوس کیمیا کی تلاش مین جنگلون اور ویرانون مین مارے مارے پھرتے ہین ایسطرح آجکل ہمارے مُلک کے نوجوان تلاش ملازمت مین محکمجات کے چکر کاٹتے ہین۔ مگر نوکری ہے کہ میسر نہین ہوتی"۔

"شراب" پر بسیط مضمون ہے اول متعارف شراب کی حقیقت اور کیفیت بیان کی ہے۔ پھر شراب محبت کی طرف گریز کیا ہے جس کے "پینے والے نہ بہکتے ہین۔ نہ کسی سے الجھتے ہین بلکہ افزائش کے طالب اور زیادتی کے راغب ہوکر کہتے ہین۔

شراب محبت پلائے چلاجا مین ذرہ ہون نیر بنائے چلاجا"

گنگا (جالندھر۔ نومبر ۱۹۰۹ء) "مہاتما بدھ کی سوانح عمری" کسیقدر تفصیل سے بیان کی ہے۔ "ہندو کسطرح ایک قوم بن سکتے ہین"۔ پادری ایڈون گریوز کے انگریزی مضمون کو ہندوٗن کے سامنے بغرض غور وفکر پیش کیا ہے۔ پادری صاحب کا خیال ہے کہ "اگر عیسائیت ہندوستانی سانچہ مین ڈھلی ہوئے۔ ہندوٗن کے روبرو پیش کیجائے اور وہ اسکے ابتدائی اُصول تسلیم کرلین تو بیشک وہ ایک قوم بن سکتے ہین" کیونکہ "ویدانت عام لوگون کا مذہب نہین ہوسکتا۔ یہ حد درجہ کا دقیق مذہب ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ ویدانت زیادہ تر ایک قسم کی فلاسفی ہے۔ نہ کہ مذہب۔"

البیان (لکھنؤ۔ ربیع الثانی وجمادی الاولی وجمادی الاخری ۱۳۲۷ھ) ہندوستان مین ارتداد (نوشتہ سید علی زینبی صاحب) اسمین اُنھون نے دکھایا ہے کہ کیونکر ان اقوام کو جو درحقیقت مسلمان نہین ہین یہ ظاہر کرکے کہ وہ مسلمان سے آریہ ہوگئے ہندوستان مین اعلان کیا جاتا ہے۔ لیکن "ہم ان آندھیونکو رکتا نہین دیکھتے اور نہ اُمید ہے کہ یہ آگ بلا اسکے بجھ سکے کہ آپ لوگ کمر ہمت مضبوط باندھین اور اپنے ارادون کو پختہ کرین کیونکہ آریون نے جو سلسلہ جنبانی کی ہے اور اسکو قائم کیا ہے وہ ایک مصنوعی

سلسلہ ہے - اس کی لڑیں نہایت مضبوطی سے بٹی گئی ہین جو آسانی سے نہین کٹ سکتین اور نہ تھوڑی سی قوت سے ٹوٹ سکتی ہین وہ لوگ ترقی کے راستون پر دفعتہً لوٹ پڑے ہین اور انکا جوش ٹھنڈا نہین ہوتا اور سب کے سب ایک ہی رنگ مین رنگے ہوئے ہین جو ان سے اتر نہین سکتا اور نہ وہ اس سرحد سے ایک بالشت ہٹنا چاہتے ہین"
پس واعظین اور رہادیان اسلام کے عدد مین توفیر کیجائے اور جو انجمن اس غرض کیلئے قائم ہوئی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی دوسری انجمن کے ساتھ ملکے کام کرے اپنا علوا ور دوسرے کی پستی نہ تلاش کرے یہ وقت امداد کا ہے نہ جانچ کا ورنہ مسلمانونمین سے ہزارون افراد آریونمین شامل ہوکر انکی قوت کو ہزارون گنا بڑہادینگے"

الندوہ (لکھنو - نومبر ۱۹۰۹ء) شمس العلماء علامہ شبلی نے "شعر العرب" کی تیاری کی تحریک کی ہے اور شعر العجم کو شعر العرب پر مقدم کرنیکی وجہ رجحان طبیعت ظاہر کی ہے لیکن بڑی وجہ یہ ہے کہ شعر العرب کے "سمجھنے والے کہاں سے آتے ؟ مدرسون مین فن ادب کا مذاق نہین اور کالج والے عربی خود نہین پڑھتے بلکہ یہ لقمہ زبردستی انکے منہ مین ڈالا جاتا ہے جس کو امتحان کے بعد وہ اُگل دیتے ہین" مولانا اس مقصد کیلئے ابن رشیق قیروانی کی کتاب العمدہ کے ترجمے یا تہذیب کو کافی سمجھتے ہین کیونکہ قدیم تصنیفونمین یہ سب سے بہتر اور سب سے جامع کتاب ہے - اس سلسلہ مین مولانا نے اس کتاب پر ریویو کیا ہے اور عرب کی شاعری کی کچھ خصوصیات دکھائی ہین -

ابوطالب کلیم ملک الشعرائے شاہجہانی کا تذکرہ ماخوذ از مسودۂ شعرالعجم حصۂ سوم اس پرچہ مین دیا گیا ہے۔

الناظر (لکھنؤ۔ دسمبر ۱۹۰۹ء) پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب کا مضمون مراۃ الاذہان "ذہنی ترقی کیلئے بے کتاب کا سبق ہے" اسمین اُستاد شاگردون سے ایسے سوالات کرتا ہے جو انکے پیش نظر ہین اور انھین کے جوابات سے علمی نکات حل کرتا اور سمجھاتا ہے۔ اس سلسلہ کا یہ پہلا نمبر ہے۔

"ہندوستانی اور انگریزی بچونکے تقسیم اوقات"۔ ہندوستان مین عام طور پر بچون کا زجر و توبیخ کرکے مدرسہ بھیجدینا اور زیادہ سے زیادہ یہ خیال کرلینا کہ وہ گھر پر کسی اسکول ماسٹر سے جس نے کسی مدرسہ مین انٹرنس تک کی تعلیم پائی ہو سبق پڑھکر یاد کرلے بہت کافی سمجھا جاتا ہے" برخلاف اسکے یورپ کے بچے صبح سے شام تک علمی اور مفید مشاغل مین مصروف رہتے ہین۔ (مضمون کا صرف ایک ہی جزو شائع ہوا)

"عورتونکی قابل اصلاح حالت"۔ (۱) ہماری بیخبری اور غفلت" افراد انسانی کا ایک رکن (عورت) جسکا تعلق گھر کی چار دیواری کے اندر والے کامون سے ہے اپنے فرائض سے بیخبر۔ رفتار زمانہ سے ناواقف عجیب افسوسناک طریقے سے اپنی زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ گویا ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن۔ کی مضبوط زنجیر اِسے ذی روح طبقہ سے جُدا نہین ہونے دیتی"۔ "پشتہا پشت سے یکسان جاہلانہ اور غیر متمدنہ زندگی بسر کرتے کرتے خود عورتین بھی سمجھنے لگی ہین کہ گویا ان کی یہ پست و

ذلیل حالت قانون قدرت کے مطابق ہے اور اسکی اصلاح کرنیوالے گویا بدعتی ہین۔"
گویا باوجود انسان ہونیکے وہ ان ذمہ داریون سے بےتعلق ہین جو خدائے پاک نے
انسان کو انسان ہونیکی حیثیت سے ودیعت کی ہین اور جن کے متعلق اخلاقی طور پر
بازپرس ہونا ضروری ہے۔ عورتین تو اپنی جہالت کا عذر پیش کرکے علیحدہ ہوجائنگی
لیکن فرقۂ ذکور کو خفت و ندامت کے سوا اور کیا ملے گا۔"

زمانہ (اگست و ستمبر ۱۹۰۹ع) ہمارا طرز عمل۔ "کچھ عرصہ سے ہمارے ملک
مین بعض اصحاب نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا ہے کہ تقریر اور تحریر کے ذریعہ سلف کو بالخصوص
اور ہماری موجودہ رفتار کردار اور گفتار کو بالعموم ایسے پیرایہ مین ظاہر کرتے ہین جس سے
یہ پایا جاتا ہے کہ ہم ہمیشہ سے بدکردار بداطوار ذلیل و خوار رہے ہین اور اب بھی یہی
کیفیت ہے" اور یہ وطیرہ زیادہ تر اینگلو انڈین اصحاب کی خوشامد کی غرض سے اختیار
کیا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ عادت مین داخل ہوجاتا ہے۔ اور اینگلو انڈین اصحاب کی
ہر ایک حرکت ممدوح ٹھہرائی جاتی ہے" اسکے بدولت ملک مین ایک ایسا فرقہ پیدا
ہوگیا کہ انکے سراسر متضاد حرکات باعث فخر سمجھنے لگا۔ تمام اینگلو انڈین اصحاب
اسکی نظرون مین یکسان ہوگئے۔" ایک دانا کا قول ہے کہ جو لوگ ہر وقت یہی کہتے رہتے
ہین کہ نہ ہم کچھ تھے اور نہ کچھ ہین وہ ایک دن کچھ نہین کے درجے کو ضرور پہونچ
جاتے ہین۔"

حیات و ممات" منشی صابر علی صاحب نے اس مسئلہ کے مختلف پہلو پر نظر ڈالی ہے

اور اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور آخر مین لکھا ہے کہ فی الحقیقت زندگی کوئی چیز نہین" اور موت قدرت کا احسان ہے جو ہمین ہمارے بوجھون کے بار سے ہلکا کر دیتا ہے

"جُدائی" (مرزا سلطان احمد صاحب) کوئی بھی ایسی قوم اور کوئی بھی ایسا ملک یا زبان ہوگی جسمین جُدائی کا دُکھڑا نہ رویا گیا ہو۔ شاعرون موسیقی دانون کے بیانات کا توحصہ ہی جُدائی ہے" "علمی رنگ مین شاید بہت کم سوچتے ہونگے کہ جُدائی کیا ہے" تفرقہ اور جدائی مین فرق ہی۔ تفرقہ سے اصلیت مین کبھی نقص بھی آجاتا ہے برخلاف اسکے ہر چیز جو برنگ جدائی اپنے ماخذ سے جُدا ہوتی ہے وہ اور ہی رنگ پیدا کرتی ہی۔ اسمین جدائی سے ایک انوکھا پن اور ایک موثر کیفیت پیدا ہوتی ہے"

کشمیری میگزین (لاہور۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ع) "دُنیا کیا کر رہی ہے اور ہم کیا کر رہے ہین" اسمین دکھایا ہی کہ آزادی کی لہر بحر عالم مین چل رہی ہی" اور مختلف ممالک اسکے اثر سے متاثر ہوئے ہین "ہندوستان مین نئی تعلیم اور نئی روشنی حدِ کمال پر پہونچ رہی ہے" ہندوستانی ہر فن اور ہر علم مین باشندگان غیر ممالک کا مقابلہ کر رہے ہین" "ریاستین بھی اپنے انتظام مین ترقی کر رہی ہین بلکہ بعض صحاب کی رائے ہین تو ریاست بڑودہ کا ایسا انتظام ہے کہ انگریزی علاقہ مین بھی اسکی نظیر مشکل سے ملتی ہے"

"قانون انتقال اراضی" اور "کشمیریونکے فوج مین نہ لیے جانے پر اظہار ناراضی اور اعتراض کیئے ہین۔

الحجاب (بھوپال۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ع) "عورت ذات" رابعہ بیگم تحریر فرماتی ہین کہ

مجھکو سخت افسوس یا تعجب ہوتا ہے جبکہ ہین مستورات کی نسبت سُنتی یا کتابو نمین دیکھتی ہون کہ وہ "ناقص العقل۔ کم فہم۔ کوتاہ اندیش۔ زود رنج۔ جاہل۔ بے وفا ہوتی ہین" شاید مردونکو اس بات کا گھمنڈ ہوگا کہ وہ اعلیٰ اعلیٰ عہدون پر ممتاز اور بڑے بڑے خطابات سے سرفراز ہین اور آئے دن اُنکی وقعت وعزت مین اضافہ ہوتا جاتا ہی اور مستورات اس سے محروم ہین لیکن مردون کا یہ خیال بہت کمزور ہی اور انکے ناقص العقل ہونیکا بدیہی ثبوت ہے" اسکے بعد مستورات کیحالت دکھائی ہی کہ وہ پردے کے سبب اپنی چار دیواری کے باہر جاکر کوئی چیز دیکھ نہین سکتین کہ عقل تیز ہو اور سمجھ بڑھے۔ وہ دُنیا مین کچھ نہین جانتین۔ انھین خبر نہین ہوتی کہ علم کس چڑیا کا نام ہے عقل وترقی کسکو کہتے ہین غرضکہ مستورات کیلیئے بغیر علم حاصل کرنیکے سب دروازے بند ہین" اس حالت مین اگر مستورات جاہل وناقص العقل ہون تو کیا اِس حالت وطرز زندگی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عالم عاقل فلاسفر یا دانشمند کہلائین ۔

"انگلستان مین تحریک مستورات" کسی انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے اور تفصیل کے ساتھ اِن تمام تدریجی ترقیونکا بیان ہے جو اس تحریک نے حاصل کین انگلستان مین مستورات کے لئے رائے دینے کا حق حاصل کرنیکی تحریک نئی نہین ہی۔ اِن مقاصد اور مدعا کی انجمنین گزشتہ چالیس سال سے اِس سوال کیطرف نہایت زور سے توجہ دلا رہی ہین اور اس تحریک کو ترقی دے رہی ہین" اُس تحریک کو چلانے کے لئے عورتون کی ایک انجمن قائم ہوئی اور اسکی بہت سی شاخین ہین ۵۶۰۰۰ پونڈ جمع کیا گیا ہے۔

تحریک مستورات کے خلاف ہر ایک دلیل رد کیگئی ہے"

زمیندار و کاشتکار (بجنور۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء) اسمین "بیگن کی کاشت"۔ "گائے بیل کی نگہداشت" "مویشی اور چراگاہین" خوردنی مینڈکون کا پالنا۔ کارآمد مضامین ہین

انگریزی صحائف

ہندوستان ریویو (الہ آباد۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء) مسٹر رامش چندر دت نے بڑودہ کے دیہاتونکی سیلف گورنمنٹ کا خاکہ کھینچا ہے۔ یہ پودہ مشرق کی قدیمی پیداوار ہے۔ البتہ ابتدا ہی زمانے سے یہان جو صورت اسنے اختیار کی وہ مغرب سے مختلف تھی ہندوستان مین بڑے تجارتی شہر ہمیشہ سے کم ہین برخلاف اسکے زراعت کا پیشہ اسقدر وسیع ہے پس ضروری ہے کہ سیلف گورنمنٹ کی ترقی دیہاتو مین ہوئی رعایا نے بادشاہ کو حکومت مین مطلق العنان کردیا اور بادشاہ نے رعایا کو انکے دیہاتو مین آزادی دیدی۔ یورپ مین تجارت اور صنعت کے مرکز ہمیشہ سے زیادہ رہے ہین اسلیے وہان کی رعایا نے فطرتاً بادشاہون اور اُمراکے اختیارات گھٹانیکی فکرین کین اور کامیاب ہوئے"۔

"ہندوستان کی بیداری" فرانس کی ایک علمی مجلس نے ممالک غیر کے معاملات پر چار لکچرونکا انتظام کیا تھا۔ انمین پہلا لکچر مسٹر ارنسٹ پیرو نے ہندوستان کی قومی تحریک پر دیا۔ لکچر ۸۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء کو دیا گیا اور فرانسیسی سے ترجمہ ہو کر چھپا ہے لکچرار نے یہان کی بیچینی اور طرز حکومت بیان کرنیکے بعد کہا کہ "برٹش گورنمنٹ نے اسکا جواب دیا۔ اسنے قانونی کارروائیونکو مختصراً عمل مین لانیکے نئے قانون نافذ کیے۔ عام رائے کے تمام مقامونکو

ایسے مضامین کیلئے جو یورپ مین بالکل بے ضرر سمجھے جاتے قید اور جلا وطن کر دیا۔ ان مقدمات اور سختیوں سے عام رائے اس حد تک تیز ہو گئی جسکا خیال بھی نہین ہو سکتا تھا۔

ابن رشد۔ اس نمبر مین ابن رشد کے تصنیفات اور فلسفہ پر مفصل بحث لکھی گئی ہی یہ مضمون ڈاکٹر نشی کانت کا لکھا ہوا ہی۔ آخر مین ڈاکٹر نے ایک عبارت نقل کی ہی اور خود بھی اس سے اتفاق ظاہر کیا ہی "خدا ہی جانتا ہی کہ حقیقت مین وہ کیا ہی۔ یہ صرف حاسدونکی سازش ہی جنھون نے اسے بدنام کیا ہی۔ اسکا خیال سوائے اسکے کچھ نہین تھا کہ فلسفہ ارسطو کی شرح لکھے اور مذہب اور فلسفہ مین اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرے۔"

قومی تحریک اور ہندوستانی عیسائی (آر۔ بی۔ فلپ) ہر ایک قومی تحریک سے عیسائیونکی علیحدگی پر افسوس ظاہر کیا گیا ہی اور انھین توجہ دلائی گئی ہی کہ ہندوستان کے قومی معاملات مین شرکت اختیار کرین۔ عیسائیونمین بہت سی خوبیان ہین "لیکن وہ اپنا اثر دوسرون پر کیونکر ڈال سکین گے اگر وہ اسطرح علیحدہ رہے علیحدگی سے ملکی اور قومی ترقیونکو کبھی فائدہ نہین پہونچتا ہی۔ اور ہندوستانی عیسائی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہین کیے جا سکتے۔"

اسلام و محمدؐ (صلاح الدین خدا بخش صاحب) اسلام اور رسول خدا کے حالات پر انگریزی طرز سے بحث لکھی گئی ہی۔ اور یہ نتیجہ نکالا ہی کہ "رسول خدا کی سیرت اور آپکی تعلیم پر جو شخص بے تعصبی سے غور کریگا ممکن نہین کہ آنحضرت کی ذات اور آپکے مقصد زندگی کا گرویدہ و مداح نہ ہو جائے۔" مسلمانونکی ترقی اسلامی تمدن اسلامی عقائد کا نتیجہ تھی اور صرف اسلام ہی کے ذریعے سے مسلمان اپنی گم گشتہ تہذیب تعلیم اور سلطنت کو حاصل کر سکتے ہین۔"

" نئے ہند کا حل طلب مسئلہ" (ربجے - اس - روم) "کچھ تعجب نہین کہ ہندوستان کے سامنے اسوقت جو روشن اُمیدین نمایان ہوئی ہین اسے وہ چکا چوندہ مین آگیا ہے - اس مین کوئی شک نہین کہ جب پرانے دستور متروک اور نئے طریق قائم ہوتے جاتے ہین ہندوستان کے پرجوش نوجوان ترقی کی دُھن مین بعض وقت انتہائی حد کو پہونچ جائین گر جو غلطیان وہ کرتے ہین ترقی کے مخلصانہ شوق مین ان سے سرزد ہو جاتی ہین - مصلحان قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ انھین اس حد تک پہونچنے سے روکے رہین - ہندوستان مین بہت سی قومین ہین لیکن یہ ممکن نہین کہ یہ سب بلا خیال فرقہ اور ذات کے ایک ہو جائین گرجو لوگ اس مقصد کیلئے کام کر رہے ہین ان کے توقعات اسقدر بعید از امکان نہین ہین - جیسا بعض وقت خیال ہوتا ہو - اختلافات کے مٹانیکے لیے کوئی عمدہ قائمقام مذہب کا ہونا چاہیئے - اس مقصد کو تعلیم ہی پورا کر سکتی ہے مگر وہ تعلیم نہین جو صرف امتحان پاس کرنیکے لیے ہو"

ایسٹ اینڈ ویسٹ (بمبئی دسمبر ۱۹۰۹ء) "مسلمان بادشاہون کا محکمہ خبر رسانی (مسٹر ظہیر الدین)" نہین کہا جا سکتا کہ مخبری کا محکمہ مسلمانون کے عہد مین کس وقت سے قائم ہوا اگر یہ یقینی ہو کہ جس وقت مغل ہندوستان مین مستحکم ہوئے اسوقت اس طریق پر عملدرآمد ہو رہا تھا - تغلق شاہ کے عہد مین اخبار نویس ہر جگہ متعین تھے - بعد ازان اکبر شاہ کے عہد تک بہت ہی ابتری رہی اور اس محکمہ کا کچھ پتہ نہین چلتا - اکبر کے عہد سے وقائع نویسی کا باقاعدہ دفتر قائم ہو گیا جسمین علاوہ میر عرض و داروغہ کے چودہ اشخاص کام کرتے تھے - ہر امیر کے

وہان ایک نہ ایک جاسوس شاہی رہتا تھا۔ سرایمن مسافرون کے حالات دریافت کیے جاتے تھے۔ اس محکمہ کے علاوہ کوتوال شہر بطور خود اسی قسم کی کارروائی کرتا تھا" روزانہ واقعات بادشاہ کو سنائے جاتے تھے۔ داروغہ مہر کرتا اور پروانچی اور میرعرض کی بھی مہرین ہوتین۔ پھر مختصر نویس لکھتا اور مہر کرتا اور یہ یادداشت کہلاتی تھی"۔

"زبان اور قوم" (او۔ اس) "ہم لوگ اس امر سے آگاہ ہین کہ مختلف قومین جو زبان بولتے ہین انکی خصوصیات بھی ویسی ہی ہین جیسی خود ان قومونکی۔ اسلیئے ہمین یہ یقین کرنیکی ترغیب ہوتی ہے کہ قومی اخلاق اور قومی زبان مین کچھ تعلق ہے۔ پس ہم یہ خیال کرتے ہین کہ جس قوم یا جس شخص کا ذخیرہ الفاظ کم ہے ویسے ہی اُسکے خیالات بھی کم ہین"۔

"ہندوستانی زبانون کا طالبعلم شاید ہمین شک کرے کہ وسیع قومی خیالات کیلئے ویسی ہی وسیع زبان کی بھی ضرورت ہے کیونکہ یہان الفاظ کی ویسی کثرت نہین جیسی تخیل کی ہے"۔

انڈین ورلڈ (کلکتہ دسمبر ۱۹۰۹ء) "نٹال مین ہندوستانی" ہندوستانیونکی جو حالت اسوقت جنوبی افریقہ مین ہو رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگا کہ نٹال مین ہندوستانی قلیونمین تعداد خودکشی کس درجہ بڑھی ہوئی ہے"۔ مالکون کے تشدد سے جب وہ عاجز آتے ہین تو عدالت مین جاتے ہین اور جب وہان سے عاجز آتے ہین تو اکثر اپنے مالکون کے پاس واپس جانیکے بجاے خودکشی کی کوشش کرتے ہین"۔

ابتر زندگی کی اس سے زیادہ تکلیف دہ مثال کا ملنا مشکل ہے مگر پھر بھی اہل جنوبی افریقہ انکو اور تباہ کرنے ہی کے درپے رہتے ہین۔

تمام ہندوستان مین	۳۰	فی دس لاکھ	جوہانسبرگ (یورپین آبادی)	۳۷۰
مدراس	۴۵	″	پیرس	۴۴۰
بنگال	۵۰	″	نیٹال کے ہندوستانی مزدور	۱۵۵
انگلستان	۱۰۴	″		

”اگر ہندوستان اُس مُلک کو مزدور مہیا کرتا رہیگا جو مزدورونکو غلام بنانے اور آزادون کے تباہ کرنیکے درپے رہتا ہے تو یہ امر ہمیشہ ہندوستان کی ذلت کا باعث رہیگا لارڈ کرزن نے جو پالیسی اِس بارے مین اختیار کی تھی اسکے منسوخ کرانے کے لیے نیٹال گورنمنٹ کی جانب سے بہت جلد کچھ لوگ ہندوستان آنے والے ہین مگر ہمین قوی امید ہے کہ گورنمنٹ ہند انکی زمانہ سازیاتو نمین نہ پھنسے گی اور انکے تملق وخوشامد پر مطلق لحاظ نکریگی اور آئندہ نیٹال کو باشندگان ہند کی ذلت اور برٹش جھنڈے کی بے حرمتی کرنیکا موقع دینے سے قطعًا انکار کردے گی:“

ماڈرن ریویو (کلکتہ۔ دسمبر ۱۹۰۹ء) ”دُنیا کی عام برادری مین ہندوستان کی جگہ“ یہ مضمون مسٹر جے۔ ٹی۔ سنڈرلینڈ ایم۔ اے کا ہے ”آزاد مذہب“ کے بیالیسوین سالانہ جلسہ مین امریکہ مین اُنھون نے یہ مضمون پڑھا تھا۔ وہ لکھتے ہین کہ کوئی مقصد اس سے اعلیٰ نہین ہوسکتا کہ تمام بنی نوع انسان ایک برادری مین داخل ہوجائین اور اِس مقصد کے حاصل کرنے مین۔ جو کوشش کیجائے اِس سے زیادہ شریفانہ کوئی کوشش نہین ہوسکتی لیکن جہان ایک قوم دوسری قوم کو ذلیل سمجھے ایک گروہ دوسرے گروہ کو بُرا جانے (اسکا سبب

با ہلانہ تعصب غرور یا نفرت کچھ ہی کیون نہو) ایسے موقع پر یہ برادری نہین چل سکتی" اس مضمون مین یہ دکھایا گیا ہی کہ "مغربی لوگ جو بالعموم مشرقی اقوام کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہین وہ کہانتک اس مقصد مین ہارج ہی- دوسری مشکل یہ ہی کہ ہندوستان محکوم ملک ہی- جو حقوق آزاد قومونکے ہونا چاہئین ہندوستان انمین سے اکثر سے محروم ہے- دنیا کی سیاسی زندگی اور خدمات مین ہندوستان کا کوئی حصہ نہین ہی- اسکی تعلیم اسکے اختیار کی نہین چین و جاپان کے طلبا کثرت دوسرے ممالک کو جاتے ہین- انسے صحیح حالات ان ملکونکے معلوم ہوتے ہین مگر ہندوستان کے حالات صرف مشنریون کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہین- پس جبتک ہندوستان کو رعایاے برطانیہ ہونیکے پورے حقوق نہ حاصل ہون مشکل ہی کہ دنیا کی عام برادری مین ہندوستان کا شمار ہو سکے"

"واقعات اورنگ زیب"- فارسی کی کسی قلمی کتاب سے مسلسل ترجمہ شائع ہو رہا ہی- کتاب کا نام نہین دیا ہی- اس نمبر مین فصل چہارم کا ترجمہ ہی اسمین (۱) شیعونکے ساتھ اورنگ زیب کا برتاؤ- (۲) روح اللہ خان کا قتل (۳) ہندو قیدیونکا قتل (۴) جزیہ کا عاید کرنا مختلف عنوان قائم کیئے گئے ہین-

رسائل یورپ و امریکہ کے خاص مضامین متعلق بہ ہندوستان

(۱) لبرل ممبرین کی ہندوستانی ذمہ داریان- از سر لیفالبد طغلر (نائنٹنتھ سنچری جنوری سنہ ۱۹۱۰ع)

(۲) برٹش حکومت ہند او رامریکہ کی رائے- از سڈنی بروک (نارتھ امریکہ ریویو دسمبر سنہ ۱۹۰۹ع)

(۳) ہندوستان مین محاصل اراضی- از سر راپر لیتھبرج (ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو جنوری سنہ ۱۹۱۰ع)

(۴) لنکا شایر اور ہندوستانی روئی کی تجارت از " " "

(۵) انگلستان اور یوریشین- از سکیپٹن (امپایر ریویو جنوری سنہ ۱۹۱۰ع)

تقریظ و انتقاد

شعر العجم حصۂ اوّل ۔علامۂ شبلی کی وہ تصنیف جس کا حسب عادت عرصے سے ملک مین غلغلا تھا اور ہر شخص جس کے لیے چشم براہ تھا آخر چھپکر شائع ہوگئی۔مگر پیاسون کی پیاس بجھانیکے لیے نہین بلکہ اور تیز کرنیکے لیے شعر العجم کے چار حصو نمین سے صرف پہلا حصہ اسوقت شائقین کو مل سکتا ہے۔مولانا کی تصنیف کے لیے معرفی کی ضرورت نہین۔ہر اہل علم اسکا پایہ شناس ہے۔

کتاب کی اجمالی ترتیب یہ ہے کہ اول تین حصو نمین متقدمین، متوسطین، اور متاخرین شعراء کا ترتیب وار تذکرہ ہے اور چوتھے حصے مین "شاعری پر عام ریویو ہے اور یہی حصہ گویا کتاب کی جان اور اُسکی روح روان ہے"

دراصل اول تین حصو نمین (اگر پہلے حصہ سے قیاس کیا جائے) کوئی خاص بات ایسی نہین ہے جو چوتھا حصہ موخر کرنے پر مجبور کرے اور وہ حصہ بجائے خود ایک مستقل تصنیف ہو۔شعراء کے تذکرے کے لیے کچھ بہت زیادہ کدو کاوش کی ضرورت نہین کسی قدیم تصنیف کو سامنے رکھ لیا جائے اور انھین عنوانون پر کچھ پھیلا کر کچھ

نئے مذاق کا رنگ چڑھا کر لکھ دیا جائے تو اچھی خاصی تالیف ہو جائے گی (الندوہ بابت نومبر صفحہ ۱) مگر علامہ موصوف اس فلسفہ تاریخ کا جو رنگ دیتے وہ ہر ایک سے نہیں نبھ سکتا۔

اُردو کی تصانیف مین ایک بڑی دقت آپڑی ہے جس پر مولانا بھی غالب نہ آسکے۔ وہ یہ کہ جو لوگ اُردو کتابین پڑھتے ہین ان کا کثیر حصہ ایسا ہے جو مبادی علوم سے بھی واقف نہین جو لوگ قدیم یا جدید علوم مین دستگاہ رکھتے ہین وہ ہماری بدقسمتی سے اپنی مادری زبان اُردو کی طرف توجہ کرنا اپنے لیے عار سمجھتے ہین۔ مثلاً یہی شعرالعجم کتنے ہی صفات کا جامع ہو عموماً پرانی تعلیم والے فارسی تذکرون کو اسپر ترجیح دینگے اور انگریزی خوان پروفیسر برون کی تاریخ فارسی کو ہاتھ سے نہ چھوڑینگے۔ ایسی صورت مین کتابونکا درجہ قائم کرنا سخت مشکل ہو گیا ہے۔ جن باتون کے لیے صرف اشارہ کافی تھا انکے لیے صفحے کے صفحے وقف کرنا پڑتے ہین۔ مثلاً اسی کتاب مین جہان فلسفہ نیام کا ذکر ہوا (صفحہ ۲۴۹-۲۵۰) ماہیت اجسام اور تجاذب پر مولانا نے اسطرح بحث کی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کتاب اسکول کے طالبعلمون کے لیے لکھی گئی ہے۔ اور جس جگہ حقیقت شعر بیان کی ہے اور مل پر اعتراض کیا ہے (صفحہ ۱۱-۱۲) وہان یہ معلوم ہوتا ہے گویا ایک محقق پروفیسر منتہی طلبا سے مخاطب ہے۔ پس اس تضاد سے اُردو مین کسی کتاب کا درجہ قائم کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

اگر کتاب محققانہ طور پر لکھی جاتی ہے تو اُردو خوان پبلک اسے ناقابل فہم سمجھتی ہے اور اگر آسان کیجاتی ہے تو خاص خاص پڑھنے والے اپنی کسر شان سمجھتے ہین مجبوراً دونو کو خوش رکھنے کی تدبیر کرنا پڑتی

بہرحال اُردو مین مولانا کی یہ تصنیف مثل انکی دوسری تالیفات کے مایۂ ناز ہے۔ ہم پہلے حصّہ کا خیر مقدم کرتے اور باقی حصص خاصتہً چوتھے حصّے کے منتظر ہین۔

اس حصّہ مین علاوہ دیباچہ اور شعر کی حقیقت کے۔ رودکی۔ دقیقی۔ عنصری۔ فرخی۔ فردوسی۔ اسدی۔ منوچہری۔ سنائی۔ عمر خیام۔ انوری۔ نظامی گنجوی کے تفصیلی حالات درج ہین۔ اور اس ضمن مین جو واقعات اور نکات آگئے ہین وہ مزید برآن۔ اس کتاب مین صرف اشعار ہی ایسے دلچسپ اور اتنے کثرت سے ہین کہ اگر کل مضامین کو خارج کر کے صرف انھین اشعار کی ایک بیاض بنا دیجائے تو وہ بھی ہمارے لیے مایۂ نازش ہے نہ کہ اِن اشعار پر مولانا کی رائین اور اِن کا موقع موقع سے چسپان کرنا۔

کتاب کی قیمت صرف عام ہے۔ دفتر الندوہ لکھنؤ سے دستیاب ہوگی عجلت کیجیے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔

بڑی جنتری ۱۹۱۰ء منشی محمد رحمت اللہ صاحب رعد کی یہ نامی جنتری مثل سابق کے غیر معمولی آب وتاب سے شائع ہوگئی ہے۔ لیتھو کی چھپائی کو منشی صاحب نے جس کمال پر پہونچایا ہے وہ محتاج بیان نہین۔ اس جنتری مین سُلطان روم۔ شاہ ایران اور سُلطان محمود غزنوی کی رنگین تصویرین اور افغانستان کا رنگین نقشہ قابل دید و داد ہی سرورق کی خوبی کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جو فن طبع سے واقف ہون۔ ہمین تعجب ہے کہ باوجود دستی پریس پر چھاپنے کے مختلف رنگ کیونکر اپنے اپنے مناسب موقع پر اس خوبی سے قائم ہوجاتے ہین۔ جنتری کی ظاہری خوبیون کے علاوہ اسکی باطنی خوبیان بھی

آپ اپنی نظر ہین۔ ایک جنتری مین جسقدر معلومات اور جو خوبیان ہونا چاہئے وہ
سب اسمین بدرجہ اتم موجود ہین اس سے بڑھکر یہ کہ جنتری مین سال بسال اہم واقعات
کا خلاصہ اسطرح درج کیا جاتا ہے کہ جنتری گویا خلاصہ تاریخ کا کام دیتی ہے۔

چنانچہ انقلابات روم وایران اور مرکب ہوائی پر اس جنتری مین عمدہ بحث
ہے تاریخ افغانستان کا ایک حصہ اور واقعات متعلق بہ تاریخ اسلام ایسی چیزین
ہین جنکو ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہیئے۔ ہمین اس خصوص مین منشی صاحب سے یہ شکایت
ہے کہ وہ اس قسم کی چیزوں کو جنتری سے علیحدہ طبع نہین کرتے۔

بہرحال اُردو زبان مین فن طبع اور ترتیب جنتری کی جو انتہائی حد اسوقت
ہوسکتی ہے اس جنتری مین جمع ہین۔ ہمارے خیال مین نہین آتا کہ اسمین کیا ترقی
ہوسکتی ہے جب تک خود منشی صاحب کوئی جدید ترقی نہ دکھاوین اگر آپ اس کا
لُطف اُٹھانا اور مولف کی جانکاہی کی داد دینا چاہتے ہین تو درجہ اوّل کی جنتری
عہ پر نامی پریس کانپور سے طلب فرمایئے ورنہ دوسرے تیسرے درجہ کی بازار سے
خریدیئے مگر بڑی جنتری خریدیئے دھوکھا نہ کھایئے۔

مشرق (گورکھپور) یہ ہفتہ دار اخبار فرائض اخبار نویسی کو زائد از دو سال
سے نہایت خوبی کے ساتھ انجام دے رہا ہے چونکہ تاریخ اجرا سے ہم اسے مسلسل دیکھتے رہے ہین
ہم بلا تامل یہ کہتے ہین کہ اول درجہ کے اخبارات مین اسکا شمار ہونا چاہیئے۔ وقت پر شائع
ہونا سلامت روی سے ہر مسئلہ پر بحث کرنا حالات ملکی سے ناظرین کو باخبر رکھنا اسکی خصوصیات مین سے ہے

سنہ ۱۹۰۹

تاریخ دنیا مین یہ سال بھی اپنی خصوصیات اور اہم واقعات کے سبب سے یادگار رہیگا
ل سے کوئی ملک ہوگا جسمین اسنے اپنا ایک نہ ایک نشان ایسا نہ چھوڑا ہو
ر تون یاد رہے اور جسکی علمی سیاسی یا تجارتی معاملات مین اسنے کوئی نہ کوئی ایسا
ر کیا ہو جو معتد بہ اثر رکھتا ہو - ایشیا یورپ افریقہ امریکہ ہر جگہ ایک نہ ایک
شگوفہ اسنے کھلایا - کسیکو نقصان پہنچایا اور کسیکو فائدہ - لیکن یہ نقصانات و فوائد
ے نہین تھے جو روز واقع ہوتے رہتے ہین نقصان ہوا تو ویسا ہی اہم اور فائدہ
تو ویسا ہی عظیم الشان !!

اقوام مین تحریک

قومون اسنے نئی نئی تحریکین پیدا کین پرانی قومون نے نئے جنم لیئے اور
قومون نے میدان ترقی مین اور آگے قدم بڑھائے -

ہندوستان مین ابتدا ہی سال سے رفارم اسکیم کا انتظار رہا اور پندرہوین
بر تاریخ ہند مین ہمیشہ یادگار رہیگی جس روز وہ اسکیم اپنی منظور شدہ حالت مین
دوستان مین شائع ہوئی - (اسکی تفصیلی کیفیت "اصلاح کونسل" مین دیجاچکی ہے)
ن نا عاقبت اندیشون سے اس سال بھی ایسے حرکات سرزد ہوے جو ہرگز اس
مقصد کے حاصل کرنے مین کامیاب نہین ہوسکتے جسکے لیے وہ خود کو اور اپنے

ملک کو خطرہ مین ڈال رہے ہین۔ چنانچہ (۱۰ فروری کو) ایک بنگالی طالبعلم نے پبلک پراسیکوٹر مقدمہ علیپور کو کلکتہ مین قتل کردیا (یکم جولائی کو) مدن لال دھنگرہ اسنے سرولیم کرزن وائلی اور ڈاکٹر لال کاکا کو لندن مین پستول سے ہلاک کیا۔ (۱۷ اگست کو اسے پھانسی دیگئی) ۱۳۔ نومبر کو احمدآباد مین حضور والسرائے کی گاڑی پر بم پھینکا گیا مگر ناکام رہا۔ (۲۲۔ دسمبر کو) مسٹر جیکسن کلکٹر ناسک گولی سے مقتول ہوے۔[۱]

باوجود اسکے گورنمنٹ نے ان لوگونکے ساتھ صرف قانونی حدود کے اندر ہی سلوک کئے کوئی سختی غیر قانونی طور پر نہین کی۔

(۶۔ مئی کو) علی پور کے مقدمہ سازش مین منجملہ ۳۶ کے صرف دو کو پھانسی کا حکم ہوا (۹۔ جون کو) گنیش دمودر کو باغیانہ تحریر کے سبب قید مادام الحیات اور ضبطی جائداد کا حکم ہوا۔ اخبار کال (پونا) اور سوراج (الہ آباد) وغیرہ پر مقدمات قائم ہوئے، ورسزائین بھی ہوئین۔ گرم اخبارات نے صرف گورنمنٹ کے خلاف ہی مضامین نہین لکھے بلکہ اپنے مخالفین کے خلاف بھی ایسے سخت مضامین لکھے کہ مسٹر گوکھلے جیسے شخص کو مجبور ہونا پڑا کہ ہندی پنچ (بمبئی) پر نالش کرین۔ (۷۔ دسمبر کو) بمبئی ہائیکورٹ نے اس مقدمہ مین انھین پانچ ہزار کی ڈگری دی۔ انگلستان مین سے دوسری جانب غلطی کی اور (۶۔ جولائی کو) لالہ لاجپت رائے کو کلکتہ ہائیکورٹ نے

---

[۱] یہ عجیب اتفاق ہے کہ اسی تاریخ کو روسی خفیہ پولیس کا افسر کرنل کاریاف سینٹ پیرس برگ مین بم سے ہلاک ہوا اور اسیرورا ہی۔ دان یان (وزیر اعظم کوریا) کو خنجر سے مہلک زخم پہنچایا گیا۔

اس اخبار کے خلاف پندرہ ہزار کی ڈگری دی۔

سکرٹری آف اسٹیٹ کی کونسل مین دو ہندوستانیونکے شمول کے بعد جو اعلے ترین عزت گورنمنٹ نے ہندوستانیونکو دی وہ (۲۴-مارچ) کو مسٹر سہنا کا اکزیکیٹو کونسل وائسراے مین مقرر ہونا تھا۔ مسلمانونکو اسوقت قدرے مخصمانہ شکایت کا موقع ملا مگر جب (۲۲-نومبر کو) مسٹر امیر علی سے پریوی کونسل کا حلف لیا گیا تو مسلمانون کی تمام شکایتین مٹ گئین اور انھون نے احسانمندی کا اظہار کیا۔

لارڈ کچنر جنھون نے فوج کی نئی ترتیب مین لاثانی کوشش کی تہی اور تمام فوج کو نو مکمل ڈویزن مین تقسیم کرکے اسکی قوت جنگ بہت بڑہا دی تہی اور جنکی مخالفت مین لارڈ کرزن کو استعفا دینا پڑا وہ بھی اس سال ہندوستان سے رخصت ہوگئے۔ انکی جگہ جنرل سر او مور کریگ کا تقرر ہوا اور لارڈ کچنر کو فیلڈ مارشل کے درجہ پر ترقی دیگئی اور وہ بحیرۂ مڈیٹرینین کے کمانڈر مقرر ہوئے۔

اس سال ہندوستانمین (۲۴-مارچ) جنرل سر امر سنگہ (۹-اکتوبر) لال موہن گھوش اور اردو شعرا مین (۲۰-اکتوبر کو) حضرت جلال کے انتقال سے ملک کو بہت نقصان پہنچا۔ لارڈ رپن کا انتقال بھی مفاد ہند کیلئے مضر ہوا۔

۲۷-دسمبر کو اجلاس انڈین نشنل کانگرس کا افتتاح لاہور مین ہوا۔ فریق گرم شرکت کانگرس سے علحدہ رہا اور آخر وقت مین سر فروز شاہ مہتا کا پریسیڈنٹی سے استعفا دیدینا فریق نرم کے اور بھی دقت کا باعث ہوا۔ آنربل پنڈت مدن موہن مالویہ نے بروقت

صدارت قبول کرکے حامیان کانگرس کو مشکور کیا مگر اپنے ایڈرس کے بعض
فقرات سے مسلمانون کو شکایت کا نیا موقع دیا۔ انھیں دنون رنگون مین آل انڈیا
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ زیر صدارت آنریبل سر راجہ علی محمد خان منعقد ہوا
ایسے دور دراز مقام پر ایجوکیشنل کانفرنس کا منعقد ہونا بہت بڑی کامیابی ہے۔

انگلستان کے نظام حکومت مین بھی اس سال نے آیندہ وسیع انقلاب
کی بنیاد ڈال دی ہے۔ لبرل گروہ کو ہاؤس آف لارڈ سے ہمیشہ زک پہنچا کرتی تھی
اکثر مدبرین کی یہ رائے ہے کہ لبرل فریق کسی وقت بھی حکومت نہین کرتا کیونکہ جب
کنسرویٹو برسر حکومت ہوتے مین تو ہاؤس آف لارڈ سوتا رہتا ہے اور آنکھ بند
کرکے انکے تمام پیش کردہ قوانین پاس کرتا چلا جاتا ہے مگر جب لبرل حکومت حاصل
کرتے ہین تو کنسرویٹو انکی تجاویز کو ہاؤس آف لارڈ سے نامنظور کرا دیتے ہین۔
موجودہ وزارت کو پے در پے یہی تلخ تجربہ حاصل ہوا اور جب (۲۹-اپریل کو)
مسٹر لائڈ جارج نے اپنا مشہور بجٹ پیش کیا اسیوقت یہ خیال پھیل گیا کہ ہاؤس آف
لارڈ سے نامنظور کر دیگا۔ (۴-نومبر کو) فائنینس بل ہوس آف کامنس مین۔
(۳۷۹ بمقابلہ ۱۴۹) پاس ہوا مگر (۳۰-نومبر کو) ہاؤس آف لارڈ مین (۷۵ بمقابلہ ۳۵۰)
نامنظور ہوگیا۔ گورنمنٹ نے اسیوقت طے کرلیا کہ پارلیمنٹ برخاست ہو نیا انتخاب
ہو اور اب تمام لبرل یہ چاہتے ہین کہ ہاؤس آف کامنس کی تجاویز کو نامنظور کرنے کا
اختیار۔ ہاؤس آف لارڈ سے سلب کرلیا جاے۔

امپریل پرس کانفرنس بھی اپنی اہمیت کی وجہ سے خاص طور پر ذکر کے قابل ہے۔ سلطنت کے ہر گوشہ سے اڈیٹرونکا لندن مین جمع ہونا اور باہمدگر تبادلہ خیال کرنا بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اس کانفرنس کی مختصر روداد ہم درج ذیل کرتے ہین!۔

(۵-جون) ڈیلیگیٹونکی دعوت ہوئی کانفرس کاافتتاح ہوااور لارڈ روزبری نے پرزور تقریر کی۔

(۷-جون) کانفرنس کا پہلا باضابطہ اجلاس فارن آفس مین ہوااور شرح تار اور اخبارات مین باہمدگر خبرین بھیجنے کے متعلق مباحثہ ہوا۔

(۸-جون) مسٹر سیک کنا اور سر اڈورڈ گرے نے فارن آفس مین ڈیلیگیٹون کے روبرو تقریرین کین۔

(۹-جون) مسٹر بالفور صدر نشین ہوے اور جنگی صورت معاملات پر تقریر کی۔ اسیرو زلارڈ میر نے ڈیلیگیٹون کی دعوت کی۔

(۱۰-جون) اخبار نویسی اور لٹریچر کے تعلق پر بحث ہوئی۔ لارڈ مارلی پریسیڈنٹ تھے اور نہایت ہی فصیح تقریر کی۔ لارڈ موصوف کے علاوہ لارڈ ملنر اور مسٹر ونسٹن چرچل نے بھی تقریرین کین۔

(۱۱-جون) الڈرشات مین ڈیلیگیشون نے فوج کا معائنہ کیا۔ ڈیلیگیٹون کے اعزاز مین گورنمنٹ کیجانب سے دعوت ہوئی جسکے صدر لارڈ کرو تھے۔ وزیر اعظم نے

گورنمنٹ اور پریس کے بالاتفاق کام کرنیکی نسبت ارشاد فرمایا۔
(۱۲-جون) ڈیلیگیٹون نے قواعد بحری کا معائنہ کیا۔

(۱۳-جون) ڈیلیگیٹ مختلف اطراف ملک مین چلے گئے۔

ہندوستان اور انگلستان کو چھوڑکر دوسرے ممالک کیجانب جب ہم نظر ڈالتے ہین تو دیکھتے ہین کہ شروع ہی سال مین بلغاریہ نے زور شور کے ساتھ خود مختاری کا اعلان کیا۔معاملات نے طول کھینچا روس نے (۲-فروری کو) مداخلت کی ٹرکی مطالبات بلغاریہ کو اپنے مطالبات مین وضع کرنا چاہا۔ٹرکی نے مزاحمت کی دول نے دونون جانب اثر ڈالا (۱۵-مارچ کو) روس و ٹرکی کے اختلافات طے ہوگئے ور (۱۸-اپریل کو) بلغاریہ کے معاہدہ پر دستخط ہوگیا اور بالآخر (۲۲-اپریل کو) انگریزی اور فرانسیسی سفرا نے صوفیا مین بلغاری وزیراعظم کو بلغاریہ کی خود مختاری کی باضابطہ اطلاع دی۔(۷-اپریل کو) آسٹریا۔جرمنی اور اٹلی نے بھی بلغاریہ کی خود مختاری تسلیم کرلی۔اب بلغاریہ یورپ مین ایک خود مختار حکومت ہے۔

ادھر بلغاریہ اپنی خود مختاری کیلیے کوشان تھا۔ادھر ۱۳-اپریل کو قسطنطنیہ مین وہ شورش ہوئی جو ہمیشہ تاریخ عالم مین یادگار رہیگی۔۶-اپریل کو حسن فہمی آفندی اڈیٹر سربستی کو جو دستور کے خلاف تھا کسی نے قتل کردیا۔علما اور عوام مین نوجوان ترکون کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی۔نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۴-کو سخت ہنگامہ ہوگیا جسمین وزیر عدالت قتل ہوے اور وزیر جنگ کو زخم پہنچا۔دوسرے روز نئی وزارت قائم ہوئی۔

توفیق پاشا وزیر اعظم ہوے - (۱۵-کو) ناظم پاشا گریزن اور ادل آرمی کور کے کمانڈر مقرر ہوے اونھون نے فوراً ہی تمام افسرونکو جو قید ہوگئے تھے رہا کردیا - ۱۷-کو سالونیکا اور ادرنہ کی باغی فوجین قسطنطنیہ کے قریب آگئین (۱۸-کو) ٹرکی پارلمنٹ کا خفیہ اجلاس ہوا - ۲۳-کو سلطان عبدالحمید اپنے آخری رسم سلاملک کیلیے نکلے اور اسی روز شوکت پاشا فوج باغی کے کمانڈر مقرر ہوے (۲۴-کو) باغی فوج قسطنطنیہ مین داخل ہوگئی (۲۵-کو) انھون نے محل سلطانی پر قبضہ کرلیا (۲۷-کو) سلطان عبدالحمید خان معزول کیے گئے - اور رشاد آفندی سلطان محمد خامس کے لقب سے سلطان ہوے - (۲۸-کو) سلطان معزول سلونیکا روانہ کیے گئے - اسکے بعد ٹرکی مین اصلی حکومت شوکت پاشا کی اور برائے نام حکومت سلطان محمد خامس اور پارلیمنٹ کی قائم ہوگئی - (۴ مئی کو) توفیق پاشا نے مع اپنے ساتھیونکے وزارت سے استعفا دیا اور (۵ مئی کو) سلطان نے حلمی پاشا کو وزیر مقرر کیا - نوجوان ترکون نے دستور کی آڑ مین اپنے مخالفین سے جو شدید انتقام لیا وہ ظلم وتشدد کے مہیب واقعات مین نمایان طور پر ہویدا رہیگا - اس سلسلہ مین یہ امر قابل ذکر ہے کہ عرصہ کے بعد سلطان نے قسطنطنیہ سے باہر قدم رکھا اور بریدسہ اور دوسرے مقامات کو گئے - ۲۹ دسمبر کو حلمی پاشا نے وزارت عظمی سے استعفا دیا اور (۳۰- دسمبر کو) حقی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے -

سلطان عبدالحمید خان کے عزل کے بعد شاہ ایران کو بھی تخت سے جدا ہونا نصیب ہوا - شاہ نے دستور طلبون پر جو سختیان کین تھین اسکے سبب سے علانیہ

بغاوت عرصہ سے ہو رہی تھی۔ نوبت بانیجا رسید کہ (۱۳- مارچ کو) روسی فوج ایران کی جانب روانہ ہوئی اور (۲۷- اپریل کو) دو ہزار چھ سو روسی تبریز مین داخل ہو گئے (۵- مئی کو) شاہ نے دوبارہ دستور کا اعلان کیا مگر اسپر قائم نرہے (۷- جولائی کو) مزید روسی فوج ایران مین داخل ہوئی اور قومی گروہ او رشاہی گروہ مین انھین دنون مین پے در پے مقابلے ہوے او رآخر (۱۳- جولائی کو) نیشنلسٹ طہران مین داخل ہو گئے اور (۱۶- کو) شاہ کو معزول کر کے انکے بڑے بیٹے میرزا احمد کو تخت نشین کیا۔ بعد طے ہوجانے معاملات باہمی کے ۹- ستمبر کو شاہ سابق طہران سے روانہ روس ہوے۔ یہ پرجوش قومی فریق بھی مالیہ ایران کو درست نکر سکا اور (۷- ستمبر کو) پارلیمنٹ نے طے کیا کہ بیرون ملک سے قرض لیا جاے اور مالیہ کی درستی کیلیے یوروپین مقرر کیے جائین۔

جنوبی افریقہ کی مختلف نوآبادیان جو زیر حفاظت برطانیہ عظمی خودمختارانہ حکومت کرتی ہین انہین یہ خیال پیدا ہوا کہ سب متفق ہوکر مثل ممالک متحدہ امریکہ یا آسٹریلیا کی ایک سلطنت ہوجائین۔ چنانچہ (۲- فروری کو) کیپ ٹاؤن مین ایک خاص مجلس اس غرض سے ہوئی اور طے پایا کہ پارلیمنٹ کی نشست کیپ ٹاؤن مین ہو حکومت کا صدر پریٹوریا ہوا اور عدالت کا صدر بلوم فانٹین۔ (۱۰- مارچ کو) اس ایکٹ کا مسودہ شایع ہوا۔ ٹرانسوال اور کیپ ٹاؤن کی پارلیمنٹون نے اسے منظور کر لیا مگر نیٹال نے مخالفت کی اگرچہ بعد کو اسنے بھی اپنی منظوری دیدی۔

جنوبی افریقہ سے یہ ایکٹ پاس ہوکر انگلستان کی پارلیمنٹ کی منظوری کیلیے گیا (۳- اگست کو) ہاؤس آف لارڈز مین اور (۱۹- اگست کو) ہاؤس آف کامنس مین بلاترمیم پاس ہوگیا- اس ایکٹ مین ہندوستانی تارکان وطن اور دیسی اقوام حقوق انسانیت سے جسطرح محروم کیے گئے ہین اسکی ترمیم کیلیے علاوہ ہندوستانیون اور دیسیون کے بہت سے نیک دل انگریزون نے بھی کوشش کی مگر ایک پیش نہ گئی- ہاؤس آف کامنس مین یہ ترمیم ۵۷ بمقابلہ ۵۵ کے نامنظور ہوئی- کیپ سے قاہرہ تک جس ریل کے بننے کی تجویز ہے اسمین بڑی ترقی ہوئی اور اب یہ ریل حدود کانگو تک پہنچ گئی ہے-

مصر نے بھی اس سال مین کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کر لیا- (۸- فروری کو) قاہرہ مین مجلس قومی کا افتتاح ہوگیا- گرمجوش اصحاب کامل آزادی کے مقابلہ مین اسے لاحاصل سمجھتے ہین چنانچہ نوجوانان مصر کی دوسری کانگرس حریت مصر کیلیے دسمبر مین بمقام جنیوا منعقد ہوئی- لیکن جو لوگ قدم بقدم مدارج ترقی طے کرنا چاہتے ہین وہ قومی مجلس کے افتتاح سے بہت کچھ راضی ہین- مصر کیلیے یہ امر بھی اس سال کی یادگار رہیگا کہ خدیو نے حج سے مشرف ہوکر قدیم خلفا کی سنت کا احیاء فرمایا-

چین وجاپان نے بھی شاہراہ ترقی مین قدم آگے بڑھائے خاصکر چین مین بہت سی جدید اصلاحات ہوئین- پیکن سے کلگان تک چینیون نے اپنی خاص

ریل ۲۲۰ میل کی تیار کی اور ۳- اکتوبر سے وہ جاری ہوگئی۔ جاپانیون نے کوریا پر اپنا قبضہ مستحکم کرلیا۔ پرنس اٹیو ہاربن کے معائنہ کیلیے گئے۔ وہان ایک باشندہ کوریا نے انھین قتل کردیا اور کوریا پر جاپانیون کا تشدد اور زیادہ ہوگیا۔

امریکہ مین بھی اس سال پریسیڈنٹ کا نیا انتخاب ہوا اور (۴- مارچ کو) مسٹر ٹیفٹ جدید پریسیڈنٹ مشتہر ہوئے۔

مختلف سلطنتونکے تعلقات

سلطنتونکے باہمی تعلقات مین زیادہ کشیدگی نہین پیدا ہوئی بلکہ اسس اعتبار سے یہ سال اچھا گزرا۔ ملک معظم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ہمیشہ کامیاب ثابت ہوا ہے یعنی مختلف شاہان یورپ سے ملاقات کرتے رہنا۔ اس سال ملک معظم پیرس (۶- مارچ) اور مالٹا (۲۱- اپریل) تشریف لیگئے۔ سابق ملکہ روس (۸- مارچ کو) اور نسیموتو شاہزادہ جاپان (۸- جون کو) لندن آئے۔ ۲- اگست کو زار روس ملک معظم سے ملنے کاوس مین آئے اور (۱۵- نومبر کو) شاہ پرتگال لندن مین ملک معظم کے مہمان ہوے۔ قیصر جرمن نے شاہنشاہ آسٹریا سے (۱۴- مئی کو) وائنا مین ملاقات کی اور (۱۷- جون کو) مجور کا مین زار روس سے ملے۔ زار روس (۲۶- جون کو) اسٹاکہام آئے اور (یکم اگست کو) بندرگاہ جیربورگ مین پریسیڈنٹ فرانس سے ملاقات کی۔

لیکن بادشاہوں کی ملاقاتوں سے زیادہ اہم جو امر اس سال واقع ہوا
وہ ایک ملک کے قائمقاموں کا دوسرے ملک کا مہمان ہوتا ہے۔ اگر اس روش
نے ترقی کی تو مفاد خلائق اور امن عامہ کے لیے بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔
چنانچہ (۱۴ مئی کو) برلن میونسپلٹی کے چند ممبران مع چیرمین بطور مہمان لندن
کارپوریشن کے لندن آئے۔ (۴۔ جون کو) برٹش لیبر پارٹی کے ممبر جرمن
گئے۔ (۲۰۔ جون کو) روسی ڈیوما اور کونسل آف ایمپائر کے ممبر لندن آئے۔
ملک معظم نے بھی (۲۵۔ جون کو) ان ممبروں سے ملاقات کی۔ ترکی پارلیمنٹ کے
بھی چند ممبر لندن آئے اور (۲۲۔ جولائی کو) گورنمنٹ کیجانب سے انھیں ہاؤس آف
کامنس میں دعوت دیگئی۔

متعدد بین الاقوام کانفرنسیں بھی اس سال میں منعقد ہوئیں۔ (یکم
فروری کو) شنگھائے میں افیون کی بین الاقوام کانفرس ہوئی اور اسکے نتیجے کے
طور پر یہ طے ہوا کہ اگر چین خود افیون کی کاشت نہ بڑھائے تو ہندوستان رفتہ
رفتہ افیون کا بھیجنا کم کرکے آخر میں بالکل بند کردیگا (۲۷۔ اپریل کو) عورتوں کی طلب
حقوق کی بین الاقوام کانفرس لندن میں منعقد ہوئی اور (۲۔ جون کو) اسی پایہ تخت
میں کیمیائے عملی کی بین الاقوام کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ (۲۸۔ اگست اور مابعد
تاریخوں میں) بین الاقوام طبی کانفرنس بداپیسٹ میں ہوئی اور انھیں تاریخوں میں
پیرس میں بین الاقوام تجارتی کانفرنس ہوئی (۲۰۔ ستمبر کو) بین الاقوام پریس

کانفرنس لندن مین شروع ہوئی بیس ممالک کے قائمقام موجود ہے۔ سب سے اہم بین الاقوام کانفرس (۱۲-اکتوبر کو) امریکہ مین منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس علاج دق کی تحقیقات کیلئے منعقد ہوئی تھی۔ انھین تاریخون مین ہندوستان مین طیریا کی تحقیقات کیلیے کانفرس ہوئی (اگرچہ یہ کانفرس انٹرنیشنل نہ تھی مگر ہندوستان کیلیے بہت ہی اہم تھی)۔

بہت سے نئے معاہدات بھی اس سال مختلف اقوام کے درمیان ہوے (۲-مارچ کو) انگلستان اور سیام کے درمیان بنگاک مین ایک جدید معاہدہ ہوا جسکے رو سے سیام کے تین صوبے ریاستہاے ملایا مین زیر حفاظت برطانیہ شامل کیے گئے۔ (۱۱ جون کو) معاہدہ کی نقل شائع ہوئی اور (۲۶-جولائی کو) یہ صوبجات کلیتہً انگریزی حکومت مین منتقل ہو گئے۔ فرانس اور جرمن کے درمیان مراکو کی نسبت جو اختلافات تھے وہ (۹-فروری کو) بذریعہ ایک معاہدہ کے طے ہو گئے۔ ۹-اپریل کو انگلستان۔ اٹلی اور جرمنی نے آسٹریا کے ساتھ بوسینا اور ہرزیگونیا کا الحاق منظور کر لیا۔ اور معاہدہ برلن کی دفعہ ۲۵ کالعدم ہوگئی (۲۶-جولائی کو) انگریزی۔ روسی۔ اطالی اور فرانسیسی فوجون نے کریٹ کا تخلیہ کر دیا۔ (۶-اگست کو) سفیر جاپان نے چینی گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ آنٹنگ مکڈن ریلوے کے متعلق جاپان اب آزادانہ کارروائی کریگا اور چینی گورنمنٹ کی اتفاق کا انتظار نہین کریگا۔ مگر یکم سمتبر کو چین وجاپان کے درمیان قابل اطمینان معاہدہ ہو گیا

جنگ

دو لڑائیاں بھی اس سال پیش آئین - "جنگ مراکو و اسپین" - (جولائی مین) اہل مراکو نے اسپین کی زیادتی سے عاجز آکر مقام ریف مین اپنر حملے کیے - اور ابتداً سخت نقصان اسپینی فوج کو پہنچا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میڈرڈ اور بارسیلونا سے شروع ہوکر تمام اسپین مین شورش پھیل گئی لیکن آخر اہل مراکو کو دبنا پڑا اور دونون ملکونمین صلح ہو گئی - اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر ایک اور اہم واقعہ ظہور پذیر ہوا - سینر فرر نے گورنمنٹ اسپین کی کارروائی جنگ پر اعتراضات کیئے گورنمنٹ نے انپر شرکت بغاوت بارسیلونا کا جرم عائد کیا انہون نے (۹ - اکتوبر کو) اس شرکت سے انکار کیا - مگر گورنمنٹ کے حکم سے انھین (۱۳ - اکتوبر کو) قلعہ مانٹجک مین گولی ماردی گئی - سینر فرر کوئی معمولی شخص نہ تھا اور گورنمنٹ کی یہ کارروائی معمولی کارروائی نہ تھی - لندن - روم - پیرس وغیرہ مقامات پر سخت ہنگامے ہو گئے - تمام یورپ نے گورنمنٹ اسپین کے اس فعل پر لعنت کی - گورنمنٹ کے مخالفین کو بھی موقع ملا اور انھون نے بھی سخت اعتراضات کئے - مجبوراً وزراکو استعفا دینا پڑا اور جدید وزارت قائم ہوئی -

فرانس نے مراکو پر فوجی قبضہ قائم کر رکھا ہے (۲۳ - نومبر کو) فرانسیسی پارلیمنٹ مین بعض ممبران نے اس قبضہ کے اٹھا لینے کی تحریک کی مگر (۱۰ ، مقابلہ

۲۴) یہ تحریک مستر دہو گئی۔

دوسری خفیف جنگ نکاراگوان مین ہوئی - دو امریکین نکاراگوان مین مارے گئے - ممالک متحدہ امریکہ نے پریسیڈنٹ نکاراگوان سے جواب طلب کیا ۴ - دسمبر کو دونون ملکون مین تعلقات منقطع ہوگئے -(۲۴- دسمبر کو) جنرل اسٹریڈا کی فوج نے گورنمنٹ نکاراگوان کی پوری فوج کو گھیر لیا -

باوجود امن وامان کے تو تو مین جنگی تیاریان زور شور کے ساتھ جاری رہین - ابتک ڈرٹیڈ ناٹ اول درجہ کا جنگی جہاز تھا اور اسکی تیاری پر جرمن اور انگلستان مین رقابت تھی اور ہر ایک اپنی پوری کوشش صرف کر رہا تھا - لیکن اب جرمنی نے ایک ترقی شدہ "ڈرٹیڈ ناٹ" بنایا ہے جو موجودہ ڈریڈ ناٹ سے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوگا - انگلستان بھی اسی قسم کے جہاز بنانے پر آمادہ ہوا ہے - اس سال کے اندر سات اول درجہ کی سلطنتون نے ۹۶ - ارب روپیہ جنگی طاقت پر صرف کر دیا ہے -

حادثات

ہندوستان اس سال کسی بڑے حادثے سے محفوظ رہا - اگرچہ طاعون تمام سال موجود رہا مگر پھر بھی اسکی شدت مین کمی رہی - (۱۰- فروری کو زلزلہ سے جو صدمہ مسینا کو پہنچا ہے وہ تباہی و بربادی کیسطرح ہمیشہ صفحہ روزگار پر عیان

رہیگا۔چشم زدن مین شہر کے شہر تباہ ہو گئے۔لیکن اس موقع پر بھی متمدن قومونکی اعلیٰ قابلیت کا بدیہی ثبوت ملتا ہے کہ کیونکر ساری دنیا نے اس نقصان کی تلافی مین کوشش کی۔ ۱۰۔فروری کو زلزلہ آیا اور ۲۷۔ مارچ کو لندن کا چندہ بند ہوا۔ اتنے عرصہ مین تیس لاکھ پچاسی ہزار چندہ جمع ہو گیا۔ (۱۷۔دسمبر کو) شاہ لیوپولڈ والی بلجیم کا انتقال ہوا۔ کانگو مین ظالمانہ غلامی اسی بادشاہ نے قائم کر رکھی تھی، اور یہ امید نہین کہ اسکے جانشین اسے ترک کرین۔

علمی ترقیات

اس ضمن مین اس سال دو امور خاص طور پر قابل ذکر ہین اول دریافت قطبین، دوسرے ہوائی جہاز کی ترقی۔

(۲۳۔مارچ کو) لفٹننٹ شکلٹن جزیرہ استوارٹ مین جہاز سے اُترے اور لندن کو تار دیا کہ انھون نے قطب جنوبی کے سو میل کے اندر یونین جیک (علم برطانیہ) نصب کیا ہے۔ (۱۲۔جون کو) وہ لندن پہنچے اور اپنے سفر کے حالات سے دنیا کو حیرت مین ڈال دیا۔ ابھی یہ حیرت ختم نہوئی تھی کہ یکایک یکم ستمبر کو رصدخانہ بروسل کے ڈائرکٹر کو ڈاکٹر کوک کا تار ملا کہ وہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو قطب شمالی پہنچ گئے تھے۔ ۴۔ستمبر کو وہ کوپن ہیگن پہنچے اور انکا استقبال اس شان سے ہوا جو بہت کم لوگون کو نصیب ہوا ہوگا۔ خود شاہزادہ ڈنمارک نے کشتی پر

جاکر انکا استقبال کیا۔ علمی مجالس نے اعلے سے اعلےٰ خطابات دیے مگر اسی اثنا مین
(۶۔ستمبر کو) گورنر نیو فاونڈلینڈ کو بے تار خبر رسانی کے ذریعہ سے پیغام پہنچا کہ
کمانڈر پیری نے اپریل ۱۹۰۹ء مین قطب شمالی دریافت کیا یورپ اور امریکہ کے
اخبارات مین جس شد و مد سے اس اختلاف پر بحث ہوئی شاید کسی بڑی جنگ کے
موقع پر بھی ایسی شد و مد کے مباحث نہو نگے۔ کمانڈر پیری نے ڈاکٹر کوک کو
غلط بیان قرار دیا۔ بالآخر (۱۲۔اکتوبر کو) ممالک متحدہ امریکہ کی قومی مجلس جغرافیہ
نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ دونون دعوی دارونکے کاغذات تحقیقاتی کا معاینہ
کرے۔ مگر کوپن ہیگن یونیورسٹی نے معائنہ کے لیے اپنا استحقاق مقدم سمجھا۔
کاغذات وہان بھیجے گئے۔ ۲۱۔دسمبر کو یونیورسٹی کی مجلس نے فیصلہ کر دیا کہ
ڈاکٹر کوک کے کاغذات سے انکے قطب شمالی تک پہنچنے کا ثبوت نہین ملتا۔
اور فتح کمانڈر پیری کو حاصل ہوئی۔ دوسری قومونکے حوصلہ مندونکو بھی قطب شمالی
تک پہنچنے کی خواہش ہوئی۔ جرمن مین کونٹ زلپن نے ہوائی جہاز کے ذریعہ
قطب شمالی تک پہنچنے کیلیے ایک کمیٹی قائم کی۔ انگلستان مین بھی اس خیال
کی تحریک ہوئی مگر ابھی تک کوئی نتیجہ نہین پیدا ہوا۔

ہوائی جہاز مین مختلف کامیابیان اس سال ہوتی رہین اور ان مین
یہان تک ترقی ہوئی کہ اب سلطنتون نے جنگی اعتبار سے اسکی جانب نظر ڈالی ہے،
چنانچہ (۱۲۔مئی کو) انگلستان کے محکمہ بحری کی جانب سے ایک خاص کمیٹی اس مسئلہ پر

غور کرنے کیلیے لندن مین منعقد ہوئی۔ اس سال مختلف اشخاص نے جو کامیابی اس بارہ مین حاصل کی ہے وہ مختصراً درج ذیل ہے:-

(یکم اپریل) کونٹ زبلین نے اپنے ہوائی جہاز پر برلن سے میونچ تک مسافت طے کی (۲-جون) مسٹر لیتھم نے اپنے ہوائی جہاز پر فرانس سے اُڑ کر انگلستان پہنچنے کی کوشش کی۔ آٹھ میل سمندر مین آکر موٹر بگڑ گیا۔ اور جہاز گر پڑا لیکن فرانسیسی کشتی ہاربن نے انھین مع انکے ہوائی جہاز کے بچا لیا مگر (۲۴-جولائی) ایم۔ بلیرٹ نے کامیابی کے ساتھ اپنے ہوائی جہاز پر انگلش چینل کو طے کیا۔

(یکم اگست کو) کونٹ زبلین اپنے ہوائی جہاز پر دوسو میل کا سفر طے کر کے فرینکفورٹ پہنچے۔

(۲۴-اگست) مقام ریم مین ہوائی جہازونکا مقابلہ ہوا جسمین ایم بلیرٹ نے بہت کامیابی حاصل کی ۲۷-اگست کو سب سے بڑا انعام بیس ہزار کا ایم-فارمین کو ملا۔

(۲۰-ستمبر) ایم-روجر ۶۶۰ فٹ کی بلندی تک اُڑا۔ (یکم نومبر) بروک لینڈ مین ایم۔ پالمین تین گھنٹہ مین ۹۶ میل اُڑے بلندی ۸۰۰ فٹ تھی۔ (یکم دسمبر) مسٹر لیتھم دو گھنٹہ آندھی مین اُڑتے رہے۔

کئی اشخاص کو اس کوشش مین سفر آخرت اختیار کرنا پڑا مگر زندہ قومین

آب اسکی پرواہ کرتی ہین - چنانچہ (۲۲- ستمبر کو) مسٹر فربر ہوائی جہاز سے گرکر مرگئی اور (۶- نومبر کو) مینر فرینڈ کا بھی یہی واقعہ پیش آیا -

علمی دنیا مین اور بھی بہت سی دلچسپ باتین اس سال تحقیق ہوئین اور عمل مین آئین (۲۰- فروری کو) ایم فلیمہ مین فرانسیسی نے اعلان کیا کہ مشاہدات سے یہ طے ہوگیا ہے کہ دن رات مین زمین دو بار مد وجزر بحر سے موزون بن جاتی ہے (۸- اگست کو) ڈیوک آبروزی ہمالیہ پر چوبیس ہزار فٹ تک چڑھ گئے - ابتک ہمالیہ پر اتنا بلند چڑھنے مین کسی نے کامیابی نہین حاصل کی - علمی ترقی کا ایک نیا کرشمہ (۲۱- اکتوبر کو) نمایان ہوا جب ملک معظم نے انگلستان سے صرف ایک بٹن دبا کر مانٹریل (کناڈا) کے ایک اسپتال کا افتتاح کردیا -

غرضکہ زمانہ اسیطرح گزرا اور گزرتا ہی البتہ جو کل تھے وہ آج نہین ہین اور جو آج ہین وہ کل نہ رہینگے -

این گنبد لاجوردی و زرین طشت ... بسیار بگشت ہست و دگر خواہد گشت

یک چند ز اقتضاء دوران قضا ... مانیز چو دیگران رسیدیم و گزشت

ماہ گزشتہ

(اگرچہ صرف فروری کے واقعات اس پرچے مین دینا چاہیے تھے مگر چند اہم واقعات جنوری کے بھی بہت ہی اختصار سے لکھ دیے جاتے ہین)

جنوری

۴-۵- جنوری کو کل صوبجات ہند کی جدید کونسلین اپنے اپنے صدر مقامات پر منعقد ہوئین- ممبرون نے حلف لیے اور وائسرائے کی کونسل کیلیے قائمقامونکا انتخاب ہوا- اور ۲۵- کو جدید امپریل کونسل کا اجلاس کلکتہ مین ہوا- انگلستان مین یہ مہینہ الکشن کا تھا اور چونا نک صورت معاملات کی پیش ہوگئی ہے ابھی تک نہین کہا جا سکتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا- الکشن کا نتیجہ حسب ذیل ہوا. لبرل ۲۷۵ کنزرویٹو ۲۷۳- لیبر ۴۱ نیشنلسٹ ۸۲- لبرل گورنمنٹ قائم رہی مگر انکا انحصار لیبر اور نیشنلسٹ ممبرانکی امداد پر ہے- ۱۷- کو الہ آباد مین یونیورسٹی سنیٹ ہال کا سنگ بنیاد ہز آنر نے نصب کیا- ۱۲ سے ۲۳ تک کایستھ کانفرنس کا اجلاس آگرہ مین ہو- ۲۱- کو ہیلی کا مٹ (ستارہ دمدار جسے ہیلی نے دریافت کیا تھا) افق ہندوستان پر نمایان ہونا شروع ہوا- ۲۲- کو شمس العلماء محمد حسین آزاد کا انتقال ہوگیا- ۲۴- کو خان بہادر شمس العلماء عمارت ہائی کورٹ کلکتہ کے اندر ایک انارکسٹ کی گولی سے مقتول ہوئے- ۲۶- سے دہلی مین زیر صدارت پرنس ارکاٹ مسلم لیگ کا جلسہ ہوا- ایکٹ ۱۹۰۷ء کا نفاذ کل ہندوستان مین ہوگیا ٹرانسوال کے ہندی تارکان وطن کیلیے جا بجا جلسے ہوے اور امداد کے لیے روپیہ جمع کیا گیا-

فروری

۱- الکشن کے بعد مسٹر الیسکوتھ کیبنٹ اور مسٹر لائیڈ جارج اور مسٹر برنس پیرس روانہ ہوے- یونان مین نئی وزارت قائم ہوئی- ایم ڈریگومس وزیر اعظم ہوے- دریاے سین کی طغیانی کم ہونا شروع ہوئی چالیس ملین (۴۰ کرور روپیہ) کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے- بیرندرا ناتھ گپتا کو ہائی کورٹ کلکتہ سے پھانسی کا حکم ہوا- آنریبل فضل بھائی ایم بھائی کی تحریک سے علیگڈھ کالج مین ولایت کی تعلیم کیلیے فنڈ قائم ہوا اور خود انھون نے دس ہزار دیے-

۲- لفٹنٹ گورنر پنجاب نے قلعہ دہلی مین دربار عام کیا-ایتھنہ کی پارلیمینٹ بندکرنیکی تجویز ہوئی-کونسل قانونی سیلون کی اصلاح کی نسبت طے ہوا کہ ابھی موجودہ طریقہ قائم رہے - مسٹر امیر علی کو لندن مین ڈنر دیا گیا اور لارڈ رے نے کہا کہ اگر پریوی کونسل اور ہاوس آف لارڈ کا عدالتی صیغہ ایک ہوجاے تو مسٹر امیر علی ہاوس آف لارڈ مین شامل ہوجائینگے ڈاؤنگل لاج کی پردہ پارٹی مین ستر لیڈیان شریک ہوئین-چار برٹش جہاز یونان کو روانہ ہوے - یونان نے ظاہر کیا کہ کریٹ کے قائمقامونکو شریک کرنیکا ارادہ نہین ہے-صوفیا مین سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ بلغاریہ کا ٹرکی سے جنگ کا ارادہ نہین ہے-

۳- محکمہ تاربرقی ہند کی ازسرنو ترتیب ہوئی اور تنخواہونکا جدید معیار قائم کیا گیا-ہزہائنس آغاخان نے دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کا معائنہ کیا اور (بعد کو) پانچسو کی رقم سالانہ اسکےلیے مقرر کی-کل طاقتون نے قطعی ارادہ ظاہر کیا کہ کریٹ کے قائمقام یونان کی قومی مجلس (پارلیمنٹ) مین نہ شامل ہونے پاوین-اکسفورڈ اور کیمبرج مین یہ معاملہ پیش ہوا کہ چین مین ایک یونیورسٹی قایم کیجاے-اوراسکے لیے پچاس ہزار پاونڈ کی ضرورت ہوگی اور پانچ برس بعد مزید دو لاکھ پاونڈ کی-

۴- مسلم لیگ (لندن) کے ڈیپوٹیشن کے جواب مین سرایف ہاٹ وڈ نے کہا کہ کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ رمضان کے متعلق ہدایات کی تعمیل نہ کی گئی ہو-اسکے متعلق ابھی خط وکتابت جاری ہے-ایتھنز مین اعلان ہوا کہ قومی مجلس کا انتخاب دسمبر تک نہین ہوگا اور اسمین صرف یونانی ہون گے-شمالی لینڈ مین فساد پیدا ہوا بہت سے لوگ مارے گئے-رحیم خان کو فارس مین کامل شکست ہوئی اور وہ مع اپنے خاندان کے روس کو بھاگ گئے-کونسل کا اجلاس کلکتہ مین ہوا اور جدید پریس ایکٹ کا مسودہ پیش ہوا-گورنمنٹ ہند نے لوکل گورنمنٹونکو لکھا کہ لیبلو کی مزید کارروائی جاری رہے-

۵- یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے رفعت پاشا سے ملاقات کی اور یقین دلایا کہ یونان کی پالیسی صلح کی ہے-طغیانی پیرس کیلیے لندن مین پچاس ہزار پونڈ

جمع ہوئے۔ گورنر روسی تاف نے رحیم خان اور اوسکے
خاندان کو روسی حدود مین آنیکی اجازت دی مگر انکی
ساتھیونکو روک دیا۔ ممالک متحدہ امریکہ اور جرمن
مین تجارتی معاہدہ ہوگیا اور تجارتی جنگ برطرف
ہوئی۔ شاہ سویڈن پر عمل جراحی کیا گیا۔

۶۔ علاء السلطان کے جواب دربارۂ تخلیۂ افواج کو
مجلس ایران نے ناکافی سمجھا وہ اپنی جگہ سے مستعفی
ہوئے اور عارضی طور پر صنیۃ الملک وزیر خارجہ مقرر
ہوئے۔ وزرائے فرانس نے بیس ملین فرانک پارلیمنٹ
سے طلب کیے تاکہ مصیبت زدگان سیلاب کی مدد کیجائے

۷۔ صوبۂ متحدہ کی کونسل کا اجلاس لکھنؤ مین منعقد
ہوا۔ سلطان ٹرکی نے اپنا ایک ماہ کا وظیفہ بحری
فنڈ مین دیدیا۔

۸۔ کونسل وائسرائے مین جدید پریس ایکٹ پاس
ہوگیا۔ اور وائسرائے نے فرمایا کہ جلاوطن رہا کردیئے
جائینگے۔ برٹش سفیر متعینہ پیکن نے چینی گورنمنٹ
کو جواب دیا کہ انگین ریلوے کے متعلق بلا مشورہ
روس و جاپان برٹش گورنمنٹ کوئی قطعی فیصلہ نہین
کر سکتی۔ گورنر بمبئی نے اعلان کیا کہ یکم ستمبر سنہ ۱۸۳۵ء
کے بعد سے جتنے سکے کمپنی یا گورنمنٹ نے جاری
کیئے ہین سب رائج الوقت سمجھے جائین۔

۹۔ مسٹر ایسکوتھ لندن واپس آگئے۔ دریائے سین
مین پھر طغیانی شروع ہوئی۔ امریکہ مین قرار پایا
کہ پیری کے جہاز روزولٹ پر پھر ایک مہم قطب
شمالی روانہ کیجائے۔ کمانڈر پیری کو دس ہزار
ڈالر بطور تحفہ دیے گئے۔ انہون نے کہا کہ وہ
اسے مہم قطب جنوبی کیلیئے صرف کرینگے۔ پولیس
نے بعد تحقیقات طے کیا کہ مفسدہ پرداز مطبوعات
جرمن سے چھپ کر ہندوستان نہین آتے۔ اسپین
کی وزارت نے استعفا دیدیا۔ چین و جاپان
مین ڈاکخانہ کی نسبت معاہدہ ہوگیا منچوریا
مین جاپان کے چھ ڈاکخانے رہینگے۔ امیر البحر ٹرکی کے
بجائے ٹرکی نے برطانیہ سے دوسرا امیر البحر طلب
کیا ہے کیونکہ وہ مستعفی ہوگئے ہین۔ قاہرہ مین
مجلس طلب ہوئی تاکہ نہر سویز کے جدید معاہدات
و مراعات پر غور کرے۔ انگلستین نے ہائی
کورٹ مین دوبارہ ڈگری لاجپت رائے اپیل کی۔

۱۰۔ جلسہ وزارت انگلستان منعقد ہوا۔ لیبر کانفرنس

نے بلا استثنا طے کیا کہ ہاؤس آف لارڈ معدوم
کر دیا جائے - رحیم خان کے اخراج کی نسبت تے یرالم
نے روس کو لکھا - پارلیمنٹ فرانس نے مصیبت
زدگان سیلاب کیلئے بیس ملین ڈالر کی امداد
منظور کی - شملہ مین خفیف زلزلہ آیا - ریاست
بہاولپور نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرس کیلیے
بارہ سو روپیہ سالانہ کی امداد مقرر کی -

۱۱ - کلکتہ مین امپیریل لیگ قائم ہوئی - اسکا مشغلہ
موجودہ شورش انگیز خیالات کا دبانا ہے - امریکہ مین
یہ سوال پیدا ہوا کہ جاپانی مزدور امریکہ سے خارج کردیے
جائین - ایران مین روسی افواج کی موجودگی پر بحث
کرنے سے روس نے انکار کر دیا - گورکھپور کی قواعدین
پانچ اشخاص مقتول اور چھ زخمی ہوے -

۱۲ - شملہ مین زلزلہ محسوس ہوا - مسٹر اسکوئتھ نے
ملک معظم سے ملاقات کی - مولائی حفیظ نے فرانسیسی
قرضہ کے کاغذات پر دستخط کرنیکے قبل غور کرنیکی
مہلت چاہی - بنک آف فرانس نے وعدہ کیا کہ
گورنمنٹ کی ذمہ داری پر وہ چار ملین قرض
دس سوا پانچ برس کیلیے ان تاجرونکو دیگا جنکو طغیانی

سے نقصان پہنچا ہے - اڈیٹر ہتاوادی (کلکتہ) کو بعلت
سڈیشن ایک برس کی سزا ہوئی -

۱۳ - جرمن گورنمنٹ نے اپنے کانسل جنرل متعینہ
کلکتہ کو معین کیا کہ نمائش الہ آباد مین جرمن کے لیے
انتظام کرے - سلطان مراکو نے بیس ہزار فرانک
مصیبت زدگان فرانس کیلیے دئے - طاقتونکی
کانسلون نے گورنمنٹ کریٹ کو اطلاع دی کہ کریٹ
کے قائمقام یونانی مجلس مین نہ شریک ہون
ورنہ مداخلت کیجائیگی - کینٹن کی وائسرائے کی
فوج باغی ہوگئی وائسرائے نے غیر ملکیونکو اطلاع
دی کہ وہ انکی حفاظت کی ذمہ داری نہین کر سکتے
ملایا مین جوہو کے قریب کئی میل ریل طغیانی سے بہ گئی -

۱۴ - ریاست ہاے صوبجات متوسط مین وحشی
اقوام نے بغاوت کر دی - گورنر بمبئی نے جین طلبا
کے ہوسٹل (بمبئی) کا افتتاح کیا -

۱۵ - پارلیمنٹ انگلستان کی نشست شروع
ہوئی - مسٹر ہربرٹ گلیڈ اسٹن نے لارڈ کا
خطاب لینا قبول کیا - چین کی بغاوت خفیف
ثابت ہوئی - پرنسرا ہٹو کے قاتل کو سزاے موت کا

حکم ہوا اور اسکے دو ساتھیونکو تین برس اور ڈیرھ برس
کی قید ہوئی - چاند پور میل کو نقصان پہنچانے کی
کوشش کیگئی - لفٹنٹ گورنر بنگال نے جدید ریلوے کا افتتاح
کیا یہ ریل پچاس میل کی ہے - برما میں جدا گانہ یونیورسٹی
قائم کرنیکے لیے رنگون میں جلسہ ہوا - لفٹنٹ
گورنر برما نے گورنمنٹ ہاؤس میں دربار کیا - تلالی
(مدراس) مقدمہ بم میں سزاے موت نہیں
ہوئی بلکہ دس برس کی قید -

۱۶ - سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی
گئی - علماء اور مسلمان روسا کے امیر بخارا بھی موجود
تھے - اسمین پانچہزار اشخاص کی گنجائش ہے - ایک
فرانسیسی دستہ فوج سوڈان مین قتل ہوگیا - مسٹر
چیمبرلین پارلیمنٹ مین حلف لینے کو آئے بوجہ
ضعف حرکت نہین کرسکتے ہین - بائین ہاتھ سے
دستخط کیا - جرمنی اور کناڈا کی تجارتی جنگ کا خاتمہ ہوا
اور دونون نے ایک دوسرے کی رعایت ملحوظ رکھی -
روس اور برطانیہ نے شرائط قرض کی اطلاع وزارت
خارجہ ایران کو دی - بارہ بنکی مین ہیوٹ ٹیوننگ
اسکول کا افتتاح ہوا -

۱۷ - وزارت انگلستان کا جلسہ ہوا اسکے بعد مسٹر
اسکوتھ ملک معظم سے ملے اور پھر جلسہ ہوا - جاپان
نے چین کو اطلاع دی کہ اسے انگین ریلوے کی
تعمیر سے اختلاف نہین بشرطیکہ اسے بھی حصہ دیا جائے
ربر کی کمپنیان قائم ہو رہی ہین ایک کمپنی کا پراسپکٹس
شایع ہوا اور آدہ گھنٹہ کے اندر کل سرمایہ جمع ہوگیا -
ملا ر شمالی لینڈ نے حدود برٹش مین حملہ کیا اور
۱۴ ہزار اونٹ لیگیا - ڈیوک آبروزی نے ٹوررن
مین لکچر دیا کہ کیونکہ وہ ہمالیہ پر ۲۴۵۵۰ فٹ چڑہے -

۱۸ - فرانس کے چند ممبران پارلمنٹ سینٹ پیٹرسبرگ
مین گئے - فرانس نے مولای حفیظ سے ۴۸ گھنٹہ کے
اندر معاہدہ قرض کی تصدیق چاہی - امپریل کونسل کا
اجلاس کلکتہ مین ہوا - مقدمہ علیپور مین مزید دو
اشخاص کو سزا ہوئی - جدید کرنسی ایکٹ نافذ ہوا -

۱۹ - کریٹ اور مالٹا مین زلزلہ محسوس ہوا - ڈاکٹر
کوک جو عرصہ سے غائب ہوگئے تھے فرضی نام کے
ساتھ میکسیکو ملک چلی مین وارد ہوے - مسٹر اشمٹ نے
اپنی رپورٹ مین ظاہر کیا کہ ہندوستان مین روئی
کی پیداوار ترقی کر رہی ہے اسکا اثر امریکہ کی روئی پر

پڑیگا - ایک فرانسیسی افسر مع ایک سپاہی کے ضلع
شاد ہ (ملک تانیجہ) مین مقتول ہوا -
۲۰ - خبر ملی کہ چٹاگانگ کلکتہ مین تقسیم کیا گیا - آکسفورڈ
مین موجودگی چھ سو ممبران یونیورسٹی چین مین یونیورسٹی
قائم کرنے کیلیے جلسہ ہوا ملا شمالی لینڈ نے برطانیہ
کے دست قبائل کے بیس ہزار اونٹ لوٹ لیئے -
۲۱ - زراعتی کانفرس روما مین منعقد ہوئی ملک
معظم نے پارلیمینٹ کا افتتاح کیا - مسٹر اسکوتھ نے
کہا کہ ہاؤس آف لارڈ کے اختیار تنسیخ قوانین (پاس
کردہ ہوس آف کامنس) کی نسبت ایک رزولیوشن
جلد پیش کیا جائیگا - قاہرہ مین نظارت خارجہ کے
باہر ایک مسلمان نیشنلسٹ نے بطرس پاشا (وزیر
اعظم مصر) پر فیر کیئے - تین زخم مہلک لگے - اور
پاشا کا اسیروز انتقال ہوگیا - مسٹر ای - اس
مانٹیگو نائب وزیر ہند مقرر ہوے - طہران کے
دولتمند سوداگرون نے مجلس کو اطلاع دی
کہ اگر برطانیہ اور روس کے قرضے ملک کے لیے
مضر ہون تو قرض نہ لیا جاے بلکہ وہ مزید ٹیکس
دینے پر رضامند ہین - ویندا رناتھ گپتا (قاتل
شمس العالم) کو کلکتہ مین پھانسی دیگئی - پٹیالہ کے
مقدمہ بغاوت مین مہاراجہ نے حکم دیا کہ تمام
مشتبہ لوگ ریاست سے خارج کردیئے جائین - مولای
حفیظ نے فرانسیسی مطالبات منظور کر لیے
ڈلای لاما کی جانب سے ایک ڈیپوٹیشن سرششس
سفیر متعینہ پیکن کے پاس آیا -
۲۲ - بیرن ان اہرن تھال (وزیر آسٹریا) اور
ڈاکٹر وان بتھمین ہالوگ مین ایک گھنٹہ
گفتگو ہوئی -
۲۳ - پارلیمینٹ انگلستان مین ایڈرس پر
بحث ہوئی - مصر کی وزارت از سر نو مرتب ہوئی
اور محمد سعید بے وزیر اعظم مقرر ہوے - ڈلای لاما
کے بھاگنے کی خبر مشہور ہوئی -
۲۴ - ڈلای لاما کے ایجنٹ مسٹر وانگ دی نے
اسٹیٹسمین کے نامہ نگار سے بیان کیا کہ چینیو نکی
زیادتی کے سبب سے ڈلای لاما لاسہ سے روانہ
ہوئے ہین اور بہت جلد کلکتہ پہنچ گئے - چینیون نے
سرحد سکم تک انکا تعاقب کیا مگر وہ بچ گئے -
مسٹر ایچ کاکس نے ایک جلسہ مین کہا کہ ہاؤس آف لارڈز

کی بہت زیادہ ضرورت اسلیئے ہی کہ اسکا اثر ہندوستان پر خاص پڑتا ہی۔ اور کہا کہ ایک وقت آویگا جب ہندوستانی والیان ملک بھی اسمین شریک ہونگے۔ مسٹر مترا نے اہل انگلستان کو آگاہ کیا کہ لارڈ کے خلاف بے سمجھے بوجھے کوئی کارروائی نکرین جس سے ہندوستان مین پریشانی پیدا ہو۔ شاہ اور ملکہ بلغاریہ بطور مہمان زار کے زارسکو مین آے۔ مسٹر وانگڈی کو ڈلای لاما کا تار ملا کہ وہ بخیریت رینک (سکم) پہنچ گئے۔

۲۵۔ مسٹر اسپٹن چمبرلین کی ترمیم دربارۂ اصلاح تجارت ہاؤس آف کامنس مین نامنظور ہوگئی اور ایڈریس بلا اختلاف پاس کیا گیا۔ چین مین حکم شاہی شایع ہوا کہ ڈلای لاما اپنے عہدہ سے علیحدہ کیے گئے اور انکا قائم مقام مقرر کیا جاے۔ دریاے سین کی طغیانی بڑہ گئی۔ کلکتہ مین وائسراے کی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ مسٹر گوکھلے کی تحریک بلا اختلاف منظور ہوگئی کہ وائسراے ایسے قلیون کو جو معاہدہ کرکے نٹال جائین جب جائین روک دین۔ اور بھی مختلف قوانین پیش ہوے ڈلای لاما بہت تیز کوچ کرکے کیلمپانگ مین آگئے۔

۲۶۔ بجٹ ہند کا پہلا مسودہ وائسراے کی کونسل مین پیش ہوا نئے ٹیکسو نکی تجویز ہوئی نیپال کے وزرا کا خیال ہی کہ امپیریل گورنمنٹ ہندوستانی قابو نکا نیپال لانا منظور نکریگی۔ مسوری وا‍لے واقعہ قتل مین کارپورل ایلین کو ہائی کورٹ الہ آباد سے پھانسی کا حکم ہوا۔ میرپور خاص (سندھ) مین گوتم بدھ کے کچھ آثار پاے گئے ہین۔

۲۷۔ مسٹر کے جی گپتا ٹوٹیکورن سے روانہ کولمبو ہوے اور وہان سے یکم مارچ کو روانہ انگلستان ہونگے۔
۲۸۔

۲۸۔ سکریٹری آف اسٹیٹ ہند نے میرزا علی عباس بیگ (سابق دیوان ریاست جوناگڈہ) کو بجاے سید حسین بلگرامی کے اپنے کونسل کا ممبر مقرر کیا۔ مسٹر ایسکوتھ نے پارلیمنٹ مین تحریک کی کہ ۲۴۔ مارچ تک مسائل مالی پیش کیے جائین ایسٹر کے بعد وہ ہاؤس آف لارڈ کے متعلق رزولیوشن پیش کرینگے۔ جرمنی کی کمیٹی نمایش نے صلاح دی ہی کہ الہ آباد کی نمایش مین جرمنی معقول

غلط نامہ

حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴و۱۰	میعار	معیار
۲	۴	اشیاٹک	ایشیاٹک
۴	۲	گلدستے	گلدستے
۷	۱۵	کرر ہے	کررہی
۹	۱۲	بیل	پیل
۱۳	۱۶	کیونکہ	کیونکر
۱۹	۵	قانوں	فانیوں
۲۰	۲	ہوگئی ہو	گیا ہو
۲۱	۹	اسنے	اسنے
۲۴	۱۵	کیونکہ	کیونکر
۲۷	۱۵	طلاعات	اطلاعات
۲۸	۱۵	کیونکر	×
۲۹	۱۷	مین	ہین
۳۰	۱	ہی	ہین
۳۹	۱	اخد	اخذ
۴۲	۱۷-۸	قدما یونانی صرف کو	قدمائی یونانی صرف نشانات کو
″	۱۰	فطری	قطرمری
″	۱۵	اخد	بعد
۴۷	۵	آنے	آئے کر-
۴۸	۷	نیابت	نیابت
۵۰	۱۲	لیخنھو	لیجسلیشو
۵۳	۱۶	مدراس	مدراس۲

حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۱-۱۲	تغیر سے کسقدر	تغیر سے زمین کسقدر
۵	۱۰	ہوسچنین	پہنچین
۱۱	۷	زمری	زمزمی
۱۶	۸	بہا	بنا
″	۱۲	لیارہ	گیارہ
		ہیتین	ہمینتین
۱۷	۹	باغ دیوار	دیوار باغ
۱۸	۸	رکار لڑن	رکاوٹون
۲۱	۴	بنظاہر	بہ ظاہر
۲۳	۷	نقوس	نقوش
۳۳	۲	اسے	انسے
۳۴	۳	داروسہ	داروغہ
۳۸	۸	بردن	براؤن
۳۹	۳	ورکی	روڈکی
۴۰	۷	جزو	چیزون
۴۳	۱۴	پہنچا- لارڈ	۲۸- اکتوبر کو ایک اور آفتاب علم (موتی) غروب ہوگیا
۵۴	۸	خبرمین	خبرین
″	۱۷	کرلو	کریو
۴۶	۱۱	(۷- اپریل کو)	(۲۷- اپریل کو)
″	″	ہوتا ہے	ہونا ہے
۵۱	۴	اریمپائر	امپایر
۵۳	۳	انیر	انپیر
۵۹	۸ (۲)	قارکان	تارکان
۶۲	۱۲ (۲)	جو ہو	جو ہور
۶۳	۱۵ (۱)	دبندار	دبندرا
″	۱۷ (۲)	پہنچے گئے	پہنچین گے

یہ شورانگیز وحیرت افزا ناول آئندہ نمبر سے مُسلسل
شایع ہونا شروع ہوگا۔ اس کا ایک ایک سین
قیامت خیز ہے۔ اگر آپ اِسے دیکھنا چاہتے
ہین تو مستقلاً لِسَانُ العصر خرید کیجئے ورنہ بعد کو
اس کی کاپیان ملنا مشکل ہون گی اور اِسی
خیال سے ہمنے اس ناول کو پہلے نمبر مین
نہین شامل کیا۔

منیجر لِسَانُ العصر

موسوم
به
کام جاری ہو چکا ہے۔ معقول نفع کی توقع کی
جاتی ہے۔ جلد شرکت کیجیے ورنہ وقت نکل جائیگا۔
محمد ثناء اللہ بی اے
منصور الحسن نے مطبع دار الاشاعت واقع لکھنؤ میں چھاپ کر شائع کیا۔

امن دنیا جسکی زندگی کا مقصد علی تھا

شہنشاہ یعنی ایڈورڈ ہفتم

دنیا آج اسکے فیض سے محروم ہے

علاوہ سرورق و اشتہارات

صفحات علمی و سیاسی

لسان العصر

نمبر	اپریل سنہ ۱۹۱۰ء	جلد ۱

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عہ؍ — نمونہ ۶؍ — ادنیٰ ایڈیشن عہ؍ سالانہ

اُردو کا بہترین باتصویر رسالہ جسکے حجم، مضامین، تصاویر، لکھائی چھپائی کی تمام مُلک مین دھوم ہے۔

فہرست زمانہ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

صفحات ۹۲ — تصاویر ۱۰

تصاویر شواجی اور رراداس۔ آنریبل مرزا عباس علی بیگ۔ لالہ ہرکشن لال۔ بابو کرشن کمار متر۔ اڈمنڈ سیلی۔ حضور ملک معظم صاحب بہادر۔ آنریبل مہاراجہ صاحب بیلی۔ بابو اسونی کمار۔ بابو دیپندر۔ دمدار ستارہ وغیرہ وغیرہ

جنوری ۔ (تصاویر ۸ ۔ حجم ۹۰ صفحات) **فروری** ۔ (تصاویر ۱۶ حجم ۹۰ صفحات) کا کوئی پرچہ نہین بچا۔

مضامین علمی

لسان العصر، کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مذاق علمی کے پیدا کرنے مین معین ہو، یہ خیال صرف لسان العصر کے لیے مختص نہین ہے بلکہ کل پرچے اور رسالے اس غرض کے لیے کوشان ہین، لیکن ہر ایک اپنے لیے ایک طرز خاص مقرر کر لیتا ہے، اسلیے مناسب ہے کہ لسان العصر بھی ایک طرز خاص معین کرے اور آیندہ اُسی روش پر چلے، اس کے لیے ضرورت ہے کہ ناظرین اپنے اپنے خیالات سے اڈیٹر کو مطلع فرمائین اور جس جانب زیادہ رجحان معلوم ہو وہی روش اختیار کیجائے - ہم اپنے خیالات کو مختصراً ظاہر کیے دیتے ہین :-

علمی مضامین کی مختلف حیثیتین ہو سکتی ہین - ممکن ہے کسی خاص علم پر اجمالاً یا تفصیلاً کچھ لکھا جائے - یا کسی خاص علم کا کوئی خاص جزو لے لیا جائے اور اسپر دقیق بحث کیجائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وقتاً فوقتاً مختلف علوم پر کچھ لکھا جائے یا مختلف مسائل علمی پر بحث کیجائے، لیکن اسمین بھی دو طریقے ہو سکتے ہین - مراحل ابتدائی اور مراحل انتہائی - اول الذکر بڑا تھا زیادہ سود مند نہین یہ صرف اُن لوگون کے لیے مفید ہو سکتا ہے جو اُسی علم کو آیندہ ترقی دینا اور اُس مین کمال حاصل کرنا چاہتے ہین، اور منتہیانہ مضامین اُن لوگون کے کام آسکتے ہین جو ان علوم کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ گئے ہین - پس ضرورت ہے کہ ہر علم کی ایک دوسری طرح سے تقسیم کیجائے یعنی مفید عام و مفید خاص - مفید عام ایسے مضامین کو کہنا چاہیے جو آسان اور دلچسپ پیرایہ مین لکھے گئے ہون اور مصطلحات علمیہ کا استعمال اُن مین کم ہوا ہو، معمولی تعلیم یافتہ شخص تھوڑی توجہ سے انپر عبور حاصل کرے، مفید خاص اُن مضامین کو سمجھنا چاہیے جو خاص ماہرین علم کے لیے مفید ہو سکین - مثلاً ہم علم طبقات الارض کو لیتے ہین - جو شخص ہو اس سے بحث نہین کہ علما ان نتائج پر کیونکر پہنچے ہین جنسے انھون نے یہ کلیہ قاعدہ [illegible]

قسم سے تھی رفتہ رفتہ اس نے مادہ رقیق و سیال کی صورت اختیار کی، پھر سرد ہو کر منجمد ہوئی اور کیونکر وہ موجودہ ہیئت مین آئی - کتنے دور اسپر گذرے ہین اور اسکے کیا دلائل ہین بلکہ عام طور پر اتنا جاننا کافی ہے کہ علماء کی تحقیقات سے کیا نتائج نکلے ہین مثلاً یہ کہ زمین پر برابر کسر و انکسار جاری ہے، زمین کے اندر انتہائی حرارت موجود ہے، سمندر اپنے مقامات مختلف اسباب سے بدلتا رہتا ہے، زمین کی روزانہ گردش اور مد و جزر کا اثر سمندر کی گہرائی پر پڑتا ہے - یا مثلاً علم فلکیات مین ہر شخص کے لیے یہ جاننا ضروری نہین ہے کہ سیارون کے بُعد کا حساب کیونکر لگایا جاتا ہے، بروج کے مقامات مین کیون تغیر ہوتا ہے - نظام شمسی بذاتہا قائم ہے یا وہ بھی کسی دوسرے نظام کے تابع ہے - بلکہ عام شخص کے لیے اتنا جاننا کافی ہے کہ نظام شمسی کے دوسرے سیارون سے زمین کو کیا نسبت ہے، زمین کی حرکت محوری اور حرکت دوری کا کیا اثر ہوتا ہے - یا مثلاً علم کیمیا مین ہر شخص کا یہ کام نہین کہ وہ عناصر اور مستقات کے وزن اور حجم مقرر کرے بلکہ عام شخص کے لیے مقررشدہ وزن اور حجم کا جان لینا کافی ہے - غرضکہ بالطبع ہر علم کو مفید عام اور مفید خاص حصون مین ہم تقسیم کر سکتے ہین

مفید عام طرز اگر اختیار کیا جاے تو اسکے لیے یہ مناسب ہوگا کہ ایک علم کا عنوان قائم کیا جائے اور نہایت مختصر طور پر اسکے اصول ابتدائی جو حتی الامکان اصطلاحات سے خالی ہون بیان کردیے جائین - دوسری صورت کے لیے ضروری ہوگا کہ کسی علم کا کوئی خاص جزو لیا جائے اور اسپر دقیق مباحث پیش کیے جائین

اس لیے ہم اپنے معاونین سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ وہ کس قسم کے علمی مضامین کو پسند کرینگے - اگر کثرت رائے اول قسم کے مضامین کیجانب ہوئی تو اس سے ایک عمدہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ تھوڑے دنون مین ہر علم پر ایک عمدہ رسالہ تیار ہو جائے گا - اور اردو زبان کے لیے یہ ایک گرانقدر شے ہوگی، لیکن اس سے یہ مطلب نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم کسی انگریزی پرائمر کا ترجمہ کردینا چاہتے ہین بلکہ یہ مضامین ایسے انداز سے لکھے جائین گے جو بچون کے لیے نہین بلکہ تعلیم یافتہ اشخاص کے لیے

مفید ہون، ممکن ہے کہ علم کیمیا پر مضمون لکھا جائے اور اُس شخص کے لیے مفید نہو جو اِس فن کا ماہر ہے مگر علم الحیوانات پر جب مضمون شائع ہو گا تو وہ اُسکے لیے ایسا ہی مفید ہو گا جیسا کیمیا کا مضمون ماہر علم حیوانات کے لیے اور یہ تسلسل ہمیشہ جاری رہے گا۔

ان صورتون کے علاوہ ایک اور صورت بھی ہے وہ یہ کہ فلسفہ اور سائنس وغیرہ پر جو خاص خاص مستند کتابین ہین اُنکا ایک ایک کر کے خلاصہ دیدیا جائے لیکن اس مین ایک دقت ہو گی کہ اگر وہ کتاب درسی حیثیت سے بنائی گئی ہے تو اُسکا خلاصہ غیر دلچسپ اور رسالے کے مقصد کے خلاف ہو گا اور اگر ایسا نہین ہے تو وہ ایک خاص عالم کی رائے اور استدلال ہونگے۔ اس سے کُلی فائدہ کسی قسم کا نہین حاصل ہو گا لیکن ایک بڑا نفع اس سے یہ ہو گا کہ انکے خیالات بلا واسطہ معلوم ہو جائین گے۔ مثلاً ارسطو کی کتاب سیاسیات، ایڈم اسمتھ کی کتاب اقتصاد، ڈارون کی اصل الانواع، ایسی کتابین ہین، جو ہر تعلیم یافتہ شخص کو اپنے مطالعہ مین رکھنا چاہئیں۔ کیونکہ یہی کتابین ان علوم کی سرچشمہ ہین۔ علم السیاسیات علم الاقتصاد علم الارتقا انھین کتابونکی بنا پر قائم ہوے لیکن اُردو دان پبلک اس سے محروم ہے۔ ان ضخیم کتابونکا پورا پورا ترجمہ شائع کر دینا موجودہ حالات کے اعتبار سے غیر ممکن سمجھنا چاہیئے۔ اگر انکا خلاصہ بھی شائع ہو جاے تو بہت غنیمت ہے۔

بہر حال ہم متوقع ہین کہ ناظرین بہت جلد اپنی اپنی راے سے ہمین مطلع فرمائین گے تا کہ ویسا ہی انتظام کیا جائے فقط۔		اڈیٹر

گذشتہ پرچے کی نسبت اکثر اطراف سے یہ شکایت ہوئی کہ اسکا مسطر چھوٹا ہے، اور مضامین کی گنجائش کم ہے اس لیے ہم نے ابکی مسطر بڑھا دیا اور قلم دبا دیا ہے جس سے مضامین کی بہت زیادہ گنجائش نکل آئی ہے، اور اب یہی مسطر اور قلم جاری رہیگا۔

تحقیقات عالم ارواح مین پہلی کامیابی

تحقیقات عالم ارواح کی نسبت جو مضمون پہلے پرچے مین شائع ہوا تھا، اُسکی نسبت مختلف اشخاص نے مختلف رائین قائم کین۔ بعض نے اُسے بے معنی سمجھا، کسی نے بیکار خیال کیا، کسیکو اسمین مزاح کا پہلو نظر آیا، مگر بہت سے اہل الرائے اصحاب نے اسکی اہمیت تسلیم کی اور اسے ضروری قرار دیا۔ چونکہ مضمون کا نتیجہ ابھی نہین نکلا ہے، اس لیے ہم ان اصحاب کو جو اسے بیمعنی، بیکار، اور مذاقیہ تصور کرتے ہین، یہ صلاح دیتے ہین کہ ابھی چند نمبرون تک اور انتظار کرین۔ اور مضمون کو مکمل ہو جانے دین، پھر کوئی رائے قائم کرین۔ ایک خیال اور بھی اس مضمون کی نسبت ظاہر کیا گیا ہے یعنی وہ فرسودہ مضمون ہے، مدت ہوئی اخبارات مین اسکا ذکر ہو چکا تھا۔ لیکن مجھے جہانتک علم ہے اخبارات مین صرف اسکا ذکر ہی ذکر ہوا ہے۔ کسی نے اتنی تفصیل کے ساتھ اسپر بحث نہین کی ہے۔ اسلیے مین ان اوراق کو ضائع نہین سمجھتا جو اس مضمون کی نذر کیے جاتے ہین۔

"گذشتہ نمبر مین جو مضمون شائع ہوا تھا، وہ پورا ترجمہ تھا مگر اگلی نمبر مین بہت کچھ اختصار کر دیا گیا ہے کیونکہ بعض بعض تفصیلین ایسی تھین جسسے نفس مضمون پر کوئی اثر نہین پڑتا تھا۔

سابق مضمون کو چھ مہینے گذر گئے اور اس اثنا مین جو کارروائی اس بارے مین ہوئی ہے اسکا مختصر حال ان ناظرین کے لیے دلچسپی کا باعث ہو گا جنھون نے پہلا مضمون پڑھا ہے۔ طبعیین کی تحقیقات سے انسان کو کوئی علمی فائدہ نہین پہونچ سکتا، مگر عالم ثانی کی تحقیقات اس دنیا کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ مین کسی جغرافی نقطے کی تلاش مین نہین ہون جسے ہر شخص مانتا ہے۔ بلکہ مجھے پہلے یہ تلاش کرنا اور اسپر یقین کرنا تھا کہ آیا عالم ثانی کا وجود واقعی ہے بھی یا نہین۔ بعض نے اسکے وجود سے قطعی انکار کیا ہے۔ اور جو اسے مانتے ہین وہ بھی اسے ناقابل دریافت سمجھتے ہین۔ اور بوجہ ضعف یقین کے تجربہ اور جانچ کی کسوٹی پر پرکھنے سے
سنۃ پہلی تحریر جو روحانیت کے بارے مین ہو اگر ان تا اسکا سلسلہ ہے تو ان … مین یہ آپ اپنی نظیر ہو گا،،

(جناب بہادر سید علی محمد صاحب شاد عظیم آبادی) اور بھی بعض اصحاب نے اس قسم کے خیالات اس مضمون کی نسبت ظاہر کیے ہین ۱۲

پرہیز کرتے ہین لیکن اگر ان روایات مین جو تمام بنی نوع انسان مین پھیلی ہوئی ہین اور اگر بڑے
بڑے فلسفیون کے خیالات اور بانیان مذہب کے نہ بدلنے والے احکام مین کچھ سچائی ہے۔ تو ہم مین
سے ہر زن و مرد پر دنیاے ثانی کا اثر اور زبردست اثر پڑ رہا ہے۔ اگر اس حباب آسا زندگی کے بعد
کوئی دوسری دنیا ہے جہمین اس حیات مستعار کے بعد ہر شخص کو جانا ہے تو یہ انتہائی ناعاقبت اندیشی ہے
کہ ہم اس کوشش کو حقیر و ذلیل سمجھین جس سے کوئی قوی شہادت اس ملک کی ماہیت کی بابت
حاصل ہوسکے اور جس سے ہم یہ معلوم کرسکین کہ کس حد تک ہمارے اس دنیا کے طرز زندگی کا اثر ہماری
اُس دنیا کی حالت پر پڑتا ہے —

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ چھ ماہ کے اندر جولیا کی زیر ہدایت یہ تمام امتحانی کوششین مجھ سے عمل مین
آئین - ہمارا طریق عمل بہت ہی آسان تھا۔ ہمین یقین ہوگیا کہ ہمنے کوئی آواز سنی یا زیادہ صحیح طور پر
یون کہئیے کہ ہم نے اپنے دوست کو جو کئی برس ہوے دریاے ممات سے پار اُتر گیا تھا۔ بے تار کے
آلہ گفتگو کے ذریعے سے صاف الفاظ مین یہ کہتے سنا کہ وہ غیر محقق مقام جہان سے کسی مسافر کا واپس آنا
خیال مین نہین آتا تھا۔ درحقیقت ایک مُلک ہے جسکے باشندے انسانون کی سرگرد گذرگاہون سے
برابر آتے جاتے رہتے ہین۔ ان اشارات کے بموجب مین نے محض اس امید پر جولیا کا دفتر قائم کیا
کہ جو لوگ تعلقات دنیاوی سے منقطع ہوکر مُردون مین شامل ہوگئے ہین وہ اپنے دوستون سے
مثل زندون کے بات چیت کرسکین - ابتک جو نتائج ظہور پذیر ہوے ہین وہ میری انتہائے توقع سے
بھی زیادہ ہین ہمنے قریب قریب دوسو مُردون سے مکالمہ کیا بعض مکالمے ابھی جاری ہین مین نے
اپنے پہلے مضمون مین دعوے کیا تھا کہ اگر ہمین دس فیصدی بھی کامیابی ہوئی تو دفتر کا کھولنا بہت کچھ
حق بجانب ہوگا - لیکن دس فیصدی سے بہت زیادہ کامیابی ہوچکی ہے نصف سے زیادہ مکالمات
ختم ہوچکے ہین جنکی مکمل روئداد ہمارے دفتر مین موجود ہے - درخواست دہندون نے دستخطی بیانات
پیش کیئے ہین کہ انھین پورا اطمینان ہوگیا کہ انھون نے اپنے ان عزیزون سے گفتگو کی جو مر چکے ہین
سال تمام پر مین ایک تفصیلی کیفیت اپنے ابتدائی اغراض کی نسبت شائع کرونگا کہ کہانتک ان لوگون نے

رفقا نے مین کامیابی ہوئی ہے جو اس طبعی سبب سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہین جسے لوگ موت
کہتے ہین -

اس مختصر بیان کے بعد ان نتائج کی اطلاع دینا چاہتا ہون جو اس چھ ماہ کی امتحانی تحقیقات کے
اثنا مین خفائے عدم کی نسبت ہمین حاصل ہوئے ہین ہم صرف اس بات پر آمادہ ہوئے تھے کہ بیشمار
سوگوارون مین سے چند اشخاص کو انکے یاران عدم سے ملادین - اس محدود تلاش مین اتفاقیہ
ایک بات دریافت ہوگئی جو قابل بحث واقعات معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ لوگ اپنی عقل و فہم سے
ایسی قابل اطمینان تشریح پیش کرین جو نہایت عمدگی سے ان تمام واقعات کی توضیح کرے جو مین قلمبند
کرنیوالا ہون بحیثیت ایک محقق کے میرا یہ منصب نہین ہے کہ مین کسی بات پر کد کرون - بلکہ میرا فرض
صرف اسقدر ہے کہ مشاہدات مین غایت صبر و سکون اور تعمق نظری سے کام لون اور اپنے مشاہدات کے
نتائج بے کم و کاست درج کتاب کرتا ہون اور اس امر کو دوسرون پر چھوڑ دون کہ وہ ان واقعات کو
سائنس اور مذہب کے موجودہ اصول سے مطابقت دین - ابتداً میرا یہ خیال تھا کہ اپنے آپ کو
صرف اس کوشش مین محدود رکھون کہ جو لوگ ابھی اجسام خاکی مین ہین وہ اپنے یاران عدم سے گفتگو
کرسکین لیکن بقول سینوی انزیفہ کے ایک چیف جسٹس کے یہ بہت ہی یکطرفہ انتظام تھا اگر ہماری اصولی
رائے صحیح تھی تو اس جانب کے لوگونکو اپنے اس دنیا کے دوستون سے گفتگو کرنے کی کم ازکم اتنی ہی آرزو
ہونا چاہئے تھی جتنی ہم لوگون کو انسے گفتگو کرنے کی تھی - اس لئے ہم نے گویا
"راستہ کھول دیا ہے"

اور جو لوگ اس دنیا سے گذر گئے ہین اگر ہم سے ملنے کے لیے واپس آنا چاہین تو اس راہ سے
آسکتے ہین - قبل اسکے کہ مین آگے بڑھون مجھے مختصراً وہ طریقہ جو عمل مین لایا جاتا ہے بیان کردینا
چاہیے - جولیا کے دفتر مین دو حصے شامل ہین - ایک تو موبرے ہوس مین ہے، دوسرا
حوالی شہر مین ان دونون مین بالغرض تکمیل اغراض دفتر کارپردازونکی مختصر تعداد رکھی جاتی ہے
دونون جگہ کے کام کرنے والے دس بجے صبح کو جولیا کے کمرے مین جولیا سے ملنے کو جمع ہوتے ہین

اس سے احکام لیتے ہین اور دفتر کی رفتار ترقی سے اسے مطلع کرتے ہین - یہ صبح کی صحبت مذہبی، علمی، اور کاروباری حیثیت کا پہلو لیے ہوئے ہوتی ہے - اسکے آگے عام کاروائی اسکی غیر مرئی منتظمہ کی ہدایت کے بموجب ہوتی ہے - اہل کشف صاف طور پر دیکھتے ہین کہ وہ میز کے سامنے اپنی کرسی پر بیٹھتی ہے - جلسہ کا افتتاح ہمیشہ دعا سے ہوتا ہے اور اختتام ہمیشہ حمد تثلیث ہوتا ہے اسٹاف کا ہر ممبر باری باری سے صدر انجمن بنتا ہے اور تمام کامون کا انتظام کرتا ہے انجیل کا کوئی مقام پڑھنے کے بعد گذشتہ جلسے کی کاروائی پڑھی جاتی اور منظور کیجاتی ہے - اسکے بعد وہ پیام پڑھے جاتے ہین جو ممبران دفتر چوبیس گھنٹے کے اندر درج کرتے ہین اور پھر جو کے فیصلے اُن عرائض کے نسبت پڑھے جاتے ہین جن پر عمل کرنا مقصود ہے - دونون دفاتر مین یہ کاروائی جُدا جُدا قلمبند کیجاتی ہے - اور اگر ان مین کبھی کوئی اختلاف ہوتا ہے تو بذریعہ تار جو لیا کو اسکی اطلاع دیجاتی ہے اور اسکا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا ہے مگر ایسا اختلاف ایک فیصدی بھی نہین پیش آتا - اسکے بعد عالم ارواح والون کی آمد شروع ہوتی ہے - انکی آمد کو اہل کشف دیکھتے اور اسکی اطلاع دیتے ہین - انکے پیغام صاحب کشف سامعین سُنتے اور بلند آواز سے دُہراتے ہین مختصر نویس انھین لکھتے جاتے ہین - بعض وقت دفتر کے کارپردازون مین سے ایک ایک پر ایک غیر مرئی وارد مسلط ہوجاتا ہے - اسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ بلا واسطہ خود انکی زبان سے گفتگو کرے - ہمین بہت جلد یہ معلوم ہوگیا کہ ان غیر مرئی واردون کی تعداد جو ہم سے گفتگو کرنا چاہتے ہین اسقدر زیادہ ہوگئی ہے کہ ہم معقول طریقے سے انسے گفتگو کا انتظام نہین کرسکتے اسلیے جو لیا کے حوالی شہر والے دفتر مین مین نے ایک شاخ کھولدی ہے جہان مختصر نویسونکے ذریعے سے ان لوگون کے پیام وصول کیے جاتے ہین جو اس طریقے کو خاص طور سے پسند کرتے ہین - اُن پیامون مین سے جو درج رجسٹر ہین چند بیان درج کئے جائینگے اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ ان پیامون کی نوعیت و کیفیت کیا ہوتی ہے تاکہ وہ اسکی اصلیت و ماہیت پر غور کرسکین -

قبل اسکے کہ مین ان مکالمات کا خلاصہ درج کرون دو خاص مثالین پیش کرنا چاہتا ہون یہ ایسی مثالین

ثابت ہو چکی ہین آنے والے خطرات کی اطلاع دی گئی ہے وہ بھی ایسے اشخاص کی جانب سے جنکے نام سے ہمارے دفتر کا کوئی شخص واقف نتھا - دوشنبہ کے روز دو صاحبان کشف نے جو میز کے قریب بیٹھے ہوے تھے بالکل خلاف معمول طور پر صاف الفاظ مین ایک پیغام سُنا کہ فلان لیڈی کو اس ہفتہ مین موٹر کا سے ایک حادثہ پیش آئیگا اسکا موٹر کار کسی دوسرے موٹر کار سے لڑ جائیگا - اس لیے اس وارد کی جانب سے اصرار کیا گیا تھا کہ وہ لیڈی اس ہفتے مین موٹر کار کی سواری ملتوی کردے - پیغام دینے والے کا نام ان دونون مین سے کسی کو معلوم نہین تھا - معمولاً اسکی اطلاع مجھے دوسرے روز صبح کو صدر دفتر مین گئی ڈیڑھ بجے کے قریب ٹائپ شدہ تحریر مین اسکی اطلاع اس لیڈی روانہ کر دیگئی - لیکن بدقسمتی سے اسی روز صبح کو لیڈی صاحبہ موٹر پر روانہ ہو چکی تھین - جب شہر لندن سے ہو کر گذر رہی تھین انکا موٹر ایک دوسرے موٹر سے لڑ گیا اور انکو صدمہ پہونچا ریل کے ذریعے سے وہ لندن واپس آئین جب انھون نے خطوط پڑھے اسمین وہ خط بھی تھا جو جولیا کے دفتر سے انکے نام بھیجا گیا تھا - انھون نے بھیجنے والے کا نام فوراً دریافت کرلیا کیونکہ یہ شخص انکا دوست تھا اور اس نے دوسرے عالم سے انکی محافظت کا وعدہ کیا تھا لیڈی مذکور نے چارشنبہ کے روز اسکی اطلاع بذریعہ تار کے مجھے دی -

دوسرا واقعہ صدر دفتر مین ہوا - مین نے وعدہ کیا تھا کہ مسٹر وائسن کے ہوائی جہاز کی آزمائش مین مقام کیلانس مین بھی شریک ہونگا دوسرے روز صبح کو جو دروازہ کھلا تو ایک صاحب کشف نے کہا کہ ایک شخص اسکے پیچھے کھڑا کہہ رہا ہے کہ وہ بہت خوش ہے کہ مین کیلانس جا رہا ہون اور وہ بھی میرے ہمراہ چلے گا اس نے اپنا نام لفبری بتایا اس نام کا کوئی شخص کسی کو معلوم نہین تھا میرے جواب مین اسنے کہا کہ اسے ہوائی جہاز سے بہت دلچسپی ہے خاص کر اس ہوائی جہاز سے جسکے دیکھنے کے لیے مین جانے والا تھا مگر اس نے بہت تاکید کی کہ روسی نوجوان کو اپنا انجن پوری طرح دیکھ بھال لینا چاہیے ایسا نہو کہ کچھ غلطی ہو جائے - یہ کہکر وہ چلا گیا اور دوسرے روز آ کر میرے چلنے پر پھر اطمینان ظاہر کیا اسی روز مین نے تفتیش کی اور مجھے معلوم ہوا لفبری کا دس روز پیشتر کوپن ہیگن مین انتقال ہوا تھا - دوسرے روز اس شخص سے اسکی تصدیق ہوئی اور اسنے یہ بیان کیا کہ کسی زندہ

شخص کی آنکھ کی مدد کے بغیر وہ کچھ دیکھ نہین سکتا مین نے دریافت کیا کہ آیا وہ ہماری آنکھ کو بطور دوربین کے استعمال کرتا ہے اسکا جواب اس نے نفی مین دیا اس نے کہا کہ وہ ہماری آنکھ سے فوٹوگرافی کے کمرے کا کام لیتا ہے۔ ہر شے کا عکس ہمارے دماغ مین پڑتا ہے اور وہ اس عکس کو دیکھتا ہے۔ جب اسکے کہنے کے بموجب مین نے اپنی آنکھ بند کر لی تو اس نے کہا کہ وہ اب کچھ نہین دیکھتا جب پھر مین نے آنکھ کھولی تو اس نے کہا کہ مین اب سب کچھ دیکھتا ہون مین کیلانس گیا۔ دوشنبہ کی شام کو ایم بالٹاف نے اپنے انجن کو بغور ملاحظہ کر کے آزمایشی پرواز کی تیاری کی۔ اس کہنے کی غالباً ضرورت نہین ہے کہ مین نے لفیری کے الفاظ اسے پہنچا دیئے اُسکے ہوائی جہاز مین انجن غیر معمولی طور پر مضبوط تھا وہ مسلسل چوبیس گھنٹے تک چل چکا تھا اور یہ خیال عام تھا کہ وہ بہت عمدہ کام دیگا تاہم جب انجن کے چلانے کی کوشش کی گئی تو اس نے آگ نہین پکڑی۔ بدقت تمام آگ دوسری جانب سے دیگئی اسوقت ایک دستہ ٹوٹ گیا اور آزمایش روک دینا پڑی۔ اسوقت بولٹاف کی مان شہزادی ویاسسکی نے مجھ سے کہا کہ "مین تمھارے عقائد پر زیادہ یقین نہین رکھتی ہون مگر تعجب ہے کہ جیسا لفیری نے کہا تھا آزمایش محض انجن کیوجہ سے خاک مین مل گئی"۔

ان حالات مین کچھ اشارہ علم غیب کی طرف ہے لیکن مین نے اس غرض سے انھین قلمبند نہین کیا بلکہ مثالاً یہ ثابت کرنے کے لیے کہ کسطرح امید کے خلاف نامعلوم اشخاص جو لیاکے دفتر مین کثرت سے آتے ہین اب مین اس مضمون کے اصل مقصد کیجانب توجہ کرتا ہون یعنی اُن پیغامات کا درج کرنا جو دونون دفترون مین موصول ہوے۔

جن اشخاص نے ارواح انسانی کا مطالعہ زیادہ نہین کیا ہے اُنکے لیے تمہیداً یہ بیان کردینا مفید ہوگا کہ بروقت وصول پیغام کیا کارروائی کیجاتی ہے تاکہ وہ اسکے عام مدارج کو صحیح طور پر سمجھ لین جہانتک متشکک مادہ پرستون سے تعلق ہے انکے لیے صرف یہ کہتا ہون کہ وہ مرد و زن جنکی فطرت مین کوئی خاص قوت ہوتی ہے طبیعت سے پیدا کر کے ایسے پیام لکھتے یا بولتے ہین۔ بس یہی ہے جو کچھ ہے " مجھے خود اسکا اقرار ہے کہ عام شخص کو جو کچھ نظر آتا ہے وہ یہی ہے۔

مین اس قیاس کی تصدیق مین جسسے بالذات مجھ سے تعلق ہے کوئی دعویٰ نہین پیش کرتا ہون
مین محض ان واقعات کو جو ظہور مین آئے ہین تحریر کرتا ہون - یہ پیام تین طریقون سے مختلف
متوسطین کے ذریعہ سے (جنمین دو مرد اور ایک عورت ہے) میرے پاس پہونچے ہین ان
تینون مین سے کوئی بھی پالٹیکس سے تعلق نہین رکھتا - انکی پولٹیکل واقفیت بہت محدود ہے -
مذہب کے اعتبار سے بھی وہ مختلف العقائد ہین - البتہ وہ روحانی حالات کے متلاشی ہین - اور
مین انکی ایمانداری ایسی ہی قابل اعتبار سمجھتا ہون جیسے خود اپنی -

پیام کے وصول کرنے کا طریقہ جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہین حسب ذیل ہے :-

(۱) بذریعہ تحریر بلا ارادہ - جولیا کے دفتر والی شہر مین صاحب کشف ہاتھ مین قلم لیکر
بیٹھ جاتا ہے قلم کو سطح کاغذ سے ملا دیتا ہے اور اپنے ارادہ کو ذرا بھی کام مین نہین لاتا - دفتر مین
روزانہ پیام اسیطرح لکھے جاتے ہین - تاوقتیکہ پیغام پوری طرح کاغذ پر تحریر نہین ہو جاتا لکھنے
والے کو مطلق یہ خیال نہین ہوتا کہ وہ کیا لکھنے والا ہے -

(۲) بذریعہ انکشاف باطنی - صاحب کشف مع اپنے ہمراہیونکے ایک دائرہ مین بیٹھکر
اپنی آنکھین بند کر لیتا ہے اور اپنے چہرے کو ہاتھ کے سائے مین رکھکر اپنی قوت ارادیہ سے
بالکل خالی الذہن ہو کر خفیف سا خفیف اثر قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے - جو امر مطلوب ہے
وہ یہ ہے کہ پیغام وصول کرنے والونکو طبیعت ایسی صاف اور غیر منتشر ملنا چاہئے جیسے ساکت
جھیل کی سطح جسمین مثل آئینے کے آسمانی ستارے اپنا عکس ڈالتے ہین - اسوقت وہ اپنی
قوت باطنی سے ان شکلونکا احساس کرتا ہے جو معمولی آنکھونسے پوشیدہ رہتی ہین یہ شکلین یا تو
عالم ارواح سے آنے والونکی ہوتی ہین یا خود حاضرین دفتر کی ہیئات روحی ہوتی ہین وہ جو کچھ
دیکھتا ہے مختصر نویس سے بیان کر دیتا ہے - وہ ان آوازونکو سنتا ہے جو غیر مرئی اجسام کے
درمیان گذرتے ہین اور جسے دوسرے لوگ نہین سن سکتے - وہ ان خیالات کو جمع کرتا ہے
جو اسکے صاف شفاف آئینے کے مانند دل پر پڑتے ہین اور پھر وہ اپنی انتہائے لیاقت سے کے

موافق ان خیالات کو الفاظ کا جامہ پہناتا ہے اور مختصر نویس انھین لکھ لیتے ہین -

(۳) بذریعۂ تعطل قوی - اس صورت میں حساس کنندہ پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے اسے اپنے گرد و پیش کی چیزون کا احساس بالکل نہین رہتا - اسوقت اسکے تمام اعضا پر عالم ارواح کے دارو ون مین سے جو اسوقت موجود ہوتے ہین ایک نہ ایک جو ہم سے بالمواجہ گفتگو کرنا چاہتا ہے قبضہ کر لیتا ہے یہ قبضہ حالت بیہوشی مین اسوقت تک قائم رہتا ہے جبتک وہ روح ٹھہرنا چاہے - اسکے انصتام پر احساس کنندہ ہوش مین آجاتا ہے اور جو کیفیت گذرتی ہے اسے بالکل یاد نہین رہتی -

اس قدر تمہید کے بعد مسٹر اسٹیڈ نے اپنے ان مکالمات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جو مسٹر گلیڈسٹن، لارڈ بیکنسفیلڈ وغیرہ سے موجودہ پالیٹکس انگلستان کے متعلق ہوے - انکے پولٹیکل خیالات سے ہمین بحث نہین البتہ جو نتائج عالم ارواح کی تحقیقات کی نسبت انسے پیدا ہوئے ہین انکا ذکر کیا جاتا ہے -

ان مُدبرین نے دفتر حوالی شہر کی کتاب ملاقات مین دو ایکدفعہ اپنے نام لکھے تھے مگر انھون نے صرف نام ہی تک محدود رکھا تھا اور انکے سواد خط سابقہ دستخط سے بہت مشابہ تھے -

۲۵ - ستمبر ۱۹۰۹ء

میری تو خواہش ہوئی کہ گلیڈسٹن یا برائٹ سے ملاقات ہو مگر وہ نہین آئے - ایک اور صاحب آئے جنکے آنے کی تمنا نہین تھی - اور وہ لارڈ بیکنسفیلڈ تھے - صاحب کشف نے لارڈ موصوف کے مشابہ شکل دیکھی اور انکے الفاظ سُنے جب مین نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مین زندگی مین انکا مخالف تھا تو لارڈ موصوف نے اسے تسلیم کیا اور کہا کہ اب وہ بہت کچھ بدل گئے ہین مگر زمانہ موجودہ کے معاملات مین انھین پوری دلچسپی ہے انھون نے کہا کہ موجودہ پولٹیکل معاملات پر انکی نظر لارڈ رابرٹ سیسل کے ذریعہ سے پڑتی ہے -

صاحب کشف آہستہ آہستہ بول رہا تھا گویا وہ ایک آواز کو جو فاصلے سے آرہی ہو سُن رہا تھا لارڈ موصوف کو ارسال پیغام کا یہ طریقہ بہت پسند تھا کہ وہ خود کسی عامل پر قبضہ کر لین اور اس کی زبان سے گفتگو کرین -

بجٹ کی منظوری کی نسبت لارڈ موصوف نے کہا کہ "مین صاف راے نہین دے سکتا کیونکہ مین محض اس شخص کے ذریعے سے اندازہ کر سکتا ہون جس سے مین ملحق ہون - لیکن میری راے یہ ہے

کہ بجٹ آخر مین منظور کرلیا جائیگا۔ میرا یقین ہے کہ گلیڈ اسٹن بھی میری رائے سے اتفاق کرتے ہین "۔
گلیڈ اسٹن کے تعلقات کی نسبت لارڈ موصوف نے کہا کہ اب ان سے خوب بنتی ہے ۔
مسٹر اسٹیڈ "آپ جانتے ہین کہ مین روزانہ تین برس تک ایک مضمون آپکے خلاف لکھتا رہا
کہ آپ جہنم مین جائین گے"۔
لارڈ بیکنسفیلڈ "لیکن یہ سنکر آپکو مایوسی ہوگی کہ آپکی خواہش نہین پوری کی گئی آپ یہ سُن کر
متحیر ہونگے کہ گذشتہ شب کو جب آپ گفتگو کر رہے تھے تو لارڈ سالسبری آپکے الفاظ پر اثر ڈال رہے تھے"
مسٹر اسٹیڈ "کیا آپ دونون جہان کے درمیان سلسلۂ کلام قائم کرنا چاہتے ہین"
لارڈ بیکنسفیلڈ "مجھے اس سے دلچسپی تو بہت ہے اور مجھے بیحد خوشی ہے کہ آپکے دفتر سے میرا تعلق ہوگیا"۔
لارڈ موصوف کے رخصت ہونے کے بعد مین نے جولیا سے مخاطب ہوکر کہا کہ آیا لارڈ بیکنسفیلڈ اب بھی
ویسے ہی تارک الدنیا معلوم ہوتے ہین جیسے پہلے تھے۔
جولیا نے جواب دیا کہ وہ جب انسانون سے ملتے ہین تو بحیثیت انسان کے ملتے ہین مگر انکے
مزاج مین زیادہ تبدیلیان نہین ہوئی ہین ۔

۱۴ اکتوبر

مسٹر اسٹیڈ "شب کو آپنے لکھا تھا کہ آپکی دلی آرزو تھی کہ آپ بھی اس معاملہ مین یعنی
بجٹ کے متعلق حصہ لے سکتے آیا آپ اسمین شریک ہونا پسند کرینگے۔ اور نیز یہ کہ آپ اسمین شریک
ہو بھی سکتے ہین یا نہین۔ آیا آپ لوگون پر اثر ڈال سکتے ہین اور کیا آپ اس معاملے مین کچھ حصہ لیتے
ہین؟ یا صرف الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہین"۔
لارڈ موصوف "مین انپر اثر تو ڈال سکتا ہون مگر فی الحال مین الگ بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا
ہون ۔ بیچارہ گلیڈ اسٹن بہت پریشان ہوا جب عورتون کے لئے دینے کا سوال پھر پیش کیا گیا"۔
مسٹر اسٹیڈ "جب آپ اپنے مخالفین سے ملتے ہین تو آپکی کیا حالت ہوتی ہے"۔
مسٹر اسٹیڈ "صرف اسیوقت ہم لوگ ذاتیات پر نگاہ ڈالتے ہین جب دنیاوی حالت مین

آتے ہین مین دُنیا مین ایکبار اور آنے کا لطف اُٹھا رہا ہون ؎

مسٹر اسٹیڈ۔ تعجب آپ دنیا مین تھے آپ نے کبھی روحانی معاملات مین دلچسپی نہین ظاہر کی

لارڈ موصوف۔ وجہ یہ تھی کہ میرا دماغ بہت ہی علمی واقع ہوا تھا اور فرصت بھی اسقدر کم تھی کہ مجھے اسطرف متوجہ ہونے کا موقع نہین ملا ؎

۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

لارڈ موصوف بلا اطلاع آئے اور ایک معمول پر قبضہ کر لیا اور کہنے لگے کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ مین اسطرح بولنے کی کوشش کر رہا ہون میرے طلب مین جو آپنے غیر معمولی زور طبیعت صرف کیا اس سے مجبور ہو کر مین اسوقت آیا ہون انگلستان اور اسکی پالٹیکس سے مجھے اسوقت تک بدستور دلچسپی ہے اسکی موجودہ اور آیندہ حالتین مجھے بہت ہی عزیز ہین گو مجھے اس شخص کے جسم مین اگر اظہار خیال کرنے مین دقت ہوتی ہے تاہم مین یہ چاہتا ہون کہ مین جو کچھ اسوقت کہون آپ اسے توجہ سے سُنین ؎

نام دریافت کرنے پر انھون نے کہا کہ میرا مقولہ ہے کہ انگلستان دنیا پر حکمران ہو۔ اگر ممکن ہوا تو مین اس معمول کی شباہت ایسی بدلے دیتا کہ آپ مجھے پہچان لین ؎ معمول نے فوراً ہی لارڈ بیکنسفیلڈ کی معمولی شباہت اختیار کی اور ایک خیالی عینک پر انگلیان پھیرنے لگا اسوقت ہم لوگ چلّا اُٹھے کہ بیکنسفیلڈ ؎

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

لارڈ موصوف اپنی خواہش سے آئے۔ اس کے ایک روز پیشتر مسٹر لائڈ جارج نے نیوکیسل مین تقریر کی تھی۔

بیکنسفیلڈ ؎ مین اس اسپیچ کو پسند کرتا ہون مگر اسکے مطالب سے مجھے اختلاف ہے۔ مین وہان موجود تھا خون میری رگون مین جوش مار رہا تھا اور میری دلی تمنا تھی کہ ایکبار پھر مین اس جنگ مین شریک ہو سکون۔ مین اس تقریر کا جواب دیتا مگر افسوس کوئی شخص ایسا نہین ہے جس کے ذریعے سے یہ کام انجام پا سکے چیمبرلین کے بعد کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکے ذریعے سے

مین اپنے خیالات کا اظہار کر سکون ؛

منجملہ ان لوگون کے جنھون نے جو لیا کے دفتر سے فائدہ اُٹھایا کارڈنیل میننگ (جو مرتے دم تک میرے ساتھ شفقت پدرانہ سے پیش آتا رہا تھا) پہلا شخص تھا جو زیادہ آتا اور ہم لوگونکو دعائین دیتا تھا - کارڈنیل کے مکالمے مین مذہبی رنگ غالب رہتا تھا وہ حسرت سے کہا کرتا تھا کہ کاش مین تھوڑی دیر کے لیے پھر زندہ ہو جاتا کہ اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کر سکتا ؛

بیکنسفیلڈ کا قول ہے "گو شخصیت کے اعتبار سے ہم مین بہت کم تبدیلیان ہوتی ہین تاہم دنیاوی باتون کی نسبت بہت سے اختلافات جاتے رہتے ہین ؛

۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۹ء

علاوہ بیکنسفیلڈ کے اور بھی بہت سے اشخاص آئے - مسٹر گلیڈاسٹن نے جماعت کو اسطرح مخاطب کیا جیسے کوئی لکچرار کسی جلسے کے حاضرین کو مخاطب کرے لیکن اپنے خیالات کا شائع کرنا انھون نے خلاف مصلحت سمجھا - لارڈ سالسبری نے نہایت آزادی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا مگر آخر مین انھون نے بھی اپنے خیالات پوشیدہ رکھنے کی خواہش کی مسٹر جان برائٹ نے بھی بہت شد و مد سے اظہار خیالات کیا مگر انکی اشاعت سے منع کیا - جبکہ برائٹ بھی دوبارہ آئے بیکنسفیلڈ نے اپنی گفتگو کی اشاعت کی اجازت دی اور کہا جب آپ اسکا مسودہ کرینگے مین آپ کے پاس موجود رہونگا اور اسے صحیح کرتا جاؤنگا ؛ فاسٹر، بریڈلا، کابڈن وغیرہ نے اپنی گفتگو کی اشاعت روا رکھی بلکہ بریڈلا نے اس پر اصرار کیا اور کہا کہ یہ شے اعتقاد جسمانیت کو (جسکا مین خود ایک وقت مین مؤید تھا) باطل کریگی ضرور مفید ثابت ہوگی بیکنسفیلڈ نے کہا کہ حال کے واقعات سے پرانا پارلیمنٹری جوش میرے دل مین پھر عود کر آتا ہے اور مین کلیجہ پکڑ کے رہجاتا ہون کہ مین اسوقت بحالت زندگی کیون نہوا ؛

بریڈلا نے کہا کہ وہ ہربرٹ گلیڈاسٹن کی آنکھون سے دیکھتا ہے رینڈلف چرچل ونسٹن چرچل کے ذریعہ سے کام لیتا ہے مختلف اشخاص نے مختلف لوگونکی قوت فیصلہ پر اعتماد ظاہر کیا لارڈ ہارٹنگٹن اور ڈیوک آف ونگسٹن نے بھی بجٹ کے متعلق گفتگوئین کین -

یہ ہے وہ رپورٹ جو مین جولیا کے دفتر کی غیر معمولی ترقی کی نسبت پیش کر سکتا ہون۔ یہ جرأت تو مین نہین کر سکتا کہ ناظرین سے کہون کہ ان تمام مکالمات پر جو باشندگان عالم غیر مرئی سے ہوئے ہین آنکھ بند کرکے اعتماد کرین۔ مگر یہ واضح رہے کہ جسمانی اور غیر جسمانی اشخاص کے درمیان سلسلہ تکلم قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ جب ہم دیکھتے ہین کہ ایک مختصر نویس کسی پولیٹکل مقرر کی تقریر کو اچھی طرح نہ سمجھ کر اس کے کلام کی خوبی کو بگاڑ دیتا ہے تو ضرور ہے کہ ان تمام مباحث مین جو دوسری دنیا کے لوگون سے ہوئے ہین غلطی کی گنجائش باوجود کمال کوشش صحت کے رکھی جائے۔ لیکن ان تمام احتمالات کے بعد یہ امر بھی تعجب خیز ہے کہ تمام گفتگو جو اسقدر جامع اور صحیح ہے تین ایسے شخصون کے ذریعے سے وصول ہوئی ہے جن مین ایک بھی مشاق مدبر نہین ہے بلکہ گفتگو کرنے والون مین سے بعض کے نام بھی وہ نہین جانتے تھے۔

علاوہ مختلف کتب و مضامین کے پروفیسر سائمن نیوکوم کی کتاب سے اس مضمون مین خاص مدد لیگئی ہے بلکہ بعض جگہ بعینہ ترجمہ کر دیا گیا ہے - پروفیسر موصوف نے اپنی غیر معمولی قابلیت سے یہ علمی کتاب ایسے دلچسپ پیرایہ مین لکھی ہے کہ پڑھنے والا نہین سمجھتا کہ کس علمی مسئلہ کا بار اس کے دماغ پر پڑ رہا ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی دلچسپ قصہ پڑھ رہا ہے اور اسمین علمی مسائل پر عبور ہوتا جاتا ہے-

دُمدار سیارے کا لفظ مجبوری اختیار کیا گیا ہے - کوئی غیر ترکیبی لفظ اس مقصد کے لیے نہ مل سکا اس قسم کے ترکیبی الفاظ مختلف مواقع پر اور مختلف حیثیات سے استعمال کرنا دقت سے خالی نہین ہے - اصطلاحی الفاظ کا استعمال سوا بشدید ضرورت کے اس مضمون مین نہین کیا گیا ہے -

وجہ تسمیہ اس سیارے کو دُمدار اس وجہ سے کہتے ہین کہ بالعموم اس کے عقب مین ایک قسم کا لطیف روشن مادہ پھیلا ہوتا ہے - انگریزی مین اسے کامٹ کہتے ہین - یہ لفظ یونانی لفظ کومی سے مشتق ہے جسکے معنی بال کے ہین - یورپ مین اسے قدیم زمانہ مین "ریشدار" بھی کہتے تھے اور محقق طوسی نے بھی ایک جگہ اس سیارہ کے لیے لفظ "گیسودار" استعمال کیا ہے - عربی مین ذوذنب (دُمدار) اور ذو ذوابہ (بال دار) کہتے ہین - وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سیارے کے ہمراہ جو طویل و عریض مادہ روشن ہے اس کے مواضع باعتبار فرق تقابل شمسی کے بدلتے رہتے ہین یعنی سیارہ جب اپنے بعد اقرب (قریب ترین مقام شمس) پر پہنچ جاتا ہے تو مادہ روشن بجاے عقب مین ہونے کے سیارے کے گرد مثل غلاف کے محیط ہو جاتا ہے اور جسقدر سیارہ بعد اقرب سے دور ہوتا جاتا ہے مادہ روشن ایک سمت خاص کو پھیلتا جاتا ہے-

یہ سیارے کہاں سے آتے ہین عرصے تک یہ خیال رہا کہ یہ سیارے فضاے ثوابت سے

آتے اور نظام شمسی کو قطع کرتے ہوے نکل جاتے ہین - مگر اب یہ رائے مسلم ہوگئی ہے کہ یہ سیارے در اصل فضاء بسیط مین آفتاب کے ہمراہ حرکت کرتے ہین - اگر یہ سیارے نظام شمسی کے حدود سے خارج ہوتے اور اتفاقیہ ملجایا کرتے تو وہ زیادہ تر اسی راستہ پر آتے جس راستہ پر آفتاب جارہا ہے اور اس صورت مین ضم یا تصادم واقع ہوتا مگر ایسا نہین ہوتا اور یہی دلیل اس امر کی ہے کہ وہ کشش شمس کے تابع ہین - وہ آسمان کے ہر جانب سے آفتاب کیجانب آتے ہین اور اُسکی قوت جاذبہ کی تبعیت کرتے ہین علاوہ ازین اگر وہ آفتاب کے ساتھ حرکت نہ کرتے ہوتے تو انکے مدارات (راہ گردش) زاید (یعنی نصف بیضوی جنکی شاخین ایک دوسرے سے کسی مقام پر نہ ملین) ہمیشہ دوسرے اقسام کے ہوتے حالانکہ وہ ناقص اور مکافی دونون طرح کے ہوتے ہین لیکن بیان مذکورہ بالا کا یہ مقصد نہین ہے کہ جسقدر دُمدار سیارے اسوقت حدود نظام شمسی مین داخل ہین سب ازل سے اسیطرح موجود ہین اور انکے اجسام اسی نظام کے مادے سے مرکب ہین بلکہ اس قسم کے زیادہ تر سیارے دوسرے ثوابت کے حدود سے گرفت مین آگئے ہین یعنی جسوقت اس قسم کا کوئی سیارہ حدود نظام شمسی کے قریب آتا ہے اور نظام شمسی کا کوئی قوی الجذب سیارہ اس سے قریب ہوتا ہے تو وہ اپنی کشش کا اثر اسپر ڈالتا ہے مگر ان سیارون کا گرفت مین آجانا یکبارگی نہین ہو سکتا - کشش بار بار پڑتی ہے اور ہر بار سیارے کی حرکت مین کچھ نہ کچھ فرق آجاتا ہے اور اسطرح بالآخر یا تو وہ سیارہ نظام شمسی کے حدود مین آجاتا ہے یا اس کشش سے اس سیارے کی رفتار حرکت دوسری جانب کو بدل جاتی ہے نظام شمسی مین سب سے زیادہ قوی الجذب سیارہ مشتری ہے اسکی کشش سے لاتعداد دُمدار سیارے نظام شمسی مین داخل ہوگئے ہین اس لحاظ سے دُمدار سیارونکے گروہ مقرر ہوگئے ہین - جو مین دو درجن سیارون سے زیادہ ہین - زحل کے گروہ مین نو - یورینس کے گروہ مین آٹھ - نیپچون کے گروہ مین پانچ - ہیلی کا دُمدار سیارہ نیپچون ہی کی کشش سے نظام شمسی مین داخل ہوا اور عطارد کی کشش سے انکی کا دُمدار سیارہ اس نظام مین آیا

حرکت مستمرہ کا بدل جانا دُمدار سیارے جو نظام شمسی کے جزو ہین ان پر بھی دوسرے سیارون کی قوت جذب کا اثر پڑتا ہے اکثر انکی حرکت مین فرق آجاتا ہے ورنہ دورہ مقررہ کے زمانے مین تو ضرور کمی بیشی ہوجاتی ہے کبھی دُمدار سیارہ کی رفتار تیز ہوجاتی ہے یہانتک کہ ممکن ہے کہ وہ ہمیشہ

کے لیے غائب ہوجائے کبھی اسکی رفتار مین کمی آجاتی ہے اور اسکا مدار چھوٹا ہوجاتا ہے مشتری کو اس امر مین خصوصیت حاصل ہے ۱۸۸۹ء مین ایک دُمدار سیارہ دکھا گیا - یہ سیارہ بہت ہی روشن تھا اور اسکا مدار گردش سات برس کا زمانہ تھا - اسوقت قطعاً یہ سوال پیدا ہوا کہ اس سے قبل یہ سیارہ کیون نہ نظر آیا - غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ۱۸۸۶ء مین یہ سیارہ مشتری کے حدود کشش مین آگیا اور اسکا مدار بدل گیا اسیطرح اور سیارونکے مدار بھی بدل گئے ہین - مگر بعض سیارے ایسے بھی ہین جو اپنے تمام زمانہ گردش مین کسی دوسرے سیارہ کے حدود کشش مین نہین آتے -

دُم دار سیارون کا غائب ہوجانا ان سیارون کی نسبت یہ امر بھی پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ انکی بقا مثل عام سیارونکے نہین ہے بلکہ انمین انحطاط اور فنا کا سلسلہ جاری ہے جنوری ۱۸۴۶ء مین ایک دُمدار سیارہ جسوقت آفتاب اور زمین کے درمیان پہنچا دو ٹکڑے ہوگیا - ابتدا چھوٹا حصہ بہت دھندلا معلوم ہوتا تھا مگر رفتہ رفتہ وہ روشن اور دوسرے حصہ کے برابر ہوگیا ان دونون کا بُعد دو لاکھ میل تھا مگر جب یہی سیارہ ۱۸۵۲ء مین ظاہر ہوا تو دونون کا بُعد دس لاکھ میل ہوگیا تھا - اس سیارے کی گردش چھ برس آٹھ ماہ کی متعین ہوچکی تھی اس اعتبار سے ابتک اسکے سات دور ہونا چاہیے تھے مگر ۱۸۵۲ء کے بعد یہ سیارہ پھر نظر نہین آیا اور بھی دو تین سیارے اسیطرح غائب ہوگئے -

دُم دار سیارون کی ہیئت بلا کسی مدد کے جب آنکھ سے دیکھا جائے تو دُم دار سیارون مین کم وبیش ایک حصہ معمولی سیارے کی چمک کا نظر آتا ہے اسے اصطلاح مین "جسم" کہتے ہین اسکے گرد وپیش ایک اور مادّہ محیط ہوتا ہے یہ مادہ خفیف ابر یا کثیف دھوئین کے مانند معلوم ہوتا ہے - اسے "ذوابہ" یا "بال" کہتے ہین یہی جسم اور ذوابہ ملکر راس السیارہ یا "سر" کہلاتے ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی روشن ستارہ کہرے مین چمک رہا ہو - سر سے آگے دُم شروع ہوجاتی ہو - اس کے طول کی کوئی انتہا نہین ہے بسا اوقات آسمان کے ایک بڑے حصہ کو گھیر لیتی ہے یہ دُم سر کی جانب باریک ہوتی ہے اور بتدریج عرض مین بڑہتی جاتی ہے یہانتک کہ اسکی وسعت آنکھ سے نہین معلوم ہوسکتی

دُمون کی شکل تین طرح کی ہوتی ہے - ایک بالکل سیدھی، دوسری عریض، تیسری خمیدہ - اور اسی لحاظ سے یہ سیارے تین اصناف مین تقسیم کیے گئے ہین - علما ہیئت نے بڑی جد و جہد سے دُمون کی ان مختلف اشکال کی وجہ دریافت کی ہے - آفتاب کی قوتِ جذب اور سیارے کی قوتِ دفاعی پر اسکا انحصار ہے صنفِ اول کے سیارے (جنکی دُمین سیدھی ہوتی ہین) انکی قوت دفاعی قوت جذب سے بودہ گونہ زیادہ ہوتی ہے اسلئے انکی دُمین لمبی اور سیدھی ہوتی ہین اور غیر معمولی وسعت اختیار کر لیتی ہین - صنف دوم کے سیارے جنکی دُمین عریض ہوتی ہین انکی قوت دفاعی قوت جذب سے صرف ڈیڑھ گونہ زیادہ ہوتی ہے اسوجہ سے انکی دُم کا پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے - صنفِ سوم کے سیارے جنکی دُمین خمیدہ ہوتی ہین انکی قوت دفاعی کسورِ اعشاریہ مین ظاہر کیجا سکتی ہے کشش آفتاب کو معتدل کرنیکی قوت انمین بہت کم ہوتی ہے لازما وہ قوت جذب سے زیادہ موثر ہوتی ہے -

دُم دار سیارونکے اجزاء ترکیبی اسباب مین تحقیق کے ساتھ کچھ نہین کہا جا سکتا - ممکن ہے کہ جو سیارے بہت بڑے اور روشن نظر آتے ہین انکے جسم منجمد اجزاء سے مرکب ہون کاربن اور ہائیڈروجن کے اجزا انمین پائے جاتے ہین - اور اجزا بھی دیکھے گئے ہین مگر صرف اسوقت جب انتہاے حرارت شمسی کے سبب انمین تموج پیدا ہو - بعض وجوہ سے یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیارے منتشر شہابی اجزاء سے مرکب ہون - یہ اجزاء چھوٹے ذرونسے لیکر بڑے بڑے شہاب ثاقب کے برابر ہو سکتے ہین جو زمین پر گرتے ہین - مگر انمین ایک دقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ سیارے اتنی مختلف گردشونکے باوجود ان اجزا کو یکجا کیونکر رکھتے ہین قوت کشش اسکا سبب قرار دیجا سکتی ہے اور سیارے کا آفتاب کے قرب و بُعد کی نسبت سے مختلف ہیئت اختیار کرنا اس راے کی تائید مین پیش کیا جا سکتا ہے -

لیکن یہ امر محقق ہے کہ یہ سیارے تغیر پذیر اجزاء سے مرکب ہین - دوربین کے ذریعہ سے بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سیارونکے سر سے جو اجزاء نکلتے ہین وہ آفتاب کی گرمی سے پھیلتے اور متحرک ہوتے ہین اور وہی دُم بنجاتے ہین - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی آتشدان سے دھوان نکل رہا ہے - جب اول اول یہ سیارے نظر آتے ہین انمین دُم نہین ہوتی - جسقدر آفتاب سے قرب ہوتا جاتا ہے اُسیقدر تیزی کے ساتھ

دُم بڑھتی جاتی ہے۔ آفتاب کی گرمی سے سیارے کے بعض اجزا میں پانی کیطرح بخارات اُٹھتے ہین۔ قوت شمسی جب ان ابخرات کو واپس کرتی ہے تو یہی دُم بنجاتے ہین۔ غرضکہ ان سیارون مین تغیر پذیر مادات موجود ہین۔

ان سیارونکی تاریخ مین ایکبار ایسا اتفاق ہوا تھا کہ انکے ترکیبی اجزا کی تحقیق ہو جاتی مگر بدقسمتی سے علما اس موقع کیلئے تیار نہ تھے ۱۸۹۲ء مین ایک دُمدار ستیارہ جنوبی کرہ سماوی پر نمودار ہوا اور آفتاب کے مقابل سے اسطرح گذرا جسطرح کبھی کبھی زہرہ اور عطارد گذر جاتے ہین یعنی وہ سیارہ زمین اور آفتاب کے درمیان حائل ہو کر گذرا۔ چونکہ سیارہ کرہ جنوبی مین تھا اسوجہ سے صرف رصد خانہ کیپ کو یہ موقع ملا کہ وہ اسکا مشاہدہ کر سکے۔ لیکن مشکل یہ آپڑی کہ آفتاب اُسوقت پہاڑ کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ پھر بھی مسٹر الکن اور مسٹر فنلی دو منجمون نے اسے برابر زیر نظر رکھا۔ اگر سیارے کا جسم منجمد اجزا سے مرکب ہوتا تو ضرور آفتاب کے بالمقابل سیاہ دھبہ نظر آتا مگر ایسا نہین ہوا پس یا تو سیارے کے جسم مین منجمد اجزا نہ تھے یا اسقدر کم تھے کہ نظر نہ آئے۔

روشنی - مختلف دُمدار سیارون کی روشنی مین مابہ الامتیاز فرق نظر آتا ہے۔ بعض دُھندلے اور بعض بہت ہی چمکدار ہوتے ہین۔ دُم دار سیارے بذاتہا بھی روشن ہین اور آفتاب کی روشنی کا عکس بھی قبول کرتے ہین ان سیارونکی روشنی کا جو عکس لیا گیا ہے اسمین تین خاص ہیئت تغیری ایسے ظاہر ہوتے ہین جو کاربن اور ہائیڈروجن کی ترکیب سے پیدا ہو سکین اسلیے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سیارے صرف آفتاب کے عکس سے روشن نہین ہوتے بلکہ بذاتہا بھی ان مین روشنی موجود ہے۔ لیکن دوسری طرح پر اسکا بھی ابطال ہوتا ہے کیونکہ جسقدر یہ سیارے آفتاب سے دور ہوتے جاتے ہین انکی روشنی کم ہوتی جاتی ہے پس ممکن ہے کہ آفتاب کی شعاع سے سیارے کے بعض اجزا مین چمک پیدا ہو جاتی ہو۔

مدار - اول جس شخص نے یہ رائے قائم کی کہ دُم دار سیارے قوانین نظام شمسی کے تابع ہین وہ ٹیکو برہی ہے اسنے ۱۵۵۵ء مین یہ رائے قائم کی اور اب عام طور پر یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ یہ سیارے بھی مثل دوسرے سیارونکے آفتاب کے گرد حرکت کرتے ہین۔ نیوٹن نے اس رائے کو مزید تقویت

دی اور ہیلی کی پیشین گوئی نے اسپر تصدیق کی مہر لگا دی دُمدار ستاروں اور عام سیارونکی چال مین جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ (۱) کل سیارے ایک ہی جانب کو حرکت کرتے ہین یعنی مغرب سے مشرق کو۔ برعکس اس کے اکثر دُمدار سیارے خلاف جانب یعنی مشرق سے مغرب کو حرکت کرتے ہین۔ دُمدار سیارونمین بعض ایسے بھی ہین جو مغرب سے مشرق کو حرکت کرتے ہین اور انکا ایک گروہ الگ ہے۔

(۲) تمام سیارونکا دور منطقۃ البروج کے دونون جانب محدود ہے۔ برخلاف اسکے دُمدار سیارے منطقۃ البروج کو کاٹتے ہوے بلکہ بعض وقت اسپر زاویۂ قائمہ بناتے ہوے گذر جاتے ہین۔

(۳) تمام سیارونکا مدار قریب قریب دائرونکی شکل مین ہے۔ برخلاف اسکے دُمدار سیارونکے مدار مین ہر طرح کا اختلاف مرکزی پایا جاتا ہے۔ بعض وقت ان سیارونکا مدار اسقدر طویل ہوتا ہے کہ بُعد انتہائی نہین معلوم ہو سکتا۔

واضح ہو کہ جو اجسام آفتاب کے گرد حرکت کرتے ہین وہ ہمیشہ اپنی حرکت سے مخروطی شکل پیدا کرتے ہین اور اس اعتبار سے انکے تین درجے ہین اگر اس شکل کا دور ایک دوسرے سے مل گیا ہے اور وہ مکمل دائرہ نہین ہے مگر دائرہ کے قریب ہے تو اسے ناقص کہین گے اگر وہ دور ایک دوسرے سے نہین ملے مگر دونون شاخین اسکی ایک ہی سمت کو متوازی جا رہی ہون تو وُہ مکافی ہے۔ اگر دونون شاخین متباعد سمت کو جا رہی ہون تو وُہ زائد ہے۔ دُمدار سیارونکے مدار یہی دو آخری شکلین اختیار کرتے ہین اور تمام سیارے دائرہ ناقص کی صورت مین حرکت کرتے ہین۔

جاننا چاہیئے کہ کشش آفتاب کا ایک اصول معین ہے۔ کوئی شے جو حدود نظام شمسی کے اندر متحرک کیجائے وہ ایک خاص رفتار سے چلے گی اگر اسکی قوت محرکہ انتہائی قوت نظام شمسی سے زیادہ ہو گی تو وہ شی پھر واپس نہ آویگی خلا زمین کی قوت محرکہ فی سکنڈ ۱۸ ۱/۲ میل ہے اگر کوئی شے اس معینہ قوت کے مطابق پھینکی جائے تو وہ آفتاب کے گرد اپنا دورہ ایک برس مین پورا کریگی اگر کم ہے تو کم زمانہ مین اور زیادہ ہے تو زیادہ زمانہ مین چھبیس ۲۶ میل فی سکنڈ قوت محرکہ کیحالت مین کشش شمس کسی شے کو روک نہین سکتی اور اس صورت مین وہ شے شکل زائد مین نکلتی چلی جائیگی آفتاب کے ہر جانب یہی معینہ قوت کشش ہے اگر کوئی

دُمدار سیارہ اس معینہ قوتِ کشش سے تجاوز کر جائے تو وہ پھر کبھی واپس نہین آسکتا - اگر اس سے کم ہے تو ایک نہ ایک وقت واپس آئیگا ابتک کوئی دُمدار سیارہ ایسا نہین معلوم ہوا ہے جو اس معینہ حد سے متجاوز رہو گیا ہو بعض صورتون مین قدرے تجاوز معلوم ہوا مگر وہ قابل اعتنا نہین کیونکہ ایسے مشاہدات کی غلطی پر محمول کر سکتے ہین اکثر دُمدار سیارونکی رفتار اس حد کی اس درجہ قریب ہے کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ متجاوز ہے یا نہین ایسی حالت مین ممکن ہے کہ سیارے سیکڑون ہزارون لاکھون برس تک واپس نہ آوین - بعض سیارون کی رفتار اس معینہ حد سے بہت کم پائی گئی ہے اور اسلئے نسبتاً کم زمانے مین وہ اپنا دورہ پورا کر لیتے ہین ان سیارونکو موقت سیارے کہتے ہین - یہ سیارے نامعلوم بُعد سے آفتاب کیجانب گرتے ہوے نظر آتے ہین اگر وہ آفتاب کے اندر گر پڑین تو ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائین مگر وہ جسقدر آفتاب سے قریب ہوتے جاتے ہین اُنکی قوت محرکہ بڑھتی جاتی اور اسطرح آفتاب کے گرد تیز چکر کاٹکر جمع شدہ قوت کے زور سے نامعلوم فضا مین جس جانب سے آئے تھے اسی جانب کو نکل جاتے ہین - چونکہ یہ سیارے بہت ہی دُھندلے ہوتے ہین اس لیے جبتک وہ آفتاب سے قریب نہون دوربین سے بھی نظر نہین آتے -

تصویر کشی - ان سیارونکے متعلق بہت سی باتین جو دوربین کے ذریعہ سے نہین معلوم ہو سکتی ہین فوٹوگرافی کی مدد سے معلوم ہو گئی ہین - اس مقصد کے لیے فوٹوگرافی کا استعمال اگرچہ عرصہ سے ہو رہا ہے مگر ۱۸۹۲ء سے مکمل صورت مین اسکا استعمال شروع ہوا ہے اور نہایت اہم نتائج مرتب ہوے ہین - خاصکر یہ امر کہ "جسم سیارہ سے جو مادہ نکل کر دم کی صورت اختیار کرتا ہے وہ بہت ہی غیر معین اور غیر مرتب طور پر پھیلتا ہے" صرف فوٹوگرافی کی مدد سے محقق ہوا ہے -

تعداد - اکثر دُمدار سیارے ایسے ہین جو صرف دوربین سے معلوم ہو سکتے ہین قدیم تاریخون سے پتہ چلتا ہے کہ ہر صدی مین پچیس تیس سیارے اس قسم کے طلوع ہوتے رہے ہین مگر اب جدید آلات نے یہ ثابت کر دیا کہ انکی تعداد لامحدود ہے اور جو سیارے بادی النظر مین مختلف سیارے خیال کیے جاتے ہین ان مین اکثر ایسے ہین جو مکرر سہ کرر نظر آتے ہین -

دُمدار سیارون کی سعادت و نحوست - قدیم زمانے سے مختلف اقوام سیارونکو

سعد و نحس سے نسبت کرتے آئے ہین - سیارگان فلک مین سے ہر ایک کے مدارج اس لحاظ سے مقرر کیے گئے ہین - جب عام سیارون کی نسبت یہ خیال ہے تو دُمدار سیارے جو عجیب و غریب ہیئت سے متبائن اوقات مین طلوع او رغروب ہوتے نظر آتے ہین کیونکر نہ وہم پرست اقوام کے لیے سعد و نحس ثابت ہون - یہ تو قیاس مین نہین آسکتا کہ یہ سیارے اپنی اس عجیب الہیتی کے ساتھ سعید سمجھے جائین - ہر ملک اور ہر قوم مین یہ منحوس قرار دیے گئے ہین - سیارے کے طلوع و غروب کے مابین یا اس سے کچھ قبل و بعد کوئی واقعہ اہم پیش آیا تو وہ اسی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے -

لیکن زمانۂ حال کے محققین اسکے قائل نہین البتہ ایک عرصہ تک یہ خیال رہا کہ اگر یہ سیارے زمین سے کسی وقت ٹکرا گئے تو کیا ہوگا ؟ مگر اب یہ خوف بھی رفع ہو گیا ان سیارون کی کشش زمین پر اتنا قوی اثر نہین ڈال سکتی کہ اسکی رفتار یا ہیئت مین کوئی معتد بہ فرق پڑ جائے واللہ اعلم بالصواب -

ضمیمہ

(الف) ۱۹۱۰ء کے دُمدار سیارے

تاریخ رجعت -	زمانہ دور	نام
فروری -	۵،۲۷۹	ٹمپل دوم
مئی -	۷۶،۰۸۰	ہیلی
ستمبر -	۶،۶۸۶	ڈی ارسٹ
نومبر -	۶،۵۳۸	ٹمپل اول

(ب) خاص خاص دُمدار سیارے

جب سے دُوربین ایجاد ہوئی مختلف علماء نے مختلف اوقات مین سیارونکی گردش وغیرہ کی نئی نئی کیفیتین دریافت کین، دُمدار سیارونکی رجعت کا جو خیال ہیلی نے پیدا کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء نے مختلف دُمدار سیارونکے مدار محقق کیے اور یہ سیارے انھین کے نام سے منسوب ہوے - ہم یہان خاص خاص سیارونکے نام اور اُنکے زمانہ دور لکھتے ہین -

	نام	بعد اقرب جو آخری بار نظر آیا	زمانۂ دور
(۱)	انکی	۱۲-جنوری ۱۹۰۵ء	۳٫۲۹۹
(۲)	ٹمپل دوم	۱۰-نومبر ۱۹۰۴ء	۵٫۲۸۱
(۳)	ٹمپل سویفٹ	۲۴-جنوری ۱۹۰۳ء	۵٫۵۴۷
(۴)	ونک	۲۱-جنوری ۱۹۰۴ء	۵٫۸۳۱
(۵)	ڈی ویکو سویفٹ	۲۷-اپریل ۱۹۰۱ء	۶٫۴۰۰
(۶)	ٹمپل اول	۴-اکتوبر ۱۸۹۸ء	۱٫۵۵۴
(۷)	فنلی	۸-ستمبر ۱۹۰۶ء	۶٫۵۵۶
(۸)	ڈی ارسٹ	۳-جنوری ۱۸۹۷ء	۶٫۵۷۸
(۹)	وولف	۴-مئی ۱۹۰۵ء	۶٫۸۴۵
(۱۰)	ہامس	۱۴-مارچ ۱۹۰۶ء	۶٫۸۷۴
(۱۱)	بروکس	۶-دسمبر ۱۹۰۳ء	۷٫۰۹۷
(۱۲)	فیل	۴-جنوری ۱۹۰۳ء	۷٫۵۶۶
(۱۳)	ٹٹل	۵-مئی ۱۸۹۹ء	۱۳٫۶۶۷
(۱۴)	پانس بروکس	۲۶-جنوری ۱۸۸۴ء	۷۱٫۵۶
(۱۵)	آلبرہن	۱۹ اکتوبر ۱۸۸۷ء	۷۲٫۶۵
(۱۶)	ہیلی	۱۶-نومبر ۱۸۳۵ء	۷۶٫۰۸

(ج) ہیلی کا دُمدار سیارہ

چونکہ کوئی اخبار ایسا نہیں ہے جسمیں اس سیارے کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھا نہ گیا ہو اسلیے ہم اس پر

تفصیلی بحث نکرینگے - اس سیارے کے دریافت سے جو علمی انکشاف ہوا وہ یہ کہ ۱۶۸۲ء مین جب
یہ تارہ نظر آیا تو ہیلی نے اسکا مدار تحقیق کیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا دور چھہتر برس کا ہے مگر پھر اس نے
دیکھا کہ ۱۶۰۷ء مین ایک دُمدار سیارہ کیپلر نے دریافت کیا تھا اور اسکا مدار بھی بعینہ وہی تھا جو موجودہ
سیارہ کا ہے - پس اسے یہ خیال گذرا کہ ایک ہی مدار پر دو سیارونکا حرکت کرنا بعید از قیاس ہے اب
اسنے متواتر چھہتر کی تفریق کی اور گذشتہ نقشونسے انھین ملا تو دیکھا کم و بیش چھہتر برس کے تفاوت سے
ایک نہ ایک دُمدار سیارہ طلوع ہوا ہے - اس سے اسکا ذہن اس جانب منتقل ہوا کہ یہ ایک ہی سیارہ ہے
جو بار بار آتا ہے اور اس بناء پر اسنے پیشین گوئی کردی کہ ۱۶۸۲ء کا دُمدار سیارہ ۱۷۵۹ء
مین پھر طلوع ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور یہ پہلی پیشین گوئی ہے جو دُمدار سیارے
کی رجعت کے بابت کی گئی اسکے بعد بہت سے دُمدار سیارے اور انکے زمانۂ دور معین ہوے
مگر تقدم کا سہرا ہیلی کے سر رہا -

یہی سیارہ ۱۷۵۹ء اور ۱۸۳۵ء مین طلوع ہونے کے بعد اب پھر طلوع ہوا ہے
۱۹۰۸ء سے اسکی آمد کا انتظار ہو رہا ہے - آخر کار ۱۱ - ستمبر ۱۹۰۹ء کو ڈاکٹر میکس ولف
نے اسے دیکھا - اسوقت یہ سولھوین درجہ کا تارہ تھا ۲۲ - مئی کو یہ زمین سے قریب ترین
مقام پر ہوگا اور اسوقت اسکا بعد زمین سے ایک کرور چالیس لاکھ میل ہوگا -

چونکہ یہ سیارہ کم و بیش چھہتر چھہتر برس مین نکلتا ہے اسلیے ممکن نہین کہ چھہتر یا چھہتر کی مسلسل
تفریق سے اسکے گذشتہ طلوعات کی تاریخ معین ہو سکے اسکے لیے ضرورت ہے کہ تاریخ مین دیکھا
جائے کہ کن کن دُمدار سیارونکا ذکر ہے اور پھر با زمانہ کے موجودہ سیارے سے انکی تطبیق
کیجائے - علماء یورپ نے بڑی جانفشانیونسے اس کام کو انجام دیا ہے اور ابتک انھون نے اٹھائیس بار
اسکا ظہور معین کیا ہے ہم ان تاریخون کو مسلسل درج ذیل کرتے ہین اور ہر تاریخ کے ساتھ اس
زمانے کے بعض بعض اہم واقعات کا اضافہ کرتے ہین !

۲۴۰ - قبل مسیح - کارتھیج کے باشندون نے روما سے شکست کھائی اور اول جنگ

پیونک کا خاتمہ ہوا۔ اس زمانہ مین اشوک کے ذریعہ سے مذہب بدھ کی خوب اشاعت ہوئی۔

۱۶۳ - قبل مسیح - بیت المقدس پر یہودا کا قبضہ ہو گیا اور شام رومیون سے مغلوب ہوئے۔

۸۰ - قبل مسیح - روم مین خانہ جنگیان ہوئین -

۱۲ قبل مسیح - دروسیس نے جرمنی پر حملہ کیا -

۶۵ - بعد مسیح بڑے کشت و خون کے بعد ٹائٹس کے ہاتھون بیت المقدس بالکل تباہ ہو گیا (۷۰)

۱۴۱ - رومیون کو شرق مین زک ہوئی اور انکے فتوحات مشرق کیجانب رک گئے۔

۲۱۰ - ایران مین سلطنت ساسانیہ قائم ہوئی۔

۲۹۵ - سلطنت روم مختلف حصص مین تقسیم ہوئی - ملکہ زنوبیہ کے عہد مین پامیرا تباہ ہوا چین مین بدھ مذہب کی وسعت ہوئی -

۵۱۴ - سیکسن برطانیہ مین داخل ہوے -

۵۳۰ - ایران مین پچاس سال تک طاعون رہا -

۶۰۷ -

۶۸۴ -

۷۶۰ -

۸۳۷ - بصرہ مین طاعون رہا - فرغانہ مین ایسا زلزلہ آیا کہ پندرہ ہزار آدمی مکان کے نیچے دبکر مر گئے (۸۳۸)

۹۸۹ - اس زمانہ کے قریب مغرب کے چند صوبے اسلامی سلطنت سے نکل کر یونانی سلطنت مین شامل ہو گئے - اس زمانہ مین رومیون نے عیسائیت کی ترویج ہوئی ممالک اسلام مین - قحط شدید واقع ہوا - سبکتگین کو عروج حاصل ہوا -

۱۰۶۶ - نامین نے زیرِ حکومت ولیم (ڈیوک نارمنڈی) انگلستان کو فتح کیا مصر و فلسطین مین زلزلہ آیا اور مصر مین سخت قحط پڑا -

۱۱۴۵ - بیت المقدس مین دوسری جنگ صلیب واقع ہوئی -

۱۲۲۳ - فتنہ تاتار بپا ہوا - چنگیز خان کے مظالم سے دنیا تباہ ہوئی -

۱۳۰۱ - یورپ مین ترکون کا قدم جمنا شروع ہوا - انگلستان اور فرانس کے درمیان صد سالہ جنگ کے شعلے بلند ہوے -

۱۳۷۸ - مغل چین سے خارج کیے گئے اور خاندانِ منگ قائم ہوا - تیمور نے اپنی فتوحات سے ملکونکو زیروزبر کیا -

۱۴۵۶ - ترکون نے قسطنطنیہ فتح کر کے سارے یورپ کو ہلادیا - انگلستان مین وار آف روزز (۱۴۵۵-۱۴۸۵) ہوئی -

۱۵۳۱ - ہالینڈ غرقاب ہوا - اسپین مین زلزلہ آیا - بابر نے (۱۵۲۶ء) ہندوستان پر حملہ کیا اور مغل سلطنت کی بنا پڑی -

۱۶۰۷ - ہالینڈ والون نے اسپین کے جہازات کو جبرالٹر مین تباہ کر دیا

۱۶۸۲ -

۱۷۵۸ - روسیون نے جرمنیونکو تباہ کر دیا - کلایو نے بنگال فتح کیا (۱۷۵۷) اور انگریزی عملداری کی بنیاد ہندوستان مین پڑی -

۱۸۳۵ - انگلستان مین انتظام سلطنت کی حالت نازک ہو گئی تھی -

۱۹۱۰ -

ذیل مین تین نقشے دیے جاتے ہین جن سے اس سیارے کا مدار اور زمین سے اسکا قُرب و بُعد معلوم ہو گا -
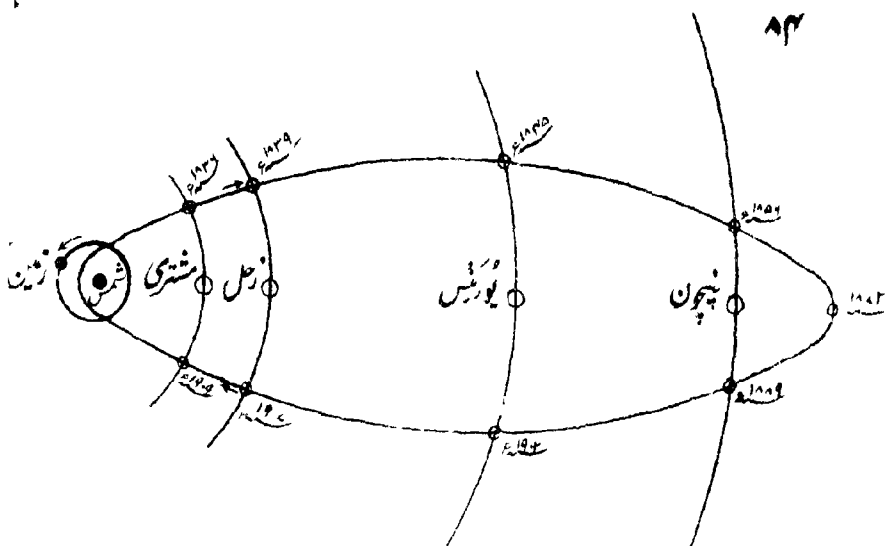
سیارگان نظام شمسی کے اعتبار سے ہیلی کامٹ کا دور
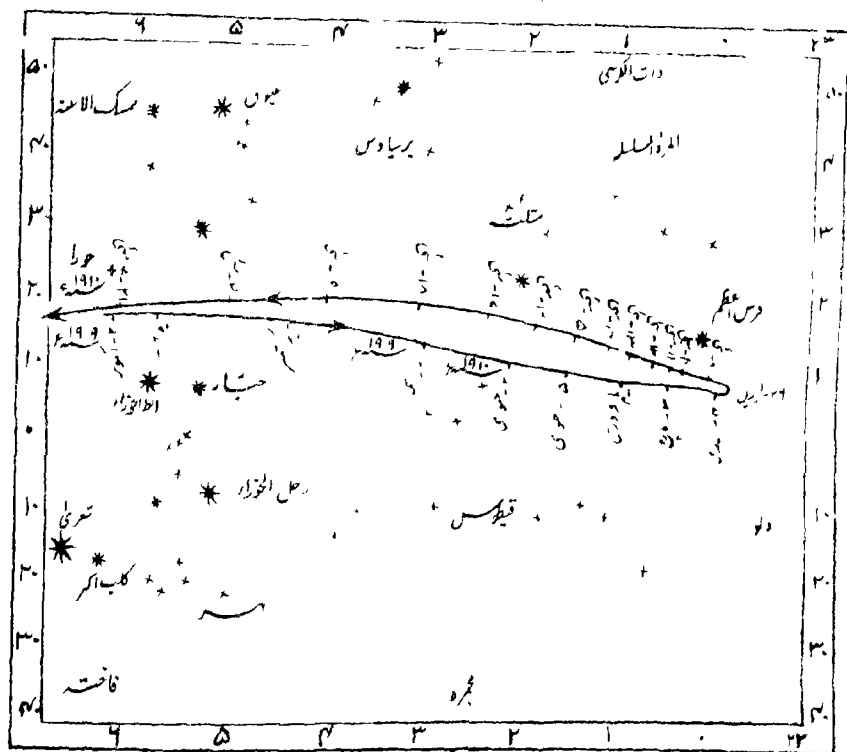
ہیلی کامٹ کا دَور اور ثوابت کے مواضع
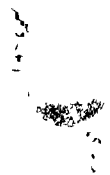
فلسفۂ ذہنی پر ایک نظر

ذہن کی ماہیت اور اسکی کیفیت کے باب مین ہمیشہ سے علما مین اختلاف رہا ہے، اور اکثر ایک زمانے کے خیالات دوسرے زمانے مین کمزور و باطل سمجھے گئے ہین، مگر فلسفۂ ذہنی کے متعلق ایسے اختلافات کا ہونا کچھ بھی تعجب خیز نہین ہے۔ بلکہ اگر یہ اختلافات نہ ہوتے تو حیرت ہوتی۔ وجہ اسکی یہہ ہے کہ ایک جانب فلسفۂ ذہنی کی اہمیت مسلم ہے اور دوسری جانب ذہن کی صحیح ترکیب اور اسکے مؤثرات کا معلوم کرنا اور حقیقی علم حاصل کرنا مشکل ہے۔ نتیجہ اسکا یہ ہے کہ ہر شخص جو تفریدِ اعمال و تجزیہ ترکیبِ ذہنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اپنے خیال کے مطابق ان مسائل کو حل کرتا ہے اور ہر شخص ایک جداگانہ مذہب اپنے لیے قائم کر لیتا ہے، ہم اسیقدر انھین اختلافات اور انکے اسباب کے متعلق اس مضمون مین نظر ڈالنا چاہتے ہین۔

فلسفۂ ذہنی کی اہمیت کا یہ حال ہے کہ جن علوم و فنون کو ذہن سے ذرا بھی لگاؤ ہے انکے محرکِ اصلی ذہن ہی ہین اور جسقدر اس محرکِ اصلی کا مصرف، اسکی حقیقت، اسکا نقص، ہماری سمجھ مین آجائیگا اُسیقدر کمال اور اسیقدر کامیابی کے ساتھ ہم اسے کام مین لائینگے۔ جسطرح ایک جانب ذہن محرک ہے اسیطرح دوسری جانب اثر قبول کرنیوالا بھی یہی ذہن ہے۔ مصور، شاعر، ایکٹر، مقرر، واعظ اور مدبر اپنے اپنے اغراض کے لیے مختلف طریقون سے ذہن ہی پر اثر ڈالنا چاہتے ہین۔ انمین سے جسکی کوشش، فطرتِ انسان سے جسقدر زیادہ مطابق ہوتی ہے، اُسکو اُسیقدر زیادہ کامیابی میسر آتی ہے۔

لیکن یہی تطبیقِ فطرت، فلسفۂ ذہنی کے اشکال کا باعث ہے۔ صنائعِ فطرت کے معلومات حاصل کرنیکا صرف ایک طریقہ ہے یعنی تجربہ و مشاہدہ مگر اس طریقے کو ذہن کے افعال و خواص کے تحقیق کرنے مین، ہم اسطرح کام مین نہین لا سکتے، جسطرح اور علوم و فنون اور خاصکر مادیات مین ہم اس سے کام لے سکتے ہین جو قیاسیات و نظریات، ہم قائم کرتے ہین وہ ہمارے ہی بنائے ہوئے قوانین ہین اور انمین ہر طرح کی غلطی کا امکان ہے۔ اگر ہم اسرارِ فطرت کو معلوم کرنا اور صنائعِ قدرت کو

سمجھنا چاہتے ہین تو لازم ہے کہ پہلے ہم اپنا عجز و قصور تسلیم کرین اور پھر نہایت صدق دل سے ان امور پر غور کرین اور جو فیضان اسطرح حاصل ہو' اسمین اپنی طرف سے مطلق اضافہ کی جرأت نکرین۔ صحیح اور معتبر فلسفہ یہی ہے کہ فطرت کی سچی تفسیر کیجائے اور اگر ہم اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرینگے تو وہ ناقابل اعتبار اور غیر مستند ہو جائیگا۔

جب ہم اس نظر سے ذہن انسانی کی ترکیب پر غور کرتے ہین' تو ہمین صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی ہی حیرت انگیز و تعجب خیز ہے' جیسی خود جسم انسانی کی ترکیب ہے - جسم کے اعضاء اور انکے متعدد مقاصد مین جیسی حکیمانہ مناسبت ہے' ویسی ہی قوائے ذہنی بھی اپنے متعدد مقاصد کیلیے موزون قرار دیے گئے ہین بلکہ اگر خیال کیا جائے تو بیجا نہو گا کہ چونکہ ذہن بمقابلہ جسم کے اعلیٰ و اشرف صنعت کا نمونہ ہے' اسلیے صانع قدرت نے ذہن کی ترکیب مین اور بھی زیادہ دانشوری و صناعی صرف کی ہے - جسم کی ساری معلومات ہمکو علم تشریح کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے' پس لازم ہے کہ ذہن کے لیے بھی کوئی خاص علم تشریح ہو جسکے ذریعے سے ہم اسکے قوے اور اسکے اصول کو دریافت کرسکین -

اب دیکھنا چاہیئے کہ اس راہ مین ہمارے لیے کیا موانع پیش آتے ہین :-

(الف) اولاً ذہن ایک غیر مادی شے ہے' اور اسلیے اُسکی تشریح مثل تشریح جسمانی کے ممکن نہین ہے' اسکے افعال پر غایر اور صحیح نظر ڈالنا اور انھین پر بحث لانا بہت مشکل ہے - عالم تشریح جسمانی کو ہر طرح کے عملی تجربے اور مشاہدے کے موقعے حاصل ہین - وہ اگر دیکھتا ہے کہ ایک جسم مین کوئی امر ناقص یا غیر معمولی واقع ہوا ہے' تو فوراً دوسرے جسم کے مقابلے سے وہ اسکی صحت کر لیتا ہے - لیکن ذہن کی تشریح کرنے والیکو یہ موقع نہین حاصل ہے - وہ اگر کسی حد تک صحت و صفائی کے ساتھ کسی ذہن کی تحقیق کر سکتا ہے تو خود اپنے ہی ذہن کی - ممکن ہے کہ ظاہری علامات سے وہ دوسرونکے افعال ذہنی کو دریافت کرے' گرچہ علامات ایسے بدیہی نہین ہونگے جن پر کامل اعتماد کیا جاسکے' اور پھر بھی وہ انکی تعبیر اپنے ہی مدرکات ذہنی کے مطابق کریگا -

پس اگر بفرض یہ مان لیا جائے کہ کسی فلسفی کو اس امر میں کامیابی ہو جائے کہ وہ اپنے ذہن کے تمام اصول تخیلہ کماہی صاف اور صحیح طور پر ہمین سمجھا دے تو بھی وہ صرف ایک ذات خاص کے ذہن کی تشریح ہوگی اور اسپر ذہن انسانی کا قیاس عمومی ناقص ہوگا۔

(ب) ثانیاً یہ کہ ذہن انسانی کا اسکی اصلی اور فطری حالت مین مطالعہ کرنا ممکن نہین ہے۔ انسان مین قدرت نے دوطرح کی قابلیتین اور قوتین ودیعت کی ہین ایک وہ جنھین خود قدرت نے کامل کردیا ہے جیسے کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ دوسری وہ قوتین جنکی صرف قابلیت انسانمین پیدا کی ہے اور انکا درجہ کمال پر پہنچانا خود انسانی تربیت پر منحصر رکھا گیا ہے جیسے ذہانت، مذاق، نطق، ادراک، اخلاق وغیرہ، اور یہی وہ قوی ہین جنھون نے نوع انسان کو تمام مخلوقات سے اعلی واشرف کردیا ہے۔ انسان مین ان قابلیتونکو ترقی دینے کا حیرت انگیز مادہ موجود ہے مگر خود قابلیت تابع ہے اسکی تمدنی اور معاشرتی حالت کے۔ بلحاظ اسکے معاشرت اور تمدن کے بعض قوی تکمیل کو پہنچ جائینگے، بعض کا بالکل نشوونما نہوگا اور بعض غلط جادہ اختیار کرلین گے۔

اوپر کہا جاچکا ہے کہ انسان اگر تشریح کرسکتا ہے تو اپنے ہی ذہن کی، اب غور طلب یہ امر ہے کہ آیا وہ خود اپنے ذہن کے محسوسات وحرکات کو ایسی مفرد اور بسیط حالت مین دیکھ سکتا ہے جو مبداء فطرت سے اُسے حاصل ہوے تھے، ایسا نہین ہے۔ قبل اسکے کہ ہم فکر کرنیکے قابل ہون ہمارے ذہن، عادات، ماثورات، وانتزاعات مروجہ سے اسدرجہ متاثر ہوچکتے ہین کہ اُنکی اصلیت کا دریافت کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ مشکل درمشکل یہ ہے کہ یہ اثرات عقل بالغ کے ارادی افعال سے عمل مین نہین آتے بلکہ جس معاشرت وتمدن مین ہمارا نشوونما ہوتا ہے، اُسکے مطابق وہ ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اپنا کام انجام دے چکتے ہین۔

پس جبکہ ایک فلسفی درحقیقت صرف اپنے ذہن کی صحیح تشریح کرسکتا ہے، اور بوقت تشریح وہ ذہن بھی اپنی فطری حالت پر نہین رہتا، اور اس حکیم کے لیے بھی یہ ممکن نہین ہوتا کہ آفرینش حس وروح کے وقت سے قابلیت فکر پیدا ہونےکے وقت تک اپنے ذہن کے

تعبیرات کو وہ معلوم کرے کہ کیونکر مختلف تصورات ذہن میں اور محسوسات اسمین پیدا ہوئے اور تکمیل کو پہنچے ایسی صورت میں اس قسم کی تحقیقات مین کلی طور پر کامیابی حاصل کرلینا انسان کی قدرت سے خارج ہے البتہ احتیاط اور عاجزی سے وہ سہو، خطا سے محفوظ رہ سکتا ہے -

(ج) ثالثاً یہ کہ ذہانت جو ترقی فلسفہ مین سدراہ ہوئی ہے ' فلسفہ کو مغشوش کردینے اور اسمین مغالطات اور باطل نظریات کے دخل کردینے کا سبب ذہانت ہے کیونکہ عدم ذہانت وجہ اسکی یہ ہے کہ ذہانت ابتدائی مشکلات پر غالب آنیکے قبل ہی اپنی طباعی کے زور سے انتہا کے مدارج طے کرلینا چاہتی ہے - قوت متخیلہ کی مدد سے وہ اپنے لیے ہر طرح کے سامان مہیا کرلیتی ہے لیکن چونکہ اسکے اس ہوائی قلعہ کی بنیاد کالعدم ہوتی ہے بہت جلد کوئی دوسرا ذہن طباع اسے منہدم کرکے اسکے بجائے دوسری عمارت کھڑی کردیتا ہے اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہتا ہے - برخلاف اسکے سائنس مین تغیرات اس کثرت سے نہین ہوتے ' وجہ اسکی یہی ہے کہ سائنس کے ابتدائی مدارج نہایت تحقیق و کاوش سے طے کیے جاتے ہین ' اسکی عمارت مین ایک ردے کے پختہ ہوجانے پر دوسرا ردہ رکھا جاتا ہے -

غرضکہ یہ اسباب ہین جنھوں نے فلسفہ ذہنی کو اختلافات کی جولانگاہ بنا رکھا ہے ہرچند کہ اب علماء نے بہت زیادہ صحیح طریقے استدلال کے اس بارے مین اختیار کیے ہین ' پھر بھی علم کے اس خاص صیغے مین جسقدر اختلافات پائے جاتے ہین دوسرے صیغے مین یا لیسے اختلافات نہین مل سکتے

فلسفہ ذہنی کے اصول کا بدیہیات کے قوی استدلال پر نہ قائم ہونیکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ ہر زمانہ مین نئے نئے رنگ بدلتا رہا - ایک عرصہ تک لوگون نے خود ذہن کی تحقیق چھوڑ دی اور اپنے عقلی استدلال قائم کیے اور چاہا کہ ذہن کے اعمال و افعال انکے عقلی استدلال کے موافق ہو جائین ' عملاً یہ ممکن نہ تھا - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً اس گروہ کو اپنے الفاظ کے خاص خاص معنی پیدا کرنا پڑے اور بالآخر یہ فلسفہ ذہنی بھی سوفسطائیت کے اثر مین آگیا - یہانتک کہ ڈیکارٹ (۱۵۹۶ - ۱۶۵۰) کا زمانہ آیا - اسنے جب فلسفہ ذہنی کو اسقدر بے بنیاد پایا اور دیکھا کہ

بجاے اسکے کہ ذہن کو موضوع قرار دیا جاے اور اسکی تحقیق کیجاے عقلی استدلال اور توہمات میں ذہن کا کہین پتہ نہین چلتا تو وہ تخیل کی طرف جھکا اور اسمین اسکو اسقدر غلو ہوا کہ اسنے یہ عہد کر لیا کہ وہ خود اپنے وجود کا یقین نکریگا تاوقتیکہ اس یقین کے لیے کوئی معقول وجہ نہ پیش کر سکے در اصل ڈی کارٹ پہلا شخص نہین تھا جسنے یہ خیال قائم کیا بلکہ یہ خیال کسی نہ کسی صورت مین ہر ہو ... قبل مسیح کے زمانے سے چلا آتا ہے امر واقعی یہ ہے کہ اس مذہب کا بانی پرہو یہ شخص اپنے خیال مین اس درجہ پختہ تھا کہ وہ کسی خطرے سے نہین بچتا تھا۔ اگر اس کے راستے مین کاڑی گھوڑا آجاتا تو وہ ہٹتا نہین تھا اوچے نیچے راستے پر وہ اسطرح چلتا تھا جیسے کوئی ہموار راستے پر چلے اسکے احباب جو نکہ اسکی عادت سے واقف تھے وہ اسکی حفاظت کرتے رہتے تھے۔

غرضکہ ڈی کارٹ نے یہ راے قائم کی کہ قواے ذہنی اور قواے جسمانی کے درمیان کوئی واسطہ نہین ہے۔ اور اسنے ذہن کو تمام تعلقات سے علیحدہ کرنا چاہا۔ اس نے جب خود اپنے وجود کا اقرار کیا تو اس بنا پر کیا کہ مین خیال کرتا ہون لہذا مین ہون اس کہنے سے ڈی کارٹ کا منشا اسقدر اپنے وجود کو فرض کرنے کا نہین تھا جسقدر خیال کے وجود کا فرض کرنا اسکا مقصود تھا۔ لیکن اسکے معترضین یہ کہتے ہین کہ خود خیال کا وجود بلا دلیل کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ خیال کی تصدیق شعور سے ہوتی ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شعور کی تصدیق کرنیوالا کون ہے۔

ڈی کارٹ نے اس نکتہ کو حل نہین کیا مگر لاک نے اسطرف توجہ کی اور اسنے کہا کہ خود

حاشیہ تعلقہ صفحہ ٨٩ ؎ سوفسطائی ان علماء کو کہتے ہین جو یونان مین اعلی تعلیم دیتے ہیں چونکہ ان ملسے ... کی بڑی صدارت تھی ان لوگون نے فن تقریر کو اپنے درس مین ممتاز حصہ دیا۔ عوام فن تقریر کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے تھے کیونکہ انکے خیال کے مطابق مقرر اپنی جادو بیانی سے غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط کر دکھاتے تھے رفتہ رفتہ اس لفظ سے ردمی اور مہمل الفاظ کے استعمال کا مفہوم پیدا کیا ١٢

تشخص کا وجود شعور کے بغیر نہین ہو سکتا مثلاً اگر ہمین یہ یاد ہے کہ ایک برس قبل ہم سے فلان فعل سرزد ہوا تھا تو بیشک ہم وہی ہین جو اس فعل کا فاعل ہے یعنی بالفاظ دیگر شخصیت کا انحصار یادداشت پر ہے اور اسے کوئی ذی ہوش تسلیم نہین کرتا - لیکن ان فلسفیون نے اپنے اپنے زمانے مین جو کچھ کیا وہ ہزار تحسین کا مستحق ہے کیونکہ انھین کوششون کا نتیجہ ہے کہ آئندہ کے لیے انکشافات کا راستہ نکل گیا - اب اس فلسفے کے تین گروہ ہو گئے ہین -

(۱) مادیین - اسمین ہابس - لاک - برکلی - ہیوم وغیرہ شامل ہین - یہ لوگ ہر شے کو اس نظر سے دیکھتے ہین کہ اسکا ثبوت ذہن سے پیدا کیا جائے ورنہ وہ اسے نہین مانینگے یہ ایک ایسا فلسفہ ہے جو بلا رو رعایت ان تمام اصول کو مسترد کرا دیتا ہے جو تمام نوع بشر کے اعتقادات اور انکے روزمرہ کے طرز زندگی مین پوری طرح سے حاوی ہین - انکے نزدیک - چاند - سورج - زمین - ہوا پانی - دوست احباب - عزیز اقارب ان سب کے جداگانہ وجود کے ثابت کرنیکی ضرورت ہے ہر شخص اسپر یقین رکھتا ہے مگر یہ فلسفی عوام الناس کی زود اعتقادی پر متاسف ہوتے ہین اور وہ اسکی تائید استدلال سے چاہتے ہین اور یہ استدلال جسقدر ظاہراً آسان معلوم ہوتے ہین اسیقدر حقیقتاً مشکل ہین اس گروہ کے لوگونکو اب عام طور پر شککین کہتے ہین -

(۲) معتدلین - اسمین ریڈ اسٹورٹ براون وغیرہ داخل ہین - یہ لوگ بین بین ہین -

(۳) غالیین - اسمین کینٹ وغیرہ داخل ہین - یہ لوگ فلسفہ کو شعور انسانی کا محتاج بنانا بھی نہین چاہتے - مگر بقول مینسل کے انکی کوششونکے نتائج قابل اعتماد کیا قابل فہم بھی نہین ہین -

غرضکہ یہ چند صورتین ہین - جو فلسفہ ذہنی نے اختیار کین اور یہ سب خرابیان صرف اسوجہ سے پیدا ہوئین کہ ذہن کی تحقیقات اس طرز سے نہین کی گئی جس طرز سے شعبہائے سائنس کی تحقیقات ہوئی ہے -

تہذیب کا اثر شاعری پر

ہمارا خیال ہے کہ جو جو تہذیب ترقی کرتی جاتی ہے شاعری پر لازمی طور پر زوال آتا جاتا ہے چنانچہ ہم اگلے تاریک زمانوں کے اعلیٰ اور پُرتخیل کلام کی تعریف کرتے ہین مگر پھر بھی زیادہ داد صرف اسی لیے نہین دیتے کہ وہ تاریک زمانون مین تصنیف ہوئے ہین برعکس اسکے ہمارا عقیدہ ہے کہ عمدہ نظم کا مہذب زمانہ مین تصنیف ہونا طباعی کی سب سے بڑی دلیل ہے - ہم نہین سمجھ سکتے کہ جو لوگ اس مسلمہ علمی عقیدے کے قائل ہین کہ بالعموم قدیم ترین شعرا بہترین شاعر ہین وہ استثنا کے عوض اس کلیے پر کیون تعجب کرتے ہین؟ اس مین کسکو کلام ہو سکتا ہے کہ واقعات کی ہمرنگی اُنکے اسباب کی ہمرنگی پر دلالت کرتی ہے ؟

بات یہ ہے کہ عوام الناس علمی سائنس کی ترقی کو قوت متخیلہ کی ترقی کی دلیل سمجھتے ہین - سائنس کی ترقی کی رفتار تدریجی اور سُست ہوا کرتی ہے - ایک مدت تو اسباب کی فراہمی مین لگتی ہے پھر ایک مدت انکی تفرید و ترکیب مین - اور جب ایک قاعدہ منضبط ہو چکتا ہے پھر بھی تضمین و تبدیل اور تنسیخ کرنا ہوتا ہے - ہر نسل اپنے اخلاف کے متروکہ خزانۂ معلومات سے فائدہ اُٹھاتی ہے اور تازہ تحقیقات کے ازدیاد کے بعد وہ خزانہ آیندہ نسلون کے لیے چھوڑ جاتی ہے - لہذا ان اکتسابات مین متقدمین کو بڑی بڑی دقتونکا سامنا ہوتا ہے - اور ناکامی کی صورت مین بھی وہ داد کے مستحق ہوتے ہین - اُنکے شاگرد دماغی قابلیت مین ان سے کہین کمتر ہونے پر بھی عملی اکتساب مین بہت جلد ان پر غالب آجاتے ہین - اب ہر ذہین شخص چند سال کی مستقل محنت کے بعد اُس سے زیادہ جان سکتا ہے جتنا محقق نیوٹن نے نصف صدی کے غور و فکر اور محنت و مشقت کے بعد حاصل کیا تھا -

۱؎ نوٹ :- لارڈ میکالی نے ملٹن کی حمایت کرتے ہوے شاعری پر جن عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اگرچہ فضلاے عصر کی حسب منشا نہین ہوئے تاہم پھر بھی ایک حد تک معقول ہین - اور ان سے ہمین تو کوئی کلام ہی نہین - لہذا امید ہے کہ یہ ترجمہ جو اُسی مضمون سے ماخوذ ہے انگریزی سے نابلد احباب خصوصاً شعرا شوق سے پڑھینگے ۱۲ - [illegible]

لیکن موسیقی مصوری یا نقاشی کا یہ حال نہین جیسا شاعری کا۔ تہذیب کی ترقی ان فنون کے لیے زیادہ سامان بہم نہین پہونچاتی۔ ہان ممکن ہی کہ یہ اُن آلات کو ترقی دے جو گویون نقاشون یا مصورون کی دستکاری کے لیے ضروری ہین لیکن زبان جو شاعر کا آلہ ہے وہ اپنی فطری ہی حالت مین شاعر کے مقصد کے لیے نہایت موزون ہے۔ عام افراد کیطرح قومون کے دماغ مین بھی پہلے حقیقی اور مادی اشیاء کے جُدا جُدا خیالات پیدا ہوتے ہین پھر ذہنی اور خیالی باتین پیدا ہوتی ہین۔ خاص خاص صورتون کے خیال سے ترقی کر کے تمام الفاظ مقرر کرتے ہین۔ اسی لیے اعلیٰ سوسائٹی کی زبان فلسفیانہ ہوتی ہے اور نیم مہذب اقوام کی شاعرانہ زبان کا یہ تغیر ایک حد تک ذہنی تغیرات کا سبب ہے اور ایک حد تک اسکا نتیجہ اسی سے سائنس مین ترقی اور شاعری مین تنزل ہوتا ہے۔ علم کی ترقی کے لیے تعمیم ضروری ہے مگر مضمون آفرینی اور تخیل کے لیے بالخصوص لازمی ہے۔ جسقدر لوگ زیادہ جانتے اور زیادہ غور کرتے ہین اُسی قدر وہ افراد پر کم نظر کرتے ہین اور جماعات پر زیادہ۔ اسلیے وہ عمدہ تھیوری اور خراب نظم بناتے ہین وہ الفاظ کے ذریعے سے تصویر کھینچنا نہین جانتے بلکہ اُنکے الفاظ مبہم ہوا کرتے ہین اور جسم انسان کے عوض وہ اسکے صنعات کا نقشہ پیش کرتے ہین۔ وہ انسانی طبیعت کی تشریح قدما سے زیادہ خوبی کے ساتھ کرسکتے ہین۔ مگر یہ کام شاعر کا نہین۔ اُسکا کام ہے تصویر کشی (بذریعہ الفاظ) نہ کہ تشریح۔ اس کے عوض کچھ ہی ہون نظم پر انکا اثر نہین پڑتا اگر شیکسپیر کوئی کتاب حرکات افعال انسانی پر لکھتا تو یہ کسیطرح متیقن نہین کہ وہ عمدہ ہی ہوتی۔ بلکہ یہ اغلب ہے کہ وہ اس مبحث پر جو دلائل پیش کرتا وہ فیبل آف دی بیز (شہد کی مکھی کا افسانہ) سے زیادہ دقیق نہوتا مگر کیا شہد کی مکھی کی کہانی کا مصنف آیکو لکھ سکتا تھا؟ وہ منطقی جزئیات کا ماہر تھا تو ہوا کرے۔ کیا وہ ان جزئیات کو اسطرح اکٹھا کرسکتا تھا کہ وہ اصلی اور حقیقی فرد بشر بن جائین؟

غالبًا کوئی شخص بغیر ایک خاص طرح کے دماغی عیب یا ضعف کے (اگر ایسی فرح بخش شے کو دماغی عیب کہنا جائز کیا جائے) نہ شاعر ہو سکتا ہے نہ شاعری سے لطف اُٹھا سکتا ہے۔ شاعری سے میری مراد کلمات موزون نہین نہ کل عمدہ اشعار ہین۔ ہماری تعریف سے بہت سے موزون کلام جو اور اور اعتبار سے بے انتہا توصیف کے مستحق ہین خارج ہو جاتے ہین۔ نظم سے ہماری مراد ہے الفاظ کو

اس طرح استعمال کرنیکا سلیقہ کہ تصور کو دھوکہ ہو جائے یعنی الفاظ سے وہ کام لیا جائے جو کام مصور
رنگون سے لیتا ہے - چنانچہ ایک لاثانی شاعر (شیکسپیر) نے اپنے لاثانی اشعار مین اس فن کے متعلق
اپنے صحیح مذاق کا یون ثبوت دیا ہے: -

"جہان تصور نامعلوم چیزون کو وجود مین لاتا ہے شاعر کا قلم اُنکی شکل قائم کرلیتا ہے اور خیالی غیر
اصلی چیزونکا نام اور مقام مقرر کرتا ہے" -

لیکن شک نہین کہ مذکورہ بالا اوصاف جو اسنے شعرا کی طرف منسوب کیے ہین اسکے ایک
اعلیٰ قسم کے جنون کا نتیجہ ہین - اگرچہ اعلیٰ قسم کا جنون ہے مگر پھر بھی جنون تو ہے - اصلیت شاعری کے
لیے لازمی تو ضرور ہے - مگر کیسی اصلیت ؟ مجنونانہ طرز استدلال بالکل درست ہے اگر وہ بات غلط -
ایک بار کسی دعوے کو فرض کر کے ہمین آخر تک اُسپر قائم رہنا چاہیے - مگر پہلے ہی دعویٰ کو تسلیم کرنے کے
لیے ہمین ایسا تصور درکار ہے جو جنون کی حد تک پہنچ گیا ہو - بس تمام ذی جنونون مین تخیل [illegible]
بہت زیادہ ہوتا ہے - وہ ہر ایک دھوکے کے لیے اپنے تئین وقف رکھتے ہین - جو تصویر اُنکی دماغی آنکھون کے
سامنے پیش کیجاتی ہے وہ اُنپر واقعیت او حقیقت کا اثر ڈالتی ہے - بھوت پلیت کی کہانیونکا جو اثر لڑکون پر
ہوتا ہے کسی احمق سے احمق سن رسیدہ شخص پر نہین ہوتا گو وہ جانتی کیون نہو کہ سارے قصے جھوٹے ہین
بھوت کوئی شے نہین جانور ہول نہین سکتے - تاہم وہ رو پڑتی ہے کانپنے لگتی ہے اندھیرے گھر مین
تنہا جانے کی جرأت نہین کرسکتی کہ کہین بھوت دبا نہ لے - یہ ہے دخل واہمہ کا طفلی اور غیر تربیت یافتہ
دماغون پر! -

سوسائٹی کی نیم مہذب حالت مین انسان کو (معلومات مین کسیقدر تفوق سے قطع نظر کر کے)
بچہ سمجھو - پس شاعرانہ مذاق کو اگر درجۂ کمال پر دیکھنا چاہو تو سوسائٹی کے اسی طبقہ اور حالت مین ڈھونڈھو
مہذب زمانہ مین معلومات بہت سائنس اور فلسفہ بہت عمدہ تقسیم و ترتیب بہت ظرافت اور فصاحت بہت
اشعار بہت اور اچھے بھی مگر جسکو شاعری کہتے ہین وہ ناپید - لوگ نکتہ چینیان اور تنقید تو خوب کرینگے
اور نہایت قابلیت کے ساتھ مگر اپنی خاص ندرت اور رنگ سے عاری - قدیم شعرا پر نکتہ چینی کرینگے - ایسے نقاد

نظر ڈالیے اور اُنکے کلام سے کسقدر حظ بھی اُٹھائیں گے مگر اُن زبردست اثر کو وہ نہیں سمجھ
سکتے جو شاعری نے اُنکے ناشائستہ انیم مہذب اسلاف پر ڈال رکھا تھا۔ درد۔ بیخودی۔ محویت۔ وجد۔
سہل اعتقادی سے اُنکے دل آشنا نہیں افلاطون کے بیان کے مطابق یونانی مطرب کیلیے ممکن نہین کہ ہومر کے
اشعار بغیر سخت جوش وخروش اور تھرتھراہٹ کے وہ گاسکین۔ شمالی امریکہ کا ایک جنگلی قبیلہ موہاک ہ آخر وقت
جب موت کا گیت گانے لگتا ہے تو اُسے مطلق حس نہین ہوتی کہ اسکے دشمن نے اسکے سر کی کھال اُتار لی ہے
ویکس اور جرمنی کے قدیم درباری شعرا اپنے سامعین کو جسطرح متاثر کرتے تھے عصر جدید کے ناظرین کو
بالکل معجزہ معلوم ہوتا ہے[1] - مہذب جماعتون مین یہ جذبات بالکل شاذ ہین - اور اُن جماعتون مین تو
اور بھی کم ہین جو اس کی ترقی مین سب سے زیادہ حصہ لیتی ہین - یہ جذبات شائستہ مقامات سے دور
خلیفہ دہقان مین اب بھی سب سے زیادہ اور بڑھ چڑھ کر موجود ہیں

جسطرح طلسمی فانوس (میجک لالٹین) جسمانی آنکھونکو دھوکے مین ڈالدیتی ہے اُسیطرح
شاعری دماغی آنکھونکو متحیر کردیتی ہے۔ اور جسطرح طلسمی فانوس کا زیادہ لطف تاریک کمرون مین حاصل ہوتا ہے

[1] امیر نصر بن احمد سامانی نے جب خراسان کو فتح کیا اور ہرات کی فرحت بخش آب وہوا اُسکو پسند آئی تو اُس نے وہین مقام کردیا اور
بخارا جو کہ سامانیون کا اصلی تختگاہ تھا اُسکے دل سے فراموش ہوگیا۔ لشکر کے سردار اور سپاہی اُمرا جو بخارا مین عالیشان عمارتین اور
عمدہ باغات رکھتے تھے ہرات مین رہتے رہتے اُکتا گئے اور اہل ہرات بھی شاہ کے زیادہ ٹھہرنے سے گھبرا اُٹھے - سب نے
اُستاد ابو الحسن رودکی سے یہ درخواست کی کہ کسی طرح امیر کو بخارا کی طرف مراجعت کرنے کی ترغیب دے - رودکی نے
ایک قصیدہ لکھا اور جس وقت بادشاہ شراب اور راگ رنگ مین محو ہو رہا تھا اُس کے سامنے پڑھا اُس کے اول کے
چند شعر یہ ہین :-

بوے یار مہربان آید ہمے ؛ باد جوے مولیان آید ہمی ؛ ریگ آموی درشتیہای او ؛ پاے ما را پرنیان آید ہمے ؛
آب جیحون و شگرفیہاے او ؛ خنگ ما را تا میان آید ہمی ؛ اے بخارا شاد باش و شاد زی ؛ شاہ سوئیت مہمان آید ہمے ؛
شاہ ماہ است و بخارا آسمان ؛ ماہ سوے آسمان آید ہمی ؛ شاہ سرو است و بخارا بوستان ؛ سرو سوے بوستان آید ہمے ؛

اس قصیدے نے امیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ جمی جمائی محفل چھوڑ کر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بغیر موزہ پہنے گھوڑے پر
سوار ہوکر مع لشکر کے بخارا کو روانہ ہوگیا اور دس کوس پر جاکر پہلی منزل کی“ ۱۲ -

ہندوستان مین انتظام آئینی کا تجربہ

ذیل مین جو مضمون درج کیا جاتا ہی وہ رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی۔ سی۔ آئی۔ ای کے فکر عالی کا نتیجہ ہی
یہ مضمون مارچ کے نائنٹینتھ سنچری مین طبع ہوا ہی چونکہ یہ مضمون خاصکر انگلستان کی پبلک کیلئے لکھا گیا
ہی اسلیئے اسمین کونسل کے نسبت ایسی تفصیلین دیگئی ہین جو انگلستان والون کیلئے ضروری ہین۔ مگر
ہندوستان مین ان تفصیلون کے اعادے کی ضرورت نہین ہی۔ اس لیے بعض بعض مضامین
کے قطعًا حذف کردیئے گئے ہین بعض کا خلاصہ کرلیا گیا ہی اور جن مقامات پر مضمون نگار کی خاص
رائے کا اظہار ہوتا تھا وہ لفظًا ترجمہ کیئے گئے ہین اور اس مضمون سے پرچے کو مزین کرنے مین
دراصل انھین خیالات کا پیش کرنا ہمارا مقصود ہے:۔

۲۵ جنوری وہ دن ہی جو برٹش حکومت ہند مین ایک نئے باب کا افتتاح کہا جاسکتا ہی یعنی اس روز جدید امپیریل کونسل کا افتتاح ہوا۔ وائسرائے کی افتتاحی اسپیچ مختلف اعتبارات سے قابل لحاظ ہی۔ اس اسپیچ سے حقیقی جرأت اور ہمدردی کا اظہار ہوتا ہی۔ جرأت اس نظر سے کہ بعض قدیم دستور سے کسیقدر علیحدگی اختیار کیگئی اور ہمدردی اس نظر سے کہ ملک مین جو نئی قوتین ظہور مین آئی ہین انکا اعتراف کیا۔ معلوم ہوتا ہی کہ عنان حکومت ہاتھ مین لینے کے بعد انھون نے اس امر مین زیادہ تعویق نہین کی کہ جو خیالات مغربی تعلیم کے اثر سے مختلف مسائل کی نسبت اہل ہند کے دلون مین موجزن تھے انکے متعلق اپنی گورنمنٹ کی آئندہ پالیسی پر اپنی رائے قائم کرلین۔ جو یادداشت انھون نے اپنی کونسل مین پیش کی وہ انکے اس ملک مین آنیکے اٹھارہ مہینے کے اندر ہی اندر لکھی گئی تھی۔ یہ کہنا مشکل ہی کہ اگر وائسرائے کو ہندوستان کی سیاسی کیفیات

کی اندرونی سطح پر زیادہ ژرف نگاہی سے کام لینے کا موقع ملتا تو اس حالت مین (ہرچند کہ اصلاحات کی ضرورت عیان تھی الا اسکی وسعت کا جو اندازہ اُنھون نے کیا تھا۔ اُسمین کہانتک ترمیم ہو جاتی) ایسی صورت مین ملک کے ذی فہم طبقات کو مبارکباد دینا چاہیئے کہ مزید تجربے نے فیاضانہ جوش کو سست نہین کیا اور جو آخری نتیجہ ظاہر ہوا۔ اسکے متعلق جو امید افزا خیالات عام طور سے دلونمین موجزن ہین، کوئی شخص انکی تعریف کیئے بغیر نہین رہ سکتا۔

لارڈ منٹو نے اپنی اسپیچ مین ہندوستان مین انگریزی قوانین کی قدم بقدم ترقی اور ان یا سی خواہشات کا جو گزشتہ چند برسونمین پیدا ہو گئین ہین، مختصراً ذکر کیا ہی۔ وہ فرماتے ہین کہ:-

سنہ ۱۹۰۵ء کے آخری حصہ مین جب بہیثیت وائسرائے کے مین نے عنان حکومت اپنے ہاتھوںمین لی تمام ایشیا متحیر تھا کہ جاپان نے ایک یورپین طاقت پر فتح حاصل کرلی ہی۔ اسکا اثر بہت گہرا تھا۔ نئے ممکنات پیدا ہوتے نظر آرہے تھے۔ چین، فارس، مصر اور ٹرکی مین عام مطالبات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے گویا مشرقی دنیا جاگ اٹھی تھی اور اگرچہ بظاہر حالات ہندوستان مین خاموشی تھی کیونکہ اسوقت تک کوئی سخت پولٹیکل بےچینی نمایان نہین ہوئی تھی مگر اس عام اثر سے ہندوستان بھی محفوظ نہین رہا تھا۔

روسی جاپانی جنگ کا جو اثر ہندوستان پر پڑا یہ ابھی بحث طلب ہی کیونکہ جب ہندوستان کی اندرونی تاریخ پر زیادہ گہری نظر ڈالی جائیگی اُسوقت صحیح کیفیت نظر آئے گی۔

بہرحال بے اطمینانی کا کچھ ہی سبب کیون نہ ہو وقت آگیا تھا کہ برٹش حکومت گزشتہ نصف صدی سے جس جانب متوجہ ہی اُسمین مزید ترقی دے۔ اب سب کو یہ معلوم ہو گیا ہی کہ اصلاحات کی تجویز ابتدا خود وائسرائے کے جانب سے ہوئی۔ اُنھون زور کے ساتھ بیان کیا ہی کہ یہ اصلاحات ان خیالات پر مبنی ہین جو اُنھون نے ہندوستان کی حالت کے متعلق قائم کیئے تھے۔ انگلستان سے کوئی تحریک اسکا باعث نہین ہوئی ہی۔ اور اسی لیئے یہ زبردست الفاظ استعمال کیئے گئے کہ "وہ اسکی اچھائی اور برائی کے کلیتہ ذمہ دار نہین"

یہ نوٹ بجاے خود مفید اور دلچسپ ہے تعلیم کی ترقی اور حکومت ملک مین ہندوستانیون کو زیادہ حصہ دیئے جانیکے دعاوی کا ذکر کرنیکے بعد لکھا گیا ہو کہ ا۔

"سیاسی مطلع پر تغیر نمایان ہو ۔ ہمارے روبرو ایسے سوالات پیش ہین جنھین ہم نظرانداز نہین کرسکتے اور ہمین چاہیئے کہ ہم اُسکا جواب دین ۔ میرے نزدیک اس امر کی اہمیت مسلم ہو کہ ابتدا ہماری جانب سے کیگئی اور گورنمنٹ ہند نے یہ کہنے کا موقع نہین دیا کہ ہندوستان کے اضطراب یا انگلستان کے دباؤ سے وہ مجبور ہوئی بلکہ خود ہم لوگون نے گرد و پیش کے حالات کا صحیح اندازہ کیا اور ملک معظم کی گورنمنٹ کے روبرو ان رایونکا اظہار کیا جنکے اظہار کے ہم سب سے زیادہ مستحق تھے ۔ کیونکہ ہمین ذاتی تجربہ حاصل ہو اور ہم ہندوستان کی روزانہ زندگی کو دیکھتے رہتے ہین "

گورنمنٹ ہند نے اِس رائے پر بہت زور دیا ہو کہ ہندوستانی سلطنت مین مغربی طرز کی جمہوریت ناقابل عمل و نیز اہل مشرق کے رسم و رواج کے خلاف ہو ۔ اِس رائے سے وزیر ہند کو بھی اتفاق ہو لیکن دیگر ممالک مشرقیہ مین جو صورتین پیدا ہوئی ہین انکے لحاظ سے مذکورۂ بالا رائے کا آخری حصہ زیادہ خوش آئند طریقے سے ظاہر کیا جا سکتا تھا ۔ ایک ریمارک خاص طور پر قابل ذکر ہو کیونکہ اِس سے موجودہ پالیسی کی آئندہ روش کا پتہ چلتا ہو وہ یہ کہ زور کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہو کہ ملک کی بہبود و عافیت اِسی مین ہو کہ حکومت مین انگریزونکا غلبہ رہے اور اسمین کسی قسم کی قائم مقامی جماعت کو مداخلت کا حق نہ دیا جائے

لارڈ منٹو نے جس توجہ اور کوشش سے یہ نعمتین ہندوستانیون کو عطا کین ہین انکو دیکھتے ہوئے یہ خیال مین نہین آسکتا کہ انکی زندگی خطرے مین ہو اگرچہ ان اصلاحات سے جو مایوسی بعض طبقے مین پیدا ہوئی ہو وہ بھی تعجب خیز نہین ہو ۔ لارڈ مارلی نے اس وہم کو پوری طرح رفع کر دیا تھا کہ اصلاحات کا یہ منشا نہین ہو کہ اقتدار حکومت انگریزونکے ہاتھ سے نکال کر ہندوستان کے ایک انگریزی داں گروہ کے سپرد کر دیا جائے ۔ اسپر بھی اگر لوگ نہ سمجھین اور باطل امیدین قائم کرین اور وہ پوری نہون تو یہ خود انکا قصور ہو ۔ گورنمنٹ پوری طرح سمجھتی ہو کہ مختلف اقوام اور مختلف الغرض کی نگرانی

اسکا فرض ہو اور اُس نے اس فرض کو باحسن طریق انجام دینے کی کوشش کی ہے۔

اس مین شک نہین کہ جن اصول پر یہ اصلاحات مبنی ہین وہ نہ تو کسی حیثیت سے جدید ہین
اور نہ یہ ہو کہ دونون صاحبین نے انکا اظہار پہلی ہی مرتبہ کیا ہو مگر نظام حکومت مین جو تغیرات ہوئے ہین
وہ خود اس قدر وسیع ہین کہ انکی وجہ سے برٹش حکومت کے خاص خصوصیات مین اصولاً تبدیلی واقع
ہوگئی ہو۔ ہملوگ ہندوستان مین رہکر اس امر کو اکثر نظر انداز کر دیتے ہین کہ بالعموم انگریزون کے
دونون زبردست فریق معاملات ہند کی بحث کو اپنے معمولی پارٹی پالٹیکس کی حد سے خارج رکھتے
ہین۔ اور گو حال مین اس کے مستثنیات بھی ظہور مین آئے ہین تاہم بحیثیت مجموعی یہ کہنا پڑتا ہو کہ اِس
قاعدے کی پابندی نیک نیتی کے ساتھ کیجاتی ہو۔ دونون فریق اِس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہین کہ
ہندوستان ترقی کرے اور اہل ہند کو حکومت قومی کی تعلیم دیجاے تاکہ جس زمانے مین (جو ابھی دور
ہو) انمین یہ قابلیت پیدا ہو جائے کہ تمام فرقے اور کل جماعتین اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کرین اور
اس امر کا امکان پیدا ہو جائے کہ انکے معاملات کا انصرام انہی لوگون کے سپرد کر دیا جائے اُسوقت
ہندوستان موجود سرپرستی سے (گو وہ تکلیف دہ نہین ہو) جُدا ہونے کا بجا طور سے دعوی کر سکے۔
یہ ممکن ہو کہ فریقین مین سے ایک فریق کا میلان عجلت کی جانب ہو اور دوسرا فریق احتیاط و
سلامت روی مین مصلحت سمجھتا ہو مگر باین اختلاف طریق مقصد و منشا دونون فرقون کا ایک
ہی ہو۔ پس حال کے اصلاحات کی نسبت یہ خیال کرنا غلط ہوگا کہ وہ کسی جدید اصول پر مبنی ہین۔
ان اصطلاحات کی اہمیت کا سبب یہ ہو کہ انکے ذریعے سے اِن اُصول کو عملاً بہت
وسعت دیگئی ہو جنکو گزشتہ برسونمین ہر خیال کے مدبرین متواتر تسلیم کر چکے ہین۔

جب ہم ہندوستان کی مختلف اقوام کی حالت دیکھتے ہین تو ہمین بیساختہ تسلیم کرنا پڑتا ہو کہ انکے
اختلافات اس قسم کے نہین ہین جیسے انگلستان کے مختلف فرقون کے اختلافات ہین۔ یہ امر
صداقت سے بہت بعید ہو کہ ان اختلافات کا باعث گورنمنٹ کو قرار دیا جائے بلکہ اگر اسکے برعکس
کہا جائے تو یہ ہو کہ گورنمنٹ اِن اختلافات کو نظر انداز کرکے یہ فرض کر لیتی ہو کہ تمام ملک مین ایک ہی

قوم بلا کسی طرح کے اختلاف کے آباد ہی۔ گورنمنٹ کا یہ اولین فرض ہی کہ وہ مساوات قائم رکھے مگر
اسکے ساتھ ہی مختلف اقوام کی تعلیمی حالت اور پولیٹیکل ہیت کا بھی اسے خیال رکھنا ضروری ہی
محض انگریزی تعلیم تمام ملکی ذمہ داریون کو ایک خاص گروہ پر ڈالدینے کا سبب نہین ہوسکتی۔

اسلیئے اختیار انتخاب کا ایک محدود حالت مین رکھنا بہت ضروری تھا۔ یہ امر آئندہ فیصل ہوگا کہ آیا جو حد مقرر کیگئی ہی وہ بہت زیادہ محدود تو نہین ہی مگر انصاف کے ساتھ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن مشکلات مین گورنمنٹ کو کام کرنا پڑا ہی انکے اعتبار سے گورنمنٹ نے جو کچھ کیا اسپر مطمئن ہونیکا انھین ہر طرح حق حاصل ہے۔

ہر چند انتظامی معاملات مین براہ راست اثر ڈالنے کا حق قائم مقامان رعایا کو نہین ہی مگر جن مسائل پر انکو اظہار رائے کا حق دیا گیا ہی اسکا اچھا اثر گورنمنٹ پر پڑیگا۔ اگر نیک نیتی سے کام ہوا تو دونون کا فائدہ ہی۔ افراد رعایا مین اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جائیگا۔ اور اگر در اصل کامیابی حاصل کرنا ہی تو عیب جوئی کو چھوڑکر نیک نیتی سے کام کرنا چاہیئے موجودہ اصلاحات سے یہ سمجھنا کہ بیچینی رفع ہوگئی ہی وہم باطل ہی گورنمنٹ بھی اپنے کو اس دھوکے مین نہین ڈالنا چاہتی مگر عوام کی سمجھداری اور وفاداری سے گورنمنٹ کو یقین ہی کہ اسکی کوششین بارآور ہونگی۔ اور گورنمنٹ کا یہ خیال غلط نہین ہی کیونکہ موجودہ حکومت کے فوائد عام طور پر مسلم ہین۔

موجودہ گورنمنٹ کو خود سر گورنمنٹ کہنا کسی طرح حق بجانب نہین ہی حکام کا کوئی فعل جائز نہین سمجھا جاتا جب تک وہ قانون کے مطابق نہو یہانتک کہ لوگ اس حکومت کو وکیل کا راج کہتے ہین۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ قانون کے بنانیوالے کون ہین اور اس سے ہم نظام حکومت ہند کا صحیح اندازہ کرسکتے ہین۔ گزشتہ زمانہ کے نسبت یہ کہا جاسکتا ہی کہ قانون کا وضع کرنا چند انگریزون کے ہاتھ مین تھا جو کم و بیش حالات ملک سے آگاہ تھے۔ . . . مگر گزشتہ چالیس برس سے ہندوستانیون کو بھی اسمین حصہ دیا گیا ہی اور یہ کہنا کہ وہ بالکل اس کام کے نااہل ثابت ہوئے ہین ایسا ہی غلط ہی جیسا یہ کہنا کہ وہ رعایا کے قائم مقام نہین تھے۔ اب جو طریقہ اختیار کیا گیا ہی

اس سے خاص طرز کی جدید ترقی ہوئی ہو۔ممبران کونسل کی مجموعی تعداد اکیسو چھبیس سے تین سو ستر کردیگئی ہو اور منتخب شدہ ممبرون کی تعداد اُنتالیس سے اکیسو ننیتیس ہو گئی ہو۔ موجودہ طریقے کے موافق منتخب شدہ ممبر کیلئے کسی سرکاری منظوری کی ضرورت نہین ہو بلکہ وہ باستحقاق اپنی جگہ کونسل مین حاصل کرتا ہو۔ موجودہ کونسلو نمین نہ صرف ممبرونکی تعداد بڑھا دیگئی ہو بلکہ کونسلونکی ترتیب اور اختیارات مین اصولی تغیرات کیئے گئے ہین۔ سنہ ۱۸۹۲ء کے قانون کے بموجب ہر جگہہ سرکاری ممبرونکی تعداد زیادہ تھی۔ اب سوائے وائسرائے کی کونسل کے صوبے کی تمام کونسلونمین غیر سرکاری تعداد کا زیادہ رکھنا ضروری ہو۔ ممبرونکو اب یہ اختیار ہو کہ ایک سوال کے ضمن مین مزید اطلاعات حاصل کرسکین۔ مباحثے صرف قانونی اُمور کے متعلق محدود نہونگے بلکہ مفاد عامہ کے تمام معاملات پر بحث ہوسکے گی اس خیال کو چھوڑ کر کہ توقعات کے پورا کرنمین اختیار انتخاب کو کہانتک وسعت دیگئی ہو موجودہ قواعد سے صاف عیان ہو کہ حکومت مُلک مین قائم مقامان رعایا کو حقیقتاً شریک کرنیکا قطعی ارادہ ہو۔ مجوزین کا یہی ارادہ ہو۔ اب اسکا پورا کرنا دوسرونکے ہاتھ مین ہے۔

ان تمام مطالب کے سمجھنے کیلئے ضروری ہو کہ مختلف کونسلونکی ترکیب پر غور کیا جائے (گزشتہ پرچے مین اسپر تفصیلی بحث ہوچکی ہو) وائسرائے کی کونسل اور صوبونکی کونسلونمین جو فرق رکھا گیا ہو اسکا پہلا سبب تو یہ ہو کہ صوبے کی کونسلونمین جو قوانین پاس ہونگے انکا نفاذ گورنر جنرل ان کونسل کی منظوری پر منحصر ہو .... برخلاف اسکے وائسرائے کی کونسل کیلئے کوئی ایسی روک نہین ہو سوائے اسکے کہ ایک بعید قیاس یہ قائم کیا جائے کہ سکرٹری آف اسٹیٹ اسے مسترد کرے۔ یہ اختیار بہت کم استعمال کیا جاتا ہو اور موجودہ حالت مین اور بھی کم استعمال کیا جائیگا۔ اگر بفرض مفید قوانین صوبونکی کونسلونمین مختلف فرقونکے اتحاد سے مسترد کردیئے جائین تو اسکا دفعیہ اسطرح ہوسکتا ہو کہ وہ کونسل وائسرائے مین براہ راست پیش کیئے جائین ایکٹ کاشتکاران بنگال کے متعلق ایسا ہوچکا ہے۔

کسی شخص کو ناقابل انتخاب کردینے کیلئے جو ضوابط بنائے گئے ہین وہ بہت ہی دانشمندی پر منحصر ہین

اگر کونسل کی وقعت قائم رکھنا منظور ہو تو یہ ضروری ہو کہ ناقابل اُمیدوار خارج کر دیئے جائین۔

اس اختیار کا گورنر جنرل کے ہاتھ مین رہنا بڑی دور اندیشی پر مبنی ہے۔

خود کونسل کو یہ کام سپرد کرنا کہ ناموزون ممبرونکو خارج کر دے، بہت سخت اور بہت ہی پرخطر کام ہوتا کیونکہ ممبر ابھی دستوری قواعد و ضوابط کے عادی نہین ہین۔ سنہ ۹۲ء کے قواعد کے مطابق بعد انتخاب کے نامزدگی ضروری تھی، اب گورنمنٹ اس مقصد کو زیادہ صحیح اور کم قابل اعتراض طریقے سے حاصل کرنا چاہتی ہے۔

ضوابط مین جا بجا اختلافات پائے جاتے ہین، مگر اصل الاصول سب جگہ ایک ہی ہے۔ چنانچہ بعض صوبوں مین قائم مقام کے ذریعے سے ووٹ کا طریقہ اختیار کیا گیا ہو مگر یہ طریقہ ہر طرح مذموم ثابت ہو چکا ہو۔ بمبئی مین ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کو ووٹ کا حق دیا گیا ہو مگر بالائے ہند مین کسی وجہ سے یہ حق نہین دیا گیا۔ صوبجات متحدہ مین اُمیدواران اور انتخاب کنندگان کا معیار غیر معمولی بلکہ غیر ضروری طور پر بلند رکھا گیا ہو۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے نقائص پر غالباً جلد توجہ کیجائیگی کیونکہ گورنمنٹ کا بلا شک و شبہہ یہ ارادہ ہو کہ جہانتک ممکن ہو تجویز قابل عملدرآمد ہو جائے۔

اس تجویز کی یہی غرض ہو کہ تعلیم یافتہ گروہ کو اور ان لوگون کو جو ملک مین کسی طرح کی ملکیت رکھتے ہین۔

ملک کے انتظام اور اسکی حکومت مین معتد بہ حصّہ دیا جائے۔ مگر یہ حصہ زیادہ تر مشیرانہ ہو نہ کہ مقتدرانہ خاص مقاصد کیلئے رزولیوشن کا پیش کرنا اور اُنکو سفارش کی صورت مین لانیسے قائمقامان رعایا کو وسیع مواقع حاصل ہین کہ وہ حکومت کو مدد پہونچائین۔ جو صلاح ایسی صورت مین دیجائیگی کہ اسپر عوام مین مباحثہ ہو وہ ممبرون پر ایسی ذمہ داریان عائد کر دے گی جس سے وہ بچ نہین سکتے یعنی وہ خود اپنے ذمہ دار ہون گے، اپنی قوم کے ذمہ دار ہونگے، اور اس بادشاہ کے ذمہ دار ہونگے، جسکے سایہ مین خوشحالی سے زندگی بسر کر رہے ہین۔ چونکہ یہ رزولیوشن گورنمنٹ مین بطور سفارش کے پیش ہونگے اسلیئے بظن غالب اسمین ایسی تجاویز نہ شامل ہو سکے گی جو ناقص، اشتعال انگیز

او رمنسر ہون۔ طلب جواب کا حق حاصل ہونیسے موقع ملیگا کہ حکام کی خود رایانہ کارروائیون اور رعایا کی شکایات کی جانب توجہ دلائی جائے۔ بصورت دیگر ہی اسباب ناسمجھ لوگون کے ہاتھ مین آکر رعایا کو مشتعل کرنیکا باعث ہوجائین گے۔ اگرچہ غیر محدود جوش اور ناعاقبت اندیشانہ فرقہ بندی کیلئے کوئی روک نہین ممکن ہی۔ لیکن سوالات کی مناسب صورت اور خاص شرائط کے ساتھ پیش کرنیسے اس امر کی کافی ضمانت ہوجائیگی کہ اس استحقاق کا استعمال غیر واجبی طور پر نہین کیا جائیگا۔ علاوہ ازین گورنمنٹ کے مالی معاملات مین ممبرون کو حصہ دینے سے انکو موقع ملے گا کہ اپنے حدود کے اندر دخل ومخارج کے سوالات مین گورنمنٹ کو قابل قدر مدد دین۔

یہ وہ صورتین ہین جو موجودہ انتظام آئینی کے تجربے مین تاریخ ہند کیلئے بہت ہی خاص اہمیت رکھتی ہین۔ ایک بیرونی شخص جو ایمانداری سے ان واقعات کی جانچ کرے اسپر یہ ثابت ہوجائیگا کہ گورنمنٹ نے جس کام کو اٹھایا تھا اسے دانشمندی انصفت شعاری اور فیاضی سے انجام کو پہونچایا۔ اب یہ ان لوگونکا کام ہی جو ہندوستان کی رائے کے رہبر ہونیکا دعوی کرتے ہین یا جو لوگ بوجہ اپنی دولت و ریاست یا علمیت کے کچھ اثر رکھتے ہین، کہ وہ اس کل سے جو انکے لئے مہیا کیگئی ہی بہترین کام لین جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہی یہ کامل نہین ہی اور نہ ایسی سوسائٹی کیلئے ہی جسکا ابھی ہندوستان مین وجود نہین ہی بلکہ اپنے خاص خیالات اور عام اصول کے اعتبار سے یہ ان حالات کے مناسب ہی جو اس ملک مین پائے جاتے ہین۔ اور اصول مین دخل دئیے بغیر تھوڑے سے تغیر اور تفصیلی ترمیم کے بعد قومی بہبود کی ترقی مین حقیقتاً مفید ثابت ہوگی۔

شعرائے اُردو ولی سے پہلے گذرے ہین

(مضمون ذیل حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری کی تلاش کا نتیجہ ہی آپکے مضامین اکثر اُردو رسائل مین طبع ہوتے رہتے ہین، انکے دیکھنے والے اچھی طرح واقف ہین کہ آپ تحقیق مضامین کے لئے کیسی کیسی قدیم اور نایاب کتابونکی ورق گردانی کرتے اور اُسکے نتائج کیسے خوشگوار طریقے سے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہین۔

ابتک عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہی کہ اُردو شاعری کی ابتدا ولی دکنی کے وقت سے ہوئی ہی اور یہ خیال ایک حدتک بجا بھی ہی کیونکہ ولی سے قبل کے اُردو شعرانے یا تو اپنے دیوان مرتب نہین کیئے یا اب اُنکے دوادین کا کہین پتہ نہین ہی۔ دوسرے یہ کہ جسطرح قومونکا نشو و نما آہستہ آہستہ ہوتا ہی اسیطرح زبان کا بھی نشو و نما ہوتا ہی۔ مگر کسی قوم کی تاریخ کی صحیح ابتدا اور اسکی اہمیت کا اعتراف اسوقت سے ہوتا ہی جسوقت سے وہ اپنے کو دنیا مین ایک نمایان قوم کی حیثیت سے پیش کرے، اسی طرح کسی زبان کا پایہ مسلم اسوقت سے سمجھا جاتا ہی جب وہ اتنی وسعت اور وقعت حاصل کرلے کہ عام گرویدگی اسکی جانب ہوجائے، اور اُسکے شعراء و مصنفین اپنے افکار طبع کے بدیہی نشانات قائم کرنا شروع کردین۔ عربی زبان ایک نہایت قدیم زبان ہی۔ مگر جب عربی زبان کی تاریخ لکھی جاتی ہی تو اسکی ابتدا مہلہل سے کیجاتی فارسی کا زمانہ رودکی سے شروع کیا جاتا ہی، انگریزی کی ابتدا چاسر کے وقت سے سمجھی جاتی ہی اسکا

یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان شعرا کے قبل وہ زبان نہیں بولی جاتی تھی یا اسکی نظم و نثر مین کسی نے کچھ لکھا یا کہا ہی نہین تھا بلکہ مطلب صرف یہ ہوتا ہو کہ اسوقت سے اسنے ترقی کی ایسی رفتار اختیار کی جو پھیلتی اور بڑھتی چلی گئی۔

پس اس لحاظ سے جن لوگون نے اُردو کی ابتدا ولی سے سمجھی اُنھون نے بیجا نہین کیا مگر جو شخص علم الالسنہ کے روسے اُردو کو جانچنا چاہے وہ اِس مقام پر آکر رُک نہین سکتا کیونکہ وہ صریحاً دیکھتا ہو کہ ولی جو زبان بول رہا ہو وہ بہت ہی مرتب زبان ہو ایسی مرتب زبان یکایک آسمان سے نہین نازل ہوسکتی۔ ریختہ فارسی اور ہندی سے مرکب ہے مگر یہ اختلاط یکدم وہ ہیئت نہین اختیار کرسکتا جو ولی کے دیوان مین دکھیا جاتا ہو پس وہ آگے بڑھیگا مگر یہین سے وہ تاریک راہ شروع ہوتی ہو جسمین قدم رکھتے ہوئے اکثر مورخ گھبراتے ہین اور یہین آکر اس خاص خداداد مناسبت طبع اور غیر معمولی استقلال کی ضرورت پڑتی ہو جو ہر شخص مین نہین پائے جاتے۔ یہی لوگ علم الالسنہ کے بانی اور اسکے ترقی دینے والے ہین۔ یہ موقع نہین ہو کہ علم الالسنہ کی خوبیان دکھائی جائین مگر کسی زبان کی تاریخ مکمل نہین ہوسکتی جبتک اسکے ابتدائی نشو و نما کا حال نہ معلوم ہو۔

زبان کی اس ابتدائی کیفیت کے پڑھنے مین وہی لطف آتا ہو جو اسلاف کے کارنامے اور تذکرے سننے مین آتا ہو ریل کے ذریعے سے دنون کے سفر گھنٹون مین طے ہورہے ہین، ٹیلیگراف کے ذریعے سے منٹون مین صدہا میل کے دور دراز مقامات پر خبرین بھیج رہے ہین، چار روز کے اندر ہندوستان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک خط پہونچ جاتے ہین، مگر ابن بطوطہ اور مارکوپولو کے سفرنامے اب بھی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے ہین۔ قدیم اُردو نے اب جدید قالب اختیار کرلیا ہو مگر اسکی قدامت مین بھی ایک مزہ ہے کہ در گفتن نمی آید۔ جنکی طبیعتو نہین یہ ذوق ہو وہی اسکا لطف اُٹھا سکتے ہین۔

یہ مضمون تین نمبر دئمین ختم ہوجائیگا۔ طبقۂ دوم مین شعراء قطب شاہیہ کا ذکر ہوگا اور طبقۂ سوم

مین قدیم اُردو کا دور آخر دکھایا جائیگا۔ اڈیٹر۔

تمام تذکرہ نویسون نے اُردو شاعری کو حضرت امیر خسرو دہلوی (۷۲۵ھ) سے شروع کیا ہی مگر یہ شاعری باقاعدہ اور علمی شاعری نہ تھی اس لئے اس عمارت کا سنگ بنیاد نہین کہلا سکتی۔

آٹھوین صدی ہجری کے ختم ہونیسے پہلے زبان اُردو اگرچہ پنجاب سے لیکر کرشنا کے کنارے تک اچھی طرح پھیلگئی تھی۔ لیکن دسوین صدی تک اسکی شاعری کا باب مسدود رہا۔ سبب اس کا یہ ہی کہ ہندوستان کی شاہی اور علمی زبان فارسی تھی جو شعرا ولایت سے آتے تھے وہ فارسی شعر کہتے تھے اُردو اُنھین آتی نہ تھی۔ ہندی نژاد شعرا جو اُردو کے اہل زبان ہوتے تھے زمانہ کے لحاظ سے وہ بھی فارسی کہتے تھے۔ اور انھین اس بازاری زبان مین شاعری کرتے ہوئے عار معلوم ہوتا تھا۔

محمد تغلق (۷۲۵ھ–۷۵۲ھ) کے زمانے مین دکن مین ایک عظیم الشان سلطنت بہمنی قائم ہوئی۔ سلطان علاء الدین حسن جو اسکا بانی ہی محمد تغلق کے منجم گنگوہ برہمن کا ملازم تھا جب بادشاہ ہوا تو اپنے قدیم آقا کو سلطنت کا محاسب مقرر کردیا اور اُسکی سعی و سفارش سے صدہا برہمن تمام ممالک محروسہ مین نوکر رکھ لیئے۔ اس بنا پر دکن مین ہندو مسلمانون کا خوب اختلاط ہوگیا۔ ہندوٗنکی زبان پراکرت تھی مُسلمان فارسی بولتے تھے۔ دونون قومین چونکہ ایکدوسرے کی زبان سے عموماً ناواقف تھین اسلئے اُردو کو اظہار خیالات اور رفع ضروریات کا ذریعہ بنایا۔ یہ امر اُردو کے حق مین اکسیر ہوگیا تھوڑی ہی مدت مین اسنے یہان تک ترقی کرلی کہ تصنیف و تالیف ہونے لگی۔ چنانچہ خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز (۸۲۵ھ) کے فرزند مولانا سید محمد عبد اللہ حسینی نے جو سلطان احمد شاہ بہمنی (۸۳۸ھ–۸۶۲ھ) کے زمانے مین گذرے ہین حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی کتاب نشاط العشق کا اُردو مین ترجمہ کیا اور اُسکی شرح لکھی[1]۔

۹۳۴ھ مین سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ ہوگیا اور اُسکے بجائے پانچ سلطنتین قائم ہوئین۔

---

[1] فہرست کتب سلطان ٹیپو صفحہ ۱۸۲۔

برار مین سلطنت عماد شاہیہ۔ احمد نگر مین سلطنت نظام شاہیہ بیدر مین سلطنت برید شاہیہ بیجاپور مین سلطنت عادل شاہیہ۔ گولکنڈہ مین سلطنت قطب شاہیہ۔ اِنمین اخیر کی دو سلطنتین قابل ذکر ہین۔

سلطنت عادل شاہیہ کے بانی یوسف عادل شاہ کا سلسلہ نسب سلاطین عثمانیہ روم سے ملتا ہی۔ بساتین السلاطین مین لکھا ہی کہ سُلطان مراد (۸۲۴ھ–۸۵۵ھ) کے دو بیٹے تھے۔ محمد خان اور یوسف خان۔ باپ کے مرنے پر ۸۵۵ھ مین بڑا بیٹا محمد خان تخت روم کا مالک ہوا ۔ چھوٹے بھائی یوسف خان کو قتل کرنے کا حکم دیا ماں نے شاہی افسرون کو کچھ رشوت دے دلا کر لڑکے کو بچا لیا اور خواجہ علاء الدین گرجستانی کے حوالے کیا تاکہ اُسے لیکر بھاگ جائے۔ علاء الدین لڑکے کو لیکر دار الحکومت سے نکلا اور ساوہ مین آکر پناہ گزین ہوا۔ یہان سے تجارت کیلئے ہندوستان مین آیا اور سُلطان محمد شاہ بہمنی (۸۶۷ھ–۸۸۷ھ) کے زمانے مین بیدر پہونچا۔ اور خواجہ محمود گاوان سے یوسف کا سارا حال کہکر درخواست کی کہ اُسے شاہی غلامون مین شامل کرادے۔ چنانچہ محمود گاوان نے یوسف کا نام شاہی غلامون مین شریک کرادیا۔ یوسف چونکہ لکھا پڑھا اور قابل آدمی تھا۔ اسلئے بہت جلد منظور نظر ہوگیا ۸۸۳ھ مین جنیر کا صوبہ دار مقرر ہوا اسکے بعد بیجاپور کا سر لشکر قرار پایا۔ سلطان محمود شاہ بہمنی (۸۸۷ھ–۹۲۴ھ) کے زمانے مین جب سلطنت بہمنیہ تباہی کے کنارے جا لگی تو ملک احمد نظام الملک کی تحریک سے ۸۹۵ھ مین بیجاپور مین اس نے اپنی مستقل حکومت قائم کرلی۔ جو اُس کے خاندان مین کچھ کم دو سو برس تک برقرار رہی۔

یوسف عادل شاہ کے بعد ۹۱۶ھ مین اسمٰعیل عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ اسکو فارسی شاعری اور موسیقی مین خوب مہارت تھی وفائی تخلص کرتا تھا۔ مورخ فرشتہ کا بیان ہی کہ "ہیچ یک از سلاطین دکن بمتانت و لطافت او سخن نہ گفتہ" اسکے بعد ابراہیم عادلشاہ اور اُس کے بعد علی عادلشاہ بادشاہ ہوئے۔ دونون ارباب کمال کے بڑے قدردان تھے ان کے عہد مین عرفی

عجم کے سیکڑون اہل علم نے آکر بیجاپور کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ ملا فتح اللہ شیرازی کو جسے عقل حادی عشر کہتے ہین علی عادل شاہ نے ہزارہا روپیہ صرف کر کے شیراز سے بلوایا تھا ۹۸۸ھ مین جب علی عادلشاہ کا انتقال ہوگیا تو اُسکا بیٹا ابراہیم دوم مالک تاج و تخت قرار پایا۔ ابراہیم عادلشاہ سلاطین ہندوستان مین بڑا نامی گرامی بادشاہ ہوا ہے یہ بادشاہ بہت بڑا علم دوست اور اپنے زمانے مین علم و ہنر کے پھیلانے مین اپنا آپ نظیر تھا۔ اسکے دربار مین بڑے بڑے اہل کمال جمع ہوگئے تھے۔ مثلاً شاہ صبغتہ اللہ بھڑوچی جو بہت بڑے عالم اور ولی کامل گذرے ہین۔ ملک الشعراء ملا نورالدین ظہوری جسکی نظم و نثر ساری دنیا مین مشہور رہی ملا ملک قمی اور ملا حیدر کاشی جو فارسی کے بلند پایہ شاعر ہین۔ نامی گرامی مورخ حکیم محمد قاسم فرشتہ جس نے ہندوستان کی بے نظیر تاریخ لکھی ہے۔ یہ سب اسکے دربار مین تھے۔

اسکے بعد ۱۰۳۷ھ مین محمد عادلشاہ حکمران ہوا۔ یہ بھی باپ کیطرح علم و فن سے بے حد دلچسپی رکھتا تھا۔ اسکے دربار مین حکیم آتشی خدمت ملک الشعرائی پر مامور تھا۔ محمد عادلشاہ کے بعد ۱۰۶۷ھ مین علی عادلشاہ دوم کو حکومت ملی۔ یہ سلطنت عادلشاہیہ کا آخری تاجدار ہے۔

ابراہیم عادلشاہ اول (۹۴۱ھ سے ۹۵۶ھ) نے اپنے عہد مین تمام سرکاری دفاتر اُردو مین کر دیئے اور اُسکو ملکی اور درباری زبان قرار دیا۔ پھر علی عادلشاہ (۹۶۵ھ سے ۹۸۸ھ) کے زمانے مین کچھ دنون فارسی نے اِسے روکا۔ مگر جب سلطان ابراہیم دوم (۹۸۸ھ سے ۱۰۳۷ھ) حکمران ہوا تو اُردو تحریر پھر جاری ہوگئی اور انقراض سلطنت عادلشاہی تک برابر جاری رہی[1]۔

زبان اُردو کو جب دربار مین رسائی حاصل ہوئی تو شعراء نے بھی اِدھر توجہ کی اور میدان شعر و سخن مین قدم رکھا۔ علی عادلشاہ ثانی (۱۰۶۷ھ سے ۱۰۹۷ھ) کو زبان اُردو سے بیحد دلچسپی تھی ہزارہا روپیہ صرف کر کے اُسنے کثرت سے اُردو کتابین تصنیف و ترجمہ کرائی تھین جسکی وجہ سے اُسکے زمانے مین اُردو نے نمایان ترقی کر لی تھی اور خصوصاً شعر و شاعری کا خوب چرچا ہوگیا تھا

[1] سلسلۂ آصفیہ جلد چہارم صفحہ ۲۵۴۔

مورخ محمد ہاشم خافی خان نظام الملکی لکھتا ہی۔
"بادشاہ بود سپاہ دوست و در سخاوت و شجاعت و شوکت و خلق مشہور فضلا و صلحا
را دوست داشتن و شاعران را حرمت نمودن و در حق شاعران ہندی زیاد مراعات میفرمود
و در عہد او ترجمہ یوسف زلیخا تالیف ملا جامی و ترجمہ روضۃ الشہدا و قصۂ منوہر و مد مالت کہ
عاقل خان خوافی بہ نظم در آوردہ بود ملا نصرتی و دیگر شاعران بیجاپور بزبان دکھنی تالیف نمودہ
از نقد و جنس صلہ وافر خواست[1]"
مورخ ابراہیم زبیری علی عادلشاہ دوم کے حالات مین ایک مقام پر لکھتا ہے۔
"شعرائے ہندی گو بسیار از خاک بیجاپور برخاستہ اند خانہ بخانہ ہنگامہ شعر گوئی تازہ گرم
داشتہ اند از ان طبقہ یکی میان نصرتی است کہ بہ نصرت وقار و مساعدت ذہن ثاقب تیغ
زبان کشیدہ فتح اقلیم سخنوری کردہ بملک الشعرائی مسلم شد[2]"
دربار عادل شاہی کے شعرا کی تعداد اگرچہ سیکڑون سے متجاوز ہوگی مگر تذکرہ نویسون
کی بے التفاتی سے انکے نام تک ناپید ہوگئے ہین۔ بعض نام تاریخون مین ضمناً آگئے ہین بعض کا
پتہ صرف اُنکی اُن تصنیفات سے چلا ہی جو زمانہ کی ناقدری سے تباہی کے کنارے تک جا لگی
ہین۔ انمین حسب ذیل شعرا قابل ذکر ہین۔ سعدی۔ نصرتی۔ ہاشمی۔ سیوا۔

طبقۂ اول شعرائے عادل شاہی

سعدی

تمام تذکرے متفق اللفظ ہین کہ ریختہ مین سب سے پہلے جسنے شعر کہا وہ سعدی ہے۔
سرگور اوسلی (Zir-G-Ou aele y) اور مرزا رفیع السودا وغیرہ نے اس شخص کو
سعدی شیرازی سمجھا ہی مگر یہ اُنکی فاش غلطی ہی۔ سعدی کے حالات نہین ملتے۔ صرف اس قدر

[1] منتخب اللباب جلد سوم ذکر سلطنت عادلشاہی حالات علی عادلشاہ دوم [2] بساتین السلاطین۔

معلوم ہوتا ہی کہ وہ دکن کا باشندہ اور ابراہیم عادلشاہ (سنہ ۹۴۱ھ سنہ ۹۶۵ھ) کا معاصر تھا اور اسکو وفات پائے آج چار سو برس گذر چکے ہین۔ کلام بالکل نایاب ہی۔ طبقات الشعرین یہ اشعار نقل کیئے ہین۔

قتقہ چو دیدم بر رخش گفتم کہ یہ کیا دیت ہے　　گفتا ورائے باورے اس ملک کی یہ ریت ہے
ہمنا لمن کو دل دیا۔ تم دل لیا اور دُکھ دیا　　ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے
دو نین کی کھیر کھون۔ رو رو بجون دل کرون　　پیش سگ کو یت دھرون پیا سانجائے میت ہے

سعدی بگفتہ ریختہ در ریختہ دُر ریختہ
شیر و شکر آمیختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

نصرتی

نصرتی تخلص۔ شیخ نصرت نام۔ بیجاپور وطن۔ اسکے آبا و اجداد دربار بیجاپور مین فوج مین ملازم تھے۔ باپ رکاب شاہی کا سلح دار تھا۔ چنانچہ اسکا ذکر خود نصرتی نے کیا ہی [۱]

کہ تھا مجھ پدر سو شجاعت مآب　　قدیم یک سلح دار جمع رکاب

نصرتی کا بھائی شیخ منصور درویش آدمی تھا۔ بیجاپور کے مشاہیر فقرا مین شمار ہوتا ہی نگینہ باغ کے متصل سید شاہ عبدالرزاق قادری کی درگاہ مین اسکا مزار ابتک زیارت گاہ خلائق بنا ہوا ہے۔[۲]

نصرتی کو تمام علوم رسمیہ پر عبور تھا۔ عربی فارسی اچھی طرح جانتا تھا طبیعت چونکہ شاعری کے مناسب پائی تھی اسلئے بچپن ہی سے اسمین مشغول ہوگیا۔ سلطان محمد عادل شاہ (سنہ ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۰۶۷ھ) نے جب اسکی خوش گوئی اور خوش فکری کا حال سُنا تو دربار مین طلب کرکے پائے تخت کے شعراء

---

[۱] نصرتی کے حالات کیلئے دیکھو۔ فرانسیسی مورخ گارسن ڈی ٹاسی کی کتاب تاریخ ادب ہندی و ہندستانی۔
[۲] سلسلۂ آصفیہ جلد ہشتم صفحہ ۱۵۶۔

مین شامل کرلیا۔ سلطان محمد کے مرنے پر ۱۰۶۶ھ مین علی عادلشاہ بر سر حکومت ہوا۔ اس کو زبان اردو سے خاص دلچسپی تھی۔ فارسی کہنے والون سے زیادہ شعرائے اردو کی قدر کرتا تھا اس نے ملا نصرتی کی خوب قدر افزائی کی اور دربار کا شاعر خاص مقرر کرکے ملک الشعرا کا خطاب عنایت کیا[1]۔

نصرتی نے اپنے آقا علی عادلشاہ کے نام پر کئی کتابین تصنیف و ترجمہ کی ہین۔

(۱) شاہنامہ دکن۔ پروفیسر گارسن دی ٹاسی (G. D Tassy) نے اسکا نام علی نامہ یا تاریخ علی عادل شاہ لکھا ہی۔ یہ شاہان عادلشاہی کی منظوم تاریخ ہی خصوصاً علی عادل شاہ کے معرکہ آرائیان اور مجالس عیش و طرب کے واقعات خوب تفصیل سے مذکور ہین۔

(۲) مثنوی گلشن عشق۔ راجہ منوہر و رانی مدمالتی کا فسانہ ہے۔

(۳) مثنوی گلدستہ عشق یہ بھی ایک عاشقانہ قصہ ہے۔

نصرتی کو اردو شاعری مین وہ رتبہ حاصل ہی جو فارسی مین رودکی[2] کو تھا۔ نصرتی نے سب سے پہلے اپنا دیوان مرتب کیا تھا لیکن زمانے کے ناقدرہ ہاتھون نے مدت ہوئی کہ تلف کردیا۔ مورخ ابراہیم زبیری نے اُسے دیکھا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ "اسکا دیوان بہت ضخیم ہے اور اسمین تمام اصناف سخن مثلاً غزل قصیدہ مرثیہ قطعہ رباعی مخمس وغیرہ سب موجود ہین[3]"

گلشن عشق کا ایک ناقص الطرفین نسخہ ہمارے پاس موجود ہی جسکے اسوقت ۲۸۰ صفحات ہین اور قیاس چاہتا ہی کہ اول کے ۴ صفحے اور آخر کا ایک ورق کم ہی۔ اسکے خاتمہ مین مصنف نے ۱۰۶۸ھ تصنیف بیان کیا ہو اور حسب ذیل اشعار سے تاریخ نکالی ہے۔

---

[1] مثنوی گلشن عشق۔ بساتین السلاطین [2] ابوالحسن رودکی سلطنت سامانیہ کے تیسرے تاجدار نصر بن احمد کے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ ۳۳۰ھ مین فوت ہوا یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے فارسی زبان مین اپنا دیوان مرتب کیا۔ [3] بساتین السلاطین۔

دھریا اسکی تاریخ کا جب خیال — وہین ہاتف غیب معجز مقال
کہا اسکی تاریخ یون ہجرتی — مبارک یو ہے ہدیۂ نصرتی
سنہ ۱۰۶۸ھ

نمونہ کلام

نظارے مین ہر ایک نظر باز کون — دسے ہر طرف تیری قدرت کا موں
سجھونکا سمجھ تھک رہا ہر بیان — کہ یک برجے مین بسایا جہان
رہے شاہ عادل علی حق گزین — سو سلطان محمد کا ہے جانشین
جگت گرو ابراہیم شاہ زمن — گیا۔ کرکے گلزار ملک دکن
سو سلطان محمد ہوا نام دار — دیا باغ کون اس جنم نو بہار
گیا جب کہ عالم سون ایسا کریم — دسیا جون زمانہ ہوا اب یتیم
وہین پو خلف نامور نیک بخت — ہوا شکر خالق خداوند تخت
ہوپایل مین او صاحب صدر یون — سُرج بعد آیا نکل بدر جون
سو ہے سائبان جگ پو او جون گگن — سو بیٹھی ہے اک اُس کون چندر بدن
ہوا جب سے بار اُسکی خوبی کا باغ — پڑیا تب سے چندر کے چھاتی پو داغ
نہ سنگھار سون او دسے دل فریب — کہ بگڑیا ہے سنگھار بل اُسے زیب
کہی۔ کون ہے تون سو اظہار کر — پرا ہے۔ کہ یا دیو ہے۔ یا بشر
تون کھونے بدل جان ناکام مین — اپین آپ سون آپڑیا دام مین
ہوے ایک۔ دونون جو بحر شرف — دوئی۔ کھینے سون ہوئی برطرف
ہر اک چاک کون چاک کرنے لگیا — نمک حُسن کا اُس مین بھرنے لگیا
رہیا جب اُسی طرح اُسکا خیال — ہوپا طائر نیم بسمل کا حال
فرح بخش اک سبز تر باغ تھا — ملک کون ہر اک پھول حسن و باغ تھا
جو دیکھین تو ہون گل رُخان بے کلی — کرے دیکھین خوبان کے او دلگی

چنبہ گل تھے چنبہ کی چھاتی پو داغ
گل سورج تھے سورکا زرد باغ

قطار و نمیت ہین سرو بوان ہر طرف
کھڑے جون ہین جنت مین حوران کے صف

زہے فیض میان حق کے اکرام سے
تمیوان سون ہین سفرۂ عام سے

ہاشمی

ہاشمی تخلص۔ سید میران نام۔ بیجاپور وطن۔ علی عادل شاہ (۱۰۸۳ھ تا ۱۰۹۷ھ) کے زمانے مین گذرے ہین۔ مہدوی مذہب تھا۔ شاہ سید ہاشم بیجاپوری کے مرید تھے اور انہی کی نسبت سے ہاشمی تخلص کرتے تھے۔ اپنے مرشد کی فرمائش سے یوسف زلیخا کے قصے کو منظوم کیا ہے۔ ہاشمی دونون آنکھون سے معذور تھے مرشد کا ارشاد ہوا تو اپنی مجبوری بیان کی مگر بے حد اصرار پر اس تصنیف مین مشغول ہو گئے اور کئی سال کی محنت کے بعد ۱۰۹۹ھ مین اختتام کو پہنچایا۔

مثنوی یوسف زلیخا کا نسخہ ہمارے پاس موجود ہے جو ۱۵ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اسکے ۲۳۶ صفحے ہین۔ مصنف نے کتاب کو بہت سے ابواب پر تقسیم کیا ہے اور ہر باب کے شروع مین بطور عنوان حسب مضمون ہم بحر و ہم قافیہ ابیات درج کیے۔ مثلاً دوسرے اور آٹھوین باب کی سرخیان یہ ہین۔

دن رات ایمان حیا منگتا ہون عاجز ہو کے مین
یعنی گناہان بخشدے سے آسرا غفار کا

یہ ہے صفت اُس رات کی۔ لاگیا لگن کا ابتدا
دیکھی زلیخا خواب مین جب حسن اپنے یار کا

ابتدا کا شعر یہ ہے۔

ثنا حمد اُس کون سزاوار ہے
سگل عشق جس کا یو بستار ہے

خاتمہ اس شعر پر ہوا ہے۔

کہ الحمد للہ یو قصہ تمام
ہوا۔ سو محمد پہ ہے نت اسلام

مندرجۂ ذیل شعر سے تاریخ تصنیف نکلتی ہے۔

مرتب کیا ہن یہ قصہ کون نوٹا ہزار اک برس پر تھے نو دو پو نو

نمونہ کلام

الیس حسن کے ملک کی راج تھی سگل ماہ رویان کی سرتاج تھی
گگن پر سدرپن کی تھی اونگار جگا جوت تھی عین تاریان کے سیار
کہ تارا نہ تھی بلکہ تھی وچندر نہ تھی چاند تھی بلکہ سورج سے ور
کہ سورج نہ تھی بلکہ وہ حور تھی لطافت مین حوران سے پرنور تھی
سو نازک کمر زلفنا کی تار سون نمے کیون نہ وہ بال کے بہار سون
سو تن کا ملک نے دھنڈورا جا خبردار جگ کون کیا جا بجا
زلیخا جو مول کی جب یو پالی ہوئی گھابری اور بہت سٹ پٹائی
کہی یو بکی خاطر مین سہتی ہون رنج مبادا لگے ہاتھ یو کس کے گنج
سمج دلمین اپنے یو عزیز کے سنگات لگی بولنے یون کہ سن میری بات
بکاتا ہے بازار مین جو غلام سبے لے کو وے جو کرے میرا کام
عزیز نے سنا سو اُٹھا یو پچھ بول اُسے بادشاہ نے ہار لیا ہے مول
زلیخا نے بعد از کہی بد سنبھال کہ یون بول تون بادشہ سون اتال
کہ اے شاہ ہمنا کون فرزند نہیں اسی تجہ یہ عرض کرتا ہون مین
اگر حکم صاحب کا ہو مجھ اوپر او بندہ کون لے جاؤن مین اپنے گھر
عزیز نے کہا پھر زلیخا کے سات سنگین بہوت دستے ہیں یو مجلکون بات
اگر بادشاہ نے لے جاؤ کہے کان ایسا خزانہ میرے پاس ہے
امولک رتن اُسکی دی تول تول سکت ہیں کیسے جو لے یوے مول
زلیخا نے بولی کہ ہے میرے پاس کہ بے قیمتی ایسے ہیران کا راس

لہ بروزن عار ۔ ۱۲ ۔ گھبرانا ۔ ۱۲

سیواء[1]

سیواء کے حالات نہین ملتے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ یہ علی عادلشاہ (سنہ ۱۰۶۷ھ سنہ ۱۰۸۹ھ) کا ہم زمانہ تھا سنہ ۱۰۹۲ھ مین فوت ہوا[2]۔ ملا حسین واعظ[3] کی کتاب روضۃ الشہدا کو نظم مین ترجمہ کیا ہی علاوہ اسکے بہت مرثیے بھی اسکی تصنیفات سے ہین۔ کلام بالکل نایاب ہے۔ شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہین کہ اسکے مرثیے دکن کے امام باڑون مین ابتک پڑھے جاتے ہین[4]۔ مگر باوجود کوشش کے ایک حرف دستیاب نہین ہوا۔ ۱۶۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کے پیسہ اخبار مین اشتہار بھی دیا کہ شاید کوئی صاحب نوازش فرما کر تھوڑا سا کلام بھیجدین۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہی کہ اسوقت تک کسی نے کچھ ادھر توجہ نہ کی۔

(باقی آیندہ)

حکیم سید شمس اللہ قادری۔

---

[1] سیواکے حالات کیلئے دیکھو تذکرہ ڈمی تاسی۔ [2] فہرست کتب ٹیپو [3] ملا کمال الدین حسین واعظ ہروی فارسی کا مشہور مصنف ہی سلطان ابوسعید مرزا کے ندیمون سے تھا سنہ ۹۱۰ھ مین فوت ہوا۔ روضۃ الشہدا کے علاوہ آپکی اور بھی بہت سی مقبول عام تصنیفات ہین۔ مثلاً انوار سہیلی اخلاق محسنی تفسیر حسینی رشحات وغیرہ۔ [4] آب حیات طبع دہلی سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۲۔

حصۂ دوم

ذیل مین جو آٹوگراف مصحفی کا دیا جاتا ہی، وہ انکے تذکرۃ الشعرا سے نقل کیا گیا ہی - یہ تذکرہ خود اُن کے زمانے مین سنہ ۱۲۰۹ھ مین لکھا گیا تھا اور خود انکا دستخط اسپر موجود ہی - یہ کتاب مختلف قلم سے لکھی ہوئی ہی اور رسم الخط مین بھی جا بجا فرق ہی - ممکن ہے کہ مختلف اوقات مین لکھی گئی ہو - اور ایسی کتابون کے لئے یہ ضروری ہی - جو قلمی کتابین نہایت خوشخط اور نقش و نگار سے مزین یکسان لکھی ہوئی کتبخانون کو زینت دیتی ہین وہ امراء و سلاطین کے لئے خوشنویسون سے لکھائی جاتی تھین، لیکن کسی مصنف کی قلمی کتاب اگر ملے گی تو وہ ضرور ایسی ہی حالت مین ملے گی چونکہ یہ تذکرہ لکھے جانے کے بعد نقل کیا گیا ہو - اسلئے زیادہ کاٹ چھانٹ اس مین نہین ہی، ابتدائی مسودات اگر کسی کتاب کے دستیاب ہوتے ہین، اُسوقت البتہ مصنف کی کاوشش کی داد دینے کا موقع ہوتا ہی - بعض بعض مصنفین کے مسودات نے ثابت کر دیا ہی کہ نقش اول کا ایک لفظ بھی نہین باقی رہا ہے -

بہرحال یہ آٹوگراف مصحفی کے دستخطی تذکرہ سے نقل کیا گیا ہی - ممکن ہی کہ یہ دوسری تیسری نقل ہو یا پہلی ہی نقل ہو - اسکے متعلق قطعی نہین کہا جا سکتا -

مخفی نماند و لعت انیا

تذکرہ کہ غلام ہمدانی نام داشتہ و تخلص مصحفی میکند او بزرگانش آبا

عن جد بنوکری خانہ پادشاہ کردہ اند از ایامی کہ تفرقہ شدید در ابا عنجد

سلطنت راہ یافتہ سلطنت خانہ این روسیاہ ہم بخاک سیاہ برابر شد

همه از تمتع دنیا بهره وافی بخشیده این فقیر چون بخت و طالع نیامد [بنشست]
ناچار از آغاز شباب بمقتضای شعور روشنی طبع مصروف تحصیل علم لغت [چنانچه]
بفیض صحبت بزرگان او را از تکمیل نظم و نثر زبان فارسی و تحقیق
محاوره و اصطلاحات آن فراغت حاصل کرده بمقتضای رواج زمانه
آخر کار رجوع امر بفن ریخته کرده داشته برابر آنکه رواج شعر فارسی
در هندوستان بسبب ریخته کم است و ریخته هم فی زمانا بپایه اعلی
فارسی رسیده بلکه از بسیار اعلا چندان مصروف فارسی نما ملازمت دوازده
سال در شاهجهان آباد دیده نواب نجف خان مرحوم بگوشه عزلت خزیده
زبان ریخته اردوی معلی کامل دریافت نموده هرگز برای تلاش معاش
در آن شهر احیا و اموات بر در کس نرفته اگرچه به نسبت فارسی گو
درباران مسلم الثبوت فارسی گو هم شمرده میشود اما لازم مرا [والله]
بریخته است و آنچه در ریخته تصنیف و تالیف کرده این است
دیوان فارسی بزبان فصیح که یکی در جواب مولانا نظیری نیشاپوری است

هنوز ناتمام است دیگری بطور خود تمام است دیگری بطور خود تمام
شده دیوان هندی و دو تذکره یعنی فارسی و هندی و یک دو جز شاهنامه
ناتمام تا انسب نامه حضرت شاه عالم بهادر شاه غازی و غیره و یک
دیوان هندی که در شاهجهان آباد گفته مع مسوده دیوان فارسی اول
که زبانش بطور جلال اسیر و ناصر علی بود به دزدی رفته میخواست
که کلام خود را آخر مجموعه صاحبان نویسد اما حرف المیم بران آمد
که بردیف میم داخل باشد لهذا مزخرفات خود را شامل این جریده
کرده شد تا بر صفحه روزگار یادگار بماند

خواہ مخواہ غلط ہو جائیگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی مین تہذیب کا پیمانہ مشرقی خیالات سے مشروط ہو مگر اس صورت مین تعلیم کے اثر کو ہم دور ہرگز نہین کرسکتے بس ہمارے لئے جو بہتری کا سامان ہو سکتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ ہم خود بھی اپنی آنکھون سے ہر چیز کے نقص و کمال و دیکھین اور محض تقلید پر انحصار نکرین "

تاریخ فوٹوگرافی از مسٹر بی - ایل - شاکر

" فوٹوگرافی کے ایجاد کا فخر اگرچہ اہل یورپ کو حاصل ہے مگر اسکا ایک اعلی اصول اسلام کے فلاسفر ابوعلی الحسن نے اسطرح ایجاد کیا تھا کہ اس نے یونانی کتابونکو ترجمہ کرتے وقت اس غلطی کو بدلائل ظاہر کیا تھا کہ "آنکھونسے قوت بینائی نہین نکلتی بلکہ محسوسات کی تصویر آنکھون مین بن جاتی ہے" اسکو فوٹو گرافی کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیے - اٹھارھوین صدی مین ٹامس وج وڈ نے اسکا ابتدائی خاکہ کھینچا کیمیا کے مشہور عالم ہمفری ڈیوی نے اسکی معاونت کی - دونون نے ملکر ۱۸۰۲ء مین ایک کتاب شائع کی - ۱۸۱۴ء مین نائنس فورنیسی نے مکمل تصویر تیار کی مگر اسکا طریق عمل بہت وقت طلب تھا - ۱۸۲۹ء مین نیسی نے ڈاگور کو بھی اپنے کام مین شریک کیا - نیسی کے انتقال کے بعد ڈاگور نے اسے ترقی دی - فرانس مین نیسی اور انگلستان مین ٹالباٹ نے اسے ترقی دی مگر اسوقت تک خشک پلیٹ نہین ایجاد ہوئی تھی - ۱۸۵۵ء مین ڈاکٹر اہل نارس نے خشک پلیٹ ایجاد کی - اُسمین ابتک برابر ترقی ہوتی رہی - ۱۸۰۰ء مین فوٹو کی پلیٹ چھ گھنٹے اکسپوزر (وقفہ قبول عکس) کیجاتی تھی مگر ۱۸۸۰ء تک اُسمین اتنی ترقی ہوئی کہ ایک سکنڈ اکسپوزر کے لیے کافی ہو گیا -

دیگر مضامین خاص

رہنمایان ہند از نواب لسے - ڈیوز سیوم کے علمی کارنامے از سید محمد فاروق -

الناظر (لکھنؤ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء)

الکلام مؤلفہ مولانا شبلی پر تنقیدی نظر از ایک طالبعلم

اس مضمون کے مطالب کا خلاصہ کرنا مشکل ہے مگر نقاد نے جن اصول پر اعتراض کیے ہین انکا حصل یہ ہے کہ علامہ شبلی نے فلاسفہ یورپ کی رائے کو صحیح طور پر نہین سمجھا اور عربی تراجم کی وساطت سے جو رائے اُنھون نے قائم کی وہ اسوجہ سے قابل اعتبار نہین ہوسکتی کہ عربی تراجم مین خود حددرجہ کا سُقم موجود ہے اُنھون نے فلاسفہ کے چند سرسری خیالات کا بطلان بطور خود کردیا مگر ایسے دلائل جن سے عقل کو اطمینان ہوجائے مولانا کے اورکلام مین نہین پائے جاتے وجہ اسکی صاف ہے۔ سائنس اسوقت تک کسی مسئلے کے تسلیم کرنیکے لیے نہین کہتا جبتک عقل اسے نہ قبول کرنے برخلاف اسکے مذہب کسی عقیدے کے تسلیم کرنیکے لیے اس بنا پر لکھتا ہے کہ مسیح محمدؐ۔ یا کرشن کا بیان ہے کہ وہ عقیدہ خود خالق کائنات کا تعلیم کیا ہوا ہے "

ایک معقول پسند شخص کے نزدیک وہ مذہبی اعتقاد غلط ہے جو عقل کے مخالف ہے لیکن مذہبی جماعت کے نزدیک وہ عقل ناقص ہے جو کسی مذہبی عقیدے کے مخالف ہو" نقاد نے فلاسفہ یورپ کے ان دقیق خیالات کو پیش کیا ہے جو مذہب کے مخالف ہین اور جنکا بطلان مولانا کے الکلام سے نہین ہوسکتا۔ (بخیال معترض)

دیگر مضامین قابل دید

بکرماجیت از منشی امانت حسین صدیقی۔ تیندنر کا نوس کی ضرورت از سید امین الحسن رضوی

دلگداز لکھنؤ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

لندن اور لکھنؤ کے مشرقی و مغربی حصے

اس مضمون مین لندن اور لکھنؤ کا مقابلہ کیا گیا ہے لندن کا مغربی حصہ شان و شوکت کا نمونہ ہے اور مشرقی حصہ نکبت فلاکت اور تباہی و خستہ حالی کا سب سے زیادہ عبرتناک منظر تصور کیا جاتا ہے۔ یہ حصہ وحشتناک جہالتون اور خوفناک بے حیثیتو نکا ظلمتکدہ بنا ہوا ہے۔ برخلاف اسکے لکھنؤ کے مشرقی حصہ کی عمارات سے اسکی مرفہ الحالی اور رونق کے ثبوت ملتے ہین اور اسکے

مغربی حصے مین تباہی و بربادی اور فلاکت و ذلت کی کوئی انتہا نہین باقی رہی ہے - لیکن لندن اور لکھنؤ کا مقابلہ ہی کیا مگر اس بے مائگی پر بھی لکھنؤ ایک حیثیت سے لندن کا مقابلہ کرنیکو موجود ہے - اگر لندن دولتمندی مین بڑھا ہوا ہے تو لکھنؤ فلاکت زدگی مین ہم اگر لندن کی شان و شوکت اور وہانکے تزک و احتشام کا مقابلہ نہین کر سکتے تو وہ بھی ہماری تباہی و بربادی اور نکبت و فلاکت کا مقابلہ نہین کر سکتا - مردم شماری کی رپورٹین بتا رہی ہین کہ مغربی لکھنؤ کی آبادی اسقدر گھٹتی جاتی ہے کہ ہر دس سال کے بعد سو مین پچیس آدمی بھی نہین باقی رہتے اور اب اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ آئندہ مردم شماری مین شاید دو ہی چار آدمی باقی رہجائین گے -

اردو لٹریچر

اس مضمون مین اردو زبان کے صحیح ترقی نہ حاصل ہونیکا یہ سبب قرار دیا گیا ہے کہ "خود اپنے اہل زبان کا ملین مین اسے مقبولیت نہین حاصل ہوئی - ابنائے وطن بجائے مادری زبان کے کسی اور زبان کے لٹریچر کو خوب پرورش کرکے اپنا اصلی مذاق بنا لیا کرتے ہین - یورپ کا لٹریچر جو ساری دنیا پر چھایا جاتا ہے اور دنیا کی دوسری قومین انکی خوبیونکے مقابل خود اپنی زبانونکو بھولی جاتی ہین اسکا اصلی باعث یہی ہے کہ ان ممالک کے باشندے پہلے خود اپنی زبان کے لٹریچر مین کمال حاصل کرنے کے بعد دوسری زبانون کیطرف توجہ کرتے ہین - اسکا علاج یہ تھا کہ سررشتہ تعلیم کے اردو مدارس کی اصلاح کیجاتی - مگر افسوس کہ یہ غیر ممکن ہے "

نظام المشائخ (دہلی - فروری ۱۹۱۰ء)

چونکہ یہ نمبر محرم ۱۳۲۸ھ مین شائع ہوا ہے اسلیے اسکا نام شہید نمبر رکھا گیا ہے اور حضرت اویس قرنی حضرت منصور حضرت کمیل رح بن زیاد النخعی حضرت سید موسئے حضرت شیخ علائی رح حضرت سرمد حضرت شہاب الدین رح حضرت فرید الدین عطار حضرت نجم الدین کبرے کے حالات اور انکے مصائب کا ذکر با حسن طریق کیا گیا ہے تمہیداً اس مضمون مین یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شہادت کیا ہے

اصطلاح مین شہادت ایک قسم کی قربانی کو کہتے ہین جو مذہبی یا ملکی یا معاشرتی اُمور کی حمایت مین ظاہر ہو۔ یعنی اگر کوئی شخص مذہب یا ملک یا رسم ورواج کی حفاظت مین جان دیدے تو اُسکو شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ مسلم ہے کہ ایک وجود کی فنا دوسرے وجود کی بقا کا باعث ہی پس شہادت دوسرے کے فائدے کے واسطے اپنا وجود فنا کر دینے کا نام ہے اور یہ ایسی چیز ہے جسکی تمام موجودات مین ضرورت ہے جو شخص اس ضرورت سے انکار کرے وہ گویا تمام بدیہیات سے انکار کرتا ہے۔ اور اُسکو بصارت وبصیرت سے محروم سمجھنا چاہیے ۔ اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب شہادت کارخانۂ عالم مین ایسی مفید اور ضروری شے ہے تو اسکے سبب ماتم کیون کیا جاتا ہے مگر یہ کچھ ایسی پیچیدہ بات نہین ہے جو چیز شہید ہو رہی ہے اُسکو تو اپنی موت کا کچھ غم نہین ہوتا اور نہایت بے پروائی اور اطمینان سے اپنی ہستی مٹانے کو آمادہ ہوئی ہے مگر غیروں کے دل پر اسکی چوٹ کا لگنا فطری امر ہے بشرطیکہ اُن دلون مین آدمیت کا حس اور دردشناسی کا مادہ بھی ہو۔ یہ تو بہت بڑی خودغرضی ہے کہ جس چیز نے ہمارے فائدے کے لیے اپنی جان دیدی اُس کا ہم رنج بھی نکرین ۔

ضیاء الاسلام (مرادآباد مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

ترقی کا پہلا زینہ از سید محمد قاسم

"اخباری دنیا کا یہ حال ہے کہ فی زمانہ دو قسم کے مضامین پر میری نظر پڑتی ہے کہ جو موجودہ زمانے مین کسی طرح مفید نہین۔ اول اپنے آبا و اجداد کا نوحہ کیا جاتا ہے کہ ہمارے بزرگان ایسے تھے ہمارے مصنفین ایسے تھے ۔ دوسری شکایت صاحب قلمونسے اسکی ہے کہ وہ بجائے اسکے کہ اصلاح کی تدبیرین بتلائین ہماری بیماری کی علتین بیان کرتے ہین ۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون مسلمانونکی ترقی کا پہلا زینہ تعلیمی اصلاح ہے۔" مضمون نگار نے زور دیا ہے کہ انگریزی سے علم عربی وسیع علم خیال کیا جاتا ہے ۔ انگریزی مین ریاضی سائنس، فلسفہ غرض

چیدہ چیدہ علوم کا اصول عربی ہی سے خوشہ چینی کیا گیا ہے۔ اس بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ علم عربی اور علم انگریزی مین سمندر اور ایک معمولی دریا کی نسبت ہے تو نامناسب نہو گا۔ انگریزی تعلیم کی نسبت انکا یہ خیال ہے کہ ہم کسی مسلمان کو نہین دیکھتے کہ انھون نے سوا اسکے کہ زباندانی مین ترقی کی ہو اور کوئی علمی ترقی یا اخلاقی ترقی نہین کی ہے۔ ہم نے کسی انگریزی خوان کو نہین دیکھا کہ سائنس یا فلسفہ مین ترقی کی ہو۔ ہم نے کسی مسلمان کے متعلق نہین سُنا کہ اُسنے علمی یا اخلاقی یا قومی ترقی کی ہو" ۔ لیکن باوجود عربی علم کی وسعت کے مجھے افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ابھی تک اس علم سے قوم نے کوئی فائدہ نہین اُٹھایا۔ اسکا سبب سوا اسکے اور کچھ نہین ہے کہ عربی طلباء کا مقصد اس علم سے یہ ہوتا ہے کہ صرف معمولی مذہبی واقفیت ہو جائے یا کچھ ایسی واقفیت ہو جائے جس سے دوسرے علم مین مثلاً طب وغیرہ مین مدد لے سکین" ۔ اسلیے مضمون نگار کی یہ رائے ہے کہ عربی زباندانی مین ترقی کرنی چاہیے اور ایسی قوت حاصل کرنی چاہیے کہ جس سے تمام کارروائی عربی زبان مین کر سکین" ۔

دیگر مضامین خاص

تفسیر سورۃ التوحید از سید شمس اللہ قادری۔ پولٹیکل ساد ہو از غلام سرور خان بی۔ اے۔

الحجاب (بھوپال۔ دسمبر ۱۹۱۰ء)

اوصاف المرأۃ از سید ابو الحسن

مضمون نگار نے مختصراً یہ لکھا ہے کہ عورتون کو مردون پر فضیلت حاصل ہے۔ وہ چند دانشمندون اور فلاسفرون کے اقوال دیتے ہین مگر کسی کا نام نہین بتایا ہے۔ وہ اقوال یہ ہین:-

(۱) عورت ایک دقیقہ مین ان امور کو دریافت کر لیتی ہے جسے مرد اپنی ساری حیات کے امتدادی زمانے مین نہین جان سکتا۔

(۲) عورت تھوڑی دیر مین اُس چیز کو حاصل کر سکتی ہے جو مرد کو شدت سعی کے ساتھ بھی میسر

نہین ہوتی
(۳) عورت صبح کے کھانے سے پہلے اسقدر کام کرلیتی ہے - جو مرد دن بھر مین نہین کرسکتا
(۴) عورت ایک پائی سے اتنا سرمایہ جمع کرلیتی ہے جو مرد پچیس روپیہ سے جمع نہین کرسکتا -
(۵) عورت مرغیون کو دانہ دینے مین ایسا انصاف کرتی ہے کہ بڑے بڑے قانون دان جج جنکی تصانیف سے ضخیم تحریرات ہین اس قسم کا عدل نہین کرسکتے -
(۶) عورت منتہی الجبوع ہے - کلما خیرہ ہے - تحلیل انتہائی ہے - پوری آزادی ہے - منتہاے علو ہے دنیا کی آرایش ہے - دنیا کی تروتازگی کا باعث ہے - (اس جملے مین بعض فقرون کا مطلب سمجھ مین نہین آیا خاصکر منتہی الجبوع کا مطلب نہین معلوم ہوتا کیا ہے)

دیگر مضامین خاص

ہنستا ہوا آنسو از رابعہ بیگم - پرنہال اور اُسکا استقلال از اڈیٹر -

البیان (لکھنؤ محرم ۱۳۲۸ھ)

خلفا کا حج از سید سلیمان

خدیو مصر اور سلطان مراکش کے حج سے راقم مضمون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ خلفاء کے حج کے واقعات کی ایک مختصر تاریخ لکھین چنانچہ اُنھون نے حسب ذیل خلفاء کے حج کے حالات لکھے ہین سرور عالم رسول اللہ صلعم نے قیام مدینے کے دسوین سال خود حج کرایا - اس سے قبل آپنے حضرت ابو بکر رضؓ کو اپنا قائم مقام کرکے بھیجا تھا - خلفاء راشدین مین سب نے اپنے اپنے زمانے مین حج کرائے - بحالت مجبوری اپنا قائم مقام مقرر فرماتے تھے - امیر معاویہؓ (۵۰ھ) عبدالملک (۷۵ھ) - ولید بن عبدالملک (۹۱ھ) - سلیمان بن عبدالملک (۹۷ھ) ہشام بن عبدالملک (۱۰۱ھ) - بنی امیہ کے ان خلفاء نے بذات خاص حج کرایا اور جس حج مین وہ خود نہ شریک ہوسکتے تھے اکثر اپنے شاہزادون کو بھیجتے تھے -

مروان الحمار کے بعد عباسیوں کا دور شروع ہوا - امین منصور (۱۴۰ ھ - ۱۴۷ھ - ۱۴۸ھ و ۱۵۲ھ) مہدی - (۱۶۰ ھ) - ہارون الرشید - (۱۷۰ ھ - اور اسکے بعد متواتر) - نے حج کرائے - امین مامون معتصم وغیرہ نے حج نہین کرایا - سب سے آخری خلیفہ جو صاحب حکم تھا اور جسنے حج کرایا وہ منتصر - (۲۳۶ ھ) تھا اسکے بعد خلافت نرہی اور اسکا صرف نام رہگیا -

دیگر مضامین قابل دید

دمدار ستارہ - عثمانی پارلیمنٹ و شاہی اسپیچ

العزیز (آگرہ - فروری ۱۹۱۰ء)

سیلاب مکہ مکرمہ - از حاجی محمد اسمٰعیل خان -

شہر مکہ وادی مین آباد نہین بلکہ چند پہاڑیونپر بلند و پست آباد ہے اور حرم محترم ان سب پہاڑیون کی جڑ و زمین بنا ہوا ہے - پس جب کبھی بارش شہر مکہ کی بلند سمتون کی ان پہاڑونپر ہوتی ہے جنکے پانی کے بہاؤ کا قدرتی راستہ حرم شریف کے پاس سے ہے تو وہان ایک سیلاب آجایا کرتا ہے اور جبکہ بارش کچھ بھی زائد ہو تو مسجد شریف تک مین پانی گھس پڑتا ہے - ہر چند اسکی بہت بندشین کی گئین مگر ابتک کامیابی نہین ہوئی - ایام جاہلیت کے سیلابون کا حال سوائے سیل القارہ کے تاریخ مین بہت کم ملتا ہے اس سیلاب کے بعد قبیلہ بنی خزاع نے ایک چھوٹی سی دیوار حرم کے گرد بنا دی تھی - البتہ ہجرت کے بعد جو سیلاب آئے اُنکا ذکر کتب تواریخ مین پایا جاتا ہے - جن سیلابون کا ذکر ہے وہ حسب ذیل ہین :-

(۱) سیل ام نشہل ۱۱ھ (۲) سیل الجحاف ۸۰ھ (۳) سیل عمر ابن عبد العزیز ۹۷ھ (۴) سیل ابو شاکر ۱۲۰ھ - (۵) سیل مخیل ۱۸۴ھ (۶) سیل حنظلہ ۲۰۲ھ (۷) سیل ۲۰۸ھ (۸) ۲۵۳ھ - (۹) ۲۶۶ھ - (۱۰) ۴۳۲ھ

(۱۱) ۶۸۳ھ (۱۲) ۷۳۸ھ (۱۳) ۸۰۲ھ - (۱۴) ۸۰۸ھ - (۱۵) ۸۸۷ھ - (۱۶) وسیل مابین ۸۸۷ھ و ۹۳۱ھ - (۱۷) ۱۰۳۹ھ - (۱۸) ۱۰۹۰ھ - (۱۹) ۱۰۹۱ھ - (۲۰) ۱۲۰۸ھ - (۲۱) ۱۲۹۳ھ - (۲۲) ۱۳۲۷ھ
یہ آخری سیلاب ۵ - ۱۹۱۰ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۲۷ھ کو آیا -

مضمون قابل دید

ڈمدار تارہ -

الندوہ (لکھنو - فروری ۱۹۱۰ء)

اس نمبر مین صرف ایک مضمون ہے "تزک جہانگیری اور جہانگیر" یہ مضمون علامہ شبلی کا ہے - اس کتاب کی بنا پر مولانا نے ان خیالات کی تردید کی ہے جو عام طور پر جہانگیر کی بادہ پرستی اور غفلت کی نسبت پھیلی ہوئی ہین - اس مضمون مین جہانگیر کی قدرت زبان اسکی جغرافیانہ اور مورخانہ تحقیقات "اسکا خاص رجحان طبع (منجانب علم الحیوانات" - مصوری - صناعی و سنعت گری تحقیقات اشیاء) اسکا مذاق سپہ گری اسکی جفاکشی رعایا کی خبرگیری و دادرسی اسکی پالیسی - ہندوؤن سے اسکے تعلقات علماء و فقراء کی قدردانی اس سب مباحث پر اس کتاب سے اخذ کر کے کچھ نہ کچھ لکھا گیا ہے خود کتاب کی نسبت صاحب مضمون نے لکھا ہے کہ "اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ واقعات کا نہایت صحیح اور سچا مرقع ہے اسکا ہر ہر لفظ شہادت دیتا ہے کہ کتاب کا لکھنے والا کسی واقعہ مین کسی قسم کی رنگ آمیزی نہین کرنا چاہتا - وہ حکمت عملی اور پالیٹکس کے فلسفے سے بالکل ناواقف ہے"

صلائے عام (دہلی - فروری ۱۹۱۰ء)

اس سلسلے مین جسقدر مضامین ہوتے ہین انمین لطف زبان کا زیادہ لحاظ ہوتا ہے

اسوجہ سے اُنکا خلاصہ نہ ہو سکتا اور نہ مناسب ہے - ذیل مین دو مضامین کے اقتباس دیے جاتے ہین :-

زندگی بھی ایک معرکہ ہے

انسان کا پہلا نقشہ حیوانیت سے متعلق تھا اب انسانیت شروع ہوئی - اسکی زندگی کا دردِ سر دنیا کے لیے نیک فال ہے - اسکی زندگی طوفان ہی مگر طوفان بے تمیزی نہین - اسکی پریشانی مین پریشانی زلف یار کا لطف ہے - شروع مین تو اسنے محض حیوانیت سے کام لیا کہ طاقت - چالاکی - مکر و فریب سے زندگی بسر کی - اسکے بعد آدمیت سے کام پڑا کہ رزاق مطلق ؎

بنادان آن چنان روزی رساند   کہ دانا اندران حیران بماند

استدلال (امام فخر الدین رازی اور مولانا روم کا مکالمہ)

حضرت امام فخر الدینؒ آخر مین فرماتے ہین کہ " عقائد مین استدلال سے ڈرنا ایسا سمجھیے جیسا کہ اس لڑکے کا ڈرنا جو درخت کی چھال چھونے سے ڈرے کہ ایسا نہو درخت آپڑے - استدلال کی مثال چقماق پتھر کی ہے جسکی ضرب سے آگ پیدا ہوتی ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے - اسیطرح یہ خوبی استدلال کی ہے جو انسان کے ذہن مین آگئی کہ اگر خدا سے محبت نہوئی تو انسان دنیائے فانی کی محبت مین مشغول رہیگا - وجہ یہ ہے کہ انسان خالی نہین رہ سکتا "

صحیفہ (حیدر آباد - دکن ۵ سے ۱۳۱۹ فصلی)

ایک بوڑھا اور تین لڑکیان از سید جلال -

اصمعی ایکبار اتفاقیہ ایک جگہ جا پڑا - تین لڑکیون نے اپنے اپنے اشعار کے متعلق اس سے محاکمہ چاہا اس نے سب سے چھوٹی لڑکی کے شعر کو پسند کیا -

اس لڑکی نے اسطرح تین سو دینار شرط کے جیتے اور وہ اس راہرو کے نذر کردیے بعد کو انھیں معلوم ہوا کہ یہ شخص اصمعی ہے۔ اصمعی نے ایک موقعے سے یہ قصہ ہارون الرشید کو سنایا تو اسنے مجھی سے تین سو اشرفیاں دین۔ وہ اشعار یہ ہین :-

بڑی لڑکی۔ عجبت لہ اذ زار فی النوم مضجعی — اگر (میرا عاشق) بیداری میں میری خوابگاہ کو دیکھے تو تعجب کریگا

ولو زارنی مستیقظا کان اعجبا — اور اگر وہ (میں) بیداری میں دیکھیگا تو اسکو اور زیادہ تعجب ہوگا۔

منجھلی لڑکی :- وما زارنی فی النوم الا خیالہ — حالت خواب میں محبت صرف اسکا خیال ہی ملا ہے —

فقلت لہ اہلا وسہلا ومرحبا — جسکو میں نے مرحبا کہا ہے اور اسکا خیر مقدم ادا کیا ہے۔

چھوٹی لڑکی۔ بنفسی واہلی من اری کل لیلۃ — میں اور میرا خاندان اسپر قربان جسکو (میں) ہر رات دیکھوں کہ

ضجیعی وریاہ من المسک اطیبا — وہ میرے پہلو میں ہے اور اسکی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔

اس رسالے میں ایک مسلسل مضمون قلمرو آصفی کی دولت پر شائع ہو رہا ہے

بعض رسائل کے چیدہ مضامین

مشورہ (جبلپور- ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

یہ جدید رسالہ ہر ماہ کی پندرہ اور آخری تاریخ کو جبلپور (صوبجات متوسطہ) سے زیر اڈیٹری سید یعقوب الحسن صاحب شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ زیادہ تر طلبا کے فائدے کے لیے نکالا گیا ہے اور اسلیے اسمین چھوٹے چھوٹے مضامین زیادہ ہوتے ہین۔ رسالے کا خاص مقصد گورنمنٹ کی نسبت عمدہ خیالات کا شائع کرنا ہے۔ صوبجات متوسطہ [illegible] کی تعلیم بہت کم ہے اور کوئی رسالہ مسلمانوں کا جاری نہین ہے اسلیے امید ہے کہ لوگ اس رسالے کی قدر کرینگے۔ قیمت اسکی ؏ سالانہ ہے —

مضامین قابل دید

ہندستان میں سب سے بڑے بادشاہ از عبدالحمید خان بی۔اے۔ دلا دیوانہ شو دیوانگی ہم عالمی دارد از شمس الضحیٰ بی۔اے۔ ایل ایل بی

صبح بہار (میسور۔ جنوری فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

ایک بچی سوتے گہوارے میں از شاہ محمد نذیر ہاشمی ۔ خط نستعلیق ۔ از مولوی رشید الدین احمد وکیل حیدر آباد۔

کشمیری مگزین (لاہور۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

حالات خان بہادر خدا بخش خان از اڈیٹر۔ کشمیری شاعری از مولوی غلام احمد
دنیا میں بہشت کی سیر از منشی جب علے ۔

تنویر الشرق (کلکتہ۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

آزادی ضمیر از منشی پیارے لال شاکر۔ اسی نامعلوم حقیقت کی طرف از سید محمد حسین جعفری ۔

زبان (دہلی ۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

نرائن راؤ پیشوا کا قتل از پی ۔ دی موچی ۔ غذا از ڈاکٹر بی ۔ کے مترا
قسمت اور قدر از منشی دیو بندر لال

اردوئے معلی (علیگڈھ فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

ذوق دہلوی از حسرت موہانی ۔ مشاہدات زندان از حسرت موہانی
سنیاس اور پالٹکس از اڈیٹر ۔

صحائف انگریزی

مسلم ریویو (الہ آباد - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

پنجاب مین انارکزم اور سڈیشن از خیر خواہ صادق

ہندوستان مین پے در پے ایسے جرائم سرزد ہوے ہین جنسے ہر شخص کو نفرت ہے۔ لوگ یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ وہ گورنمنٹ کے طرفدار ہین۔ مگر ابتک اس طرفداری کا اظہار صرف اس صورت مین ہوا ہے کہ جب کسی ایسے جرم کی خبر آئی لوگون نے جلسے کیے۔ پرزور الفاظ مین ریزولیوشن پاس کیے۔ وفاداری کا یقین دلایا۔ اور پھر اسی معمولی بیخبری مین پڑر ہے۔ اسطرح کی کارروائیون سے حقیقتاً کچھ فائدہ نہین ہوسکتا اگر ہم گورنمنٹ کے خیر خواہ ہین تو ہمین قطعی ثبوت اس امر کا دینا چاہیے کہ ہم جو کچھ کہتے ہین وہی ہمارے دلمین ہے۔ مضمون نگار کی راے ہے کہ اس ثبوت کے دینے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ "باغیانہ لٹریچر سے نفرت کیجائے اور اسطرح انکی آمدنی بند کردیجائے۔ ہر شخص عہد کرے کہ وہ گورنمنٹ کے خلاف کاغذات اور اخبارات ہرگز نہ خریدے گا۔ باغیانہ تحریک کو خلاف مذہب سمجھے گا اور نوجوانونکو اس ناپاک اثر مین آنے سے بچائیگا۔ اگر ہم سختی سے اسکی پابندی کرین تو یقین ہے کہ یہ تمام خرابیان یکقلم رفع ہوجائین"

اقلیدس کی تعریف زاویہ قائمہ پر نصیر الدین طوسی کا اعتراض از سید امین الدین بیرسٹر ایٹ لا

مضمون نگار نے اس اعتراض کا ترجمہ انگریزی مین لکھا ہے اس انگریزی عبارت کا بلفظہ ترجمہ یہان درج کیا جاتا ہے :-

اقلیدس نے زاویہ قائمہ کی یہ تعریف کی ہے کہ جب ایک خط مستقیم عموداً دوسرے خط مستقیم پر دو برابر زاویے بنائے تو ہر ایک انمین سے زاویہ قائمہ ہوگا۔ نصیر الدین کا اعتراض یہ ہے کہ زاویہ قائمہ صرف خطوط مستقیم ہی سے نہین بن سکتا بلکہ خطوط منحنی سے بھی بن سکتا ہے یہ دعوے یون ثابت کیا گیا ہے کہ
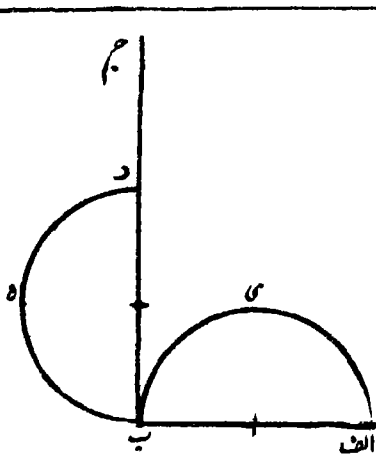
فرض کرو الف ب ایک خط مستقیم ہے۔ اب ایک دوسرا خط مستقیم ب ج بناؤ اس طرح کہ زاویہ الف ب ج زاویہ قائمہ ہو ب ج سے ب د کاٹ لو جو الف ب کے برابر ہو الف ب پر نصف دائرہ الف ی ب کھینچو اور اسی طرح ب د پر نصف دائرہ ب ہ د کھینچو یہ دونوں نصف دائرے ایک دوسرے کے برابر ہونگے کیونکہ الف ب اور ب د برابر ہین ۔

ج
د
ہ
ی
ب
الف

چونکہ دونوں نصف دائرے برابر ہین اسلیے زاویہ الف ب ی برابر ہوگا زاویہ ہ ب د کے زاویہ د ب د مین زاویہ د ب ی شامل کر دو۔ پس زاویہ ہ ب ی برابر ہوگا زاویہ د ب الف کے مگر زاویہ د ب الف زاویہ قائمہ ہے اسلیے زاویہ ہ ب ی بھی زاویہ قائمہ ہے مگر یہ آخری زاویہ خطوط مستقیم سے نہین بنا ہے ۔

ایسٹ اینڈ ولسٹ (بمبئی۔ فروری ۱۹۱۱ء)

پرورش مویشی از دولت رام کرپا رام پانڈیا بی۔ اے ۔

مویشی کی مفت کی شکایت ہر جانب سے سنی جاتی ہے ۔ کاشتکارون کا یہ حال ہے کہ اگر انکے پاس بیل ہین تو زمین نہین اور اگر زمین ہے تو بیل نہین ۔ جو لوگ سُودیشی پر زور دے رہے ہین وہ ہر طرح کی تجارت کیجانب توجہ کرتے ہین اور نہین توجہ کرتے تو افزائش نسل مویشی کیطرف ۔ جن لوگونکے پاس روپیہ ہے اُنھون نے گاے وبیل پالنے کے بجائے گھوڑے اور خچر پالنا اور اُنکی افزائش نسل سے فائدہ اُٹھانا زیادہ مناسب سمجھا ۔ شوقین مزاج اور انگریزی فیشن والون نے اپنے گھرونکو گاے کے بجائے کتو نسے زینت دی ۔ عام لوگون نے بھی اپنے گھرونکو گائے کے گوبر سے گندا کرنا مناسب سمجھا ۔

باوجود عزت اور پرورش گائے کی کیجاتی تھی اسے وہم پرستی قرار دیا گیا۔ اسوقت سالانہ ایک لاکھ چالیس ہزار گائین ذبح ہوجاتی ہین۔ اسکے علاوہ انکی نسلین برابر ملک سے باہر بھیجی جارہی ہین۔ گورنمنٹ اس غرض کیلیے تقاوی دیتی ہے مگر وہ ناکافی ہے اور نہ افزائش نسل کے مقصد کو پورا کرتی ہے کیونکہ کاشتکار اسطرح جو بیل خریدکرتے ہین اُسے بیز بچھڑا لیتے ہین۔ اسکے لیے ضرورت ہے کہ گھاس کی قیمت مین کاشتکار اور غیر کاشتکار کا جو فرق کیا جاتا ہے وہ نہ کیا جائے۔ چراگاہونکی جو فیس گورنمنٹ نے قائم کی ہے اُسمین معتدبہ کمی کردیجائے۔ جہانپر مقامی طور پر گھاس کے صرف کی ضرورت ہو وہان کی گھاس باہر نہ بھیجی جائے۔ قدیم زمانہ مین ہر گاؤنکے ساتھ ایک چراگاہ ہوتی تھی خود گورنمنٹ کے کاغذات سے اسکا ثبوت ملتا ہے۔ چونکہ یہ زمین کسی خاص شخص کی ملکیت نہ تھی اسلیئے گورنمنٹ نے اسے سرکاری زمین قرار دیدیا۔ یہ سخت غلطی ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب گاؤن مین چراگاہین نہین ہین۔

گورنمنٹ نے ہرچند یہ انتظام کیا ہے کہ افزائش نسل کے لیے خاص خاص مقامات پر گائے اور سانڈ پالے جاتے ہین مگر جبتک خود ابنائے وطن اس طرف توجہ نکرینگے مقصد کا حاصل ہونا مشکل ہے۔ اصل دوراندیشی یہی ہے کہ ان ذرائع آمدنی کو قائم رکھا جائے جو مُلک کی جان ہین۔ اور ظاہر ہے کہ اس مُلک کی جان کاشتکاری ہے اور کاشتکاری بغیر عمدہ مویشی کے نہین ہوسکتی۔

ہندوستان اور اصلاح تجارت ازاے مارگن ننگ

چونکہ اسوقت لبرل گروہ دوبارہ برسر حکومت ہوگیا ہے اور وہ قطعاً آزاد تجارت کے حامی ہین اسلیے ممکن ہے کہ اصلاح تجارت کا مسئلہ کچھ دنونکے لیے دب جائے مگر یہ مسئلہ زیادہ مدت کے لیے ملتوی نہین ہوسکتا۔ ایسی صورت مین ہندوستان کے اہل الرائے اصحاب کیلیے یہ مسئلہ بہت اہم ہے کہ اگر انگلستان نے اپنی تجارتی پالیسی مین تغیر کیا تو ہندوستان پر اسکا کیا اثر پڑیگا انگلستان مین تجارت کا سب سے بڑا مرکز لنکاشایر ہے اور انگلستان کے ہر دو پولیٹکل فریق نے لنکاشایر والون کو یقین دلایا ہے کہ جو کچھ بھی ہو لنکاشایر کے مال کی جو کھپت ہندوستان مین ہے اُسے

نقصان نہین پہنچے گا - کیا اس اعلان کے ساتھ ممکن ہے کہ ہندوستان معاملہ تجارت مین آزادانہ کارروائی کرسکے - کوئی اکسرمیسٹ سے اکسٹریمسٹ بھی ایسا نہو گا جو یہ چاہتا ہو کہ انگلستان کے مقابلے مین غیر ممالک کے مال کو ترجیح دیجائے مگر اسکے ساتھ ہی کوئی عہدہ دار سرکاری (جو ہندوستانکو اپنی ملک سمجھتے ہین) بھی ایسا نہین ہوگا جو یہ خیال رکھتا ہو کہ تجارت کے معاملے مین ہندوستان بالکل انگلستان کے تابع ہو اور خود اسکی راے پر کچھ لحاظ نہ کیا جائے -

اکثر مُدبرین کا یہ خیال ہے کہ اگر اصلاح تجارت کی جدید اصول کے مطابق ہندوستان ممالک غیر کی اشیاء پر زیادہ ٹیکس عائد کریگا تو وہ بھی اسکا عوض لین گے اور ہندوستان کی اشیاء پر مزید ٹیکس لگادینگے لارڈ کرزن جس زمانہ مین ہندوستان کے وائسراے تھے انکا بھی یہی خیال تھا مگر حقیقتاً ہندوستان کے لیے اسمین مطلق اندیشہ نہین ہے کیونکہ ہندوستان سے اکثر خام اشیاء باہر جاتی ہین جسے دوسرے ملک والے مختلف صورتون مین تیار کرتے ہین - اگر وہ ان اشیاء پر ٹیکس بڑھا دینگے تو یہ ٹیکس خود انپر عاید ہو گا مگر دیکھنا یہ ہے کہ خود انگلستان کیا برتاو کرے گا کیا جسطرح ہندوستان کے کپڑے پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے کہ مینچسٹر کو نقصان نہو اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ انگلستان مین گیہون پر ٹیکس لگا دیا جائے کہ ہندوستان کے کاشتکارونکو مقابلے مین نقصان نہو اس تمام بحث مین سب سے اہم یہی سوال ہے کہ ہندوستان کو اپنے تجارتی معاملات مین کہان تک اختیار دیا جائیگا - اگر ہندوستان کو مناسب آزادی دیگئی تو وہ یقیناً محدود تجارت کا حامی ہو گا اور اسمین انگلستانکے ساتھ خاص رعایات پیش نظر رکھے گا - ایک وقت آنے والا ہے کہ لنکا شایر کی سوتی تجارت کو امریکہ اور جاپان سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا اسوقت وہ بخوشی یہ منظور کریگا کہ ہندوستان لنکا شایر کے حال پر براے نام ٹیکس عائد کرکے امریکہ و جاپان کے مال پر سخت ٹیکس قائم کردے - اگر اسطرح ہندوستان کی تجارت کو امن نصیب ہوا تو تھوڑے دنون مین ہر طرح کی صنعت ترقی کرجائیگی - بہت سی چیزین باوجود مقابلے کے اسوقت بن رہی ہین اور بہت سی چیزین جیسے ترکی ٹوپی وغیرہ بہت آسانی سے بن سکتی ہین -

کونسل مین جو جدید اصلاحات ہوے ہین اور زمانہ کی جو رفتار گذشتہ چند برسون مین رہی ہے اسکے لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب وہ وقت نہین رہا کہ انگلستان اور ہندوستان کے تجارتی تعلقات بلالحاظ ہندوستان کی رائے کے طے کرلیے جائین ہان یہ اور بات ہے کہ یہ سمجھ لیا جاے کہ ہندوستان مین کوئی رائے ہی نہین ہے۔

ہندوستان ریویو (الٰہ آباد فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

ہندوستان مین پریس کی تاریخ

ہندوستان مین سب سے پہلا اخبار ہکی گزٹ کے نام سے ۲۹-جنوری سنہ ۱۷۸۰ء کو جاری ہوا ایسٹ انڈیا کمپنی اخبارات کے سخت خلاف تھی اس زمانے مین اخبار نویس زیادہ تر انگریز ہوتے تھے اور ملازمان کمپنی بلا کسی قسم کی عدالتی کارروائی کے انھین انگلستان بھیجدیتے تھے۔ سنہ ۱۸۲۳ء مین ایک نہایت معقول پسند اخبار نویس سلک بکنگھم نامی بحکم گورنر جنرل ہندوستان سے نکالدیا گیا سنسرشپ کا قاعدہ مارکویس آف ہسٹنگ کے وقت تک جاری رہا انھون نے اس مضموم طریقے کو موقوف کردیا مگر جو قاعدے اسکی جگہ جاری کیے وہ بجاے خود بہت سخت تھے۔ لارڈ ولیم بنٹنگ نے اسمین کچھ ترقی کردی۔ مٹکاف نے اپنے عارضی زمانہ گورنر جنرلی مین پریس کو پوری آزادی دیدی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مستقل گورنر جنرل نہ کیے گئے۔ اسکے بعد پریس کی آزادی ۱۳- جون سنہ ۱۸۵۷ء کو پھر سلب ہوئی۔ لارڈ کیننگ نے کونسل کی ایک نشست مین یہ قانون پاس کیا قانون کا جسقدر سخت ہونا ممکن تھا اُسقدر یہ قانون سخت تھا۔ اس قانون مین ہندوستانی زبان اور انگریزی زبان کے اخبارون مین فرق نہین کیا گیا تھا۔ اینگلو انڈین نے لارڈ کیننگ کی برطرفی کے لیے جو درخواست بھیجی تھی اُسمین ایک وجہ یہ بھی لکھی تھی کہ انکا منشا پریس ایکٹ سے یہ تھا کہ خبرین ولایت نہ پہنچنے پاوین یہ قانون صرف ایک برس جاری رہا۔ اسکے بعد ۱۴- مارچ سنہ ۱۸۷۸ء کو پھر پریس پر چند قیدین لگائی گئین مگر انگریزی پریس اس سے بچے رہے صرف ہندوستانی اخبار اُسکی

بندش کی گئی - اس قانون کو لارڈ لٹن نے کونسل کی ایک نشست مین پاس کیا اور سکریٹری آف
اسٹیٹ (لارڈ سالسبری) کی منظوری تار پر منگائی تھی - اس عجلت پر بہت اعتراضات ہوے
اس زمانے مین ڈیوک آف بکنگہم مدراس کے گورنر تھے اور اُنکی کوشش سے یہ قانون مدراس مین
نہین نافذ ہوا - سرارسکن پیری اور سر ولیم میور نے بھی اپنے اعتراضات قلمبند کیے - لبرل وزارت
قائم ہونے کے بعد ہی لارڈ رپن نے ۱۸۸۲ء مین اس قانون کو منسوخ کر دیا - اب پھر ۱۹۱۰ء
مین پریس کا قانون سخت کیا گیا ہے

دیگر مضامین قابل دید

سلطنت مغلیہ کی دلفریبیان از پروفسر وی جے کیل - گورنمنٹ اور پریس ہندوستان مین

انڈین ورلڈ (جنوری - فروری ۱۹۱۰ء

ہندوستان جدید

ہندوستان کی موجودہ حالت صرف چند الفاظ مین ظاہر کیجا سکتی ہے - ہندوستانی
کہتے ہین کہ ہم مین سے بہت سے انگریزون کے برابر قابلیت رکھتے ہین اور یہ کہ ہماری قوم کو انگریزی
قوم کے برابر حقوق ملنا چاہیے - برخلاف اسکے انگریزی قوم کا خیال ہے کہ کالی اور بھوری اقوام
سفید اقوام کے غلام ہین مگر بھورا ہندوستان "کسی قوم کا غلام ہونے سے انکار کرتا ہے اور وہ برابری کا
دعوی دار ہے - "نئے ہندوستان" نے بچپن سے تاریخون مین یہ پڑہا ہے کہ وہ اسی گوشت وخون سے
بنا ہے جس سے سفید رنگ والے بنے ہین - انگلستان مین اس نے دیکھ لیا کہ "نئی نوع انسان کا مالک"
بھی شل اور آدمیون کے ایک آدمی ہے وہ خدا نہین ہے جیسا وہ خود کو ہندوستان اور افریقہ مین ظاہر
کرتا ہے - اس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ مشرق اقصیٰ مین ایک نوجوان نے (جسے سفید قوم مین نہین شامل
کر سکتے) سب کچھ کر دکھایا ہے - پس جدید ہندوستان خود کو انگریزون کے برابر سمجھتا ہے - دوسری
جانب انگریز اپنے کو ہندوستانیون سے برتر سمجھتے ہین، اگرچہ اسپر تفصیلی بحث کا موقع نہین ہے

مگر واقعات سے ظاہر ہے کہ بہ حیثیت مجموعی انگریزی قوم ہندوستانی قوم سے برتر ہے - جب چار کرور اشخاص تیس کرور پر حکومت کرتے ہیں تو یقیناً انہیں کچھ فوقیت ہے - یہ فوقیت محض حیوانی طاقت نہیں ہے -

پس دونوں قوموں کے درمیان جو فرق ہے وہ کیونکر رفع ہو سکتا ہے ؟ اسکا یہ علاج نہیں ہے کہ جا بیجا ہر انگریز کی مذمت کیجائے اور ہر ہندوستانی کی تعریف کیجائے ہماری قوم بہت بڑی ہے مگر اسکے ساتھ ہی بہت منتشر ہے - سب سے اول ہمین اپنا قومی شیرازہ درست کرنا چاہیے بعد اُسکے عظیم الشان قوت کو ترتیب دینا اور اس سے کام لینا چاہیے - ہندوستانین ہر طرح کی مصیبتین نازل ہین صرف بخار سے سالانہ چالیس لاکھ آدمی مرتے ہین - پس ایک گروہ کو ترقی حفظان صحت کیطرف توجہ کرنا چاہیے - ایک گروہ کو دماغی ترقی مین مشغول ہونا چاہیے - ایک گروہ کو روحانی ترقی ہی مین منہمک ہونا چاہیے - اپنی تہذیب کی طرف بھی ہمین توجہ کرنا چاہیے - جو اُن میں عمدہ باتین ہین انھین قائم رکھنا چاہیے جو خراب ہین انھین ترک کرنا چاہیے غرضکہ ہر چیز کے لیے ایک ترتیب اور ایک انتظام قائم کرنا ضروری ہے - اور اسمین ہمکو اپنی ساری قوت صرف کرنا چاہیے - یہی اصول ترقی کے ہین -

مضامین قابل دید

تانیا ٹوپی از بی - ایل - ڈی - باھ کا آخری ظہور کہان ہوا -

ماڈرن ریویو (کلکتہ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

مغربی یورپ کے فنون پر مسلمانون کا اثر

یہ مضمون ایم گیسٹن ہیش نے فرانسیسی مین لکھا تھا - مسٹر اے - کے - کمار سوامی نے اسے انگریزی مین ترجمہ کیا مضمون کا خلاصہ حسب ذیل ہے -

بنوا - یہ کے نصف آخری زمانہ سے اسلام کا اثر یورپ مین پہونچنا شروع ہو گیا تھا

بنوامیہ کے سکے کہ صرف روس اور پولینڈ مین پاے گئے ہین بلکہ ڈنمارک اور سوئیڈن تک مین ملے ہین - اسیریا اور بابل کے جو فنون یورپ مین پہونچے وہ بھی درحقیقت مسلمانون ہی کے توسل سے پہونچے - رومی نقوش مین درخت، جانور وغیرہ کی تصاویر جسطرح بنائی جاتی تھین - وہ مسلمانون ہی سے نقل کی گئی تھی خاصکر عقاب کی شکل جسطرح بنائی گئی ہے وہ بجنسہ عربون سے لیا گیا ہے - ایران مین عربونکے اثر سے ساسانیون نے قدیم و جدید خیالات کو یکجا کرکے ایک جانور بنایا تھا جسمین شیر کے جسم پر سانپ کی دُم اور پرندے کا سر و بازو لگائے تھے - یورپ مین بھی اسکا رواج ہوگیا - ناٹرڈیم کے دروازے پر کوفی حروف مین ایک کتبہ بھی لگا ہے، ایک اور گرجے مین انھین حروف کے نقش بنائے گئے ہین - اکثر مواقع پر یورپین صناعون نے بعینہ مسلمانون کے نقش و نگار کو نقل کیا ہے --

نہ صرف تیرھوین اور چودھوین صدی مین اس قسم کی نقل کا پتہ چلتا ہے بلکہ سولھوین صدی مین بھی اسکا پتہ چلتا ہے حالانکہ سولھوین صدی مین قدیم یونانیونکے نقل کے شوق نے سب چیزونکو دبا دیا تھا - سترھوین اور اٹھارھوین صدی مین چین کی صناعی نے سب کو اپنی جانب متوجہ کرلیا اور ابتک اسی جانب توجہ ہے - لیکن مسلمانونکے فنون کے مطالعے کے لیے کیسے ہی پرزور الفاظ مین سفارش کیجاے وہ کافی نہین ہے - انکے قواعد کی خوبیان، تناسب کی سخت پابندی، رنگ کی چمک دمک، ایسی چیزین ہین جنمین زیبائش کی انتہاے خوبی اور کمال موزونیت پائی جاتی ہے - انمین ایسے بارآور تخم پوشیدہ ہین کہ اگر اس ملک مین انکی پرورش کیجائے تو ہر طرح کامیاب ثابت ہونگے -

جاپان مین گورنمنٹ زراعت کو کیونکر ترقی دیتی ہے ازایس - سی - باؔ

جاپان مین زراعت ہمیشہ سے ملک کی بہت ہی اہم حرفت تسلیم کیگئی ہے - جاپان کے تمام بادشاہون نے اس جانب غیر معمولی توجہ کی ہے - اسوقت جاپان کی دو تہائی آبادی زراعت پیشہ ہے - ۱۸۸۱ء مین مالگزاری سے گورنمنٹ کو چھہ کرور روپیہ سے زیادہ وصول ہوتے

مغربی اثر کے ہونے کے پہلے ہی وہان زراعت کی حالت بہت اچھی تھی اور اب تو سائنٹفک طریقون سے اور بھی غیر معمولی ترقی ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی پوری توجہ زراعت کیجانب منعطف کر رکھی ہے۔ ترقی زراعت کے خیال سے گورنمنٹ نے جاگیرداری کا طریقہ موقوف کر دیا۔ ابتدائی جوش مین ۱۸۶۷ء مین کل مین عام ملکیت کر دیگئی مگر بعد کو یہ تجربہ غلط ثابت ہوا اور ۱۸۷۵ء مین شخصی ملکیت قائم کیگئی۔ لیکن مزارعین کے حقوق کافی طور پر محفوظ رکھے گئے۔ اس زمانے مین ترقی زراعت کے لیے زراعتی انجمنین قائم ہونا شروع ہوئین۔ ۱۸۸۹ء مین ان انجمنون کا قانون شاہی پارلیمنٹ سے پاس ہوا اور پونے دولاکھ تک گورنمنٹ کیجانب سے ان انجمنون کو مدد دیجانیکی اجازت ہوئی۔ ۱۹۰۳ء مین اس قسم کی چھیالیس انجمنین تھین جنکا خرچ ساڑھے ساتھ لاکھ سے متجاوز تھا۔ جاپان مین ایک بڑی دقت یہ تھی کہ ہر ایک کسان کے مختلف کھیت مختلف مقامات پر تھے۔ ۱۹۱۰ء مین گورنمنٹ نے قانوناً یہ طے کر دیا کہ جہانتک ممکن ہو کھیت اسطرح بدل دیے جائین کہ ایک ایک خاندان کا کھیت ایک ایک جگہ ہو جاے۔ بہت تضیع اوقات جو سابق دستور سے ہوتی تھی وہ اس سے رفع ہو گئی۔ زراعی بینک اور کریڈٹ سوسائٹیان بھی قائم کی گئی اور ۱۸۹۶ء مین شاہی پارلیمنٹ سے ان سوسائٹیونکا قانون پاس کیا گیا۔ ان بنکون کی انتہاے شرح سود وزیر خزانہ کے حکم سے مقرر ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے زرعی تعلیم کے لیے کالج قائم کیے ہین جنکے تین درجے مقرر کیے گئے ہین۔

ان تمام امور کا نتیجہ یہ ہے کہ کاشتکارونکو فی ایکڑ ڈھائی سو روپیہ سے زیادہ کی بچت ہوتی ہے۔ اور بقول ڈاکٹر اونو کے اس رقم سے اُسکی باامن اور قانع زندگانی کفایت شعاری سے بسر ہوتی ہے۔ وہ اپنے لڑکون کو اسکول مین تعلیم دلاتا ہے۔ اسکی بیوی اور لڑکیان تاگا کاتتی ہین۔ دراصل کاشتکارونکی یہ قناعت پسند اور خوشحال زندگی، قومیت کی ترقی اور ملک کی امن و امان کی ذمہ دار ہے۔

مضمون قابل دید

توپ اور توپچی از فریک ایچ شا

رسایل یورپ و امریکہ کے خاص مضامین متعلق بہ ہندوستان

(۱) قوتین جو بیچینی کے پس پردہ کام کر رہی ہین - از بی - سی - پال (کانٹمپوریری ریویو فروری ۱۹۱۰ء)

(۲) قانون مطابع - از سر اینڈرو فریزر (نائنٹینتھ سنچری فروری ۱۹۱۰ء)

(۳) ہندوستان اور تجارت افیون - از ڈی - اے - پارکر (اکانومک ریویو جنوری ۱۹۱۰ء)

(۴) تلخ ہندوستان - از پی کناڈی (فورم فروری ۱۹۱۰ء)

(۵) انتظام آئینی کا تجربہ - از سید امیر علی (نائنٹینتھ سنچری مارچ ۱۹۱۰ء)

(۱) مُلکِ معظم نے محل سینٹ جیمس مین دربار منعقد کیا۔ مسٹر ہربرٹ گلیڈ اسٹن کو وائی کونٹ کا خطاب عطا کیا۔ ہوس آف کامنس نے گورنمنٹ کے اختیار قرض مین ۳۰ کروڑ تک وسعت دی۔ اوہیو مین سیلاب سے نقصان کثیر ہوا۔ تبت کے روسی ایجنٹ دارجیف نے کہا کہ ڈلائی لاما کا فرستادہ روسی امداد کے لیے سینٹ پٹرسبرگ پہنچے گا۔ چینی گورنمنٹ نے بیان کیا کہ جو فوج تبت کو بھیجی گئی تھی وہ صرف چینی اقتدار قائم رکھنے کے لیے تھی۔ تبت کے اندرونی انتظامات مین مداخلت کا ارادہ نہین ہے۔ ڈلائی لاما برٹش حدود مین داخل ہو کر گورنمنٹ کے مہمان ہوے۔ مدارس اور بمبئی کے سربرآوردہ تاجران شراب نے اضافہ محصول کے خلاف گورنمنٹ مین درخواستین بھیجین۔ مولوی عزیز مرزا صاحب سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے لیگ کا دفتر لکھنؤ مین کھولا۔ تارا ناتھ پر جرم عائد کیا گیا کہ اسکے پاس سے بارہ سو کارتوس اور دو ریوالور برآمد ہوے۔ ہیلی کا مت کلکتہ مین صبح سات بجے دیکھا گیا۔ لاہور کے مقدمہ سڈیشن مین ضیاء الحق کو پانچ برس کی سزا عبور دریاے شور ہوئی۔ برازل مین مارشل ہرمس فانسیکا پریسیڈنٹ منتخب ہوے۔

(۲) ممالک متحدہ امریکا اور کناڈا کے درمیان ایک کانفرنس منعقد ہوئی (کناڈا نے امریکہ کے مقابلہ مین فرانس کو بعض رعایات دی تھین) ترکی اور بلغاریہ کے سرحدی افواج مین متواتر تنازعات ہوے۔ دلائی لاما دارجلنگ مین مقیم رہے۔

(۳) ہاؤس آف کامنس مین چار جدید ڈریڈناٹ کیلئے چار لاکھ ستاون ہزار پونڈ منظور ہوے۔ امریکہ کے سینٹ مین راکفلر کے مخیرانہ کامون کی بنا قائم کرنے کے لیے ایک بل پیش ہوا۔ سر ایم ایم بھاؤنگری نے ڈاکٹر لال کاکا کے موریل کے لیے اپیل کیا۔ نائب وزیر ہند نے بیان کیا کہ یونین کے قائم ہو جانے

وقت تک ہندوستانی مزدوروں کے معاملات کی تحقیقات ملتوی رہیگی - روسی سفیر نے چینی گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ ڈلائی لاما کی معزولی کو روس خاموشی سے نہین دیکھ سکتا - کیونکہ ڈلائی لاما روس کے کثیر التعداد عابد بدھ کا مذہبی پیشوا ہے - چین کی طرف سے جواب دیا گیا کہ اس سے تبت کے مذہبی اور ملکی معاملات پر کوئی اثر نہین پڑیگا - سر اڈورڈ گرے نے کہا کہ اس تغیر سے ہندوستان اور تبت کے تعلقات مین فرق پڑنے کا اندیشہ نہین ہے - سابق بادشاہ بلجیم کی جائداد کے متعلق بلجیم کے پارلیمنٹ مین مباحثہ ہوا -

(۴) مسٹر ایسکوتھ نے کہا کہ لارڈ کے ویٹو (اختیار تنسیخ قوانین) کی تحریک کے پاس ہو جانیکے بعد بجٹ پیش ہو گا - اُنھون نے یہ بھی کہا کہ اگر گورنمنٹ اس تحریک کو قانون بنانے مین کامیاب نہوئی تو وہ استعفا دیدیگی - شاہ بلغاریہ سیلو (روس) سے روانہ ہوے - روس نے چینی انگین ریلوے پر اعتراض کیا وہ تجویز کرتا ہے کہ جو ریل بنے وہ کلجان ارگا اور کیا چا سے گذرے اور وہ اسمین شرکت کریگا - پرنس ولیم جہاز جو گم ہو گیا تھا اُسکا کچھ پتا نہ چلا - سوشلسٹ اور لبرل کی تحریک پر کہ شاہ لیوپولڈ نے گورنمنٹ کو مغالطے مین رکھا اور خود کانگو سے نفع حاصل کیا گورنمنٹ نے مجبوراً اسے تسلیم کیا - وائسرائے کی کونسل کا اجلاس ہوا قانون اسٹامپ - کورٹ فیس پاس ہوے -

(۵) فلاڈلفیا مین ہڑتال ہوی جسمین بچھتر ہزار آدمیون نے کام چھوڑ دیا - خیال ظاہر کیا گیا کہ چین کے سبب سے چاندی کی تجارت معتدل حالت مین قائم رہیگی یہانتک کہ ہندوستان مین چاندی کی مانگ بڑھ جاے - مہاراجہ بابلی اگزیکٹیو کونسل مدراس کے ممبر مقرر ہوے - مدراس یونیورسٹی نے بہت سے فیل شدہ طلبار کو جنھون نے ایک خاص حد تک نمبر حاصل کیے تھے پاس کر دیا - وائسرائے کی کونسل کا اجلاس ہوا - سر اے - اڈمسن صدر نشین تھے - کیونکہ وائسرائے موجود نہ تھے -

(۶) برلن مین سوشلسٹ نے جلوس نکالنا چاہا - پولیس نے روکا - تین زخمی ہوے اور سو گرفتار ہوے - لیکن دوسری جانب سے چالیس ہزار شخصونکا جلوس پارلیمنٹ تک پہونچا اور پارلیمنٹ کی سیڑھیون پر کھڑے ہو کر اُن لوگون نے

تقریرین کین - پولیس کے لوگ بہت کم تھے - انکا
قابو نہ چلا - مسٹر لیور کو صابون کے مقدمہ لائبل
مین جو اکانوے ہزار پونڈ (تیرہ لاکھ پینسٹھ ہزار)
ملے وہ اُنھون نے گلاسگو یونیورسٹی کو دیدیا - جرمن
مین تجویز ہوئی کہ قطب جنوبی کو ایک مہم بھیجی جائے
سمالی لینڈ مین ملا نے برٹش کے دوست قبائل
کے تین ہزار اونٹ لوٹ لیے اور چالیس شخصونکو
قتل کر ڈالا - روس نے ۱۹۰۷ء کے قانون کو منسوخ
کردیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تیرہ سو یہودیون کو باشندۂ
روس ہونیکا استحقاق نہ باقی رہا -

(۷) ملک معظم پیرس مین آئے - مسٹر ہالڈین نے
اخراجات فوجی پارلیمنٹ مین پیش کیا - لارڈ
مارلی نے ایک کمیٹی مقرر کی جو مشرقی زبان کی تعلیم
کے لیے ایک اسکول قائم کرنے پر غور کریگی -
پارلیمنٹ کے ممبرونکے ایک ڈپوٹیشن کو مارلی نے
جواب دیا کہ ہندوستان مین محصول تمباکو کی کمی کا
وہ وعدہ نہین کرسکتے - دو سو ٹن ربر فروخت
کے لیے پیش کیا گیا - اونڈل اور اوریا کے مابین
ریل کو صدمہ پہونچانیکی کوشش کیگئی - سکرٹری
آف اسٹنٹ نے منظور کرلیا کہ ڈاک اور تار کے
حسابات کا دفتر ایک کردیا جائے - مہاراجہ پٹیالہ

نے حکم دیا کہ صنعتی تحقیقات ریاست مین کیجائے
اور نمائش ہمیشہ ہوا کرے -

(۸) ملک معظم نے پریسیڈنٹ فرانس سے
ملاقات کی - روس کے مشہور انشا پرداز چکوسکی پر
مقدمہ بغاوت قائم کیا گیا مگر وہ رہا کردیا گیا ایک
عورت کو سزا ہوئی -

(۹) ہاوس آف کامنس مین رزولیوشن پاس ہوا کہ
ہندوستان کو بغرض توسیع و خریداری ریلوے
واجراے انہار پچیس ملین پونڈ کے قرض
لینے کی اجازت دیجاوے - لارڈ روزبری نے
ہاوس آف لارڈز کے اصلاح کی تحریک پیش کی -
امپیریل کونسل کا اجلاس کلکتہ مین زیر صدارت
سرہاروی ایڈمسن منعقد ہوا - بجٹ کی تشریح
کی گئی - مختلف رزولیوشن پیش ہوے مگر کوئی
پاس نہین ہوا - کاشی کے اسٹیشن پر کسی شخص نے
ایک بوتل درجہ اول کی گاڑی کیطرف پھینکی اس
بوتل کے ٹوٹنے سے دو ہندوستانیون پر عرق پڑا
اور وہ بہت جل گئے -

(۱۰) انگلستان کے نئے بجٹ مین ایک کرور
تراسی لاکھ روپیہ بڑھاپے کی پنشن کے لیے رکھا گیا -
ملک معظم بیازر کو گئے - شاہ بلجیم نے دو ملین

فرانک کانگو کی طبی امداد کے لیے دئے۔ فرانس نے باوجود انگلستان کی مخالفت کے محصول درآمد بڑہا دیا مگر امریکہ کو اس سے ستثنیٰ رکھا۔ مسٹر مانٹیگو نے پارلیمنٹ مین کہا کہ ہندوستان اب میعاد تجارت افیون مین زیادہ کمی نہین کریگا۔ امریکہ کی پارلیمنٹ کی بحری کمیٹی نے کمانڈر پیری کے دعوے قطب شمالی تک پہنچنے کو اسوقت تک تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جبتک وہ اسکا ثبوت نہ دین۔ مسٹر مانٹیگو نے پارلیمنٹ مین اطلاع دی کہ ہندستانی بیمہ کے قواعد کی ترمیم کے لیے گورنمنٹ غور کر رہی ہے۔ ماسٹر آف ایلیبینگ نے بیان کیا کہ سیلون کونسل مین طریق نیابت کے اجرا کے لیے جلد کاغذات پیش ہونگے مقدلے کا ڈیپوٹیشن گوتم بدھ کے آثار لانیکے لیے بعزم کلکتہ رنگون بھیجا۔

(۱۰) سر کریم بہائی ابراہیم نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ بمبئی گورنمنٹ کو بغرض تعلیم صنعت اور مسلمان طلبا کو سائنس کی تعلیم کے وظائف دینے کے لیے سپرد کیا۔ لاہور کے مقدمات سڈیشن مین اڈیٹر سوارج (الہ آباد) کو پانچ برس کی قید بعبور دریاے شور کا حکم ہوا۔ ڈاکٹر لیوگر (لیڈر کرسچین سوشلسٹ پارٹی) کا انتقال وائنا مین ہوا۔

(۱۱) سر اڈورڈ گرے نے ہاؤس آف کامنس مین کہا کہ جبتک کانسلون کی رپورٹ ترقی نہ پیش ہوگی وہ الحاق کانگو کا اعتراف نکرینگے۔ انگلشمین کی اپیل مین تاوان پندرہ سو کر دیا گیا۔ کلکتہ ہائی کورٹ نے طے کیا کہ جدید قانون کے مطابق جبتک مقدمہ مجسٹریٹ کی عدالت مین پیش ہے جج ضمانت پر رہا کرنیکا مجاز نہین ہے۔

(۱۲) پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا جلسہ ہوا کلکتہ یونیورسٹی کا جلسہ کانووکیشن ہوا۔ وائسرائے بہ حیثیت چانسلر صدر نشین تھے مسٹر جسٹس بارٹلٹ عارضی طور پر چیف کورٹ برما کے اڈیشنل جج مقرر ہوے لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے سر دسی گھاٹ اور نولکشور ودیالا کا بنیادی پتھر (لکھنؤ مین) رکھا۔ ڈلای لاما کلکتہ مین وائسرائے سے ملے۔ اور وائسرائے نے ملاقات بازدید کی۔ شام کو پرائوٹ ملاقات ہوئی۔

(۱۴) لارڈ روزبری نے اپنا رزولیوشن اصلاح ہاوس آف لارڈ کے متعلق پیش کیا۔

ہندوستانی طالبعلم ونایک راؤ ساوا کار لندن مین گورنمنٹ ہند کے تار کے بموجب گرفتار کیا گیا۔ ضمانت نامنظور ہوئی۔ مشرقی بنگال و آسام کی کونسل ڈھاکہ مین منعقد ہوئی۔ ڈاکر لیوگر کا جنازہ اٹھا۔ شہنشاہ اسٹریا شریک تھے۔

(۱۵) جرمن کی پارلیمنٹ مین ایک رزولیوشن پاس ہوا شاہی چینسلر پارلیمنٹ کا جواب دہ قرار دیا جائے۔

(۱۶) سر ایف۔ لیوگرد (گورنر نو آبادی) نے ہانگ کانگ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا اس موقع پر مسٹر ہرمزجی نوروجی ماڈی کو نائٹ کا خطاب دیا گیا۔

(۱۷) لالہ لاجپت راے لاہور سے روانہ انگلستان ہوے۔ محسود جرگہ نے سرحد پر پھر شورش پیدا کی۔ ملا پاوندہ بھی شریک ہے اور انہی کی تحریک سے سرحد بنو پر چھاپہ مارا گیا۔

(۱۸) مہاراجہ بردوان چھ ماہ کے لیے جاپان کناڈا اور ممالک متحدہ امریکہ کی سیر کو روانہ ہوتے مسٹر ڈبلیو۔ ایل گریہم منجانب ایوان تجارت بمبئی کونسل کے ممبر مقرر ہوے۔ حیدر آباد سندھ مین کیسٹر و برام لال کے قتل کا جرم عائد کیا گیا۔ پوسٹ مارٹم سے ظاہر ہوا کہ مقتول کی تلی معمولی حالت سے چارگونہ زیادہ تھی۔ مجرم ضمانت پر رہا ہوا۔ ۱۸۴۸ء کے لبرل لیڈرونکی یادگار مین برلن مین پچاس ہزار آدمیون نے خوشی منائی۔

(۱۹) پریسیڈنٹ ٹیفٹ نے وزیر کناڈا مسٹر فیلڈنگ سے البانی مین ملنے کی درخواست کی تاکہ معاملات تجارتی طے ہو جائین روس کے اخبارات نے یہ ظاہر کیا کہ وہ کوئی قطعی سید ڈلاہی لاما کو نہین دلا سکتے۔ لاریسہ کے کسانون نے ہنگامہ کر دیا اور ایک ریل گاڑی پر اینٹ پتھر پھینکے۔ فرانس اور امریکہ کے تجارتی معاملات خوشگوار طریقے سے طے ہو گئے۔ ڈیوما مین بہ دوران مباحثہ سخت ابتری پھیل گئی۔ چھ سوشلسٹ ممبر خارج کیے گئے۔ پریسیڈنٹ نے استعفا دیا چین کے ممبران کمیشن فوجی۔ جاپان۔ امریکہ اور یورپ کو روانہ ہوے۔ منڈلے سے جو ڈیپوٹیشن گوتم بدھ کے آثار لینے کے لیے آیا تھا اسے وائسرا ے نے بموجودگی تمام ممبران کونسل و اسٹاف و دیگر معززین گورنمنٹ ہوس کلکتہ مین وہ آثار حوالہ کیے۔ شام کو لفٹنٹ گورنر برما مع ڈیپوٹیشن کے کلکتہ سے رنگون روانہ ہو گئے۔

(۲۰) بنگلور کے قریب ریل گاڑی پٹری سے اُتر گئی انیس اشخاص زخمی ہوئے - الٰہ آباد ایسوسیشن (انجمن وفادار) کا جلسہ قلعہ کا ڈا سکرٹن ہوا جسمین بارہ سو اشخاص شریک تھے طے پایا کہ راجگان رؤسا اور معزز ہندوستانی اور یوروپین کو اپریل کے جلسہ الٰہ آباد مین مدعو کیا جاے - ماہ گذشتہ کلکتہ مین شائع ہوا پولیس نے روزانہ اخبار نایک کے دفتر کی تلاشی لی - نواب بہادر سید امیر حسن کا کلکتہ مین انتقال ہو گیا مسٹر ڈکسن نے فرید پور کی کانفرنس (جو ۲۵-۲۶ کو ہونے والی تھی) حکماً روکدی

(۲۱) کچنر موریل فنڈ کمیٹی نے طے کیا کہ لارڈ کچنر کا مجسمہ کلکتہ کے میدان مین نصب کیا جاے - ہاؤس آف لارڈس نے بلا اختلاف لارڈ روز بری کی تحریک پاس کر دی - ڈاکٹر وان بیتہ مین ہالوگ شاہ وکٹر امانوئل سے ملنے کے لیے روم پہونچے - ہنگری کی پارلیمنٹ کے برخاست کے وقت بہت شور و شر ہوا - ممبرون نے وزرا پر کتاب اور دوات پھینکی - وزیر اعظم کے منھ پر ایک کتاب سے سخت چوٹ لگی اور وزیر زراعت کو ایک دوات سے زخم پہونچا - اٹلی کی وزارت نے استعفا دیدیا - پریسیڈنٹ ٹیفٹ اور مسٹر فیلڈنگ کی ملاقات کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

ستارخان اور شیرخان ایرانی گورنمنٹ کے دباؤ سے تبریز سے طہران کو روانہ ہو گئے - ریلوے بورڈ نے اجازت دی کہ سکولی اور بنیا کے درمیان ریل بنائی جاے - شاہ ونگر لینڈ قسطنطنیہ پہونچے سلطان نے اسٹیشن پر استقبال کیا -

(۲۲) شاہ سرویا سیلو (روس) مین زار روس سے ملنے کے لیے گئے -

(۲۳) گورنر جنرل کی کونسل مین ایک بل اس غرض سے پیش کیا کہ گورنر جنرل کو اختیار دیا جائے کہ وہ جب چاہین مزدورون کا کسی ملک کو جانا روک دین -

(۲۴) ہیگ مین ۱۹۰۷ء مین جو دس شرائط طے پائی تھین اُنھین پارلیمنٹ فرانس نے منظور کر لیا - کوہ اٹنا چار نئے مقامات سے آتشفشان کر رہا ہو -

(۲۵) سینر لوزیٹی کو اٹلی کی وزارت ترتیب دینے کا کام سپرد ہوا - فرانس مین بڈھاپے کی پنشن منظور ہو گئی - تخمینہ کیا جاتا ہے کہ پچیس سے نوے لاکھ روپیہ تک صرف ہو گا -

(۲۶) کوہ اٹنا کے چودہ ۱۴ مقامات سے لاوا نکلا ہے - امریکہ مین چین، افغانستان،

بھوٹان نیپال - جوہور عمان وغیرہ کو اقلیم خاص کی فہرست مین شامل کیا گیا - چین مین جدید فوج کی دو بٹالین نے بغاوت کردی شاہ پیٹر (سرویا) روس کو روانہ ہوے - بنگال کونسل کا جلسہ ہوا - پشاور مین امن رہا - سردار گوبند سنگھ آئی - سی ایس کا انتقال ہوگیا سالانہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس (مدراس) ہر بجنا - لی مین زیر صدارت پرنس ارکاٹ منعقد ہوئی ہز ہائنس آغا خان بمبئی سے انگلستان روانہ ہوے - اینگلو انڈین کانفرنس الہ آباد مین منعقد ہوئی دوسرا اجلاس ۲۸ کو ہوا - ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ دہلی مین زیر صدارت حاذق الملک حکیم اجمل خان منعقد ہوا - ۲۸ و ۲۷ کو بھی جلسے ہوے - بنارس مین زیر صدارت حافظ عبد الرحیم صاحب پراونشل کانگرس کا چوتھا سالانہ اجلاس منعقد ہوا - ۲۸ کو بھی جلسہ ہوا بنارس مین اہل شیعہ کا جلسہ باہتمام انجمن تہذیب الاخلاق زیر صدارت مولانا ناصر حسین صاحب منعقد ہوا - علیگڈھ کالج مین اولڈ بائز ڈنر ہوا

(۲۷) بدھ کے آثار رنگون سے سنڈے لو روانہ ہوے - دکوسیٹو (ملک ہنگری) مین ایک ناچ کے کمرے مین آگ لگ گئی جسمین چار سو آدمی جل کر مرگئے اور سو زخمی ہوے - سوئڈن کے ولیعہد بیگم کی ایک لڑکی ہوئی ڈاکٹر وان بتہ مین ہالوگ روم سے روانہ ہوے مسٹر روزولٹ نے قاہرہ یونیورسٹی مین لکچر دیا شاہ سرویا ماسکو پہنچ گئے - امرتسر مین سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ منعقد ہوا -

(۲۸) مدراس مسلم لیگ کا جلسہ زیر صدارت پرنس آف ارکاٹ مدراس مین منعقد ہوا - کوہ اٹنا سے پھر آتش فشانی شروع ہوئی -

(۲۹) مسٹر ایسکوئتھ نے ہاؤس آف کامنس اور ہاؤس آف لارڈ کے تعلقات پر رزولیوشن پیش کیا - بہت سی ترمیمین بھی پیش ہوئین - شاہ و ملکہ بلغاریہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوے - سلطان مع ولیعہد اور وزرا کے اسٹیشن پر انھین رخصت کیا منیلا مین دو جاپانی بعلت جاسوسی گرفتار ہوے امپیریل کونسل کا اجلاس ۱۱ بجے کلکتہ مین منعقد ہوا اور بجٹ پر مباحثہ ہوا - وائسرائے اور ممبرونکا فوٹو لیا گیا - اخبار سوراجیہ کے اڈیٹر کو الہ آباد مین دس برس کے لیے بعبور دریاے شور کا حکم ہوا - کاسک کے مقدمہ قتل مین بمبئی کی عدالت خاص نے تین شخصونکو پھانسی کا تین کو دائم الحبس بعبور دریاے شور کا ایک کو

دو برس قید سخت کا حکم دیا - کانپور کے ایک کپڑے قائم کردی - کلکتہ مین پولیس نے تلاشی لی دو
کے کارخانے مین آگ لگ گئی - ریوالور اور کارتوس برآمد ہوے - تین
(۳۰) پارلیمنٹ مین وزیر اعظم کی تجویز پر چینی اور ایک عورت گرفتار ہوے - بابو سرندر
پر زور مباحثہ ہوا - شہنشاہ سیلک کا انتقال ہوگیا ناتھ وغیرہ کے دستخط سے ایک اعلان انارکزم کے
امپریل کونسل کا جلسہ کلکتہ مین ہوا - بجٹ پر مباحثہ انسداد کے نسبت شائع ہوا - وائسراے کلکتہ
ختم ہونے کے بعد وائسراے نے تقریر کی اور سے روانہ ہوے - رنگون مین ایک فوجی
کونسل کو الوداع کہا - کمپنی کے یکایک بیمار ہو جانے سے تحقیقات کی گئی
(۳۱) سینٹر لوزمیٹی نے نئی وزارت اٹلی مین ڈاکٹر کی راے ہے کہ چاہ مین زہر دیا گیا ہے -

کام جاری ہو چکا ہے معقول نفع کی توقع کی جاتی ہے۔ جلد شرکت کیجیے ورنہ وقت نکل جائے گا۔

محمد ثناء اللہ بی اے

تصور حسین نے مطبع دار الاشاعت واقع لکھنؤ میں چھاپ کر شائع کیا۔

آئندہ نمبر مین شاہ سابق و شاہ حال کے
مفصل حالات درج ہون گے۔
مئی و جون کے نمبر ایک ساتھ شائع ہونگے۔

علاوہ ورق اشتہارات

صفحات [illegible] و بیاسی

لسان العصر

جلد مئی و جون سنہ ۱۹۱۰ء نمبر ۳ و ۴

فہرست مضامین

تنباکوی خوردنی

کا

قدیم معتبر اور مشہور کارخانہ

جہاں

اقسام ذیل کا خوشبودار، عمدہ، نفیس تنباکو تیار ہوتا ہے

زردہ تنباکو

قسم اول، مشکی - فی سیر ... بیے/
قسم دوم - " - " ... عہ/
قسم سوم، مشکی - فی سیر ... ہے/
قسم چہارم، " - " ... للعہ/
قسم پنجم، زعفرانی - فی سیر ... عا/

گولی تنباکو

قسم اول، مشکی طلائی - فی تولہ - عمر/
قسم دوم، " نقرئی - " ۱۰/
قسم سوم " - " - " ۸/
قسم چہارم، " - " - " ۶/
قسم پنجم، " - " - " ۴/

قوام تنباکو

قسم اول، مشکی - فی تولہ ... ہے/
قسم دوم، " - " ۸/
قسم سوم، " - " ۶/
قسم چہارم، زعفرانی - " ۴/
قسم پنجم، " - " ۲/

المشتہر

احمد حسین دلدار حسین، تاجر تنباکوی خوردنی چوک، لکھنؤ

بابت جون سنہ ۱۹۱۰ع

ادب اُردو کی خصوصیات کا ایک ہردلعزیز باتصویر ماہوار رسالہ جو اُردو زبان کی ہر سوسائٹی مین مقبول ہے۔

فہرست تصاویر

فہرست مضامین

لکھائی چھپائی تصاویر اور کاغذ سب اعلیٰ درجے کے انگریزی میگزینون کے مشابہ ہین۔ اردو مین اس شان کا کوئی رسالہ نہین نکلتا

قیمت چار روپیہ سالانہ۔ فی پرچہ چھ آنہ۔ نمونہ مفت نہین دیا جاتا۔ فرمائش بنام مینیجر ادیب۔ انڈین پریس الہ آباد ہونا چاہیے

قابل قدر علمی فیاضی

پروپرائٹر صاحب افضل المطابع نے اپنے بچے کی "بسم اللہ خوانی" کی خوشی مین ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۸ء تک حسب ذیل کتب اصلی قیمت سے نصف پر دینا منظور کیا ہی اور چونکہ اسٹاک تھوڑا ہی اسلیے اُس اصلی قیمت سے جو ہر کتاب کے سامنے درج ہی آدھے داموں پر آپ جلد کتب ذیل طلب فرمائیے ورنہ بعد کو افسوس ملنا ہوگا۔

پیارے نبی کے پیارے حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانحعمری ضروریات زمانہ کو مدنظر رکھکر عجیب طرز سے لکھی گئی مخالفین اسلام کی اعتراضات کے دندان شکن جواب حالات زندگی کے ساتھ ساتھ دیئے گئے ہین قابل دید ہی حجم ۲۴۴ صفحہ قیمت ۱۲؎

سیاحت حبیب - یہ وہ سفرنامہ ہر جسٹی امیر حبیب اللہ خان صاحب کا مکمل مفصل سفرنامہ ہی بلکہ افغانستان کی متعلق ہر قسم کی تاریخی حالات نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہین حجم ۲۲۴ صفحہ ۱۲؎

جامع التواریخ - اسمین قوم پٹھان کی کمل تحقیقات افغانوں کا مسلسل نسب نامہ ابتدا سے آجتک کمال تحقیقات سے لکھا گیا ہی اسکے ضمن مین فرمانروایان ایران۔ افغانستان بادشاہ ہندوستان حکمران سلطنت مغلیہ اسلامی شاہان دکن و حالات ریاستہائے رامپور۔ ٹونک۔ جاورہ۔ کوروائی۔ محمد گڑھ۔ بھوپال وغیرہ مشرح درج ہین۔ حجم ہر دو حصہ ۲۶۴ صفحہ قیمت - (سے ۲ ؍) . . . . .

خالد بن ولید مسلمانوں کے مشہور سپہ سالار کی شجاعت کے شہرۂ آفاق کارنامے - ۶؍

جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء حجم ۲۰۰ - ۸؍ **جنگ روس جاپان** - ۴حصہ ۱۲؎

اسلام و عیسائیت کا تمدن - مسٹر ہانوتو ریفارمر مفتی محمد عبدہ مرحوم کا اسلام و عیسائیت کے تمدن پر قابل قدر محاکمہ حجم ۱۰۰ صفحہ ۳؍ **مذہبی جنگین** اسلام کی متعلق بزور شمشیر پھیلانیکے اعتراض کا لاجواب جواب حجم ۶۰ صفحہ ۲؍ **تفسیر سورۃ التوحید** جسمین توحید باریتعالی کو ثابت کرکے مسائل تثلیث و تخیل مسیح و قدامت روح و اجسام کا بطلان کیا گیا ہی قیمت ۲؍ - **قرآن کی حقیقت** قیمت ۱؍ **روزہ اوسکی حقیقت** ۲؍ **اذان کی فلاسفی** - ۲؍

بشارات احمدیہ یعنی حضور کریم صلعم کی آمد کی وہ تمام خوشخبریان جو توریت زبور اور انجیل وغیرہ مجموعہ عہد عتیق مین درج ہین قیمت ۴؍ **تقریر دلپذیر** - پنج ارکان اسلام پر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی فلسفیانہ بحث ۲؍

تصوف و فلسفہ فلسفۂ جدید کے تمام اوہامات کی تردید و تصوف کے نکات رموز کا خزانہ قیمت ۴؍ **مخزنہ جاوید** - قدیم مشائخ کے ملفوظات و ر موجودہ علما یورپ و امریکہ کی اقوال سے تصوف کا ثبوت قیمت ۱۲؎ **تیغ صابر** بر عقائد آریہ جسمین وید کی کلام الٰہی نہونے پر خود وید ہی سے استدلال کیا گیا ہی حجم ۱۱۲ صفحہ ۱۲؎ **وید کی حقیقت** اور **اسلامی صداقت** **ویدی بطالت** وید کی ناکمل و ناقص تعلیم کا مقابلہ قرآن کریم کی پاک تعلیم سے قیمت ۲؍ **آسنک سمکشا** - دھرم پال کی کتاب ترک اسلام کے جواب مین منشی نندکشور کی لاجواب تحریر تائید اسلام حجم ۸۰ صفحہ قیمت ۲؍

تردیدی جج ایک پادری تی آریہ کے اعتراضات کا جواب از منشی نندکشور صاحب قیمت ۱؍ **وید مقدس کا ایک غائر نظر** جسمین وید کے غیر کلام الٰہی و محرف ہونے پر قطعی دلائل پیش کیے گئے ہین۔ ۴؍ **اسلام کی صداقت کا فوٹو** جسمین اللہ دیانا تھ کے مختلف بیانات سے آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی ثابت کیا گیا ہی۔ قیمت ۴؍ **قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت** ۸؍ **نماز اور اسکی حقیقت** ۴؍

ضیاء الاسلام - مراد آباد یعنی صوبہ متحدہ کا وہ رسالہ جسمین اسلامی علمی تمدنی اخلاقی تاریخی مضامین و مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کی تردید نہایت تحقیق سے لکھے جاتے ہین قیمت سالانہ ۱؎ نمونہ مفت - المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد۔

المشتہر منیجر افضل المطابع پریس مرادآباد محلہ مفتی ٹولہ

قیمت سالانہ ۳ نمونہ ۶ ادنیٰ ایڈیشن ۲ سالانہ

زمانہ

اردو کا بہترین باتصویر رسالہ جسکے حجم مضامین تصاویر لکھائی چھپائی کی تمام ملک مین دھوم ہی

فہرست زمانہ مئی سنہ ۱۹۱۱ع

صفحات ۱۱۰ — تصاویر ۱۴

تصاویر

شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم (زمانہ تاجپوشی) — ملک معظم عہد شیرخواری — ملک معظم یونیورسٹی مین —
ملک معظم بعمر ۱ سال و ۸ سال — شاہ آنجہانی کا شاہانہ لباس — موجودہ پارلیمنٹ کا افتتاح —
سوامی دیانند سرسوتی — ولائی لاما — آنریبل سر وٹھل داس ٹھیکرسے — آنریبل مسٹر مدھولکر —
عکس خط مولانا آزاد مرحوم — ملک معظم معمولی لباس مین — خاندان شاہی —

جنوری (تصاویر ۸ ۔ حجم ۹۰ صفحات) فروری (تصاویر ۱۶ ۔ حجم ۹۰ صفحات) کا کوئی پرچہ نہین بچا ۔ شائقین ۔ درخواست خریداری بنام منیجر "زمانہ" کانپور کے پاس جلد بھیجین

اشتہار

ہوم ڈیپارٹمنٹ

گورنمنٹ ہند

پبلک

نمبر ۱۶۹۲

مقام شملہ - مورخہ ۲۴ - مئی ۱۹۱۰ء عیسوی

اعلیٰ حضرت اقدس بادشاہ انگلستان او رقیصر ہندوستان نے پیغام مندرجہ ذیل ہندوستان کے مہاراجگان اور راجگان اور نوابان اور والیان ریاستہا اور رؤسا اور باشندگان کو ارسال فرمایا ہے +

مہاراجگان اور راجگان اور نوابان اور والیان ریاستہا اور باشندگان ہندوستان - ہمارے عزیز والد ماجد کی پُرغم اور ناگہانی وفات کے باعث ہم بحیثیت ایک عظیم الشان اور قدیمی خاندان کے وارث ہونیکے تخت نشین ہوتے ہین - بحیثیت بادشاہ اور قیصر ہونیکے ہم مہاراجگان اور راجگان اور نوابان اور والیان ریاستہا اور اپنی سلطنت ہندوستان کے تمام باشندگان کو سلام بھیجتے ہین - بعد ازان ہم تمام اقوام اور طبقات اور مذاہب مختلفہ ہندوستان کا دلی شکریہ ادا کرتے ہین اُس مؤثر اور کثیر وفاداری اور دلبستگی کے لئے جو اُنھون نے اِس موقع پر تاج سلطنت اور صاحبان تاج کی نسبت ظاہر کی ہو - علیا حضرت ملکہ وکٹوریا مرحومہ نے جب ۱۸۵۸ء عیسوی مین زمام سلطنت ہندوستان کو اپنے دست مبارک مین لیا تھا تو اپنی رعایائے ہندوستان اور والیان ریاستہا کو خطاب فرمایا تھا اور اُنکے فرزند گرامی نے جو ہمارے والد محترم اور محبوب تھے اُسکے پچاس سال بعد اُس واقعہ عظیم کی یادگار مین دوبارہ آپکو خطاب فرمایا تھا - یہ خطابات سلطنت شاہنشاہی کے مقاصد اور مراہم خسروانہ کے نشانات ہین اور اپنے تمام عہد سلطنت مین ہم نہایت دیانت سے اُنھین مقاصد کے پابند رہین گے - اعلیٰحضرت مرحوم کی فرمائش سے اور اُنھین کی مثال پر عمل کرکے ہم پانچ سال قبل اپنی ملکہ محترمہ کے ساتھ ہندوستان کو تشریف لے گئے تھے - اُس موقع پر ہمنے بڑی بڑی سلطنتون سے جنکا تواریخ مین ذکر ہی اور اس تمدن کی یادگارون سے جو ہمارے تمدن سے زیادہ قدیم ہی اور بود و باش قدیمی کے آداب اور رسوم سے اور والیان ریاستہائے ہندوستان اور اُن ممالک وسیعہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات اور باشندگان سے ذاتی واقفیت حاصل کی تھی - اور اِس عجیب سفر کے نہایت مؤثر حسیات اور محبت آگین واقعات کبھی ہماری یاد سے کم یا فراموش نہین ہوسکتے - اُن اُمور عظیمہ وا ہمہ مین جنکی انجام دہی ہمارے ذمہ ہوگی ہمکو آپکی باوفا اور باہمت ہمراہی پر پورا اعتماد ہی اور ہمکو یقین ہو کہ ہندوستان کی بہبودی مین جو ہمیشہ ہمارے مدنظر رہیگی ہم آپ سے پوری امداد کی توقع رکھ سکتے ہین +

حسب الحکم عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل

سے - ارل

قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ -

حضور جارج پنجم دام اقبالہ کی آزرین آیندہ ماہ تک علاوہ محصول نصف قیمت کی رعایت

گنج شائیگان ۔ دُنیا بھر کی سلطنتون کے سونے چاندی تانبے کے سکے۔ دو جلد کامل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عا؍

تاج ونشان ۔ دُنیا بھر کی سلطنتون کے تاج ونشان ۔ مارکے ۔ پھریرے مانوگرام وغیرہ کی تصویر وحال ۔۔۔۔۔۔ عہ؍

دستار وکلاہ ۔ تمام دنیا کے مختلف قسم کی ٹوپی ۔ پگڑی ۔ خود ۔ کنٹوپ ۔ شملہ وغیرہ کا حال وتصاویر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸؍

مخزن الفوائد ۔ دنیا بھر کے اوزان ۔ مقادیر ۔ پیمانے ۔ سکون کے حالات وتصاویر سیکڑون ضروری اور مفید صنعتین ترکیبین قاعدے ۔ کیمیاوی نسخے ۔ دوسرے ملکون کے اوزان وغیرہ کا مقابلہ ۔ معہ نقشے وتصاویر دو جلد کامل ۔۔۔۔۔۔۔۔ سے؍

تاریخ اودھ ۔ چار جلد نواب برہان الملک سعادت خان کے عہد سے واجد علی شاہ تک مفصل حالات ۲ ، تاریخی نایاب کتب کا انتخاب معہ فوٹو کی تصویر مصنف دو جلد تیار ہین ۔ لوکل گورنمنٹ بھی اسکی قدر کر چکی ہے ۔ فی جلد ۔۔۔۔۔۔۔۔ عہ؍

مصباح الادب ۔ پند وحکمت کے گوہر معنی خیز سنہ بادنامے کا ترجمہ اُردو جو سات زبانون مین ترجمہ ہو چکا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ۸؍

کنز الطغرا ۔ تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ کلان پر قابل دید وباعث برکت ۔ ۴۷؍ ۔ افسر دل ہندٹ پرتی کا ناول بیچو کی قابل عہ؍

عدد التاریخ ۔ لاکھون تاریخی مادے نام ۔ الفاظ ۔ فقرات ۔ محاورات ۔ آیات ۔ حدیث ۔ ضرب الامثال وغیرہ ۔۔۔۔۔۔ عہ؍

احسن الاذکار ۔ غوث پاک کی سوانح عمری معہ کرامات ۔ اوراد ۔ خوارق عادات وحسب نسب وغیرہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲؍

تذکرۃ السلوک ۔ فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے تصوف کی نایاب درنی ضخیم کتاب قابل دید ۔ عہ؍ سوانح خاندان مدار المہام حال دکن عا؍

مشائخ العلوم شرح مثنوی مولانا روم سلیس عام فہم اُردو ۔ رموز ونکات کی شرح جلد اول ۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ عہ؍

بحر الغرائب ۔ طریقہ ہائے جفریہ اکابرین واسمائے خداوندی کے خواص وشرح مفصل درج ہے ۔۔۔۔۔۔۔ ۸؍

خیابان عجم ۔ ان اساتذہ کے سوانح وکلام جنکے کلام کا انگریزی مین بھی ترجمہ ہو چکا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸؍

تاریخ الکملا ۔ اسمین ۶۰ قطعات تاریخ وصال بزرگان دین واولیائے کرام قابل دید درج ہین ۔۔۔۔۔۔۔۔ عہ؍

۲۶ بزرگان دین کا فوٹو ۔ ایک گروپ مین علیحدہ علیحدہ معہ ہر ایک کے نام کے قابل برکت وقابل عزت ۔۔۔۔۔۔ عا؍

فوٹو فرامین ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ مہر وشرح خط کوفی سہ مختلف قسم فی ڈھائی روپیہ ۔۔۔۔۔۔۔ عا؍

سوانح امیر کابل ۔ دو جلد کامل موسوم بہ تزک امیری ۔ عا؍ رسالہ مجموعہ سود صنعت وحرفت کے وغیرہ کے رسالے اسمین شامل ہین ۔ عہ؍

اخبار نیر اعظم ۔ ۲۵ سال کا پُرانا مہذب ۔ آزاد ۔ گورنمنٹ کا وفادار ۔ رعایا کا جان نثار نمونہ مفت ۔ سالانہ للعہ؍ پیشگی ۔

المشتہر ۔ منیجر نیر اعظم بک ایجنسی ۔ یو ۔ پی مراد آباد روہیلکھنڈ

معذرت

سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی پرچے کے چند نمبر بھی شائع نہین ہوئے اور مجھے
اپنے معاونین سے معافی کا خواستگار ہونا پڑا لیکن جب مین اِن موانع پر خیال کرتا ہون جو پے درپے پیش
آتے رہے تو اپنی جگہ پر انھین ناگزیر سمجھتا ہون۔ لیکن ان دقتونکا رفع کرنا میرا ہی فرض تھا اور اگرچہ مین نے
تا امکان کوشش کی اور کر رہا ہون لیکن پھر بھی اپنا قصور تسلیم کرتا اور معافی چاہتا ہون۔

گنہ ناکردہ عذر می آریم

لیکن اسکے ساتھ ہی اگر معاونین رسالہ سے مین یہ عرض کرون تو بیجا نہو گا کہ کوئی پرچہ اپنی حالت
ہر اعتبار سے درست نہین کر سکتا جبتک اسکی اشاعت کافی نہو اور توسیع اشاعت کا بار کسیقدر معاونین
رسالہ پر بھی پڑنا چاہیئے۔

تجربے نے بتا دیا کہ پرچے کے وقت پر شائع کرنے کے لئے خود پرچے کا پریس ہونا ضروری ہے اور
یہ اسی وقت ممکن ہے کہ آمدنی قیام پریس کی اجازت دے۔ اگرچہ پریس کا ہونا قطعی ضمانت اس امر کی نہین ہے
کہ پرچہ وقت ہی پر نکلجائیگا مگر پھر بھی دوسری جگہ چھپوانے کے بہ نسبت زیادہ جلد چھپ سکے گا۔

متنبی نے ایک موقع پر لکھا ہے۔

اذا کان مدح فالنسیب المقدم   اکل فصیح قال شعراً متیم

مدح کے قبل معاملات عشق کا ذکر ضروری ہے گویا یہ لازم ہے کہ ہر شاعر فصیح قید عشق مین مبتلا ہو
لیکن اگر متنبی کو لیتھو پریس سے سابقہ پڑا ہوتا تو بلا شک وہ یہ کہتا کہ مدح کے قبل معذرت ضروری ہے کیونکہ
شعرا کیلئے لابد ہے کہ وہ اہالیان مطبع کے قید مین گرفتار ہون۔

تین پرچونکی چھپائی کیلئے پانچ چھ پریس کا تجربہ کیا مگر کسی سے بھی کام نہ چلا نہین معلوم ابھی یہ
دقت کہتک باقی رہیگی۔

بہرحال آج پرچے کی پہلی جلد ختم کیجاتی ہے۔ اسوقت تک چار نمبروں مین ۳۵۲ صفحے شائع ہوئے ہین چار سو صفحے پورا کرنے کیلئے ۴۰ صفحوں کی کمی ہے۔ یہ صفحے شاہی حالات کیلئے مخصوص کئے گئے تھے مگر بعض ناگزیر وجوہ سے وہ حالات اِس نمبر مین شامل نہو سکے۔ انتظار مین اور زیادہ دیر ہوتی اسوجہ سے یہ نمبر روانہ کیا جاتا ہے اور وہ حالات بطور ضمیمہ کے جُدا گانہ بھیجے جائینگے۔

امید ہے کہ معاونین پرچے کی ترقی مین ہرطرح امداد فرمائینگے تاکہ آئندہ نمبر لحاظ مضامین زیادہ دلچسپ ہوسکے اور وقت پر شائع ہون۔

اڈیٹر

نوٹ - مصری تمدن پر جو مضمون ہے وہ میری عدم موجودگی مین طبع ہوا اور اُسمین کسیقدر فروگذاشت ہوگئی۔ تصاویر پر حسب ذیل عبارت لکھنا چاہیئے۔

صفحہ ۱۵۳ - رامسیس ثانی۔

صفحہ ۱۵۷ - تخلیق کائنات کی تشبیہ۔

صفحہ ۱۵۹ - مثلث جو عمارتون پر بنے ہوئے ہین۔

صفحہ ۱۶۰ - (داہنے جانب) مصری ٹوپی (بائین جانب) یہ تصویر اُلٹی چھپ گئی ہے اسکو اُلٹ کر دیکھنے سے ایک چہرہ مع ٹوپی کے معلوم ہوگا۔

صفحہ ۱۶۱ (داہنے جانب) ابوالہیولی امریکی - (بائین جانب) ابوالہیولی مصری۔

سلہ - جولائی نمبر کی قیمت صرف ۴ر رکھی گئی ہے۔ اس غرض سے کہ لوگ اسکا نمونہ ملاحظہ کرین۔ اگر معاونین اپنے احباب کو ترغیب دین تو یہ نمبر جو کثیر تعداد مین چھپوایا گیا ہے بہت سے ہاتھون مین پہونچ جائے۔

شعرائے اردو
جو
ولی سے پہلے گذرے ہین
نمبر ۲

طبقۂ دوم شعرائے قطب شاہیہ

سلطنت قطب شاہیہ دکن کے وسط مین تھی اور تلنگانہ کا تمام ملک اس کے حیطۂ اقتدار مین تھا۔ اسکا بانی قطب الملک سلطان قلی ہمدان کے قریہ سعد آباد مین پیدا ہوا۔ پیر قلی جو سلطان قلی کا دادا ہی علاقہ آذربائیجان کا حاکم تھا سنہ ۸۸۲ھ مین جب اسکا انتقال ہو گیا تو اُسکا بیٹا اویس قلی تخت نشین ہوا۔ اس زمانہ مین دیار بکر مین امیر یعقوب بیگ برسرحکومت تھا۔ اسکو اویس قلی اور اُسکے خاندان کے ساتھ سخت دشمنی تھی اس لئے اویس قلی نے اپنے لڑکے سلطان قلی کو اپنے بھائی اللہ قلی کے ہمراہ ہندوستان بھیجدیا تاکہ دشمن کی شمشیر سے محفوظ رہے۔ اللہ قلی اپنے بھتیجے سلطان قلی کو لیکر سلطان محمود شاہ بہمنی (۸۸۷ھ تا ۹۲۴ھ) کے عہد مین احمد آباد بیدر مین آیا اور بادشاہ اور اُمرا وغیرہ سے ملکر عراق چلا گیا۔ لیکن محمود شاہ نے سلطان قلی کو جانے نہ دیا اور اپنے پاس رکھ لیا۔ سلطان قلی بہمنی اُمرا مین شامل ہو گیا۔ بادشاہ نے اسکو سنہ ۹۰۱ھ مین گولکنڈہ اور ورنگل کا صوبہ دار مقرر کیا سولہ سال تک مطیع و فرمان بردار رہا۔ محمود شاہ کے انتقال سے جب سلطنت بہمنیہ ضعیف ہو گئی تو تمام صوبہ دارونکی طرح اسنے بھی دربار بہمنی سے سرکشی اختیار کی اور گولکنڈہ کو اپنا مستقر قرار

دیگر تلنگانہ کا خود مختار بادشاہ ہوگیا۔ اسکے مرنے پر ۹۵۰ھ مین اسکا بیٹا جمشید قلی تخت نشین ہوا اسکو فارسی شاعری سے بڑی دلچسپی تھی ملا محمد شریف اسکے دربار کا ملک الشعرا تھا ۹۵۷ھ مین انتقال کیا جسکے بعد ابراہیم قلی وارث تخت قرار پایا۔ یہ ذی علم بادشاہ تھا اسکے عہد مین گولکنڈہ مین کثرت سے اہل فضل وکمال جمع ہوگئے تھے۔ حدیقۃ العالم مین تحریر ہے "در سفر و حضر ہموارہ اہل فضل و ہنر در خدمتش میبودند و در مجلس ہمایون لمباحثہ علوم دینی پرداختہ در تحقیق مسائل یقینی شرائط اہتمام بجامی آوردند"

ابراہیم کے بعد ۹۸۸ھ مین سلطان محمد قلی کو بادشاہت ملی۔ محمد قلی باپ کیطرح ذی علم ارباب کمال کا جوہر شناس اور خوش بیان شاعر تھا۔ زبان اردو مین شعر خوب کہتا تھا۔ نواب قطب الملک نے اسکا دیوان مرتب کیا ہی جسمین آدھے سے زیادہ اردو کلام ہی باقی حصہ مین فارسی کے غزلیات اور قصائد ہین[۱]۔ میر محمد مومن استرآبادی جو نہایت مشہور و معروف عالم گذرے ہین اسکے دربار مین وکیل السلطنۃ کے عہدہ پر مامور تھے ۱۰۲۰ھ مین محمد قلی کا انتقال ہوا۔ اسکے بعد سلطان محمد قطب شاہ نے جلوس کیا یہ بادشاہ بڑا زبردست عالم تھا کہ ایسی لیاقت کا بادشاہ شاہان قطب شاہیہ مین نہین ہوا۔ اسکو سیر و تواریخ کا بے حد شوق تھا جس کتاب کو مطالعہ کرتا اُسکے مصنف کے حالات جا بجا سے انتخاب کرکے خاتمہ پر قلم بند کردیتا اور کتاب کے مضمون پر اس خوبی سے رائے دیتا کہ کتاب اور مصنف کے تمام حالات عیان ہوجاتے۔ شاعر بھی اچھا تھا ظل اللہ یا سلطان تخلص کرتا تھا اسنے ملا محمد عبد الحکیم عالم آرائے عباسی کے طرز پر نہایت فصیح و بلیغ فارسی مین بعبارت مسجع و مرصع سلاطین قطب شاہیہ کی نہایت ضخیم تاریخ لکھوائی ہی ۱۰۳۵ھ مین فوت ہوا۔ اسکے بعد عبد اللہ قطب شاہ حکمران ہوا۔ یہ بادشاہ ارباب کمال کا بڑا قدردان اور علم و ہنر کا سرپرست تھا۔ علامہ شمس الدین ابن خاتون جو مشاہیر عالم مین شمار ہوتے ہین۔ اسکے دربار مین سفارت و پیشوائی کی خدمت پر مامور تھے

[۱] فہرست کتب ٹیپو صفحہ ۱۷۹۔

مراۃ الصفا عالمگیری مین تحریر ہے "بادشاہے بود عادل و باذل و سخی و مشہور و دانشمند و قدر شناس ارباب ہنر و در عہد آن شہریار علما و فضلا از ہر دیار رو بدار السلطنت حیدر آباد آوردند و ہنرمندان عالم در آن مجتمع گشتند و چندین کتب و رسالہا مثل برہان قاطع کہ در تحقیق لغت فارسی بینظیر است بنام نامی او تصنیف و تالیف نمودہ مارب خود فائز گردیدند"

عبداللہ قطب شاہ کو اُردو زبان سے بہت دلچسپی تھی جسکے سبب سے اسکے دربار مین کثرت سے اُردو شاعر جمع ہو گئے تھے لیکن انمین ملا غواصی اور ابن نشاطی قابل ذکر گذرے ہین سلطنت قطب شاہی کے آخری فرمانروا سلطان ابوالحسن تانا شاہ (سنہ ۱۰۸۳ھ سنہ ۱۰۹۹ھ) کو اپنے خسر سلطان عبداللہ سے زیادہ زبان اُردو سے رغبت تھی اور شعرائے اُردو گو کے ساتھ خوب مراعات کے ساتھ پیش آتا تھا۔ اسنے زبان اُردو مین کئی کتابین تالیف و تصنیف کرائی ہین منجملہ انکے مثنوی ماہ و پیکر او رقصہ رضوان شاہ اور روح افزا قابل ذکر ہین[۵۱]۔

شاہ راجو حسینی جو سلطان ابوالحسن کے مرشد تھے اور گولکنڈہ مین رہتے تھے انکے ایک مرید نے سنہ ۱۰۸۱ھ مین ایک مثنوی لکھی جسمین بہرام و گل اندام کا قصہ مذکور ہے اور اسکو اپنے مرشد کے نام سے نام زد کیا[۵۲] اسکا پہلا شعر یہ ہے۔

الٰہی بچن کا مجھے تاب دے مری جیب کے تیغ کو آب دے

ملا نوری[۵۳]

نوری تخلص۔ سراج الدین نام۔ گولکنڈہ وطن۔ سلطان محمد قلی (سنہ ۹۸۸ھ سنہ ۱۰۲۰ھ) کے معاصر تھے دربار اکبری کے ملک الشعرا ملا فیضی کے ساتھ انکی گہری دوستی تھی سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے وزیر مرزا مظفر کے لڑکے کی اتالیقی پر مدت تک مامور رہے۔ قدیم شعرائے اُردو مین

[۵۱] فہرست کتب ٹیپو صفحہ ۱۷۰ [۵۲] یہ کتاب سنہ ۷۰ صفحون مین ہے جس مین گیارہ سنہ ۷۰ شعر ہین۔

[۵۳] ملا نوری کے حالات گارڈی تاسی کی تاریخ زبان اُردو مین دیکھو اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی مدراس ہندستانی مین دیکھو

نہایت بلند پایہ شاعر ہوئے ہین۔ پروفیسر گارسن دی ٹاسی نے لکھا ہی کہ امیر خسرو کے بعد اُردو مین اِن سے بڑھکر کوئی پُرگو شاعر نہین ہوا۔ آج انکا کلام مفقود ہی۔ میر حسن دہلوی نے اپنے تذکرے مین ایک شعر نقل کیا ہی جو آدھا فارسی اور آدھا اُردو ہی وہ یہ ہے ؎

ہر کس کہ خیانت کند البتہ بترسد　　بیچارۂ نوری نہ کرے ہی نہ ڈرے ہے

قدرت اللہ شوق کی طبقات الشعرا مین ایک شعر یہ ہے ؎

کس در کہون جاؤن کہان مجھ دل پہ بہل بچھڑا دتا ہے
ایک باٹ کے ہونگے سجن یان جی بارہ باٹ ہے

غواصی[۱]

غواصی حیدرآباد کا باشندہ تھا سُلطان عبداللہ قطب شاہ (۱۰۳۵ھ - ۱۰۸۳ھ) کے ایام حکمرانی مین گذرا ہی مُلّا نصرتی نے اپنی مثنوی گلشن عشق مین اسکے شعر و سخن کی خوب تعریف کی ہی۔

مُلّا غواصی نے اپنی تصنیفات سے دو کتابین چھوڑی ہین۔

(۱) ضیائے نخشبی کے طوطی نامہ کا منظوم ترجمہ۔ طوطی نامہ نثر مین تھا اسکو اسطرح نظم کیا کہ ایک مصرعہ فارسی اور ایک مصرعہ اُردو تھا۔

(۲) شہزادۂ سیف الملوک اور ملکۂ بدیع الجمال کا فسانہ۔

آخر الذکر کتاب کا ایک نسخہ ہمارے پاس موجود ہی جو ۱۲۰۹ء کا لکھا ہوا ہی اور اُسمین ۲۱۴۲ بیت ہین یہ مثنوی ۱۰۲۷ھ مین تصنیف ہوئی ہی مصنف نے خاتمہ مین تاریخ کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

برس ایکہزار اور ستاویس مین　　کیا ختم یہ نظم دن تیس مین

پہلا شعر یہ ہے۔

آلہی جگت کا آلہی سو توں   کرن ہار رحیم بادشاہی سو توں

خاتمہ اس شعر پر ہوا۔

مبارک اچھو شاہ کوں یو مدام   بحق محمد علیہ السلام

میر حسن دہلوی ۱۲۰۵ھ نے اپنے تذکرہ مین مُلّا غواصی کا ذکر کیا ہو۔ وہ لکھتے ہین۔

"غواصی تخلص در وقت جہانگیر بادشاہ (۱۰۱۴ھ تا ۱۰۳۷ھ) بود طوطی نامہ نخشبی را نظم نمودہ است بہ زبان قدیم نصفے فارسی و نصفی ہندی بطور ریکٹ کہانی سرسری دیدہ بودم شعران نظم یاد نیست۔"

انتخاب کلام

جہان کی جو با دل کے ہین کڑ کڑاپ   تیری فتح کے ہین دامین کے ٹھاٹ

ہتی تیرے دربار کے پہاڑ سے   چھڑی دار تجھ دار کے جھاڑ سے

جو بارہ اماماں ہین اُن پر سلام   سو بارہ سلح دار تیرے مُدام

تیری بادشاہی کو کچھ انت نہین   تیرے ملک مین غیر کو نیت نہین

چندر رین تھین چندنا کاڑتا   سورج تین کرم دھوپ توں پہاڑتا

ہریاں کر رکھیا توں زمین سات کوں   دیا رنگ پہل پھول ہر پات کوں

غواصی جو تجھ دار کا خاک ہے   تری باٹ کا محض تھا شاک ہے

درمناجات گوید

توں مقبول ہے مقبلان کا صحیح   تہین نور روشن دلان کا صحیح

جو کئی زندہ دل ہو تو اُنکا حیات   جو کئی ہے جو تجھ سات تو اُنکے سات

جو ہوں یا الٰہی ترا داس مین   کیا ہوں بہت آک تری آس مین

تو مجھ آس پر کھول در فیض کا   مرے من منے بھر اثر فیض کا

طراوت دے مجھ آس کے بانٹ کون
دوا بخش مجھ درد کے داغ کون

ترے نور کی راہ دکھانا مجھے
دلا عاقبت کا بچھانا مجھے

جلاوے مری جیو کی آگ کون
دے رنگ باس مجھ دل کے پھل پھاٹک کون

سدا کسب میرا سو اخلاص کر
ترے خاص بندون مین مجھ خاص کر

جگا جوت تجھ دھیان کا کر رتن
مرے من کے صندوق مین کر جتن

ہما کر مجھے باٹ کی اوج کا
مجھے شاہ کر گیان کی فوج کا

مسیحا کے دے مجکون آثار جم
مری جیب کون کر شکر بار جم

بھرا مرت کے چشمے امرے کلک مین
رتن غیب کے لا مری سلک مین

درنعت گوید

ملائک ہین پروانے تجھ نور کے
ولیان سارے ذرّے ہین تجھ سور کے

خدا اور تجھ مین جدائی نہین
کسے رب سے یون آشنائی نہین

ہتیلی تری لوح انگلی قلم
تری مشت مین عرش کرسی ہو جم

زبان دیوے تون بے زبانون کے تین
فراخ بخش جیوان کے کانون کے تین

تہین معجزون کو سود کھلان ہار
تہین سب کو جنّت مین لیجان ہار

غواصی ہو صدقے ترے ناؤن پر
فدا جیو اُس کا ترے پاؤن پر

ابن نشاطی[۱]

ابن نشاطی حیدرآباد کا باشندہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ (۱۰۳۵ھ-۱۰۸۳ھ) کا معاصر تھا۔ شعرگوئی کی تقریب سے شاہی دربار مین پہونچا اور تھوڑی ہی مدت مین اپنی

[۱] ابن نشاطی کے حالات گارسن ڈی ٹاسی کی تاریخ اُردو مین دیکھو۔

شیرین کلامی اور خوش فکری کی بدولت دربار کے تمام شعراء پر فوقیت حاصل کر لی۔ اس نے اپنے آقا کے نام پر دو کتابین تصنیف کی ہین۔

(۱) طوطی نامہ۔ زبان سنسکرت مین شکا شب تتی نام کی ایک مشہور کتاب ہی جس کے معنی ہین "طوطی کی کہی ہوئی ستر کہانیان"۔ مُلا ضیاء الدین نخشبی[1] نے سنہ ۷۳۰ھ مین اس کتاب سے اخذ کر کے فارسی مین ایک کتاب لکھی اور طوطی نامہ اسکا نام رکھا۔ ابن نشاطی نے اس طوطی نامہ کو نظم اُردو مین ترجمہ کیا[2]۔

(۲) پھول بن۔ بساتین کا منظوم ترجمہ ہی۔ بساتین فارسی مین ایک مشہور و معروف کتاب ہی جسکو مُلا محمد صدر ملاء احمد حسن دبیری نے سُلطان محمد تغلق (سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۷۵۲ھ) کے عہد مین تصنیف کیا تھا۔ پھول بن سنہ ۱۰۶۶ھ مین تصنیف ہوئی ہی اور اُسکا ایک نسخہ ہمارے پاس موجود ہی۔ جسکی تمہید کے چند اشعار یہ ہین۔

خداوندا تجھے ہے جم خُدائی　　ہمیشہ تجھ کون سا نجھے کبریائی
فلک کے بحر مین ہی بادبان تون　　کیا چاند ر کی کشتی کو روان تون
ولایت حسن کا تون گل کو بخشا　　تون کشور عشق کا بُلبل کو بخشا

[1] مُلا ضیاء الدین نخشبی بہت بڑے عالم اور فارسی کے بلندپایہ شاعر گذرے ہین۔ بدایون کے باشندے تھے سنہ ۷۵۱ھ مین فوت ہوئے۔ طوطی نامہ کے علاوہ سلک السلوک عشرہ مبشرہ کلیات و جزئیات بھی انکی مشہور اور مقبول خاص و عام تصنیفات ہین۔

[2] طوطی نامہ دُنیا کی متعدد زبانون مین ترجمہ ہوا ہی۔ سُلطان روم سُلیمان اعظم (سنہ ۹۲۶ھ سنہ ۹۷۴ھ) نے ترکی مین ترجمہ کرایا۔ جیرانس　　نے انگریزی مین ترجمہ کیا جو سنہ ۱۷۹۲ء مین بمقام لندن چھپا۔ سترھوین صدی مسیحی مین ملا محمد قادری نے نثر اُردو مین ترجمہ کیا جسکا یورپ کی کئی زبانون مین ترجمہ ہوا۔ گلیڈین　　نے انگریزی مین ترجمہ کر کے سنہ ۱۸۰۱ء مین بمقام کلکتہ چھپوایا۔ اسکے بعد سنہ ۱۸۱۱ء مین بمقام لندن چھپا۔ ایکن (　　) اور روسن　　نے جرمن مین ترجمہ کیا پہلا ترجمہ سنہ ۱۸۲۲ء مین بمقام اشٹاگرٹ　　چھپا۔ دوسرا سنہ ۱۸۵۸ء مین بمقام لیپزگ　　طبع ہوا۔ مسٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش سے سنہ ۱۸۰۱ء مین سید حیدر بخش حیدری دہلوی نے اسپر نظر ثانی کی اور روزمرہ کی اُردو مین لکھکر طوطا کہانی نام رکھا

ازل سے تا ابد ہی تیری شاہی خدائی ہی تری مہ تا بہ ماہی
سبے سفرہ لطف کا جم عام تیرا ہمیشہ خاص ہے انعام تیرا
گنہ کون میری گرچہ نہین ہی غایت دلے رحمت ہی تیری بے نہایت

غزل

اسے ہے تازہ چمن پیوستہ میرا شگفتہ ہے سوا گلدستہ میرا
دیا ہی حکم بکون رونق اک طرف سے ہے یو بازار جو دو رستہ میرا
بہت خون جگر کھا کر کھلیا گل کلی نے جو تھا فن بستہ میرا
کرم سون حق کے پایا آج راحت فلک سون تھا جو خاطر خستہ میرا

حکیم سید شمس اللہ قادری

محنت اور ذہانت

(ا - سڈنی اسمتھ)

ہمارے نوجوان دوستون مین محنت اور ذہانت کی ناموافقت کا عقیدہ بہت عام ہو رہا ہے - چنانچہ یہ غبی یا کند ذہن کہے جانے کے خوف سے جاہل رہنا بہتر سمجھتے ہین - مینے اسکولون اور کالجون مین بہت سے لیسے گئے گذرے ہوے نوجوانون کو دیکھا ہے جو اشعار کی صحیح نقل تک نہین کر سکتے - انکی ذہانت کا یہین خاتمہ ہوگیا - اب رہ کیا گیا ہے ؟ اپنی حیثیت اور شان کے موافق عمل کرنا ا اور چونکہ یہ شان صرف انھین باتون مین انکی ہوئی ہے کہ کوئی نئی چیز نہ پڑھی جائے، پہلا پڑھا ہوا طاق نسیان پر رکھدیا جائے اور بیہودہ بکواس کرکے ہر فن مین اپنی مہارت اور جامع علوم ہونے کا ادعا کیا جائے، اس لیے یہ ذلیل اور ناکارہ ہوکر رہ جاتے ہین -

اس موقع پر اگر مشہور ترین مصنفین (جن کے علمی مشغلون سے ہم لوگ اچھی طرح واقف ہین) کی کثرت مطالعہ اور محنت کی عادتون کے متعلق چند مختصر اور معتبر واقعات درج کردیے جائین تو نہایت مفید ہو - اس سے کاہلی اور ذہانت کے محال اور مضر اجتماع کا تجربہ ہو جائیگا، اور اچھی طرح ثابت ہو جائیگا کہ بڑے بڑے شعراء، متمدن، مورخ اور اعلی ترین قابلیت والون نے عملاً ایسی سخت محنتین کی ہین جیسے لغت تالیف کرنے والے اور فہرستین مرتب کرنے والے کیا کرتے ہین - اور یہ بھی ظاہر ہو جائیگا کہ ہمعصرون پر انکی فضیلت کا بین اور اصلی سبب صرف یہی تھا کہ انھون نے اپنے ہمعصرون سے زیادہ مشقت اختیار کی :-

گبن جاڑون اور گرمیون غرض ہر موسم مین صبح کو چھ بجے سے مطالعۂ کتب مین مشغول ہو جاتا تھا - برک سب سے زیادہ محنتی اور جفاکش تھا جو تھکنا جانتا ہی نہ تھا - لیبنز تو اپنے کتب

کبھی نکلتا ہی نہ تھا۔ ہیکل کی موت کثرت مطالعہ ہی کی بدولت ہوئی۔ سپنسر کثرت مطالعہ کے ہاتھوں موت سے بال بال بچا ہے۔ ملٹن اس پابندی کے ساتھ کتابوں مین مشغول رہتا جیسے کوئی تاجر یا قانون پیشہ۔ اُس نے دنیا بھر کے علوم مین مہارت حاصل کر لی تھی۔ اسیطرح بیکن بھی۔ ریفیل سینتیس سال تک زندہ رہا۔ مگر اسی قلیل عرصہ مین وہ صرف اُس زمانہ کے فن لطیف کی انتہائی حد تک ہی نہین پہونچا بلکہ اُسمین اور ترقی کر کے اُسے درجۂ عروج پر پہونچا دیا۔ اور اپنے اخلاف کے سامنے اکیلا نمونہ بن گیا۔

گو اسکے خلاف مین بھی مثالین ہین، مگر علی العموم کل بڑے لوگون نے (جو اصل معنون مین بڑے ہین) اپنی زندگی مسلسل محنت شاقہ مین بسر کی ہے۔ ان لوگون نے عموماً اپنی زندگی کا نصف حصہ افلاس اور حقارت کی تاریکی مین گذارا ہے جبتک قوم انکے جوہر سے غافل رہی، انکی نسبت غلط خیالات قائم کیے جاتے، انسے کم درجے کے لوگ انسے نفرت کرتے رہے۔ لوگ چین کی نیند سوتے، یہ غور و فکر مین مصروف رہتے۔ لوگ عیش اُڑاتے، یہ پڑھتے رہتے۔ ایک یہی امید انکی جان تھی جو انکے کانو مین یہ کہہ کہکر حوصلے بڑھاتی کہ گھبراؤ نہین۔ تم دنیا کی تجھٹ کیطرح یونہی دبے نہین رہنے کے، ضرور کبھی نہ کبھی اُبھروگے، کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِہَا۔ جب انکا وقت آیا اور کسی معمولی واقعہ نے انکو پہلے پہل موقع دیا بس وہ آناً فاناً علمی صحبتونکی زینت اور رونق بن گئے، زمانے کے مالِ غنیمت سے مالا مال ہو گئے، اور تمام دماغی محنتون اور جھگڑونکو سر کرکے ایک قوی ہیکل پہلوان بن گئے۔

اسکے بعد ہر طرف سے "ذہانت کا معجزہ! ذہانت کا معجزہ!!" ہی صدا بلند ہونے لگتی ہے۔ بیشک وہ ذہانت کے مجسم معجزے ہین۔ اسلئے کہ وہ محنت کے مجسم معجزے ہین۔ اسلیے کہ ایک اپنے ہی دماغ کی رسائیو نپر بھروسا کر بیٹھنے کے عوض انھون نے ہزارون دماغ چھان مارے اسلیے کہ وہ مختلف زمانونکے جمع کردہ علم و دانش کو مصرف مین لاتے ہین، اور علم کی انتہائی حد تک پہونچے بغیر اسکے جان نہین چھوڑتے۔ اسلئے کہ تمام علمی وسائل سے اور پوری محنت و توجہ کے ساتھ

اپنی تمام دماغی قابلیتوں کی مدد کرنا ہمیشہ سے اُنکی زندگی کا مقصد رہا ہے —

لیکن عقل کی تربیت اور تحصیل علم کی بہترین طریقہ پر تقریر کرنے کے قبل میں اُن سوالات کیطرف رجوع کرتا ہوں جو اس موقع پر وارد ہو سکتے ہیں :- "اتنی محنت و مشقت اختیار کر کے عقل کی تربیت کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ اور اسقدر علم کا فائدہ کیا ؟" - اسقدر علم کا فائدہ کیا ! تو میں پوچھتا ہوں اسقدر زندگی کا فائدہ کیا ؟ اس ستر برس کی حیات کا کیا مصرف ؟ اور ہم آخر تک اسے نباہ کیوں کر سکینگے ؟ - میں ایکا نا کہتا ہوں کہ علم کی صحبت کے بغیر میں ایک ذلیل گھانس کاٹنے والے اور مزدور کی زندگی کو دنیا کے سب سے بڑے مالدار شخص پر ترجیح دونگا - کیونکہ ہمارے دماغ کی آگ مجوسیوں کی آگ کیطرح ہے جو ہمارا ذہن روشن کیا کرتی ہے - یہ رات دن مشتعل رہتی ہے - یہ غیر فانی ہے اور کبھی سرد نہیں ہوتی - بعض چیزیں ہیں جن پر اس (آگ) کی بقا کا دار و مدار ہے اور وہ اسکی غذا ہیں - وہ کیا ہیں ؟ علم کی پاک روح یا ناپاک جذبات کی کثیف تلچھٹ -

اسلیے جب میں تمھاری عقل کی تربیت کے لیے کہتا ہوں کہ علم سے عشق کرو - کیسا عشق؟ نہایت گہرا، نہایت پرجوش، ایسا عشق، جو تمھاری زندگی کا ہمسر ہو، تو اس سے میری مراد بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ پرہیزگاری سے عشق کرو - خالص اور بے داغ چال چلن سے عشق کرو - اُس چیز سے عشق کرو جو (اگر تم دولتمند اور معزز ہو تو) تمھاری دولت کو پاک اور مقدس بنا دے، اور لوگوں سے کہلوا دے کہ یہ دولت و اقبال تمھارے پاس اپنے اندھے پن کے باعث نہیں آئے بلکہ اسلیے آئے کہ تم واقعی اُنکے سزاوار تھے اور اُنکی آمد بجا اور درست ہے - اُس چیز سے عشق کرو جو (اگر تم مفلس ہو تو) تمھاری مفلسی کو باعزت بنا دے اور مغرور سے مغرور شخص کی زبان سے کہلوا دے کہ تمھارے تقدیر کی نارسائی اور ذلت پر ہنسنا سراسر بے انصافی اور ظلم ہے - اُس چیز سے عشق کرو جو تمھیں تسکین بخشے، تمھاری زینت ہو، اور تم سے کبھی جدا نہ ہو، عالم خیال کی حکومت اور تصور کی غیر محدود دنیا تمھارے پیش نظر کر دے، جہاں تم اس خارجی دنیا کے تمام مقسومہ مظالم، بے انصافیوں اور مصیبتوں سے پناہ لے سکو، جو حادثاتِ تمھارے حرکات و سکنات اور اغراض اور ارادوں کو

موقر و معزز بنا دے، اور دنائت یا فریب کے مجرد خیال ہی سے لمحہ بھر مین ہزار ہزار تحقیر و تنفر پیدا کرے۔

اسیلیے اگر کسی نوجوان نے اپنی زندگی علمی اشغال مین مصروف کر رکھی ہو تو اُس کو بیخوف و خطر مشغول رہنے دو۔ اُسکو معشوقۂ علم کے چھلکے اور بے مزہ آغاز سے، اُس تاریکی سے جس سے یہ جلوہ افروز ہوتی ہے، اُن بلاؤن سے جو اسکے گرد منڈلاتی رہتی ہین، اُسکی بدنما اور اُجڑی ہوئی منزل سے جسمین یہ رہتی ہے، افلاس و مصائب سے جو اسکے جلو مین رہا کرتے ہین ذرا کر پست ہمت اور بودا نہ بناؤ، بلکہ اُسکو اُسکے محافظ فرشتہ کی طرح ہمیشہ اس محبوبہ کی پیروی اور تابعداری کرتا رہنے دو، جو ایکدن اُسے دنکی روشنی مین لا بٹھائیگی، اور اُسے جامعیت علوم، وسعتِ معلومات، عالی خیالی، تیز فہمی، اور ہر اعتبار سے ہم جنسون سب سے زیادہ دانشمند، نفیس اور زبردست بنا کر دنیا کو دکھاویگی۔

(ملخص از خطبہ سر رابرٹ پیل)

میرے نوجوان دوستو! تم یہ مضمون اپنے لوح دل پر کندہ کر لو کہ تمھاری کامیابی، تمھاری ناموری، تمھاری خوشی کا دار و مدار او ہام تقدیر پر اتنا نہین جتنا ظاہر مین لوگونکو نظر آیا کرتا ہے۔ یہ باتین زیادہ تر خود تمھارے قبضۂ اقتدار مین ہین۔ اس احتمال کو یقین کے درجہ سمجھو کہ تم مین سے کوئی اگر نامور ہونے کا ارادہ کرے، خواہ کسی شعبہ مین ہو، اور اس ارادے کی تکمیل کے لیے یکسان استقلال کے ساتھ محنت کرتا رہے اور صحت اور قوت بھی یاری کرے، تو خواہ مخواہ تمھین کامیابی ہوکے رہیگی۔ ع ہر کار یکہ ہمت بستہ گردد + اگر خارے بود گلدستہ گردد، ہان اُس حالت مین بھی جب وہ چیز جسے ذہانت کہتے ہو تم سے برگشتہ ہو۔ تمھارے دماغ مین وہ وہ قوتین ہین جو ہوشیاری اور مستقل مشق سے ذہانت کی کمی کی تلافی کر دینگی۔ بلکہ ذہانت دبغیر امداد و تربیت) تمھین کامیابی کے جس درجہ تک پہونچا سکتی ہے یہ قوتین اُس سے زیادہ

بلند رتبہ بخشنے کی' اور امید کی زیادہ پیاری صورت پیش نظر کردیگی[1] - مختلف اشخاص کے معدن دماغ کی گہرائیون اور قسمو نمین فرق ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے' مگر عام حالتو نمین معدن کے کام کی عملی کامیابی کا دارومدار سب سے زیادہ خبرگیری' محنت' اور جو کلین اسمین لگائی جاتی ہین اُنکی عمدگی اور استحکام پر ہے - مین یہ نہین کہتا کہ تم بغیر تکلیف اُٹھائے کامیابی حاصل کرسکتے ہو - نہین - بلکہ تکلیف کامیابی کی شرط ہے - ایک جلیل القدر متمدن فلسفی مسٹر برک کے یہ الفاظ یاد رکھنے کے قابل ہین کہ "تکلیف ایک سخت گیر معلم ہے جو ہمارے شفیق حافظ و ناصر اور مقنن (جو ہماری ذات کو خود ہم سے زیادہ جانتا اور پیار کرتا ہے) کے حکم سے ہمپر مسلط کردیگئی ہے - تکلیف ہم سے کشتیان لڑتی ہے - ہمارے اعصاب کو طاقت بخشتی ہے' اور ہوشیار اور پھرتیلا بناتی ہے - خود ہمارا حریف بھی ہماری مددگار بنجاتی ہے - تکلیف کے ساتھ یہ دوستانہ جنگ ہمین اپنے مقاصد کے ساتھ پوری موانست بڑھانے اور اسکے تمام مالۂ و ماعلیہ کے سمجھنے پر مجبور کرتی ہے - یہ ہمین سطحی اور خام نہین رہنے دیتی"

پس تکلیف کے ساتھ اس دوستانہ دنگل مین اُتر پڑو - جب تمھارا اس سے سامنا ہو تو کبھی پیٹھ نہ پھیرو یہ کبھی نہ کہو کہ "راستہ مین ایک شیر بیٹھا ہے" اُسپر غالب آنیکا قصد کرو - ہر ایک جیت تم مین اس قسم کی دلیری اور فتح و نصرت کی عادت ڈال دیگی جو آیندہ اور اصلی فتح کو آسان بنا دیگی -

وقت کے بچانے اور سلیقہ سے استعمال کرنیکی مشق کرو - دماغی قوتونکی طرح وقت کو ایک بیش بہا جائداد (غیر منقول) سمجھو - یعنی یہ کہ اسکا ہر ہر حصہ اگر پورا پورا مصرف مین لایا جائے تو بے انتہا نفع حاصل ہوگا - مین یہ نہین کہتا کہ تم خود کو مسلسل اور غیر منقطع محنت کے لیے وقف کردو - اور تمام سامانِ دلبستگی اور تفریح کو خیرباد کہہ بیٹھو' بلکہ میری غرض یہ ہے کہ کامیاب محنت کے نتیجہ کیطرح خود تفریح طبع کے لطف اور مزہ کا دارومدار زیادہ تر وقت کے باسلیقہ استعمال ہی پر ہے - اگر تم اپنی تمام قوتونکو فطرت کی بخشش' اور اول درجہ کی بخشش' سمجھو' اگر تمھارے ذہن نشین ہو (اور چاہیے بھی) کہ یہ قوتین دائمی

---

[1] "جنھون نے دنیا مین ایسے ایسے نمایان کام کئے کہ بعض حکما' تو اس شبہ مین آگئے آیا ذہانت سے بھی کوئی نفع ہے یا نہین - بعض کی رائے تو یہانتک گئی کہ ہر شخص شاعر اور مقرر اور مصور ہو سکتا ہے" - اسمائلس سلف ہلپ

اور ترقی پذیر ہین اور غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتی ہین۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ جن ہنرون سے
جادو اور بشہ بازی کے تماشے یا جسمانی قوت کی نمائشین دکھائی جاتی ہین۔ اُنھین ہنرون سے
اعلی درجہ کا دماغی تماشہ دکھانے کی بھی صلاحیت پیدا کیجا سکتی ہے تو تمھارا اول اور خاص مقصد
یہ ہونا چاہیے کہ تم اپنے دماغ اور عادات پر اس قسم کا اختیار اور قبضہ قائم کرو جو اس زرخیز جائداد کی
ہمہ وہ پیداوار کا ذمہ اٹھاے ــ

مترجمہ محمد مسلم عظیم آبادی

تبت کی گزشتہ و موجودہ حالت

لارڈ کرزن نے ۱۹۰۴ء مین ایک مہم تبت کو روا کی تھی، اسوقت سے ہندوستان مین معاملات تبت کا کچھ نہ کچھ چرچا ہوتا رہتا ہی مگر گزشتہ چند مہینون سے تبت کے معاملات نے خاص صورت اختیار کی ہی اسلئے تبت کے گزشتہ حالات اور اُسکی موجودہ پیچیدگیونکا کسیقدر تفصیلی بیان دلچسپی سے خالی نہوگا۔

تبت مین بدھ مذہب کی اشاعت

(نوشتہ تیرتھ رام صاحب سب اڈیٹر پیسہ اخبار)

تبت مین جسطرح بدھ مذہب کا رواج ہوا وہ علاوہ دلچسپ ہونیکے تاریخ مذاہب مین اپنے قسم کا بہت ہی عجیب واقعہ ہی۔ ایک چینی شاہزادی کے ذریعہ سے ایک جنگجو ملک کا تبدیل مذہب کرکے اس قدر صلح پسند قوم بن جانا درحقیقت تعجب مین ڈالنے والی بات ہی۔ خاص خاص مذاہب نے خاص خاص اقوام مین بہت سُرعت سے ترقی کی ہی، مگر جب انکے اسباب پر غور کیا جاتا ہی تو وہ ایسے حیرت انگیز نہین معلوم ہوتے جیسے تبت کا مذہب بدل جانا۔ کہین پر فاتح قوم نے مفتوح کو بزور اپنے مذہب مین داخل کیا۔ کہین خالص مجاہدین کی کوششون نے اپنا اثر دکھایا، کہین فقیرونکے کشف و جذب کے کرشمے نظر آئے، مگر ایک عورت کا بادشاہ پر ایسا حاوی ہوجانا، اور اپنے مذہب کی اشاعت مین ایسی مخلصانہ کوشش کرنا کہ بادشاہ نہ فقط خود اپنا آبائی مذہب ترک کردے بلکہ اپنی کوششونسے اپنی تمام رعایا کا مذہب بدلوا دے،

یہ ایسا واقعہ ہو کہ اسکی مثال کم ملیگی۔

اس تبدیل مذہب کی مفصل کیفیت کرنل وڈیل صاحب نے اپنی کتاب "لاسہ اور اسکے اسرار" مین لکھی ہو۔ ذیل کا اقتباس اسی کتاب سے لیا گیا ہے اور امید ہو کہ دلچسپی سے خالی نہو گا۔

ساتوین صدی مسیحی کے اوائل مین اہل تبت نے برہما کے بالائی اور چین کے مغربی حصون پر حملے کرکے ان ملکون کو زیر و زبر کر ڈالا یہان تک کہ فغفور چین کو مجبور ہو کر نہایت منکسرانہ شرائط پر ان سے صلح کر لینا پڑی ۔ ۶۴۱ء مین تبت و چین کے مابین ایک عہدنامہ ہوا۔ اسکے مختلف شرائط مین سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ سترانگ ستن گمبو سے جسکی عمر تیئس سال کی تھی ایک چینی شہزادی کا عقد کر دیا جائے اس سے قبل اس بادشاہ کے محل مین ایک نیپالی رانی بھی تھی یہ دونون بادشاہ بیگم بدھ مذہب کی پیرو تھین۔ ان دونون نے اپنے شوہر پر اسقدر اثر ڈالا کہ وہ بھی بہت جلد بدھ مذہب کا معتقد ہوگیا اور رانیون کے کہنے سے وحشی تبتیون مین بھی اس مذہب کی اشاعت کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس مذہب کے پھیلانیکا ایسا شوق اسے پیدا ہوا کہ اسنے اپنی سلطنت مین اسکے دائمی استحکام کا انتظام کرنے کیلئے اپنے وقت اور دولت کا بہت بڑا حصّہ وقف کر دیا ان دنون ہندوستان مین بدھ مذہب اپنے عروج پر تھا اسلئے اسنے یہان سے بدھ پجاری اور واعظ طلب کیئے اور انکی مدد سے تبتی زبان ہندوستانی حروف مین لکھوانا شروع کی۔ چنانچہ یہی طرز تحریر آجتک تبت مین رائج ہو۔ اسکے بعد ہندوستان اور چین سے بدھ مذہب کی بڑی بڑی کتابین منگوا کر اس نئی زبان مین انکا ترجمہ کرایا۔ یہ جدید مذہب جسے شاہ تبت نے اپنی بیویون کے خوش کرنیکے لئے تبت مین شائع کیا تھا۔ زیادہ نفع بخش ثابت نہوا۔ تھوڑی ہی مدت بعد اس مذہب نے ملک مین مضر اثر دکھانا شروع کیا۔ اس ملک مین رواج پانے کے قبل ہی بدھ مذہب غیر خالص ہو چکا تھا اور وہان کے قدیم توہمات نے اپنا اور بھی برا اثر کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہان حد درجہ کی شیطان پرستی مروج ہو گئی۔ مخفی نرہے کہ اہل تبت طبعاً نہایت بزدل واقع ہوے ہین

انھین نہ صرف اِس زندگی مین ہزار ہا شیاطین کا خطرہ لگا رہتا ہی بلکہ وہ آنیوالی زندگی مین بھی ان پلید ارواح کے حملون سے خائف رہتے ہین اور ان مصائب سے بچنے کیلئے خفیہ طور پر اپنے مذہبی پیشواؤن کو بڑی بڑی رقمین دیتے ہین۔ غرض موقع عمدہ ہونیکی وجہ پیشواؤن یا لاماؤن کی تعداد اتنی تبتی شارلیمین اور اسکے جانشینون کے عہد مین روز بروز بڑھتی گئی۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ ملکی معاملات مین بھی دخل دینے لگے اور آخر نوبت یہانتک ہوپنچی کہ تھوڑی سی کشاکش کے بعد انھون نے ملک مین اعلیٰ اقتدار حاصل کرلیا اور اصلی فرمانروا ان کے ہاتھون مین محض کٹھ پتلی کیطرح کام کرنے لگے۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ زمانہ بعد انھون نے راجہ کو بالکل الگ کردیا اور خود علانیہ طور پر حکومت کرنے لگے۔

ویڈل صاحب کا بیان ہی کہ تبت کا پہلا مذہبی فرمانروا سُرخ ٹوپی والے لاماؤنکا اعلیٰ پجاری تھا۔ سُرخ ٹوپی والے لاماؤنکا بڑا معبد ساکی واقع مغربی تبت مین تھا۔ تبت کا مغربی حصہ عملاً اسی اعلیٰ لاما کے ماتحت تھا لیکن ۱۲۵۷ء مین چین کے مغل شہنشاہ نے اِسے تمام تبت کا بادشاہ بنادیا۔ چین مین جب خاندان مغلیہ کو زوال ہوا تو بہت سے بدھ مذہب کے پیرو کلموک شاہزادونکے ساتھ منگولیا کے حدود سے نکلکر سائبیریا پہونچ گئے اور اسطرح تبت سے ان کا بالکل قطع تعلق ہوگیا۔ پس انھون نے جداگانہ ایک لامائے اعظم منتخب کرلیا۔ اسکا صدر مقام ارگا قرار دیا جو جھیل لو بنور کے کنارے واقع ہی۔ اسکے تعلقات روس سے بذریعہ رزیڈنٹ کے قائم ہین۔ لیکن ساکی کے لاما اور اسکے جانشین خاندان مغلیہ کی محافظت سے محروم ہوکر بھی تبت کے بہت بڑے حصے پر بدستور حکمران رہے اور گو چین کے نئے خاندان نے ان کے اختیارات کم کرنے کے لئے ایک رقیبانہ جماعت کے اعلیٰ پجاری کو ایک قیمتی پتھر کی مہر اور شاہی خطابات دیدیئے تاہم یہ خاندان قریباً چار صدی تک اچھی طرح حکومت کرتا رہا۔ ۱۳۴۱ء مین چند خانہ بدوش تاتاری قبائل نے شمال کی جانب سے حملہ آور ہوکر پرانے طرز کے لاماؤنکی حکومت کو تہ و بالا کردینے کی کوشش کی۔ اس موقعہ پر لاماؤن کی ایک اور جماعت کے (جسے زرد ٹوپی والے لاما کہا کرتے تھے)

حریص پیشوا نے حملے کی گڑبڑ اور سائی لاما کی برائے نام حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر سرخ ٹوپی والے لاماؤن کے ہاتھ سے تبت کی عنان حکومت زبردستی چھین لی۔ زرد ٹوپی والی جماعت کا لاما ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ اسنے اپنے مربی تاتاری شہزادے گوشی خان سے درخواست کی کہ ایک مسلح فوج کے ذریعے سے سائی لاما کو شکست دیکر گدی میرے حوالے کردی جائے۔ اس مہربانی کے معاوضے مین اسنے گوشی اور اسکے جانشینون کو "شاہ" کا خطاب دیکر لاسہ مین فوجی کمانیر مقرر کردیا گو حقیقی طور پر گدی کا مالک اور اصلی فرمانروا خود یہی زرد ٹوپی والا لاما تھا۔ یہی شخص سب سے پہلے ڈلائی[۱] لاما کے لقب سے مشہور رہا۔

تخت پر قبضہ پانے کے بعد اس مذہبی فرمانروا نے چین کے مانچو بادشاہ سے ملاقات کی اور اسکا باجگذار بننا منظور کرلیا۔ بادشاہ چین کیجانب سے اسے مستقل طور پر تبت کی شاہی دیگئی۔ بقول ویڈل صاحب کے اسی شخص نے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو خدا کی خاص نسل سے ظاہر کرنا شروع کیا تھا۔ یہ شخص زرد ٹوپی کے مشہور لاماؤن مین پانچوین درجے پر تھا جنمین سے پہلے کی نسبت خیال کیا جاتا تھا کہ وہ بدھ کا اوتار تھا اور لوگ سمجھتے تھے کہ اسکی روح اسکے جانشینون مین حلول کرجاتی ہی۔ نئے لاما نے اس خیال کو توسیع دیکر خود کو اور اپنے جانشینونکو تبت کے نہایت زبردست اور ہردلعزیز بادشاہ سٹرانگٹس گمپو کا اوتار ظاہر کیا۔ اسکے جانشینون کو بہت سی مشکلات پیش آئین۔

سترھوین صدی کے ابتدائی حصے مین مذہبی فرقے کے لوگون نے بغاوت کردی بعد بغاوت کے ایک بڈھے پروہت کو ڈلائی لاما منتخب کیا گیا اور یہ کہدیا گیا کہ پہلے ڈلائی لاما کی روح اسمین حلول کرگئی ہی لیکن ایک مقابل جماعت نے اپنی طرف سے ایک بچے کو پیش کرکے دعویٰ کیا کہ اصلی اوتار ہونے کے لحاظ سے صحیح حقدار وہ ہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین مین ایک خوفناک

---

[۱] اس شخص نے اپنا لقب "گیا ٹشو" اختیار کیا جسکے معنی ہین سمندر کے مثل وسیع۔ مغل زبان مین سمندر کیلئے تالی کا لفظ آتا ہی اور یہی لفظ تالی گبڑ کر ڈلائی ہوگیا۔ یہ لفظ بحر العلوم یا دریا ساگر کا مرادف ہی۔

خانہ جنگی چھڑ گئی جس مین مجبوراً فغفور چین کو مداخلت کرنا پڑی چنانچہ اسنے لاسہ پر اپنا قبضہ کر کے تاتاری غاصب کو قتل کر ڈالا اور اسکے بعد اس نئے نوکدی کا وارث قرار دیکر آئندہ کیلئے حکم دیا کہ جانشینی کا مسئلہ پیدائشی درثا کے ذریعے سے طے کیا جائے اور ایک دلائی لاما کے بعد اسکا بیٹا ڈلائی لاما ہو۔ لیکن اس شخص نے لوگون پر صرف روحانی اقتدار قائم رکھا اور ایک عمر رسیدہ وزیر کو بادشاہ بنا دیا۔ وزیر بظاہر لاما ئے اعظم کے ماتحت تھا۔ گر سارے اختیارات حکومت اسی کو حاصل تھے۔ کچھ زمانے بعد لاما نے بادشاہ کو قتل کر ڈالا جسکی پاداش مین شہنشاہ چین نے اسے قید خانے مین ڈالدیا۔ آخر الذکر نے ایک روحانی اتالیق مقرر کر دیا اور حکومتی اختیارات محل کے میر کو تفویض کر کے اسے بادشاہ مقرر کر دیا۔ چینی امبان نے اتالیق کو قتل کر ڈالا اس سے ملک مین بغاوت پھیلگئی جسمین چینی بہت زیادہ مارے گئے۔ آخر چین سے ایک تادیبی مہم بھیجی گئی جسکا اثر یہ ہوا کہ چین کا تبت پر بدستور اقتدار قائم رہا اسکے بعد عرصے دراز تک اتالیق کا عہدہ چینی امبانون کے ہاتھ مین رہا اور ایک طرح پر تبت کی حکمرانی انھین کے قبضے مین رہی۔ ڈلائی لاما ہمیشہ کسی پر اسرار طریقے سے بچپن ہی مین مر جاتے تھے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ چھوٹے بچے ہی تخت پر بیٹھتے تھے اور اتالیقی کا عہدہ بدستور جاری رہتا تھا۔

تبت کی موجودہ پیچیدگیان

(از فورٹ نائٹلی ریویو)

سابق مضمون مین یہ لکھا جا چکا ہے کہ ۱۸۰۰ء کے بعد سے ڈلائی لاما کسی عجیب طرح سے سن بلوغت تک پہونچنے کے قبل ہی مر جایا کرتے تھے۔ موجودہ ڈلائی لاما پہلا شخص ہے جسنے اٹھارہ سال سے زیادہ کی عمر پائی۔ ۱۸۹۵ء مین وہ اس عمر کو پہونچا کہ خود بلامدد اتالیق کے حکومت کر سکے۔ اسنے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ مثل اپنے چار سابق ڈلائی لاماؤن کے "راحت ابدی" نہین حاصل کریگا بلکہ مذہبی مقتداؤن کے سیاسی اختیارات کو توڑ کر "حیات دُنیاوی" مین رہیگا۔ اسکے ساتھیون نے عجیب چال کی۔ انھون نے

دھوکے سے شاہی مہر اتالیق سے لے لی اور اسے ایک معبد مین قید کردیا جہان وہ تھوڑے ہی زمانے مین مرگیا۔ امبانون نے فوراً چین سے ایک حکمنامہ اِس مطلب کا حاصل کیا کہ شاہی مہر انھین واپس دیجائے لیکن اِسی اثنا مین ایک نیا چینی امبان لاسہ پہونچ چکا تھا۔ اسے رشوت دیگئی اور یہ حکمنامہ معطل رکھا گیا البتہ اسنے چین کو اطلاع دیدی کہ حکم کی تعمیل کردیگئی۔ چونکہ اس زمانے مین چین و جاپان مین جنگ شروع ہوگئی تھی۔ لامانے اِس سے فائدہ اُٹھایا اور مختلف قبائل کو آپس مین لڑا کر آخر مین خود سب کو مغلوب کرلیا اور پھر اسکی ایسی ہیبت بیٹھ گئی کہ کسی مین اسکی مخالفت کی ہمت باقی نرہی۔ اب اسنے اپنے اختیارات کو عمل مین لانے کی طرف توجہ کی۔ ہندو چین کے مابین سنہ ۱۸۹۰ء مین جو عہدنامہ ہوا تھا اسنے اسکو قطعاً نامنظور کردیا اور سنہ ۱۸۹۳ء کے معاہدہ سکم کو بھی بیکار کردیا کیونکہ اِن دونون معاہدون مین تبت کے مفاد کا خیال نہین کیا گیا تھا اور نہ تبت سے مشورہ لیا گیا تھا۔ تمام لاما سکم کے معاہدے سے سخت ناخوش تھے کیونکہ چینی اور فارسی مین ہندوستانی تجارت کے فروغ سے انکا بہت بڑا نقصان تھا مزیدبران تبت کے سرحدی قبائل اور خود اہل سکم اِس معاہدے سے رنجیدہ تھے کیونکہ چراگاہ کا وہ وسیع میدان جو سنہ ۱۷۹۲ء مین شہنشاہ چین نے دلائی لاما کو دیا تھا، وہ انگریزون کے تحت مین آگیا تھا اور انگریزون نے تبت والون کو اسمین آنیسے کو روک دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تبت والون نے اہل سکم کو اپنے چراہ گاہ مین آنیسے روک دیا۔

سنہ ۱۸۸۵ء مین تبت کے معاملات نے نمایان صورت اختیار کی۔ اور سنہ ۱۸۸۶ء مین چین اور برطانیہ کے مابین ایک معاہدہ ہوا اور اس معاہدے مین برطانیہ نے صریحی طور پر تبت پر چین کے حقوق شاہی تسلیم کرلیئے۔ یہ معاہدہ برما کے کانونشن کے نام سے مشہور رہا۔ اسمین تبت اور ہندوستان کے تجارتی معاملات کے متعلق سنہ ۱۸۷۶ء کے معاہدے مین کچھ ترمیم کی گئی تھی۔

سنہ ۱۸۹۰ء مین تبت کے متعلق ایک جدید معاہدہ ہوا۔ فتح برما کے بعد انگریزون نے بہامو پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس پر چینیون نے اعتراض کیا اور ان کے راضی کرنے کے لئے برطانیہ نے تبت کے معاہدے مین چین کے مزید حقوق تسلیم کیئے اور خاص رعایتین بھی کین۔ اہل تبت نے اسے برطانیہ کی کمزوری پر محمول کیا اور اُنھون نے سکم پر قبضہ کرلیا اور آخر جنگ کے بعد وہ وہان سے خارج کیئے گئے یہ معاہدہ سکم کانونشن کے نام سے مشہور رہا۔

پہلے یہ لوگ بلحاظ موسم کے ایک دوسرے کے چراگاہ سے فائدہ اُٹھایا کرتے تھے ۱۸۹۹ء تک اسکا کچھ فیصلہ نہوا اور اسی اثنا مین چینی رزیڈنٹ نے برٹش گورنمنٹ کو یہ اشارہ کیا کہ اگر وہ پوری سختی سے کام نہ لے گی تو یقین ہی کہ اہل تبت روس سے مدد مانگین کیونکہ وہ واقف تھا کہ ڈارجیف[1] کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا ہی چینی رزیڈنٹ کے احمقانہ فعل کا یہ نتیجہ ہوا کہ تبت کے معاملات بہت پیچیدہ ہوگئے برطانیہ چین اور روس ایک دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھنے لگے ابھی سیاسی مراسلات جاری تھے کہ اپریل ۱۹۰۳ء مین چینی اخبارات نے ایک معاہدہ کا نکلنی کی نقل شائع کی جو روس اور ڈلائی لاما کے مابین ہوا تھا۔ اس سے چین کو یہ شک پیدا ہوا کہ برطانیہ اور روس خود چین کو تقسیم کر لینا چاہتے ہین اور تبت کی مداخلت اسکی ابتدا ہے۔ دوسرے جانب جنگ روس و جاپان (۱۹۰۴ء) سے چین کی انتہائی کمزوری ظاہر ہوگئی اور ڈلائی لاما کو یقین ہوگیا کہ چین اسکی محافظت نہین کر سکتا۔

معاملات کی یہ صورت تھی کہ ہر جانب شک اور بدگمانیان بڑھی ہوئی تھین روس جنگ مین مبتلا تھا، چین خود کمزور تھا، تبت کے لاما ڈلائی لاما سے اسوجہ سے دلمین رنجیدہ تھے کہ اسنے انکے اختیارات اور فوائد کم کر دیئے تھے، ایسی حالت مین لارڈ کرزن نے موقع غنیمت سمجھا اور کرنل ینگ ہسبینڈ کے زیر کمان ایک مہم تبت کو روانہ کر دی، اس فوج نے جو غیر معمولی کامیابی

[1] یہ شخص سرحد روس کا رہنے والا ہی اور قوم [illegible] سے تعلق رکھتا ہی اور چونکہ روس نے ہمیشہ سے اس قوم کے ساتھ مراعات کیئے ہین اسلیئے اسکا رجحان طبعی ابتدا سے روس کیجانب رہا ہی۔ اسنے عمدہ روسی تعلیم حاصل کی ہی، روس ہندوستان اور سیلون کی سیاحت کی ہی، فن انجنیری اور توپ کے کام سے واقف ہے ۱۸۸۰ء مین یہ لاسہ آیا اور پانچ برس تک وہان پڑھتا رہا اور ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کی۔ اُسی وقت سے اسنے موجودہ ڈلائی لاما پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا، ڈلائی لاما کی خود مختاری حاصل کرنیکے بعد معاملات تبت مین اسکا اثر بہت بڑھ گیا اقوام کلموک اور [illegible] جو نذرانے ڈلائی لاما کو بھیجتے ہین اسکو یہی شخص وصول کرتا ہی یہ بھی ایک سبب اسکے اثر کا ہی اور یہ تو یقینی ہی کہ اس سے زیادہ واقفکار کوئی شخص لاسہ مین نہین ہے۔

حاصل کی تو ڈلائی لاما کو لپٹ ذاتی بچاؤ کیلئے سوائے فرار کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ وہ مجبوراً
اُرگا کو چلا گیا اور اپنی مرتیا پہوچی کے سپرد کر گیا چین نے عارضی طور پراسے معزول کر دیا۔
ینگ ہسبینڈ سے جو معاہدہ ہوا اسپر پنچن لاما نے اور مانچو ارزیڈینٹ نے دستخط کیئے اب نوان
شکائی کو ہر طرح کی فوقیت حاصل ہو گئی اور اسنے نہایت کامیابی سے روسی مطالبات کو سترد کر دیا
اگرچینی اخبارات برابر یہ کہتے رہے کہ جبتک کاشغر اور ارگا روس کو نہ دے جائینگے وہ مطالبات
باز نہ آویگا۔ روسیون نے واقعی چینی سرحد پر ہر طرف دباؤ ڈالا اور پنچن لاما ایک حد تک یہ ارادہ
ہو گیا تھا کہ ارگا مین جاپانی اور یوروپین تجارت کے عام داخلے کی اجازت دیدے مگر اسکی نوبت
نہین آئی اسی اثنا مین چینی رزیڈینٹ مع اپنے تمام ساتھیون کے تبت مین قتل کر دیا گیا اور مختلف
اطراف مین بغاوت پھیل گئی جس کے فرو کرنے کیلئے چین نے فوج روانہ کی اور سخت خونریزی
ہوئی جب بغاوت بیطرح فرو ہو ئی تو چین نے یہی مناسب سمجھا کہ ڈلائی لاما کو جسے اسنے معزول
کر دیا تھا دوبارہ اپنی جگہ پر متمکن کرے اور اسکی وساطت سے تبت مین امن وامان قائم کرے۔

۵ اس موقع پر امبان نے جو اعلان جاری کیا اسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

یہ اعلان امبان کو ۹ ستمبر کو تار کا جواب موصول ہونے پر کیا جاتا ہے"
ڈلائی لاما کا عہدہ عارضی طور پر ضبط کیا جاتا ہے اور اسکی جگہ تاشی لاما کو دیدی جاتی ہے۔ دو سو
سال سے زائد زمانہ گذرا کہ تبت سلطنت چین کا باجگذار رہا ہے اور ڈلائی لاما کو اس مملکت عظیم
سے بڑے بڑے فیض پہونچتے رہے ہین لیکن اسنے انکا کوئی مناسب معاوضہ نہین دیا چونکہ وہ اپنے
عہد پر قائم نہین رہا اسلئے دیوتا اور محافظت کرنیوالی روح اس سے ناراض ہو گئی ہے۔ اسنے اپنی
رعایا کو آزادی دے رکھی تھی کہ جیسا انکے جی مین آئے کرین۔ سکم اور تبت کی حدبندی کا جھگڑا جو
دس سال سے چلا آرہا ہے اسکے تصفیہ کے لئے اس نے کوئی حکم نہین دیا اور گو اسے حکم دیا گیا تھا
کہ اس معاملے کو جلد طے کر ڈالے تاہم اسنے اسطرف بالکل توجہ نہ کی بلکہ برعکس اسکے سپاہ جمع کر کے
جنگ کی تیاری کر دی اسکے بعد جب اسے شکست ہوئی اور مشکلات پیش آئین تو اسنے بجائے ملک

ہرچند کہ ڈلائی لاما کے حالات اور خیالات مشکوک تھے مگر اسوقت اسی مین مصلحت نظر آئی اور نہایت اعزاز سے اسکو پیکن مین بلایا گیا ہے۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء کو اسنے شہنشاہ چین اور ملکہ چین سے ملاقات کی اور بطور اظہار خوشنودی کے اسکے وظیفے مین دس ہزار ٹیل کا اضافہ کیا گیا اور "وفادار اطاعت شعار۔ تہذیب پسند" کے الفاظ اسکے خطاب مین بڑہا ے گئے۔ جو تجاویز اسکے روبرو پیش کی گئین وہ حسب ذیل ہین (۱) تبت کو ایک آئینی صوبہ بنا دیا جائے (۲) تبت کے مالی معاملات مین اصلاح کیجائے (۳) ایک جدید انتظامی طبقہ قائم کیا جائے (۴) تبت مین مغربی تعلیم رائج کیجائے (۵) اہل تبت مین تو اسقدر ان فوج بننے کی کہان تک قابلیت ہے۔ (۶) ڈلائی لاما مانچو ریزیڈنٹ کے ساتھ کام کرنے پر کہان تک متفق ہے (۷) ڈلائی لاما ان لوگونکو کیا سزا دیگا جنھون نے (بظاہر اسکی عدم موجودگی مین معاہدہ کرنیکے سبب) تبت کے قوانین کو توڑا ہے (۸) آیا ڈلائی لاما اپنی رعایا کو کافی طور پر قابو مین رکھ سکتا ہے۔ جسوقت پیکن مین ڈلائی لاما سے یہ معاملات طے ہورہے تھے نہ صرف متعدد وائسرائے نے تار دئے کہ ڈلائی لاما کو اسقدر غیر ضروری وقعت نہ دینا چاہیئے

اور رعایا کی محافظت کرنے کے ایک نامعلوم ملک کے دور دراز حصے مین بھاگ جانا پسند کیا۔ دوران جنگ مین ہزارون لاکھون تبتی قتل ہوئے اور جو بھاگ گئے یا جنگ کرنے کے ناقابل تھے انھین اسنے برا بھلا کہا۔ دلائی لاما کے استاد۔ اتالیق مرحوم اور امبان کی خواہش تھی کہ معاملات امن کے ساتھ طے ہوجائین مگر موجودہ ڈلائی لاما نے حسد کی وجہ سے بہت لوگونکو قتل کر ڈالا جس سے اہل تبت کو سخت رنج پہونچا۔ علاوہ برین اسنے بڑے لوگونکی نصیحتین سن سن کر اتالیق کو بھی سخت سزا دی۔ شاپی پال جور ڈورجی کے معاملے مین ڈلائی لامانے امبان کو اطلاع دی۔ امبان نے شہنشاہ کو خبر بھیجی اور اسنے شاپی کو سزا دی۔ بقیہ شاپی بھی اگر سزا کے مستحق ہوتے تو انھین قومونکے قانون کے مطابق سزا دینی چاہیئے تھی لیکن ڈلائی لامانے شہنشاہ کو خبر بھیجکر خود ہی انھین سخت سزائین دین اور جب اسکا غصہ فرو ہوگیا تو انھین آزاد کر دیا۔ اسطرح گویا اسنے نہ تو بادشاہ کا کہنا مانا نہ قانون کی پرواہ کی اور نہ انصاف کی۔

بلکہ عام طور پر بھی اس خیال کا اظہار کیا گیا - دلائی لاما نے اپنے زمانۂ قیام پیکن مین غیر ممالک کے چار سفراسے ملاقات کی اور تیس ہزار منگولین اس سے ملے - اسکے زمانہ قیام پیکن ہی مین ۱۳ - نومبر کو ملکہ اور شہنشاہ چین کا انتقال ہوگیا - اسنے رسوم تعزیت وغیرہ نہایت خوبی سے ادا کیئے بالآخر وہ تبت کو روانہ ہوا - جو راستہ اسکے لیئے مقرر کیا گیا تھا اس راستے سے وہ نہین گیا بلکہ اور راستون سے گیا تبت مین پہونچتے ہی اسنے تمام لاماؤن سے مخالفت شروع کردی خصوصکر پنچن لاما سے اسنے سخت مخالفت کی کیونکہ اسے یہ گمان ہوگیا کہ گورنمنٹ چین بہت جلد سے پیکن بلانیوالی ہے اور اسی کو تبت کا حاکم اعلیٰ مقرر کرکے رزیڈنٹ کے اختیارات وسیع کردے گی اور اسطرح تبت کو ایک چینی صوبہ بنالے گی - دونون جانب سے کشاکش شروع ہوئی اور جب چین نے زیادہ زور ڈالا اور پے در پے فوجین بھیجین تو پھر دلائی لاما نے فرار اختیار کیا اور اکی اسنے برٹش گورنمنٹ کی پناہ مین آنا زیادہ مناسب سمجھا - برٹش گورنمنٹ نے اگرچہ اس سے کوئی خاص وعدہ معاونت نہین کیا مگر اسکا پورا پورا اعزاز ملحوظ رکھا -

جنگ کی آئندہ حالت

جین بلاک پولینڈ کے ایک غریب یہودی کا لڑکا تھا۔ وہ سنہ ۱۸۳۶ء مین پیدا ہوا اور ریل کے کاروبار سے اسنے دولت کثیر حاصل کی۔ پچاس برس کی عمر مین اسنے کُل کاروبار چھوڑ دیا، اور موجودہ زمانے کے امکانات جنگ پر اسنے غور کرنا شروع کیا۔ آٹھ برس تک وہ اس کام مین مشغول رہا اور آخرکار سنہ ۱۸۹۸ء مین اسنے اپنی محنت کے نتائج چھ جلدون مین شائع کیے۔ مسٹر ڈبلیو ٹی اسٹڈ نے اسکا خلاصہ ایک جلد مین شائع کیا اور پھر حال مین ہارمسورتھ کمپنی نے اس ایک جلد کا نہایت مختصر خلاصہ طبع کیا ہے۔ مضمون ذیل اسی آخری خلاصے سے لیا گیا ہے۔ مسٹر جین بلاک کی یہ رائے ہے کہ حالات موجودہ مین یورپ کی دو سلطنتون مین سرزمین یورپ پر جنگ کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ اس نامور شخص کا انتقال ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوا اور اسکے قبل ہی اسکے بہت سے خیالات کی صحت ثابت ہو چکی تھی۔

یورپ مین عام و خاص کا خیال ہے کہ زمانہ موجودہ مین جیسی مسلسل ترقی سامان جنگ مین ہو رہی ہے وہ دو حال سے خالی نہین یا تو یہ ایک ایسی جنگ عظیم کا پیش خیمہ ہے جسمین فاتح اور مفتوح دونون تباہ ہو جائین، یا اسکا نتیجہ یہ ہو کہ قوم کی حالت سخت ابتر ہو جائے۔ کیا حالات کے اعتبار سے یہ غیر اطمینانی کیفیت قابل تسلیم ہے؟

اسمین شک نہین کہ موجودہ زمانے مین جو تباہی جنگ سے پیدا ہوگی، وہ ہر شخص پر ظاہر ہے مگر یہ علم یا یقین بنفسہ اس امر کی ضمانت نہین ہے کہ لڑائی دفعتاً نہ چھڑ جائے، اور وہ بھی خود شرکاء جنگ کے

خلاف مرضی۔ ایسے موقع پر بیکن کے الفاظ یاد آتے ہین کہ "اس خود نما دنیا مین عقلمند کے بہ نسبت احمق زیادہ کامیاب ہوتے ہین اور بیکسِ اشخاص دانشمندون سے زیادہ با اثر ثابت ہوتے ہین"

تاریخ انسانی کو بغور مطالعہ کرنیسے یہ معلوم ہوتا ہو کہ زمانہ سابق مین جنگ انسان کے خلقی صفات مین داخل تھی' اور باوجودیکہ تہذیب مین اس درجہ ترقی ہوگئی ہو اور ہر شعبہ مین ترقی و تبدیل نمایان ہو مگر اس معاملۂ خاص مین ابھی تک قدیم و جدید خیالات مین جنگ جاری ہو بنی نوع انسان کے کثیر تعداد کا خیال جسے ہم عام رائے کے لفظ سے ظاہر کرتے ہین' اور اس خیال کے مختلف قائمقام جنگجوئی اور خود جنگ کو مفاد عام کے خلاف سمجھتے ہین برخلاف اسکے صاحب جائداد اور اہل دولت علمی حیثیت سے بھی جنگجوئی کی تحقیق کو معاشرتی انقلاب کے ہم معنی قرار دیتے ہین۔ دوسری جانب ایجیٹیشن پیدا کرنیوالے عوام الناس پر اپنا اثر ڑالنیکے لئے تمام موجودہ حقوق کو بُرا کہتے ہین اور کامل ترین نظام حکومت مین جو حقوق ملسکتے ہین اُنسے زیادہ حقوق دلانیکا وعدہ کرتے ہین۔ اور اگرچہ عوام اِن خیالی باتونکے اثر مین جلد نہین آتے اور رجو کچھ کرتے ہین اپنے جذبات کی پیروی سے کرتے ہین لیکن اسمین شک نہین کہ بھڑکانیوالونکی تحریک سے وہ بہت کچھ موثر ہوتے جاتے ہین۔

ایسی صورت مین لازم ہو کہ تعلیم یافتہ اور با اثر اشخاص حالات جدیدہ کی روشنی مین جنگ کے نتائج پر بخوبی غور کرین اور سوچین کہ اِن حالات مین جنگ کا کیا اثر ہوگا اور انمین لاکھون شخصونکے قتل ہوجانیسے کیا صورت پیش آئیگی۔ اگر تمام امکانات پر غور کرنیکے بعد ہم یہ جواب دین کہ ایسی حالت مین جنگ ناممکن ہو بشکر اِن مصائب کا متحمل نہوگا جو آئندہ زمانے کی جنگ مین پیش آئین گے اور اہل ملک تکالیف قحط اور خلل کاروبار کو برداشت نہ کرسکین گے" تو پھر یہ سوال ہوسکتا ہو کہ لوگ اپنی قوت کو تباہی کے ذرائع مہیا کرنیمین کیون اسقدر زیادتی کے ساتھ صرف کر رہے ہین حالانکہ جس غرض کی انجام دہی کیلئے وہ قوت صرف کیجاتی ہو' وہ مقصد بھی نہین حاصل ہوسکتا"

موجودہ زمانے کے مکمل سلاح جنگ اور جنگی تعلیم کا قدیم زمانے مین بالکل وجود نہ تھا۔ اور اسوجہ سے جنگ بہ نسبت ماسبق کے زیادہ ہولناک ہوگئی ہی۔ توپ خانے کی آتش فشانی نے پیدل فوج کو غیر معمولی طاقت بخش دی ہی۔ بے دھوین کی بارود نے قتلگاہ کا ہولناک منظر آنکھون سے پوشیدہ رکھنا موقوف کردیا ہی یہ وہ اسباب ہین جنھون نے فوج کی قلبی کیفیت کو بدل دیا ہی اور اس تبدیل کیفیت کا ایک اور امر بھی معاون ہوگیا ہی وہ یہ کہ فوج کا کثیر حصہ اِن لوگون سے تیار کیا جائیگا جو قریب زمانہ جنگ کے کھیتون کارخانون اور دُکانون سے جمع کئے گئے ہون گے۔ جو ابتری جنگ سے پیدا ہوگی اور جو ہولناک ذرائع اس ابتری کے پیدا کرنیکے لئے مہیا کئے گئے ہین انکا خیال ہی اِس امر کے لئے کافی ہی کہ جنگی مہمات مین روک پیدا کیجائے۔ بلکہ بلا اس خیال کے بھی ظاہر ہے کہ موجودہ حالت ہمیشہ کیلئے نہین قائم رہسکتی۔ لوگ فوج کے بارگران سے پریشان ہورہے ہین مجبوراً یہ سوال کرنا پڑتا ہی کہ کیا فوج اور سلاح جنگ کیلئے روپے کی طلب اسیطرح جاری رہیگی اور اگر رہیگی تو انقلاب نہ پیدا ہوگا؟ یہ ماننا پڑیگا کہ یورپ کی حالت خراب ہورہی ہی کیونکہ اسکی قوت سامان جنگ مہیا کرنیمین تلف ہورہی ہی اسکا کرورون روپیہ جنگ کی تیاری مین برباد ہورہا ہی ملک کے ایجیٹیشن مین اسکی قوت رائگان صرف ہورہی ہی اور اس ایجیٹیشن کیلئے یہ جنگی اسراف عمدہ وبا اور عوام کو بھڑکانیکے لئے اچھا ذریعہ ہی۔ کیا اِس سے نجات پانا غیر ممکن ہی؟ ہمین یقین دلایا جاتا ہی کہ اس خطرے سے نجات ممکن ہی اگر یورپ کی سلطنتین یہ سوچین کہ اِس سامان جنگ اور ان انتہائی مصارف کا کیا نتیجہ ہوگا اور زمانہ آئندہ کی جنگ کس قسم کی ہوگی اور کیا اَب بھی اختلاف کی صورت مین جنگ کرنا پڑیگی اور کیا اختلافی معاملات کا تصفیہ صرف اِسی طرح سے ممکن ہے جسمین پانچ اول درجے کی سلطنتین، جدید آلات سے مسلح، ایک کرور سپاہ لیکر ایک دوسرے کے نیست ونابود کرنیکے درپے ہون۔

ہر شخص اِس خیال سے متفق ہی کہ اِس قسم کی جنگ کا ہونا غیر ممکن ہی لیکن اَب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ اِس قطعی صداقت کو یورپ کی گورنمنٹین اور قومین کب تسلیم کرین گی جب تنازعات

بین الاقوام مین جنگ سے کام لینا غیر ممکن ہو جائیگا اسوقت دوسرے وسائل تلاش کیے جاینگے۔

خشکی پر جنگ کس طرح ہوگی

فرانس اور جرمن مین جسوقت جنگ ہوئی اٹرکی روس مین جب میدان کارزار گرم ہوا اسوقت گولیونکا مہلک اثر جتنی دور پہنچتا تھا اب اس سے بدرجہا زیادہ دور تک وہ اپنا کام کرتی ہی۔ بارود مین نہ صرف قوت بہ نسبت سابق کے زیادہ ہی بلکہ دھوان بالکل نہین رہا ہی میگزین رائفل کے جاری ہونیسے فیر کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہی۔ اور ابھی رائفل مین تغیر برابر جاری ہی اور یوماً فیوماً یہ آلہ ہلاکت ترقی کرتا جاتا ہی۔ ان تغیرات سے نتائج ذیل بآسانی ذہن مین آسکتے ہین۔

(۱) بہ نسبت سابق کے زیادہ فاصلہ سے جنگ شروع ہو جائیگی۔

(۲) حملہ کے وقت صف بہت منتشر رکھنا پڑے گی۔

(۳) سامان مدافعت زیادہ مستحکم کرنا پڑے گا۔

(۴) میدان کارزار زیادہ وسیع ہوگا۔

(۵) تعداد ہلاکت مین کثرت ہوگی۔

اگر ہم صرف رائفل کے استعمال پر غور کرین تو زمانہ حال مین جو اصلاحین اسمین ہوئی ہین یعنی گولی کا دور تک پہونچنا، فیر کی تیزی، طریق استعمال رائفل کی عمدہ تعلیم نشانہ درست کرنیکی ترکیبون کی ایجاد، تو ہم کہ سکتے ہین کہ تنہا رائفل کے ذریعہ سے طرفین ایک دوسرے کو بالکل نیست ونابود کر سکتے ہین لیکن اسی قسم کی ترقی توپونمین بھی ہوئی ہی۔ تیز چلنے والی توپونکی ایجاد سے گولہ باری کی رفتار بہت تیز ہوگئی ہی۔ نہ صرف گولہ باری تیز ہوتی ہی بلکہ توپ کی ساخت کے مکمل ہو جانے اسمین نکل اسٹیل کے استعمال اور بہت قوی بے دود بارود کے رواج سے نشانے کے حدود بہت وسیع ہوگئے ہین۔ اب گولہ باری نہ صرف حملہ آور فوج پر ہوگی بلکہ کمک پر بھی اور چونکہ یہ امدادی فوج

زیادہ مجتمع صورت مین سفر کریگی اور اسلئے توپ کے سبب سے انمین اور بھی زیادہ ہلاکت واقع ہوگی۔ ایسے موقع پر ہمکو یہ سوال کرنیکا حق حاصل ہی کہ آیا وہ سپاہی جنھون نے بہت ہی قلیل مدت فوج مین نوکری کی ہوگی اس خطرناک گولہ باری کے مقابلے کی ہمت کرین گے۔

گولہ باری کی قوت مین ترقی ہونیکا لازمی نتیجہ یہ ہی کہ سامان مدافعت کو روز بروز زیادہ وسعت ہوتی جاتی ہی۔ دشمن کو روکنے اور حملے سے بچنے کی تدابیر مین وسعت ہو رہی ہی۔ یہ ضروری ہوگیا ہی کہ مدافعت مین جو لوگ شریک ہون وہ فوراً خندق کی پناہ حاصل کرین اور حملہ آور بھی ایسا کرنے پر مجبور رہین کیونکہ وہ ایکبارگی حملہ نہین کر سکتے۔ مدافعت کرنیوالون کو صرف سر اور ہاتھ باہر رکھنا پڑتے ہین۔ باقی انکا تمام جسم دھسون اور خندقون سے محفوظ رہتا ہی اور اسطرح حملہ آورون پر انھین بہت فوقیت حاصل رہتی ہی کیونکہ حملہ آور بے روک آتش فشانی کیلئے وقف رہتے ہین اور اسکا جواب دینا انکے لئے مشکل ہوتا ہی۔ مستند فوجی اہل الرائے کا خیال ہی کہ زمانۂ آئندہ کی جنگ مین مقدم یہ ہوگا کہ محصور مقامات پر قبضہ کرنے کیلئے پے در پے جنگ کیجائے انکی حفاظت مین تار اور خندقون سے بھی مدد لیجائیگی اور انپر غالب آنے کیلئے بہت بڑی جان فروشی کرنا پڑے گی۔ پیدل فوج اگر تعداد مین کم بھی ہوگی تو بھی اس بند مقامات سے انکا خارج کرنا بلا مدد توپخانے کے ممکن نہوگا اسلئے زمانہ آئندہ مین فوج انکا انحصار توپخانو نپر ہوگا۔ اگر طرفین کے توپخانے برابر قوت کے ہونگے تو حملہ آور روکنے کے توپخانے بالکل تباہ ہوجائین گے۔ اگر توپخانہ مدافعت اتنا قوی نہوگا ممکن ہی دونون تباہ ہوجائین۔ نقصانات اسقدر کثیر ہون گے کہ دونون جانب کے توپخانے بیکار ہوجائین گے یا یہ بھی ممکن ہی کہ توپخانے کے سبب سے اسقدر سپاہی ہلاک ہوجائین کہ جنگ ناممکن ہوجائے بے دود بارود کے استعمال کے سبب سے اس امر کا زیادہ تر امکان ہی کہ ایک جانب کے توپخانے کو دوسری طرف کے توپخانے اور نشانہ باز شدید نقصان پہونچائین۔ اندازہ کیا گیا ہی کہ اگر سو نشانہ باز نصف میل کے فاصلے پر پہونچ جائین تو ایک پورے توپخانے کو ڈھائی منٹ مین بیکار کردین گے۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ جدید توپخانون مین جو اعلی قوت کا مادۂ آتشگیر استعمال ہوتا ہی

اسکے ہروقت اُڑجانیکا خطرہ لگا رہتا ہی۔ اگر وہ غنیم کے نشانے کی زد مین آجائے یا کسی پھٹنے والے گولے کا ٹکڑا اُسپر پڑجائے یا اور کسی قسم کی بے احتیاطی ہوجائے تو یہ مادہ خود توپخانے کو تباہ کردیگا۔ ان وجوہ سے یہ کہنا بعید از قیاس نہین کہ کسی جدید یورپین جنگ مین توپخانے کے لئے سوائے تباہ ہونیکے اور کوئی کام نہین ہے۔

اب پیدل فوج پر نظر کیجئے زمانۂ آئندہ مین یورپین پیدل سپاہ مین زیادہ تر ایسے نوکار سپاہی ہونگے جنھین فن جنگ کی پوری تعلیم نہ ملی ہوگی یا محفوظ فوج ہوگی جو فن جنگ کو بھول چکی ہوگی اس سپاہ کا ایسے دشمن کی گولیون سے ہلاک ہونا ممکن ہی جنھین وہ دیکھ نہین سکتے اور دوری کے سبب انکی بندوقونکی آواز بھی وہ نہین سُن سکتے۔ انکے افسر ذکی کثیر تعداد نشانہ بازونکی نذر ہوجائیگی اور فوج بے افسر رہجائیگی۔ اندازہ کیا گیا ہی کہ ایک اوسط درجہ کی فوج مین ایک تہائی بہادر ہوتے ہین ایک تہائی بزدل اور ایک تہائی ایسے ہوتے ہین کہ اگر عمدہ طور پر اُنکی ہدایت کیجائے تو وہ بھی بہادر ہوتے ہین لیکن افسرون کے نقصان کے سبب یہ آخری حصہ بھی بزدلون کے شریک ہوجائیگا۔ علاوہ ازین میدان جنگ کے وسیع ہونیکے باعث پیدل فوج کو بہت جفاکشی اور صبر سے کام لینا پڑیگا اور جو فوج تجارتی مرکزون یعنی کاریگرون سے مرتب کیگئی ہو اس سے اس درجے کی جفاکشی کی توقع کرنا مشکل ہے

اگر حملہ آور فوج کا توپخانہ مقابلۃً بدرجہا زیادہ قوی نہو تو مدافعت کرنیوالی پیدل فوج کو اسکے دھسون سے خارج کرنا غیر ممکن ہوگا جب تک کہ حملہ آور چھ سات گونہ زیادہ اور کثیر نقصان برداشت کرنیکے لئے آمادہ نہون۔ فوج کے ہرجانب ہزار گز تک حلقہ مقتل سمجھنا چاہیئے۔ اسکا قطع کرنا بغیر اسکے ممکن نہین کہ اتنی بڑی قربانی کی جائے جسکے خیال سے خوف معلوم ہوتا ہی سنگین کا حملہ زمانۂ حال مین خواب وخیال ہے۔

کیا کسی ایسے سپہ سالار کا ملنا ممکن ہی جسمین ایک جدید یورپین فوج کے کمان کرنیکی غیر معمولی قدرت موجود ہو غیر معمولی اسلئے کہ یہ کمان کسی مجتمع فوج کی کمان نہین ہوگی بلکہ یہ کمان

ت کثیر التعداد فوج کی جو نہایت قوی اور مہلک آلات حرب سے مسلح ہوگی جو ایک وسیع
ن پر پھیلی ہوگی، جو ایسی لڑائیوں مین مشغول ہوگی جو لازماً کئی کئی روز تک جاری رہینگی اور جسکی
ایسی کمزور ہوگی جسکا تجربہ کسی جنگ مین نہ ہوا ہوگا۔ ان حالات مین ماتحت افسرون کی
یان بہت بڑھ جائینگی کیونکہ سپہ سالار تمام چیزونکو اپنے زیر نظر رکھ سکے گا اور جیسا کہ ابھی
کا ہے، موت کیلئے پہلے افسرون ہی کا انتخاب ہوگا۔ ان صورتون مین اغلب ہے کہ سخت کشت و
بعد جب جنگ رُکے تو دونون فریق فتحمندی کا دعوے کرین۔

اسکے علاوہ ہمکو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جدید جنگ کا اثر آبادی پر کیا پڑے گا۔ اگر سلسلۂ جنگ
ے تو جدید فوجونکی طبیعتین اسے کہانتک گوارا کرینگی اور عام باشندے جنگ کی چیزونکو کس
ین گے اور جنگ کے بعد جب سپاہی اپنے برباد شدہ مکانون پر لوٹین گے تو کسقدر ابتری
؟ یہ سوالات ہین جنپر غور کرنا ضروری ہے۔

یہ فرض کرنا چاہیئے کہ یورپ کی آئندہ بڑی جنگ سرحدات جرمنی پر واقع ہوگی خواہ جانب
رود فرانس اور جرمن مین خواہ جانب مشرق حدود جرمن آسٹریلیا اور روس مین، یہ بھی
دونون سرحدات پر جنگ شروع ہو جاے۔ موجودہ حالت کے اعتبار سے جرمنی کے لیے
د آسٹریا کے یہ ممکن نہوگا کہ وہ ایک ساتھ فرانس و روس دونون پر حملہ کرسکے، وہ مجبور ہوگی
ہ ایک جانب حملہ کرے تو دوسری جانب کی حفاظت کرے، فرانس پر حملہ کرنیکی صورت مین
ارگزار وسیع حصۂ ملک کو قطع کرنا پڑیگا جسمین مدافعت کا انتظام بہت ہی پیچیدہ طور پر کیا
در اگرچہ فرانسیسی فوج قوت مین جرمنی فوج کے برابر نہین ہے لیکن مدافعانہ حالت مین ہونیکا
نفع اسے حاصل ہوگا۔ جرمنی اپنی تیز اجتماعی قوت کے سبب سے ابتدائی کامیابیان حاصل
تو بھی موجودہ زمانۂ جنگ کے مشکلات ایسے ہین کہ غیر معمولی مفید حالات مین، پیرس پر قبضہ
ے اسے کم از کم دو برس صرف کرنا پڑینگے۔ دو برس گذرنے کے بہت ہی قبل جرمنی کی
حالت برباد ہو جائیگی۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ حملہ آور فوج برابر کمزور ہوتی جائیگی برخلاف

محفوظ فوج کے سبب سے مدافعت کرنیوالونکی قوت بڑھتی جائیگی۔ اگر بفرض فرانس جرمنی پر حملہ آور ہو تو اسکو اور بھی زیادہ مشکلات پر غالب آنا پڑیگا۔ جو پیچیدہ انتظامات آسٹریا اور جرمنی کے حملہ روکنے کیلئے روس مین کیئے گئے ہین وہ یقیناً ان کوششونکو بیکار ثابت کر دینگے جو اسکے خلاف کیجائین۔ روسی پولینڈ مین مدافعت کا جو انتظام کیا گیا ہو وہ ہر طرح مکمل سمجھا جاتا ہی۔ اگر آسٹریا اور جرمنی کسی طرح پولینڈ کی مدافعت پر غالب آجائین تو وہ دوسری محصور لائن پر اپنی قوت بیکار برباد کرینگے اور اگر وہ دوسرے سلسلۂ حصار کو بھی توڑ دین تو بھی سینٹ پٹرسبرگ اور ماسکو اسسے بہت دور ہونگے۔ روس کی فوج محفوظ اتنی زیادہ ہی کہ مسلسل کمزور ہونیوالی حملہ آور فوج کے مقابلے مین وہ پے در پے فوجین لاسکتا ہے۔ روس اگر جرمنی پر حملہ کرنا چاہیگا تو اسے مدافعت کے نہایت ہی پیچیدہ سائنٹفک طریقون سے سابقہ پڑیگا اور جنگ کی تمام مشکلات کے علاوہ اسے ایک خاص مشکل یہ پیش آئیگی کہ غنیم کے ملک مین اسے بہت بڑی فوج کیلئے رسد بہم پہونچانا پڑے گی۔ آسٹریا کی سرحد گلیشیا کی کمزوری روس کو طمع دلاسکتی ہو مگر روس کو جرمنی سے مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ آسٹریا کے ساتھ ہی اگر جرمنی پر حملہ نہ کیا گیا تو وہ محض اپنی قوت کا ضائع کرنا ہوگا۔

پس عام نتیجہ یہ نکلتا ہو کہ کسی بڑے یورپین مقابلے مین مخالف کے ملک کے اندر اسپر حملہ کرنا نطلن غالب حملہ آورون پر برباد کردیگا اور دونون فریق بالکل تباہ ہوجائین گے۔

پانی پر جنگ کس طرح ہوگی

جدید جنگی جہاز ایک بہتا ہوا قلعہ ہی جسمین ہر قسم کا سامان جنگ مہیا کیا گیا ہی۔ بحری ایجادمین ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کیلئے یورپین سلطنتین پانی کیطرح روپیہ بہا رہی ہین اور علما اقتصاد کے تنبیہ پر مطلق توجہ نہین کرتین۔ جدید بحری آلات کی قوت نقصان رسانی اسقدر بڑھی ہوئی ہی کہ جو جہازات بڑی جنگونمین شریک ہونگے پس ایک بار جنگ کرنے کے بعد باقی زمانہ جنگ مین وہ بیکار محض رہین گے۔

جنگ مین سب سے زیادہ قوی وہ قوم ثابت ہوگی جسکے قبضہ مین سب سے زیادہ بحری کارخانے ہون
سامان جنگ کا ذخیرہ تیار ہو اور ایسے مقامات پر کوئلہ جمع ہو جو زمانہ امن مین انتخاب کئے گئے ہون
اور اسکے علاوہ ایک بیڑا جنگ سے علیحدہ ایسا بھی ہو جو بوقت ضرورت کام آسکے۔ یہ بیڑا اگرچہ
پُرانے طرز کا ہو مگر جدید توپخانون سے مسلح ہو۔ جب اول درجے کے جہازات بیکار ہو جائین اسوقت
اس قدیم طرز کے بیڑہ جہازات سے دشمن کو سخت نقصانات پہونچانا ممکن ہے۔

کروزر اور تارپیڈو کشتیونکو یہ اہم کام سپرد ہوگا کہ غنیم کے تجارتی جہازونکا تعاقب کرین اور ان
کوان پر حملے کرکے اُنھین غرق کردین تاکہ دشمن کی تجارت تباہ اور اسکی نقل و حرکت کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔
آئندہ زمانے مین بحری جنگ کا اثر تجارت پر ایسا خطرناک ہوگا جسکا اسوقت خیال نہین ہو سکتا۔ تمام حالات
پر غور کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بحری جنگ مدت تک جاری رہی تو انگلستان تمام اقوام پر غالب ہو جائیگا
اور تمام بحری اقوام کو وہ ہر موقع پر مغلوب کردیگا۔ لیکن بحری نقل و حرکت مین خلل پڑ جانیسے انگریزونکے
لئے ناممکن ہوگا کہ وہ زیادہ عرصے تک بحری جنگ قائم رکھ سکین۔

پس یورپین قومونکا جنگی جہازون کے اضافے اور سامان جنگ کے مہیا کرنیمین اس کثرت سے
خرچ کا بڑھاتے جانا ایک ایسا فعل ہے جسکی کوئی حد و غایت نہین معین ہو سکتی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مالی
اور معاشرتی مشکلات بھی سال بسال خطرناک طور پر بڑھتی جاتی ہین جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومتین مجبور
ہونگی کہ اس عبث مقابلے سے باز آئین۔ کاش اسقدر نقصان اُٹھانیکے بعد جو تجربہ اُنھین ہونیوالا
ہے آج ہی وہ اپنی انجام بینی سے اسپر عمل کرین!!

آئندہ جنگ سے یورپ کو جو کچھ حاصل ہوگا اسکا یہ ایک مختصر خاکہ ہے لیکن علاوہ ان نقصانات
کے جو قتل، آتش زدگی، گرسنگی اور مرض سے پیدا ہونگے، بحری جنگ جو صورت اختیار کریگی اور وحشیانہ
حرکات کی جو مثالین اسوقت پیش ہونگی جب ملکی انتظامات کو نئے نئے معاشرتی خیالات سے خطرہ ہوگا
ان سے بنی نوع انسان مین ایک بہت بڑی اخلاقی بُرائی بھی پھیل جائیگی۔ اُن نقصانات کی تلافی اور ان
زخمونکے اندمال کیلئے جو صرف ایک برس کی جنگ سے پیدا ہونگے کسقدر پُرمشقت کوششونکی ضرورت

ہوگی!! کتنے سرسبز ممالک ویران ہوجائین گے۔ کتنی آنکھین آنسو بہائینگی اور کتنے لوگون کو گداگری کرنا پڑیگی ۔ اس عجیب امر کے واقع ہونیکے بعد کتنا زمانہ درکار ہوگا کہ اعلیٰ اشخاص بنی نوع انسان کو یہ وعظ سنائین کہ "جسکی لاٹھی اُسکی بھینس" سے بڑھکر بھی کوئی اصول زندگانی ممکن ہے۔

علماء اقتصاد کے تنبہ

جدید جنگ کے سبب سے صرف کثیر کا برداشت کرنا لازمی ہے۔ اولاً یہ کہ ہر ملک کو اپنے ہی ذرائع سے سامان جنگ مہیا کرنا ضروری ہے۔ توپ بندوق بارود اور تمام دوسرے سامان بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ گران ہوگئے ہین اور جسقدر سامان موجودہ یورپ کی کسی جنگ مین صرف ہوگا وہ ناقابل حصر ہے فوج کی کثرت اور جدید آلات جنگ کی قوت اہلاک سے بیمارون اور زخمیونکی تعداد اور انکا صرف بھی بہت بڑھجائیگا۔ سامان رسد کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی اور جسقدر ضرورت بڑھیگی اسی اعتبار سے قیمتین بھی بڑھتی جائینگی۔ یہ ظاہر ہے کہ کوئی بڑی فوج دشمن کے ملک مین انکے ذخائر کے بھروسے پر نہین ٹھہر سکتی خاصکر جبکہ قلعہ بندیونکے سبب سے رفتار بہت سست ہو۔ بحری وسائل آمد ورفت مین جنگ کے شروع ہوتے ہی خلل پڑجائیگا۔ اس لحاظ سے انگلستان سب سے زیادہ گھاٹے مین رہیگا۔ بہت سے وجوہ ایسے ہین جنکی بنا پر آئندہ زمانے کی جنگ کے مختصر ہونے مین شک کرنا پڑتا ہے۔ ابتدائی تیاری کا زمانہ ریلونکے سبب سے بہت مختصر ہوجائیگا۔ مگر کوچ۔ قواعد جنگ کی نقل وحرکت مین ریلون سے بہت کم مدد ملیگی اور خاص میدان جنگ مین تو ریل کا کچھ کام ہی نہین ہے۔

اب خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یورپ کی سلطنتین علاوہ اپنی معمولی آمدنی کے خاص جنگ کیلئے کوئی ذریعہ آمدنی کا پیدا کرسکتی ہین۔ بحالیکہ جنگ کے اخراجات ایسے وسیع ہونگے۔ اور اگر وہ یہ غیر معمولی روش اختیار کرین تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ بغور سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی طاقت اقتصادی اعتبار سے جنگ کے اخراجات کے متحمل ہونیکی قوت نہین رکھتی۔ اس خصوص مین روس کو ایک خاص فوقیت حاصل ہے وہ یہ کہ اسکی فوج کا کثیر حصہ کاشتکارونسے مرتب ہوگا۔ اگر خاندان سے ایک

شخص جنگ مین شریک ہوجائیگا تو باقی اہل خاندان بدستور کاروبار کو جاری رکھ سکتے ہین مگر دوسری جانب روس کی زراعتی آبادی بہت ہی غریب ہو اور اسکے وسائل بہت جلد ختم ہوجائین گے۔

انگلستان کی کیفیت یہ ہو کہ بحری سلسلۂ آمد و رفت مین خلل پڑنا اسکی صنعت و حرفت کو بہت نقصان پہونچائیگا اور وہان کے باشندونکو خوراک کا ملنا مشکل ہوجائیگا۔ غیر ملکی گیہون پر انگلستان کا اس درجہ انحصار ہو کہ جنگ چھڑتے ہی وہان آثار قحط نمایان ہوجائین گے۔ جرمنی کے کاروباری آبادی کے کثیر حصے کو بھی جنگ چھڑ جانے سے نقصان عظیم پہونچے گا۔ کام کے بند ہوجانے اور قیمتون کے بڑھجانے سے شدید مصیبت کا سامنا ہوگا اور سخت بےچینی پیدا ہوجائیگی۔ فرانس نے اگرچہ ۱۸۷۰ء کی جنگ کے اقتصادی مشکلات کا مقابلہ کیا مگر اس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ وہ زمانۂ موجودہ کی مشکلات جنگ پر بھی غالب آسکے گا مثل جرمنی کے اسکی کاروباری آبادی تباہ ہوجائیگی اور اس فلاکت کا نتیجہ انقلاب ہوگا۔

پس ایک عظیم یورپین جنگ ان تمام قومون کی اقتصادی حالت کو معطل کردیگی جو انمین شریک ہونگی اور سوسائٹی کا شیرازہ درہم و برہم ہوجائیگا۔

موجودہ زمانے کی جنگ کے ایک دوسرے پہلو پر نظر ڈالنا باقی ہو یعنی مجروحونکی حالت اور تیمارداری۔ موجودہ صحیح آلات بہ نسبت سابق کے نہ صرف زیادہ فاصلے سے زخمی اور ہلاک کرسکتے ہین بلکہ انمین توڑ کی قابلیت بہت زیادہ ہو۔ موجودہ رائفل کی ایک گولی ہڈیون کو توڑتی ہوئی تین چار شخصون سے پے در پے گزر جائیگی۔ اسلئے پہلے سے زیادہ لوگ زخمی ہونگے اور فوج کی وسعت اور اسکے کثیر حصہ کی جسمانی کمزوری کے سبب سے بیماری بھی اسی کثرت سے ہوگی۔ بہر حال مریضون اور مجروحونکی تیمارداری پہلے کے نسبت بہت زیادہ مشکل ہوجائیگی جنگی نظام و ترتیب مین برابر ترقی ہوتی گئی مگر انتظام تیمارداری کیطرف سے غفلت رہی۔ علاوہ ازین میدان جنگ مین مجروحونکو مدد پہونچانا قریب قریب غیر ممکن کے ہو بارہ مین ہوکر مجروحونکو لیجانا پڑیگا اور اس صورت مین تیمارداران دونون کی جان ہر وقت خطرے مین رہیگی۔ بہتون کو گولیونکی بارش مین اختتام جنگ تک میدان جنگ مین پڑا رہنا ہوگا اور جنگ کئی کئی دن تک جاری رہ سکتی ہو۔ اس سے سپاہ کی ہمت و جرأت پر برا اثر پڑیگا

سپاہی اس امر کا یقین ہو کہ زخمی ہونے پر اسکی خبر گیری اچھی طرح کیجائیگی تو وہ بہت جوش کے ساتھ جنگ کریگا۔ برخلاف اسکے اگر اسکو یہ خوف دامنگیر ہو کہ زخمی ہو جانیکی حالت مین اسے فاقہ کشی اور مصیبت برداشت کرنا پڑے گی تو اسکی ہمت پست ہو جائیگی۔

یہ ظاہر ہو کہ زمانۂ گزشتہ اور زمانۂ آئندہ کی جنگ مین بہت بڑا فرق ہوگا۔ سابق کی لڑائیون مین وہ سپاہی شریک ہوتے تھے جنکا پیشہ سپہگری ہوتا تھا اور جنمین سے اکثر ایک مدت تک فوج مین رہ چکتے تھے۔ آئندہ زمانے کی فوج مین زیادہ تر ایسے لوگ شامل ہونگے جو معمولی کاروبار سے نکالکر فوراً فوج مین شامل کر دیئے گئے ہونگے۔ انمین سے جو زیادہ عمر کے ہونگے انمین اکثر اپنے خاندانون کے کفیل ہونگے جو زبردستی اپنے گھرون اپنے اہل وعیال اور کاروبار سے جُدا کئے جائینگے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام قوم کی اقتصادی حالت مختل ہو جائیگی وسائل آمدورفت منقطع ہو جائینگے اور اگر جنگ نے پانچ چھ ماہ سے زیادہ طول کھینچا تو ملک کا ملک دیوالیہ ہو جائیگا اور قحط بدترین صورت مین ظاہر ہوگا۔ اسلئے یہ توقع کرنا چاہیئے کہ عوام مین جو نفرت جنگی معاملات کے نسبت ہو وہ بڑھتی جائیگی۔ جنگی مقاصد کیلئے کثیر مصارف اور اسکے سبب سے ٹکسونکا بڑھایا جانا ایجیٹیشن پیدا کرنیکے عمدہ ذرائع ہین ایجیٹیشن پیدا کرنیوالے برابر کہ رہے ہین کہ زمانۂ تاریک کے قواعد جنگ اس سے کم تکلیف دہ تھے جو اس زمانے کے ہین۔

اب طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہو کہ خاتمۂ جنگ پر رعایا کو انکے نقصانات کا کیا معاوضہ ملیگا۔ مفتوح مُلک یقینًا اسدرجہ تباہ ہو جائیگا کہ وہ کسی قسم کا تاوان جنگ نہ ادا کر سکے گا اور اسلئے فاتح بطور معاوضۂ جنگ کے چند سرحدی صوبونپر اپنا قبضہ قائم رکھے گا گر یہ سرحدی صوبے خود اسقدر برباد ہوچکے ہونگے کہ وہ بجائے نفع کے نقصان کا باعث ہونگے۔ اختتام جنگ کے بعد ایک اور دقت کا سامنا ہوگا۔ افسرونکی تعداد بمقابلہ سپاہیون کے بہت کم رہجائیگی۔ کیا ایسی صورت مین جبکہ سوشلسٹ خیالات عام طور پر شائع ہو گئے ہین فوج جنگ کے بعد ہتھیار رکھدینا منظور کرے گی۔ اگر وہ نا منظور کرے گی تو کیا اس سے زیادہ بربادی نہ پیدا ہوگی جو فرانس مین چند روزہ سوشلسٹ اقتدار سے پیدا ہوئی تھی۔ معاملات کی موجودہ صورت جسقدر زیادہ دیر تک قائم رہیگی اُسی قدر زیادہ اندیشہ ہو کہ

کسی بڑی جنگ کے بعد یہ خطرہ پیش آئے جسقدر فوجی بار بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر عوام مین بے اطمینانی کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور معاشرتی انقلاب کا خوف پیدا ہوتا جاتا ہے۔

یہ ہین نتائج یورپ کے مسلح امن کے۔ یا تو جنگ کی تیاری کے اخراجات آہستہ آہستہ تباہی لائین گے یا بصورت جنگ یہ تباہی یک بیک آجائے گی اور دونون صورتون مین معاشرتی نظام مین ابتری پیدا ہوگی۔

قدیم مصری تمدّن کی اصل

اکثر اقوام عالم کی قدامت کا صحیح پتہ معلوم ہو گیا ہو لیکن مصریون کے تمدن اور انکی قدامت کا صحیح اندازہ ابتک نہو سکا۔ مدت سے علما اس فکر مین سرگردان ہین مگر ابتک وہ اِس مقصد مین کامیاب نہو سکے۔ ایک دلچسپ بحث بھی اِسی ضمن مین پیدا ہو گئی ہو۔ وہ یہ کہ جن مصریون کے پر شوکت آثار اس وقت تک سر زمین مصر مین موجود ہین وہ خاص اسی ملک کے باشندے تھے یا کسی دوسری جگہ سے آئے تھے۔ علما اِس سوال کے جواب مین ساکت ہین۔ ایک خاص خیال اِس رائے کے مخالف ہو کہ یہ تہذیب، یہ تمدن خود مصر کا پیدا کیا ہوا ہو۔ وہ یہ خیال ہو کہ جسقدر زمانہ بعید کیجانب ہٹتے جائیے مصر کی تہذیب زیادہ نفیس اور زیادہ اعلیٰ نظر آتی ہو۔ اگر یہ تہذیب خود اس ملک کی پیدا کی ہوئی ہوتی تو زمانہ مابعد کو فوقیت حاصل ہوتی نہ کہ زمانہ ماسبق کو۔ اِس خیال نے شک تو پیدا کر دیا مگر جب یہ سوال کیا گیا کہ آخر یہ تہذیب کہان سے آئی اور کون لایا تو سائنس دانون نے اسکے مختلف جواب دیئے مگر وہ اپنے خیالات کا بدیہی ثبوت نہ دے سکے۔ مسٹر جے۔ ایف۔ بی نے ایک مقام پر لکھا ہو کہ قدیم مصری کتبات مین کچھ تصویرین ہین جنکی تشریح ابتک قابل اطمینان طریقے سے نہو سکی۔ یہ تصویرین ایسے آدمیونکی ہین جنکے چہرے سُرخ تھے جنکے مُنھ پر ڈاڑھی نہین تھی اور جنکے سرون پر قدیم باشندگان پیرو (ملک جنوبی امریکہ) کے وضع کی پوششین تھین۔ "رامسیس ثانی کی تصویر پر نظر کرو اور غور سے دیکھو کہ یہ اصلی باشندگان امریکہ کے مشابہ ہو یا نہین۔ بس یہین اِس سوال کا راز مدفون ہے۔

یوکیٹن وسطی امریکہ مین ایک بہت ہی زرخیز مقام ہی جہان نمو کی یہ کیفیت ہی کہ اگر عمارات
چند برس تک اپنی حالت پر چھوڑدی جائین تو درختون اور گھاسونمین اسطرح پوشیدہ
ہوجائین کہ انکا پتہ بھی نہ چلے یہین کے کھنڈرات مین تمدن اور تہذیب کے وہ
ابتدائی کرشمے پوشیدہ ہین جو یہان سے نکلکر مصر اور بابل مین پہونچے یہان کے باشندے
نجومی مصور اور سنگ تراش تھے انھین نے اہرام بنائے اور حرفون کے عجیب
غریب طریقے ایجاد کئے۔
اس راز کے معلوم کرنیکے لئے ہمین ڈاکٹر اگسٹس پلانجن اور انکی بیوی کا شکرگزار ہونا
چاہیئے انھون نے ہرطرح کی دشواریان برداشت کرکے یوکیٹن کے کھنڈرات کی تفتیش
کی۔ ڈاکٹر پلانجن نے وہان کی زبان مایا (جو ابتک اپنی قدامت کی حالت مین قائم ہی)
پوری طرح سے حاصل کی اور انھون نے نہایت شد و مد سے اعلان کیا کہ دُنیا کی
تہذیب کا اصلی سرچشمہ یوکیٹن ہی اور جس دُنیا کو ہملوگ نئی دُنیا کہتے ہین اسے
درحقیقت پرانی دُنیا کہنا چاہیئے۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنی ساری دولت اس کوشش
مین صرف کردی اور غربت کی حالت مین انتقال کیا۔ انکی زندگی مین علماء یورپ و
امریکہ نے انکی رائے علی العموم تسلیم نہین کی مگر ڈاکٹر موصوف نے ایک ایسا راستہ
کھولدیا ہی کہ آئندہ تحقیقات کرنے والے اِس سے بڑے بڑے نتائج اخذ کرین گے۔
اسمین شک نہین کہ ڈاکٹر موصوف نے یہ ثابت کردیا ہی کہ مصر اور یوکیٹن کے تمدن
اور آثار مین ایسی قوی مشابہت موجود ہی کہ ایک کو دوسرے کی اصل قرار دیسکتے ہین
اور یوکیٹن کی تہذیب کو مصر کی تہذیب سے مقدم ماننا زیادہ قرین قیاس ہے
حال مین متوفی ڈاکٹر کی بیوی نے اِسی بحث پر ایک مضمون شائع کیا ہی وہ مضمون
ایسے جدید خیالات سے مملو ہی کہ اسپر جسقدر توجہ کیجائے کم ہی۔ وہ مضمون ذیل مین درج
کیا جاتا ہی مضمون کی دلچسپی کے لحاظ سے ہمنے اسکا بالفاظہ ترجمہ زیادہ پسند کیا۔

ہوتے ہین - اس نشان سے انڈے کا پانی مین تیرنا مقصود ہی کیونکہ پانی کی شکل اسطرح بتائی جاتی ہی - لیکن اسکے سوا یہ نشان مایا زبان کا بھی ہی - یہ حرف مایا اور مصری زبانون مین بالکل ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے -

اسطرح حروف م - ہ - ن حاصل ہوئے جنکی آواز مایا زبان مین ہن کی ہوتی ہی اور اسکے معنی مصری زبان مین "پیدا شدہ" کے ہین - انڈے کے اندر جو شکل ہی اس سے ابتک یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ نیلگون رنگی ہوئی تھی یہ اچھی طرح معلوم ہی کہ مصری دیوتا ؤنکا رنگ ہمیشہ نیلا بنایا جاتا تھا اور قوم مایا بھی اسی دستور کو ملحوظ رکھتی تھی -

خانقاہ کے شمالی جانب ایک زینہ ہی جو پچاس فٹ چوڑا ہی اور جسمین چالیس سیڑھیان ہین یہ زینہ بالاخانے کو گیا ہی اور اسمین سات کمرے ہین ان کمرونکی اندرونی دیوارون پر مختلف نظارے دکھائے گئے ہین اور اسطرح کے نظارے قدیم مصری مقابر کی دیوارون پر بھی بنے ہوتے تھے - افسوس ہی کہ جسوقت ہم وہان گئے ہین اسوقت ان پتھرون پر جو تین ہزار فٹ تک تصویرون سے ڈھکے ہوئے تھے، صرف ٹوٹی پھوٹی پچی کاری رہگئی تھی - عمارت مین معمولی قسم کے سنگ مرمر استعمال کیئے گئے تھے اور ان پتھرونمین بعض پتھر ایسے بھی تھے جو چھاپے کے پتھر کا کام دیسکتے ہین -

پیچن کے پرانے آثار مین ایک بہت ہی اہم عمارت تھی جسے وہان کے باشندے کونا کہتے ہین یعنی "خدا کا گھر" اس عمارت مین صرف ایک ہی کمرہ تھا اور ایک ہی دروازہ مغرب کیجانب تھا - اور دروازے کے اوپر تمام دیوار پر بہت ہی باریک نقش و نگار تھے یہ نقش و نگار پتھر کے بنے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا ہی کہ پتھر پہلے سے کاٹ کر جمائے گئے تھے - سرسری نظر ڈالنے سے خیال ہوتا ہی کہ دیوارون پر کچھ شکلین بنی ہوئی ہین، یہ شکلین بظاہر بدقطع اور بے ڈھنگی معلوم ہوتی تھین، مگر حقیقت یہ نشانات اور اشارے ہین کسی چیز کی صحیح شکل بنانا انکا مقصد نہین تھا بلکہ چند حروف کے اجتماع سے قبل التاریخ زمانے کے ایک عجیب الہیئت جانور کا نام ظاہر کرنا انکا مطلب تھا - یہ تو مشہور بات ہی کہ ایشیا مین ہاتھی کی تعظیم مدتون سے کی جاتی ہی لیکن ان دیوارون کے دیکھنے سے

معلوم ہوا کہ امریکہ کے عظیم الجثہ جانور پیپیڈرم کی تقدیس ان باشندوں مین رائج تھی جو زمانۂ قدیم مین
یوکیٹن مین رہتے تھے۔ اس جانور کا خرطوم آگے کو بڑھا ہوا ہی اور ڈاکٹر پلانجن نے تحقیق کیا ہی کہ
مایا زبان مین یہ ان حروف سے ظاہر کیئے جاتے تھے جو خالق کائنات کے نام کے حروف تھے۔ وسطی دروازے
کے ہر دو جانب طاقچے تھے جنمین مورتین چار زانو بٹھائی ہوئی تھین مگر انکے سر ٹوٹ گئے تھے۔ یہ مجسمے
غالباً پجاریون کے تھے اور ان تصویرونکے نیچے چھتے دار چھوٹے چھوٹے مثلث بنے ہوئے تھے۔ قدیم
قوم مایا مین یہ علامتیں تعظیم و تکریم کی تھین اور یہی دستور قدیم باشندگان مصر مین رائج تھا۔

ان کھنڈرون مین ایک عظیم الشان کھنڈر وہ تھا جو شاہزادہ کاک کی یادگار مین بنایا گیا تھا
اس شاہزادے کا انجام عشق اچھا نہین ہوا تھا۔ شاہزادہ اور اسکی معشوقہ دونون شاہی خاندان سے
تھے، یہ قصّہ مصر کے ایسس اور آسیرس کے حالات سے بہت ملتا جلتا ہی۔ یہ ایک ایسا قصّہ ہی جس کا
مرادف ہر قوم کی تاریخ مین موجود ہی۔ خود انجیل کے ابواب پیدائش مین اسی قسم کے قصّے کا مذکور ہے
جبکہ شیطان نے حضرت حوا کو دھوکا دیا تھا۔

دروازے کے بیرونی سائبان کے گرپڑنے سے راستہ بند ہو گیا تھا۔ جب یہ راستہ صاف
کیا گیا تو ایک قربانگاہ برآمد ہوئی اس ٹوٹی ہوئی قربان گاہ کے شکستہ چبوترے پر جو تصویرین بنی ہوئی تھین
ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ متوفی بہادر کی یادگار مین پجاری اسپر پھل پھول چڑھایا کرتے تھے جسطرح مصری
مقبرون کے دروازون پر قربان گاہ رکھی جاتی تھین اور قربانیان کی جاتی تھین اسیطرح یہان بھی
"آزاد شدہ روح" کی یادگار مین قربانیان ہوتی تھین۔ قربان گاہ کے پیچھے والے کمرے مین دیوار پر
تصاویر کا ایک سلسلہ نظر آتا ہی انھین نقوش کے ذریعے سے اس شخص کی زندگی کے خاص واقعات
ظاہر کیئے گئے ہین جسکی یادگار مین یہ عمارت بنائی گئی تھی۔ مثل آسیرس مصری کے اسے بھی اسکے بھائی نے

بسداہ ہوس سلطنت کے جوش مین قتل کر دیا تھا۔

نہین معلوم کتنی صدیان گزرنے کے بعد اس قربان گاہ پر روشنی پڑی ہی۔ قربان گاہ کو بندہ مورتین اُٹھائی ہوئی تھین، تین تین ایک ساتھ ملی ہوئی تھین۔ تخت قربان گاہ کیلئے یہ مورتین مضبوط پائی کا کام دیتی تھین تخت کا عرض او نیز طول ساڑھے چھ فٹ تھا اور اُسکی دبازت آٹھ انچھ تھی۔ یہ کل مورتین اسوقت شہر مکسیکو کے قومی عجائب خانے مین موجود ہین۔ ان تصاویر مین ایک عورت کی بھی تصویر ہی جو بہت عجیب ہی کیونکہ اسکا قریب قریب کل چہرہ سانپونسے چھپا ہوا ہی اور پیشانی پر دو سانپون کے سر ملے ہوئے ہین۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شاہی خاندان کی عورت ہی جسکا نشان سانپ ہی کیونکہ مصر کیطرح یہان بھی سانپ شاہی نشان تھا۔ یہ بھی غور کے قابل ہی کہ اس عورت کے لمبے بال ایک جانب کو گھمائے ہوئے ہین۔ بالونکو اسطرح ایک جانب کو پھیر دینا غم کی علامت ہی مصر مین بھی عورتین زمانہ سوگ مین ایسا ہی کرتی تھین۔

عمارت کی بنیاد کے قریب قربان گاہ کے پاس ہی ایک کمرہ تھا جسکی اندرونی دیوار حوادثات سے محفوظ رہگئی تھی۔ اِس دیوار پر کسیقدر اُبھرے ہوئے پتھر کے کام ہین اور اُنکی رنگ آمیزی ویسی ہی ہی جیسی مصر مین ہوتی تھی۔ اسی تصویر سے ایک اور مشابہت کا بھی پتہ چلتا ہی کہ یہان جو ٹوپی سر پر پہنی جاتی تھی اُسکی نوک بالکل ویسی ہی ہوتی تھی جیسی نشیبی مصر مین استعمال ہوتی تھی فرق صرف اسقدر تھا کہ مصر مین نوک پیچھے کی جانب ہوتی تھی اور یہان آگے کے جانب بلکہ خود سعید مصر مین نوک آگے کے جانب ہوتی تھی۔

اب اس محبت شاہی کے قصے کی عجیب مشابہت کیجانب پھر متوجہ ہونا چاہئیے مصر مین آسیرس بحیثیت "شاہ مغرب" چیتے کی شکل مین ظاہر کیا جاتا تھا اور اُسکے پجاری اپنے منصبی لباس پر چیتے کا چمڑا ڈال لیتے تھے اور اُسکی تصاویر کے پاس ہمیشہ چیتے کی کھال ٹنگی رہتی تھی شاہزادہ کاک کا نام (کاک مال) بچپن مین چیتے کے ہم معنی ہی- آسیرس کی دو بہنین تھین ماڈیا ایسس اور نیکی- کاک کے بھی دو بہنین تھین- موا ور نیکی- ایسس اور آسیرس کے لڑکے ہوا نے جو منادر انکے نام سے موسوم کیئے تھے ایمین ابوالہیول کے مجسمے رکھے ہوئے تھے- کاک اور مو کے لڑکے کا نام ہُل تھا جو ہور کے تلفظ سے بہت ہی قریب ہی کاک کی قبر کے بالائی چبوترے پر جو وسطی شکل تھی وہ چیتے کے جسم اور انسان کے سر سے ملکر بنی تھی- میکسیکو کا ابوالہیول ہے-

قدیم اقوام کے رسوم ورواج پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ نیکیان اور بدیان وقت اور مقام کے اعتبار سے بدلا کرتی تھین- بہت سی قدیم اقوام مین یہ دستور تھا کہ شاہی خون، کا تقدس قائم رکھنے کیلئے شاہی خاندانون مین بھائی اور بہن کی شادیان ہوجاتی تھین- مصری اور مایا قومون مین بھی یہی طریق جاری تھا- لیکن قدیم نقوش اور تصاویر سے جو قصہ معلوم ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ اس موقع پر دو بھائیون مین ایک بہن کیلئے رقابت تھی اور ناکامیاب بھائی نے اپنے کامیاب بھائی کو مار ڈالا تھا- بہن کا نام مو تھا اس لفظ کے معنی مایا زبان مین ایک خوبصورت قسم کے طوطے کے ہین اور یہی چڑیا اسکی نشانی تھی جیسا کہ تصاویر سے ظاہر ہوتا ہی- یہ بھی عجیب اتفاق ہی کہ مصر مین ماڈ (ایسس) کی تصویر بارہا ایسے لباس مین ظاہر کیگئی ہی جو خوشنما پرونکی نقل ہی- یہ بھی ممکن ہی کہ ایسس لفظ اڈزن سے مبدل ہوگیا ہو جس کے معنی چھوٹی بہن کے ہین- آسیرس کو مصر مین "کامیاب عاشق" بھی کہتے ہین مایا زبان مین اسکا

مرادف لفظ اُدزل ہی۔ واضح ہو کہ مایا زبان مین رنہین ہی اور مصر آسیریا کی زبان مین حمان رآتا ہے اسکے مقابل مین مایا زبان مین لام ملتا ہی۔ آسیرس کیلئے اکتہ ٹیٹ کا لفظ استعمال ہوتا تھا یہ مایا زبان کا لفظ ہی اور اسکے معنی باپ کے ہین۔ مصری ہمیشہ مغرب کو اپنے دیوتاؤنکی پیدائش کا مقام ظاہر کرتے تھے۔

خیر۔ کاک کے مقبرے مین ہملوگون نے تنگ راستے کو کھلوایا اور سخت محنت کے بعد ایک تصویر کا سر برآمد ہوا۔ بعد کو اس تصویر کا وزن ساڑھے تین ہزار پونڈ ثابت ہوا تصویر کے پاس ہی پتھر کی دو صراحیان تھین ایک مین راکھ تھی اور دوسرے مین (جیسا کہ کیمیاوی تجربے سے ثابت ہوا) انسان کا دل تھا جو گلکر خاک ہوگیا تھا۔ یہ بھی مصریون کے قدیم رواج کے موافق تھا۔ یہ مجسمہ اب میکسیکو کے قومی عجائب خانے مین موجود ہی۔ اور اسکی نقل پیرس وغیرہ کے عجائب خانون مین رکھی گئی ہی۔ اسکی نشست ایک خاص طرح کی ہی جس سے سلطنت کے حالات کا اظہار ہوتا ہی یوکیٹن کے تمام مجسمون مین یہ خصوصیت پائی جاتی ہی کہ سادہ ظاہری ہیئت کے کچھ باطنی معنی بھی انمین ہوتے ہین۔

دوسری قبر جو ہملوگون نے کھدوائی وہ ایک مذہبی پیشوا کی تھی جسکا نام کہی تھا۔ اسکی نشست بھی کاک کے مانند تھی اور یہ مجسمہ کسی وقت بالائی حصے مین رکھا تھا۔ یہ تیرہ فٹ بلند تھا مگر معلوم ہوتا ہی سنہ عیسوی کے ابتدائی زمانے مین کسی حملہ آور نے قصداً اِسے توڑ ڈالا ہی۔ یہ قدیم شاہی مقبرے اپنی طرز ساخت مین قدیم مصری مقبرون سے بہت مشابہ ہین۔

چند دنونکی سخت کوشش کے بعد ایک عجیب مورت نکلی یہ مورت گڑی ہوئی تھی۔ سولہ شخصون نے ملکر اِسے اُٹھایا اور کھڑا کیا۔ یہ مورت گرے ہوئے ستونون پر پڑی ہوئی تھی۔ قبر کے اندرونی حصے مین ایک صراحی تھی جسکا ڈھکنا اُٹھانیکے لئے چار شخصونکی ضرورت ہوئی۔ اس صراحی کے اندر راکھ، سیپ کے ٹکڑے، سبز پتھر کے زیورات اور ایک ٹکڑا بلور کا تھا ان چیزون سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ قبر ضرور کسی کاہن کی تھی۔ شیشے مین دیکھنے کا طریقہ نامعلوم قدامت سے جاری ہی۔ صراحی کے قریب ہی دو پیالے تھے جنکے سرے صراحی کی جانب تھے اور انکے درمیان ایک کھوپرے کا ڈھیر تھا۔

قدیم مصریون کے مانند یہان بھی یہ جانور مقدس سمجھا جاتا تھا۔ صراحی اور مورت کے برابر ہی برابر بلند سانپ کے متعدد سر تھے اور وہ اسطرح رکھے ہوئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا قطب نما کے مختلف سمتونکو ظاہر کرتے ہین۔ بہت تلاش کے بعد بارہ سر دستیاب ہوئے۔ ان سے بارہ بادشاہونکی جانب اشارہ ہی اسمین زیادہ دلچسپی اسوجہ سے بھی پیدا ہوجاتی ہی کہ اسی کے قریب جس عمارت سے تخلیق کائنات ظاہر کیگئی ہی وہان بارہ پتھر کے سر بنے ہوے ہین۔ بعد کو جیسا ڈاکٹر پلاجن نے تحقیق کیا ہے ان بادشاہون کو دیوتاؤنکا درجہ دیا گیا تھا۔ واضح ہو کہ مصریون نے ہیروڈوٹس سے کہا تھا کہ اسکے ملک پر بارہ خداؤن نے شاہنشاہی کی بادشاہوںمین اول بادشاہ کے قبل نامحدود زمانے تک حکومت کی ہی۔ ضرور ہی کہ ان بارہ خداؤن سے مراد بھی بارہ بادشاہ ہون۔ مایا زبان مین سینس کے معنی "علماء و محققین" کے ہین۔ سانپون کے بارے مین بعد کو لکھا جائیگا اسوقت اسی دلچسپ مجسمہ کا کچھ مزید ذکر کرتے ہین۔ اگر یہ مجسمہ کھڑا کیا جاتا تو سات فٹ اونچا ہوتا۔ یہ سفید نرم پتھر سے کاٹ کر بنایا گیا تھا اور گہرا بھورا رنگ دیا ہوا تھا۔ سر نیلا تھا جس سے تقدس اور غم ظاہر ہوتا تھا اور یہی علامت مصریونمین بھی تھی۔ آنکھون کے گرد بھی ایک نیلا حلقہ پڑا ہوا تھا۔ ایک پاؤن ٹوٹا ہوا تھا اور ایک پاؤن ٹیڑھا تھا۔ ایک ہاتھ کسیقدر چھوٹا تھا۔ ٹانگ کا ہاتھ مصر مین ایسا ہی بنا ہوا تھا جو ایسس کا معلم یا پیشوائے مذہبی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھونکی پشت دستانون سے چھپی گئی ہی جنکی اور مورتون کیطرح اس عجیب مورت کے ہاتھ اور پاؤن کے ناخن بھی صاف کئے ہوئے سیپون کے بنے ہوئے تھے۔ اور سیسے یا رسالے سے جوڑے گئے تھے۔ ناخونکا زیادہ حصہ مورت کے کھنڈر مین دفن ہونیکے قبل ہی ضائع ہوگیا تھا اور باقی وہین گر پڑے تھے جنھین ہملوگون نے جمع کر لیا۔

بارہ سر جو ہم لوگون نے پائے تھے۔ انکی اصلیت کیا تھی؟ ان سرون کے تراشنے مین اعلی صناعی صرف کیگئی تھی اور بہت ہی چمکدار رنگ انپر دیا گیا تھا۔ ہر سر سے کوئی شے شعلے کی شکل کی ابھری ہوئی تھی، قدما کو اسکا مفہوم اچھی طرح معلوم تھا اور جدید محققین بھی اسپر کچھ رائے قائم کر سکتے ہین۔ ان سرونمین سینگ بھی لگے ہوے ہین جو بادشاہت کی علامت ہی۔ مصر مین سینگ دار سانپ بادشاہت

کی نشانی تھی۔ ڈاکٹر پلانجن کی تحقیقات نے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ بہت قدیم زمانے مین ایک شاہی خاندان قوم مایا پر حکمران تھا اور اس خاندان کا لقب کان تھا جس کے معنی سانپ کے بھی ہین جسطرح شیر انگلستان کا نشان ہی اور عقاب امریکہ کا اسیطرح کوئی سبب اسکا بھی رہا ہوگا کہ قوم مایا نے کیون یہ لقب اختیار کیا اور سانپ کو اپنے ملک کا نشان قرار دیا۔ ابتدائی عہد سے سانپ بہت ہی عقلمند اور پاک جانور خیال کیا جاتا ہی لفظ کان بہت سے ایسے الفاظ کا (مایا زبان مین) مادہ ہی جنمین طاقت، ذہانت، اور دانشمندی کے معنی پائے جاتے ہین۔ یہ امر فراموش نکرنا چاہیئے کہ اسوقت تک بہت سے مشرقی بادشاہ خان کہلاتے ہین اور انکے جھنڈون پر سانپ اور اژدھونکی شکلین بنی ہوئی ہین۔ نیز یہ کہ فتح اسپین کے وقت تک (سنہ ۱۵۲۰ء) قوم مایا کا ملک اکثر "ملک فعی اعظم" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

بارہ کے عجیب تعداد اور سانپ کے پراسرار نشان نے مدتون سے سائنس دانونکو چکر مین ڈال رکھا ہی، مایا کے شاہی خاندان کے حالات سے یہ معما حل ہوجاتا ہی۔

مایا اور مصری زبانون کے قواعد بہت ہی ملتے ہوئے ہین، اور مصری زبان کے از سر نو مرتب کرنے مین جہانتک علماء جدید کو کامیابی ہوئی ہی اسمین سے ایک ثلث الفاظ مایا زبان کے ہین اور انکے معنی دونون زبانونمین ایک ہین۔ یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہین کہ یونانی زبان مین بھی بہت سے الفاظ پائے جاتے ہین جنکے مادے مایا زبان کے ہین۔ کئی سال ہوے علامہ پریسر دی بوربرگ نے اسے ثابت کیا تھا۔

قوم مایا مین صلیب بارش کے خدا کا نشان ہی۔ وجہ اسکی یہ ہی کہ موسم سرما کے آخر مین صلیب جنوبی (قوس جنوبی) سمت الراس پر نظر آتی ہی۔ اور مئی کے مہینے سے بارش شروع ہوجاتی ہی۔ اور بارش ہر چیز کو از سر نو زندہ کر دیتی ہی۔ مصرمین مومیات کے ہاتھ اور سینے پر جو صلیب رکھا کرتے تھے وہ اسی خیال سے تھا کہ یہ دوبارہ زندگی مین آنیکی نشانی ہے۔

مصر مین قحط سے بچنے کے لیئے کنواری عورتونکو دریائے نیل کی نذر کر دیتے تھے (یعنی دریا مین ڈالدیتے تھے) اور چچن مین اسی غرض کیلئے مقدس کنوین پر کنواری عورتونکی قربانی چڑھاتے تھے۔

علاوہ چھوٹے چھوٹے کثیر التعداد دیوتاؤں کے مایا اور مصری دونوں قومیں ایک ایسے معبود کی پرستش کرتی تھیں جس کے لئے کوئی شکل نہیں معین کیگئی تھی۔ مایا اور مصری دونوں قومیں اپنا نیا سال کم و بیش وسط جولائی سے شروع کرتی تھیں اور دونوں قوموں میں سال میں پانچ دن ایسے منحوس خیال کیے جاتے تھے جنمیں کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ دونوں قوموں میں چار چار سال کا دور تاریخی مقرر تھا مصریوں میں چار کی تعداد کے عجیب عجیب معنی تھے اور مایا زبان میں لفظ کان میں چار کے معنی شامل تھے۔

مصریوں کا خیال تھا کہ انسان ابتداً کمہار کے چاک پر مٹی کا بنایا گیا تھا مایا زبان کی قدیم کتاب میں (جو میڈرڈ کے کتبخانے میں ہے) متعدد تصاویر ایسی ہیں جنمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان مٹی کا بنایا گیا ہے علاوہ دونوں قوموں کا خیال تھا کہ ایک ہی شخص سے کل انسان پیدا ہوئے ہیں۔ مایا کے قدیم نقوش و تصاویر میں جو شکلیں آلات حرب جھنڈے اور شخصی آرائش کی دیکھی جاتی ہیں ویسی ہی مصریوں کے نقوش و تصاویر میں نظر آتی ہیں۔ دونوں قوموں میں سفید سوتی کپڑے ہر طبقے کے لوگ پہنتے تھے دونوں اقوام میں زیورات رنگساز بکثرت تھے دونوں بکثرت غسل وغیرہ کے عادی تھے مصر میں چھوٹے بچوں کو کپڑے بہت کم پہنائے جاتے تھے البتہ نظر بد سے بچنے کیلئے ان کے گلے میں کوئی چیز ڈال دی جاتی تھی۔ مایا قوموں میں بھی بچوں کا حال ویسا ہی تھا جیسا مصر میں تھا یہ تعویذ کی قسم سے ہوتا تھا اور پیر تعویذ مٹی کا چھلا یا ہار ہوتا تھا منڈھ دیتے تھے تعظیم و تکریم کے اظہار کا بھی ایک سا طریقہ تھا مصر کے کتے تک مایا کے کتوں سے مشابہ تھے اور دونوں جگہ کتے کے مالکوں کا یہ عجیب طرز تھا کہ وہ ان کی دموں کو لپیٹ کر مضبوط باندھ دیتے تھے یہانتک کہ وہ وہی شکل اختیار کر لیتی تھیں یوکیٹن میں ایسے کتے اب بھی پائے جاتے ہیں۔

خود لفظ مایا کے معنی پر غور کرنا خالی از دلچسپی نہیں اب تک ہزارہا اشخاص اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ اس لفظ کے تین جزو ہیں۔ م ا (جگہ زمین مٹی) ی (مع۔ ساتھ) ا (پانی) پس اس لفظ کے معنی ابتداً زمین مع پانی کے رہے ہوں گے اور ایک ایسی سلطنت کیلئے جو خشکی اور تری پر

پہیلی ہوا اس سے زیادہ موزون لفظ کیا ہو سکتا ہے
مین خیال کرتی ہون کہ اس مختصر مضمون کی وسعت کے لحاظ سے کافی طور پر یہ ظاہر کردیا گیا ہے کہ کسی زمانے مین مصر اور یوکٹین مین کوئی تعلق تھا۔ ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ دو مہذب قومین جو ایک دوسرے سے اسقدر بعید ہون ایسے مشابہ رسم و رواج پائے جائین شاید یوکٹن ہی مین ان وسیع خیالات کی ابتدا ہوئی ہو جن سے اہرام مصری اور بیسیون عجائبات بنے ہین اور جنکے سبب سے مصر کا نام دنیا مین مشہور ہو گیا ہے ممکن ہے کہ وسطی امریکہ ہی مین ان عظیم خیالات کی بنیاد قائم ہوئی ہو تعجب معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ گزشتہ زمانے کے حالات کا مطالعہ کرتے اور انکی تحقیقات مین مصروف ہین کیون وسطی امریکہ کیجانب متوجہ نہین ہوتے، اور بہت ممکن ہے کہ اگر میکسیکو مین وہ اسکی دسوان حصہ بھی کوشش کرین جو ایسیریا اور مصر مین کر رہے ہین تو انکی مساعی کامیابی سے بہت قریب ہو جائین۔

مصری حروف		مایا حروف	
[illegible]		[illegible]	A ا
			B ب
			D ڈ
			H ہ
			I ی
			K ک
			L ل
			M م
			N ن
			O و
			P پ
			PP پ
			T ت
			HT
			U
			X
			Y ی
			Z
			KH
			SH / ST
			C
			S

نماز جماعت کا پابند نہین تھا - غیر تمند سلطان نے اسی روز سے نماز جمعہ کا پختہ عہد کر لیا اور آخر تک اس عہد پر قائم رہا بعد کے تمام سلاطین اسکی تقلید کرتے آئے -

تقویم العرب قبل الاسلام از حکیم سید شمس اللہ صاحب قادری

عام عرب چونکہ لوٹ مار جنگ و جدل مین اپنی زندگی بسر کرتے تھے - ان لوگون مین اپنے واقعات یاد رکھنے اور معاملات لین دین تک کے لیے کوئی زمانہ مقرر نہ تھا - البتہ تارے کے طلوع سے کچھ شمار کر لیتے تھے لیکن سواحل شرقیہ اور حجاز کے باشندون مین تجارت اور دوسری قومونکے میل جول کے سبب سے سنین کے مقرر کرنیکی ضرورت تھی ان لوگون مین ذیل کی تین مدت زمانیہ کا زیادہ تر رواج تھا -

(۱) ایک حساب کعب بن لوئی کے انتقال (سنہ ۵۹ء) سے ہوا تھا (۲) دوسرا واقعہ اصحاب الفیل (سنہ ۵۷۱ء) (۳) تیسرا تعمیر کعبہ (سنہ ۶۰۶ء) سے -

اہل عرب چونکہ مختلف قبائل مین منقسم تھے اسلیے مہینونکے مختلف نام انمین مروج تھے - انکی تفصیل یہ ہے (الف) قوم ثمود - موجب - موجر - مورد - ملزم - مصدر - ہوبر - ہوبل - موہا - دیمی - وابر - صیفل - مسبل - (ب) عرب العاربہ ناتق - تقیل - علیق - ناجر - اسلح - امنح - احلک - کسع - زاہر - برطہ بامرطہ - حرف - نفس - (ج) بعض دیگر قبائل - موتمر - ناجر - خوان - صوان - بائدہ - رنی - اصم - دضل - ناطل - عادل - رنہ - برک

(د) قبائل قریش و اہل مکہ - محرم - صفر - ربیع الاول - استعمال کرتے تھے - کل نام اسی ترتیب سے ہین یعنی موجب ناتق و موتمر بجاے محرم کے وغیرہ علی ہذا کبیسہ کا طریقہ بھی اہل عرب مین جاری تھا کیونکہ یہ سب مہینے قمری حساب سے تھے اور وہ وقتاً فوقتاً انہے شمسی مہینے سے برابر کر لیا کرتے تھے - اسلام نے یہ طریقہ متروک کر دیا -

دیگر مضامین قابل دید

لطافت از مرزا سلطان احمد - ای - اے سی - افراد و اقوام سید عطا حسین -

زمانہ (کانپور - مارچ ۱۹۱۱ء)

نیچ قومونکی اصلاح از رآ بہادر لالہ بیجناتھ بی - اے -

ہندوستان مین شاستر کے بموجب چار ورن ہین - یہ تفریق مختلف کامون اور پیشونکے مطابق رکھی تھی - پہلے زمانے مین یہ تفریق بالکل سخت نہ تھی اور ایک قوم کے لوگ دوسری قوم مین برابر داخل ہوتے تھے - اگر وہ اوصاف جو برہمن مین ہونا چاہیے شودر مین ہون تو وہ برہمن ہوجاتا پیدایش سے کوئی شودر نہین ہوتا اور نہ برہمن برہمن ہوتا ہے - لیکن اب جو طریقہ ہے وہ اسکے خلاف ہے یعنی جو شخص جس قوم یا فرقے مین پیدا ہوا وہ اس سے نکل نہین سکتا - اونچی قومونکو تو اس سے نقصان نہین پہونچتا مگر شودرونکو اسی سبب سے اپنی حالت بہتر کرنیکا موقع ہی نہین ملتا - اسوقت کل ہندوستان مین سب سے زیادہ تعداد دو قومونکی ہے ایک برہمنون کی اور ایک چمارونکی انسے کم اور قومونکی تعداد ہے مگر پھر بھی شودرونکی تعداد بہت زیادہ ہے - پس سوال یہ ہے کہ آیا انکی حالت مین کوئی اصلاح ہونا چاہیے یا نہین - بہت سے ملک دوست یہ خیال کرتے ہین کہ اگر نیچ قومونکی حالت مین کچھ بہتری ہوئی تو تھوڑے ہی عرصے مین وہ اُن پیشونکو جو آجکل کر رہے ہین چھوڑ دینگے - لیکن ایک مشکل اور پیش آتی ہے کہ اس ملک مین جہان ایک ہی قسم کے لوگ ایک قسم کا کام کرسکتے ہین - اور دوسری قسم کے لوگ اس کام کو کتنی ہی اُجرت دینے پر ہاتھ نہین لگاتے - اگر نیچ قومونکی اصلاح کر کے ہمین ان پیشونکی کمی ہوگی یا وہ جاتے رہین گے تو اس سے بہت بڑی تباہی ہونیکا احتمال ہے - بس اصول یہ ہونا چاہیے کہ لوگ تعلیم پاوین اور اپنا کام کرین اور جیسا اب کرتے ہین اس سے بہتر کرین -

رُوس کے ملکی قیدی اورا - بیج

گذشتہ نمبر مین ڈیوئچ کے ایک فراری کا ذکر ہو چکا ہے کہ وہ حمام سے نکل بھاگا اس نمبر مین اس مضمون کے صرف دو صفحے دیے گئے ہین جنمین اسی شخص کی دوسری فراریکا ذکر ہے ۱۸۸۴ء مین یہ شخص پھر گرفتار کیا گیا - اسکے تین دوست بھی اسکے ساتھ قید کیے گئے - مگر اسکے ایک دوست نے افسرونکو قیدخانے مین مزدوری کرنے کا بندوبست کر لیا اور اسقدر اعتبار بڑھایا کہ پولیٹکل قیدیونکا نگران مقرر کردیا گیا ایک شب کو اسنے اُن تینونکو سپاہیونکی وردیان پہنا کر باہر نکال دیا -

باہر ایک شخص اُسنگی فوجی افسر کے لباس مین انکا منتظر کھڑا تھا۔ اسنے یہ لباس اس لیے پہنا تھا کہ اگر کوئی مخالفانہ کارروائی عمل مین آوے تو پورا پورا لحاکمانہ دباو ڈال سکے۔ کچھ دنون یہ لوگ دریا مین کشتی پر پھرتے رہے۔ اور آخر اُسنگی نے انکو روپیہ اور جعلی پروانہ راہداری سے مدد دی اور وہ آزادی سے ملک مین پھرنے لگے۔

مضامین قابل دید

(انارکزم از مولوی عزیز مرزا بی۔ اے (سکرٹری مسلم لیگ)

جلال مرحوم از ا۔ ز لکھنوی۔

زمانہ (کانپور۔ اپریل ۱۹۱۰ء)

ہربرٹ اسپنسر از رائےصاحب پنڈت شیو نرائن شمیم)

ہربرٹ اسپنسر ان فلاسفرون مین سے ہے جنکے نام لوح زمانہ سے کبھی نہین مٹ سکتے یہ بزرگ نہ تحسین کا خواہان نہ طعن تشنیع سے خائف نہ داد کا طالب۔ یکہ و تنہا ساری دنیا سے مقابلہ کرتا رہا اور اُسکی ان تھک کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسئلہ ارتقا جو اسوقت تک خاص خاص صور تون پر حادی تھا عام ہو گیا اور کل کائنات کو اسنے گھیر لیا یہ ثابت ہو گیا کہ جتنے موجودات ہین سب تدریجی ترقی سے اپنی موجودہ حالت پر پہونچے ہین اور یہ تغیر ائین برابر جاری رہیگا نہ صرف مادیات بلکہ اخلاق تمدن اور مذہب مین بھی ہربرٹ اسپنسر نے اسکا اثر ظاہر کیا۔

حالانکہ وہ سائنس کا زبردست حامی تھا لیکن حامیان مذہب سے اسکو ناحق کد بھی بلکہ اسکا یہ خیال تھا کہ اہل مذہب اور اہل سائنس کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیئے اور دونون اپنے اپنے حدود مین رہین تو انکی مصالحت ہو سکتی ہے۔ اسکا یہ بھی عقیدہ تھا کہ کائنات مین ایک سلسلہ اسباب چلا آتا ہے اور چلا جائیگا۔ اسباب نتیجے پیدا کرتے ہین اور وہ نتیجے خود دوسرے نتائج کے اسباب ہوتے ہین۔ جسوقت انسان انکو جمع کرنے اور ترتیب دینے کی سعی کرتا ہے دماغ تھک کر عاری ہو جاتا ہے۔ اس نے ایک نہایت عمدہ اصول یہ قائم کیا اور

اپنی بے نظیر قوت علمی و دماغی سے اسے ثابت کردیا ہو کہ امر قبیح ہے وہ بلالحاظ اسکے کہ کسی الہامی کتاب
مین لکھا ہے یا روا جا ہم اسکو مانتے ہین سائنٹفک بنیاد پر فی نفسہ اور ہر حالت مین برا ہے اور
اسیطرح جو مستحسن ہے وہ ہر صورت مین مستحسن ہے - اسمین بھی ارتقا کے پہلو کو ہاتھ سے نہین دیا اور
دکھایا ہے کہ کسطرح سے ایک وہ جو کسی زمانہ مین اچھا اور قابل تحسین سمجھا جاتا تھا رفتہ رفتہ برا
سمجھا جانے لگا اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ آیندہ مسائل اخلاق اور زیادہ لطیف اور نازک ہوتے
جائینگے چنانچہ ہو رہے ہین اسنے جو خود اپنی سوانح عمری لکھی وہ بھی ارتقائی نظر سے لکھی ہے -
ہربرٹ اسپنسر مین باوجود دماغی خوبیونکے دلی اوصاف کم تھے اپاہج انسانونکے
دفعیہ کی سبیلین اسنے بہت بیان کین مگر اسکے تمام بیانات مین ہمدردی کا حصہ بہت کمزور ہے -

روس کے ملکی قیدی از ا - ب - ج -

دو قیدیونکے فراری کا ذکر اس سے قبل کے نمبرونمین ہوچکا ہے اس نمبر مین تیسرے شخص
ہیونٹ شکن کا ذکر ہے اس شخص نے روسی مختصر نویسی کا طریقہ سیکھا اور خود سکندر دوم تک اسیوجہ سے اسکی
رسائی ہوئی - جہانسے اسکو وافر انعام ملا اور وہ سرکاری ملازمت مین داخل ہوگیا - لیکن تھوڑے عرصہ بعد
وہ اصلاح کیطرف متوجہ ہوا ۱۸۷۴ء مین پولیس کو اسکی تصانیف کی خبر ہوئی اور اسکے کاغذات ضبط
ہوے مگر یہ شخص خود اتفاق سے بچ گیا - اب اسنے کھلم کھلا باغیونکی شرکت کرلی اور نکلس ٹچر نوسکی کو
قید سے رہا کرنیکی تدبیرین سوچنے لگا - نام بدلکر خفیہ پولیس مین داخل ہوا اور پھر خود افسر کی
وردی پہن کر گورنر جیلخانے کے نام جعلی خط لے لیا کہ نکلس اسکے ہمراہ دوسرے جیلخانے کو منتقل کیا جائے
گورنر کو شک ہوا اور اسنے دو سپاہیونکو اسکے ہمراہ کرکے دوسرے افسر اعلے کے پاس سے حکم لانیکو بھیجا
راستے مین جنگل پڑا وہان وہ فرار ہوگیا اور آخر بڑی کوشش سے گرفتار ہوا اور قید کیا گیا - دوبارہ مع
سات شخصونکے پھر قید خانے سے فرار ہوا اور سخت مشکلات و صعوبات کا مقابلہ کرتا ہوا دو ہزار میل
تک چلا گیا اور عین اسوقت جبکہ وہ جہاز پر سوار ہونے والا تھا گرفتار کر لیا گیا - ابکی اسے قید مین
ایسی سخت تکلیف ہوئی کہ اسنے پھانسی یا خودکشی کی اجازت چاہی اور آخر تنگ آکر اپنے حلقے

حاکم پر ہاتھ صاف کیا اور فوجی عدالت کے حکم سے اسے گولی مار دی گئی۔

مضامین قابل دید

شہیدان وفا (یعنی ٹرانسوالی ہندوستانی) از پنڈت کشن پرشاد کول - بی - اے

حسین آباد از خواجہ عبدالرؤف عشرت۔

ادیب (الہ آباد مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

قومی یادگارین از مرزا سلطان احمد ای - اے - سی -

اکثر لوگ اپنے بزرگونکی یادگارون پر فخر کرتے ہین اور دور و دراز مقامات سے انھین دیکھنے جاتے ہین مگر بہت کم لوگ یہ خواہش لیکر جاتے ہین کہ وہ خود بھی اس قابل ہین یا نہین اور جن بزرگون نے یہ بنیادین رکھی ہین انھین یہ فخر کیونکر حاصل ہوا - ہر قدیمی یادگار کے دیکھتے وقت یہ سوچنا چاہیے کہ ان لوگون نے یہ یادگارین ہین انکی ترقی کے وجوہ کیا تھے - ورنہ محض اینٹ پتھر کے ڈھیر دیکھنے سے کوئی فائدہ نہین تمام یادگارین دو قسمون مین تقسیم ہوسکتی ہین خیالی یادگارین اور مادی یادگارین - اسوقت ہمارے ملک یا ہماری سرزمین مین جسقدر چھوٹی یا بڑی یادگارین اور ساختین پائی جاتی ہین خواہ وہ خیالی ہون اور خواہ مادیات سے - ان سب کی حالت کس مپرسی مین ہے - اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہ کہ ہمین اپنے بزرگون کی یادگارونکی ترقی اور تکمیل کیواسطے کوئی وقت نہین ملتا یا خود ہی ایسا وقت نکالا نہین جاتا - اب ضرورت ہے کہ ہندو اور مسلمان درمیانی خرخشون سے فرصت پاکر معاشرتی ہمدردی کے رنگ مین ایسی متحدانہ کمیٹیونکی بنیاد رکھین جنکے سہارے اور زور پر ملک و قوم کے افراد اسطرف متوجہ ہون وہ خود کچھ کرین اور کرکے دکھائین یہ کہنا کہ ہندوستانی طبائع مین ایسا مادہ نہین محض غلط ہے - مادہ موجود ہے اور ہندوستان کے لوگ عموماً ذکی الحس ہین لیکن انکے احساس کس مپرسی ہی مین ضائع ہوکر رہجاتے ہین - زندگان عالم کی روحین شوق سے دیکھ رہی ہین کہ ہماری ذریات ہماری یادگارین کس کس رنگ مین بناتی اور قائم کرتی ہے - عام افلاس اور تنگدستی کو صرف ترقی حرفت ہی دور کرسکتی ہے -

فلسفہ سانکھیہ از منشی سُورج نرائن مہر

ہندوستان کی خاک پاک ابدالآباد سے مابعد الطبیعیات اور فلسفہ کا گھر رہی ہے - ایولیوشن یا مسئلہ ارتقا کا آجکل مغربی ممالک مین بہت پرچا ہے لیکن سچ پوچھو تو مسئلہ ارتقا یا پریناما داد ہمارے یہان تین ہزار برس سے رائج ہے اور ایسی مکمل صورت مین کہ فرنگستانی ارتقا کو شاید ابھی پانسو برس تک بھی وہ بات نصیب نہو - یہ فلسفہ سانکھیہ ہے - اور اسکے بانی مہرشی کپل دیو جی ہین - اہل یورپ اسوقت عناصر قریب چونسٹھ کے تسلیم کرتے ہین مگر فلسفہ سانکھیہ صرف پانچ عنصر تسلیم کرتا ہے خاک - آب - آتش - باد - اکاش (ایتھر) یعنی جس چیز کا علم ناک کے ذریعے ہو وہ خاک - زبان کے ذریعے ہو آب آنکھ کے ذریعے سے ہو آتش - جلد کے ذریعے سے ہو ہوا - کان کے ذریعے سے ہو اکاس یا ایتھر فلسفہ سانکھیہ کا مسئلہ یہ بھی ہے کہ عناصر مین نہ تو علل اولیہ ہونیکی قابلیت ہے نہ انکے جداگانہ ترتیب و انتظام سے نئی نئی چیزین جو پہلے نیست تھین ہست ہو سکتی ہین - یہ فلسفہ کہتا ہے کہ مادے کی آخری صورت عناصر نہین ہین بلکہ وہ لطیف ترین شے ہے جس سے خلا و ملا معمور ہے اور اسی کی تبدیل ہیئت سے تمام چیزین پیدا ہوتی رہتی ہین - علت العلل کے نسبت اس فلسفہ نے قرار دیا کہ کہین نہ کہین ہمکو رکنا چاہیے اگر ہم اسکو نہ تسلیم کرینگے تو کائنات بغیر علت کے رہجائیگی کیونکہ سلسلہ لامتناہی کہین ختم نہین ہو سکتا پس ایک بنیادی علت یعنی علت اولی طوعاً و کرہاً تسلیم کیجائے بغیر اسکے کوئی چارہ نہین اور چونکہ کائنات مادی ہے اسلیے علت اولی یا بنیادی علت کا بھی مادی ہونا ایک امر لازمی ہے - معلوم مادی کی علت بھی مادی ہونا ضروری ہے - مادی ظہورات کی تین بڑی بڑی جماعتین ہین اول تو جمادات و نباتات وغیرہ کہ انھین سب مادی مانتے ہین دوسرے قوائے مادی جیسے حرارت - برق وغیرہ مغربی سائنس کے عالمان قوتوں مین بہت ٹکرین مار رہے ہین - لیکن ابتک کسی خاص نتیجے پر نہین پہنچے مگر فلسفہ سانکھیہ انھین مادیات مین سے تسلیم کرتا ہے - تیسرے کیفیات نفس - حکمائے فرنگ اس بارے مین سخت دھوکا کھاتے ہین یہ اصحاب کیفیات نفس کو غیر مادی مانتے ہین مگر فلسفہ سانکھیہ انھین بھی مادی مانتا ہے -

قدیم عربون کا فن تحریر از حکیم سید شمس اللہ قادری

عربون مین سنہ عیسوی شروع ہونے سے صدیون قبل تحریر کا رواج تھا - لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ انمین اسکی ابتدا کس زمانے سے ہوئی - یمن کے کتبے سے اتنا ثابت ہو گیا ہے کہ دو ہزار برس قبل مسیح تحریر کا رواج تھا - عرب مین حمیری - نبطی - عبری کوفی اور عربی خط مختلف اوقات مین رائج رہے ہین انمین سب سے زیادہ قدیم حمیری خط ہے جسکو مسند کہتے ہین - اہل اسلام کی ابتدائی تحریرات مسند حروف مین ہوا کرتی تھین پھر اسکو انہون نے ترک کر دیا اور کوفی خط مین لکھنے لگے - خلافت بنو امیہ کے آخر ایام مین یہ خط بھی متروک ہو گیا اور صرف عربی خط استعمال ہونے لگا - ابتدا مین عربی حروف علحدہ علحدہ لکھے جاتے تھے اور انپر نقطے بھی نہ تھے - خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین حجاج بن یوسف الثقفی کی فرمائش سے نصر بن عاصم نے نقطے ایجاد کیے - پھر خلیفہ مقتدر باللہ کے وزیر ابو علی محمد بن حسین بن مقلہ نے حروف کو وصل کر کے لکھنے کا طرز ایجاد کیا اور یہی خط تھوڑے تغیر سے ابتک رائج ہے -

مضامین قابل دید

شمس العلما آزاد مرحوم از پنڈت برجموہن ناتھ کیفی - رمیش چندر دت از دوارکا پرشاد شاستری

ادیب (الٰہ آباد - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

آزادی - (از مولوی سید احمد دہلوی)

مضمون نگار کے خیال مین یہ کہنا غلط ہے کہ دنیا مین کسی متنفس کو بھی آزادی حاصل ہے انسان ضروریات فطرت سے مجبور ہے اور پھر ہر شخص اپنی خاص حاجتین اور ضرورتین رکھتا ہے - کسی کو کوئی ضرورت ہے اور کسی کو کوئی - آزادی اگر کسی کو حاصل ہے تو خدا کو (نہین معلوم دنیا مین کس شخص نے آزادی کے یہ معنی لیے ہین کہ وہ قانون قدرت اور حوائج بشری سے آزاد ہو جائے کہ مضمون نگار کو یہ سمجھانا پڑا کہ اس قسم کی آزادی ممکن نہین - اڈیٹر) اسکے بعد وہ لکھتے ہین کہ ہم حیران ہین کہ جو لوگ آزادی آزادی پکار کر حکومت سے فرنٹ ہو رہے ہین وہ کونسی آزادی کے خواہان اور طالب ہین - اگر حکومت سے آزاد ہونا چاہتے ہین - تو انتظام ملک اور امن و امان کا کونسا رستہ نکالتے ہین - اگر قانون سے

آزاد ہونا چاہتے ہین تو بے آئینی سے کون کونسا فائدہ اُٹھا سکتے ہین - مذہب و ملت سے آزاد ہونا چاہتے ہین تو کونسے رستے سے خدا کو پہچان سکتے ہین - رسم و رواج ملک سے آزاد ہونا چاہتے ہین تو کس ملک مین جاکر رہنا پسند کرتے ہین - قومون - فرقون - گروہون - پنتھون سے آزاد بنا چاہتے ہین تو کن لوگو نمین مل جُلکر بسر کرنا مناسب سمجھتے ہین -

مولانا عبد الحلیم شرر از حکیم برہم -

مولانا نسباً شیخ ہاشمی و عباسی ہین انکے دادا مولوی نظام الدین نے بوجہ قرابت کرسی کی سکونت اختیار کی پھر مارٹن صاحب کے خلوص کے سبب سے لکھنؤ مین رہنے لگے یہین مولانا کے والد حکیم تفضل حسین صاحب پیدا ہوئے - عہد امجد علیشاہ مین وہ معزز عہدہ پر مامور رہے غدر کے پانچ چھ برس بعد کلکتے گئے اور واجد علیشاہ کی ملازمت اختیار کر لی - مولانا ۱۸۶۰ء مین لکھنؤ مین پیدا ہوئے - سات برس کی عمر مین وہ بھی اپنے والد کے پاس کلکتے گئے - وہین پر اُنھون نے معقول و منقول کی مروجہ کتابین مختلف اُستادونسے پڑھین جب لکھنؤ آتے تو یہان کے علماسے بھی فیض حاصل کرتے اسی اثنامین شاہزادونسے مراسم بہت بڑھ گئے اور جب ۱۸۷۵ء مین انکے نانا نے ترک ملازمت کی تو وہ انکی خدمت پر مامور ہوئے مگر سلسلۂ تعلیم جاری رہا - ۱۸۷۷ء مین لکھنؤ آئے - ۱۸۷۹ء مین انکی شادی انکے ماموں کی لڑکی سے ہوئی - چونکہ علم حدیث کا شوق انکو بہت زیادہ تھا اسلیے ۱۸۸۰ء مین دہلی پہونچے دہلی جاتے وقت وہ سر سید سے ملے اور انکا اثر دلپر اُسیوقت سے جم گیا - ڈیڑھ برس مین دہلی سے واپس آئے ۱۸۸۱ء مین تیس روپیہ ماہوار پر اودھ اخبار مین اسسٹنٹ اڈیٹر مقرر ہوئے - اُس زمانے مین اُنھون نے مولوی عبد الباسط صاحب محشر کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار محشر نکالا دو برس بعد منشی نولکشور نے مولانا کو اپنا اسپشل کارسپانڈنٹ بناکر حیدرآباد دکن بھیجا - اُس زمانے مین نواب سر لیاقت علیخان بہادر کی مدار المہامی تھی اور نواب محسن الملک بہادر برسر کار تھے اُنھون نے مولانا کی بہت قدر کی حیدرآباد کے ایک اخبار ہزار داستان نے مولانا کو اپنا اڈیٹر بنانا چاہا اور اسقدر دباؤ ڈالا کہ مولانا مجبوراً اودھ اخبار سے قطع تعلق کرنے لکھنؤ آئے لیکن اسی درمیان مین وہ پرچہ بند ہوگیا اور وہ یہین ٹھہر گئے

اور اپنا پہلا ناول دلچسپ اور اسکے بعد درگیش نندنی شائع کیا۔ سنہ ۱۸۸۶ء مین انھون نے مولوی شیر الدین صاحب (اڈیٹر البشیر) کی تحریک سے دلگداز جاری کیا۔ سنہ ۱۸۸۷ء مین ملک العزیز ورجنا دلگداز کے ساتھ شائع ہونا شروع ہوا۔ اسکے بعد حسن انجلینا اور منصور موہنا شہید وفا شائع ہوے۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین مولانا نے ایک اخبار "مہذب" جاری کیا۔ بعض مالی دشواریون کے سبب سے وہ سنہ ۱۸۹۱ء مین حیدرآباد گئے اور نواب وقار الامراء بہادر نے انھین اپنے لڑکے کی دینی تعلیم کے لیے انگلستان بھیجنا چاہا اخبارات وغیرہ بند ہوگئے" مگر پھر نواب صاحب نے اپنی رائے بدل دی اور مولانا کا دوسو روپیہ ماہوار مقرر کر دیا۔ مولانا نے تاریخ سندھ لکھنا شروع کی جسے نواب صاحب نے اسقدر پسند کیا کہ پانچ ہزار روپیہ خزانۂ شاہی سے انعام دلوائے سنہ ۱۸۹۳ء مین مولانا نے اپنے ایک دوست کو منیجر مقرر کرکے دلگداز پھر جاری کیا لیکن دلگداز کے سات ہی آٹھ نمبر نکلنے پائے تھے کہ نواب وقار الامرا نے انھین انگلستان روانہ کر دیا۔ انگلستان مین انھون نے ڈیڑھ برس قیام کیا اور ایک حد تک فرنچ زبان حاصل کی۔ وہ سنہ ۱۸۹۶ء مین انگلستان سے واپس آئے۔ پر طور افلورنڈا شائع کیا اور حیدرآباد سے دلگداز نکالنے لگے۔ اسی زمانے مین "سکینہ بنت حسینؓ" کا حال لکھا۔ اور آخر سنہ ۱۸۹۹ء مین لکھنؤ مین قیام اختیار کیا۔ سنہ ۱۹۰۰ء سے دلگداز لکھنؤ سے نکلنا شروع ہوا اور "پردہ عصمت" بھی جاری کیا۔ نواب وقار الامرا کی طلبی پر وہ سنہ ۱۹۰۱ء مین پھر حیدرآباد گئے۔ سلسلہ ملازمت کے منقطع ہوجانے کے بعد وہ سنہ ۱۹۰۳ء مین پھر لکھنؤ واپس آئے اور دلگداز جاری کیا اور ایک پرچہ "اتحاد" نام شایع کیا اور العرفان بھی نکلنا شروع ہوا۔ سنہ ۱۹۰۷ء مین وہ پھر حیدرآباد مین اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیمات مقرر ہوگئے اور دلگداز وہین سے شائع ہونے لگا مگر سنہ ۱۹۰۹ء کے آخر مین مولانا کو حیدرآباد سے پھر واپس آنا پڑا اور اب جنوری سے دلگداز لکھنؤ سے نکل رہا ہے اور مولانا نے مستقل قیام لکھنؤ مین اختیار کیا ہے۔

مضامین قابل دید

حافظ شیراز از حافظ محمد اسلم۔ اخلاقی دلیری از بی۔ ایل۔ شاکر۔

الناظر (لکھنؤ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

الکلام مولفہ مولانا شبلی پر تنقیدی نظر نمبر ۲

اس نمبر مین فطرت انسانی اور حاسۂ مذہب پر بحث کی گئی ہے - مذہب کا فطری ہونا یا ہونا حامیان مذہب اور انکے مخالفین کے مابین ایک ما بہ النزاع مسئلہ ہے - علامۂ شبلی یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ حاسہ مذہب فطری ہے - اس دعوی کی بنا دو مسلمات پر ہے اولاً یہ کہ انسان مین کوئی حاسہ اخلاقی پایا جاتا ہے جو فطری ہے دوسرے یہ کہ دنیا کی تمام اقوام بلا استثنا مذہب کے پیرو ہین - لیکن یہ دونون خیالات ایسے نہین جنھین ہم مسلمہ سمجھ لین - یہ سچ ہے کہ ہر امر کی سچائی یا برائی کے متعلق ہم ایک رائے قائم کرتے ہین مگر خود یہ رائے تابع ہے ہماری تعلیم و تربیت کی ورنہ کوئی وجہ نہین کہ مختلف اشخاص اور مختلف اقوام کے کانشنس ایک ہی امر کے مختلف فیصلے کرین - فطری جذبات کے لیے ضروری ہے کہ (۱) تحریک غیر ارادی ہو (۲) وہ تحریک تمام نوع انسانی مین یکسان طور سے مشترک ہو (۳) اگر اس تحریک پر عمل نہ کیا جائے تو صریح نقصان محسوس ہو - مثلاً حاسہ اشتہا یا حاسہ نوم یہ صحیح معنی مین حاسہ فطری ہین مگر حاسہ اخلاق مین یہ شرائط نہین پائے جاتے - دوسرا مذہب کا عالمگیر ہونا - یہ بھی واقعات سے ثابت نہین ہوتا کیونکہ دنیا مین بہت سی قومین پائی جاتی ہین جنھین کسی قسم کا احساس مذہبی موجود نہین ہے -

ایک اور بحث بھی اس ضمن مین کی گئی کہ آیا انسان نے پہلے پہل خدائے واحد کی پرستش کی تھی یا اصنام وغیرہ کی - علامۂ شبلی کی رائے ہے کہ انسان نے اول خدا کی پرستش کی لیکن نقاد مختلف دلائل سے اس خیال کو غلط ثابت کرتے ہین -

مضامین قابل دید

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس از حضرت نذر الباقر - لیڈیز کانفرنس از ا - ع ساغر لکھنوی

الناظر (لکھنؤ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء)

نیکی و بدی یا عذاب و ثواب از مولوی سید احمد دہلوی

دنیا مین کوئی مذہب ایسا نہین ہے جسنے ان مفید و غیر مفید پہلوؤن کو اپنے ہان اصولاً نہ کیا ہو -

ہر ایک مذہب کی بنیاد انھین دو باتون پر رکھی گئی ہے - اگر آسمانی کتابونکے ذریعے سے احکام پہونچتے ہین تو اور جو وحی، القا و الہام کے وسیلے سے اوامر و نواہی کی تفصیل بیان ہوئی ہے تو سب کا منشا بدی سے نفرت اور نیکی سے رغبت دلانے کے سوا دوسرا نہین ہے - ہر جگہ نیکی کا عوض جنت، خدا کی بادشاہت مین داخلہ، مال و منال کی برکت نرادان اوان گونگی دوامی کشش سے نجات انھین مین سے کسی نہ کسی صورت مین ظاہر کیا گیا ہے اور بدی کا بدلہ اسکے خلاف ہے - لیکن اب ایک دقت پیش آتی ہے کہ بالعموم ایک ہی شے مختلف مذاہب مین نیک نہین ہے لہذا ایک شے بد ہے اب اگر کوئی شخص تمام مذاہب کی جانچ کرے تو یہ محال اور اس زمانے مین کوئی ایسا نہین ہے جو کسی کو معجزہ دکھا کر قائل کر دے - پس اسطرح نیکی و بدی کا کوئی معیار ہی نہین باقی رہتا تو لامحالہ تحقیق حق کا راستہ مسدود اور انسان بالکل آزاد ہو گیا اب جو چاہے سو کرے - لیکن یہ شیطانی وسوسے ہین - خدا نے ہر شخص کو ایک میزان عدل عطا کی ہے یہ میزان عدل قانون قدرت ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر پیغمبر کی کیا ضرورت ہے لیکن یہ خیال بھی باطل ہے ہم تو لینگے اُس چیز کو جو ہمین معلوم ہو لیں یہی باتین وحی یا صاحب وحی کے ذریعہ سے انسان کو بتائی یا سکھائی جاتی ہین -

جو لوگ فلسفیانہ نظر رکھتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہر کام کا نتیجہ ہوتا ہے - انکے نزدیک عذاب ثواب وہ مصیبت ہے جو کسی خلاف نیچر یا خلاف عادت کام کرنے سے جسم خواہ روح پر وارد ہوتی ہے -

مضامین قابل دید

قومی زندگی از شیخ عبد الحکیم بسمل (منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ) معتصم باللہ منشی محمد حسین رنگین ،

دلگداز (لکھنؤ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

امیر عبد القادر مغربی

جیسی شجاعت جیسی وفاداری جیسے استقلال اور جیسی پابندی عہد کی امید ایک شریف اور مسلمان عرب سے کیجا سکتی ہے اسکا سب سے آخری اور نہایت مکمل نمونہ امیر عبد القادر مغربی تھا۔

جسنے انیسوین صدی عیسوی مین حمایت دین اور حمایت قوم کے جوش کو سلطنت فرانس کے مقابل مین ایسی شائستگی سے دکھایا کہ اسکے نام کو بقاے دوام حاصل ہو گیا اور اسکے کارنامے رہتی دنیا تک اہل عالم کو یاد رہین گے

امیر عبد القادر ۱۸۰۸ء مین شہر معسکرہ صوبہ اروان (ملک الجیریا) مین پیدا ہوا ۱۸۲۹ء سے اسکی شہرت کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ وہ اپنے زمانے کے عالم بے بدل ہونے کے علاوہ بڑا متقی اور پرہیزگار بھی تھا۔ دو بار اسنے حج بھی کیا۔ لوگ اس سے تعلیم ہی نہین پاتے تھے بلکہ اسکے مرید بھی ہوتے تھے۔ فرانسیسیونکا جور و ظلم جب حد سے بڑھ گیا تو ۱۸۳۲ء مین امیر عبد القادر نے جہاد کیا۔ فرانسیسیونکی سب سے بڑی قوت اروان مین تھی مگر عبد القادر کی کوششونکا یہ نتیجہ ہوا کہ آخر ۱۸۳۴ء مین فرانسیسیون نے صوبہ اروان عبد القادر کے حوالے کر دیا اور انھین امیر تسلیم کیا لیکن فرانسیسی کسیوقت اسکی طرفسے غافل نہین ہوے اور ۱۸۴۷ء مین جب ایکبارہ فرانسیسی فوج مین گھر گیا تو انھون نے اسے گرفتار کر لیا گرفتار کرتے وقت یہ شرط ہوئی تھی کہ وہ یا اسکندریہ بھیج دیا جائیگا یا سینٹ جین ڈاکر روانہ کیا جائیگا مگر فرانسیسیون نے بدعہدی کی اور اُسے قلعہ طولون مین قید کر دیا۔ چار برس کے بعد اسے اس شرط پر رہائی دیگئی کہ نہ وہ کبھی الجیریا مین واپس آے اور نہ فرانسیسیونکے خلاف کوئی سازش کرے۔ ۱۸۵۲ء مین وہ بروسہ پہنچا اور قلمرو عثمانیہ مین رہنے لگا۔ ۱۸۵۵ء مین نمائش پیرس کی۔ ۱۸۶۳ء مین اسنے پھر سفر حج کیا۔ ۱۸۶۷ء مین دوبارہ فرانس گیا اور لندن کی بھی سیر کی۔ ۱۸۷۳ء مین مکہ معظمہ مین اسکا انتقال ہوا۔ آزادی کے بعد شیوخ الجیریا نے واپسی وطن کے لیے بار بار پیغام بھیجے مگر اس نے جو عہد کر لیا تھا اُسپر قائم رہا۔

اُردو لٹریچر

ایک بہت بڑی کمی اُردو کی یہ ہے کہ اسوقت اسمین مصطلحات علمی بہت کم ہین اور ہم مجبور ہین کہ غیر زبانونکی اصطلاحات استعمال کرین۔ مختلف اصحاب مختلف طرحسے اس کمی کو رفع کرنا چاہتے ہین لیکن اکثر کا اتفاق اس امر پر ہے کہ کوئی لغت مصطلحات کا تیار کیا جائے مگر انجمن اُردو یا دیگر حامی زبان

انجمنون کا کام بجائے لغتونکے تصنیف کرانے کے یہ ہونا چاہیئے کہ جن علوم و فنونکے اصطلاحات بنانا منظور ہون انھین کے متعلق جامع و مانع اور مختصر رسالے تصنیف کرکے شایع کیے جائین اور انھین اصطلاحات کا ترجمہ مناسب لفظ مین کیا جائے اور پھر یہی الفاظ رفتہ رفتہ رائج ہو جائینگے

مضامین قابل دید

ذکر عیش – از عیش – سیف و قلم –

دلگداز (لکھنؤ – اپریل ۱۹۱۱ء

(مامون رشید اور مساحت کرۂ ارض)

مامون رشید کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کرۂ زمین کا دور جو بیس ہزار میل ہے تو یہ آخر کیونکر معلوم ہوا اسکے زمانے مین محمد – احمد – اور حسین تین بھائی ریاضی مین کمال رکھتے تھے لسنے ان تینو سے کہا کہ یہ یقینی ہے یا وہم و گمان سے لکھدیا گیا ہے – جب انھون نے اسے یقینی بتایا تو مامون رشید نے ثبوت مانگا – انھون نے سنجار کے میدان مین اول شمال کی جانب مساحت شروع کی جب ارتفاع قطب ایک درجہ بڑھگیا تو جہانسے ابتدا کی تھی وہانسے ناپا معلوم ہوا کہ ۶۶ ⅔ میل ہے – پھر جنوب کی جانب چلے اور جب ارتفاع قطب ایک درجہ گھٹ گیا تو پھر ناپا معلوم ہوا کہ ۶۶ ⅔ میل ہے – چونکہ دور آسمان ۳۶۰ درجو نپر شامل ہے اسلیے ظاہر ہو گیا کہ دور زمین کا جو بیس ہزار میل ہے – مامون نے اسے بہت پسند کیا مگر کہا کہ مزید اطمینان کیلئے ضروری ہے کہ کسی اور جگہ بھی اسکی آزمایش کیجائے – پس ان تینون بھائیون نے کوفے کے میدانمین بھی مساحت کی اور وہان بھی یہی نتیجہ نکلا – یہ بیان ابن خلکان کا ہے – ابو الفدا کہتا ہے کہ ۶۶ ⅔ میل کا حساب یونانیون کا ہے – مامون کے زمانے مین از روے پیمائش ہر درجہ فلک زمین کے ۵۶ میل کے مساوی ثابت ہوا –

مضامین قابل دید

گریبان – شہر یار مو کا دخمہ

نظام المشائخ (دہلی - اپریل ۱۹۱۱ء)

شیخ کی ضرورت از مولانا شاہ حبیب الحق قادری

انسان مین فطرتاً یہ خواہش ہے کہ وہ ہر چیز کی کنہ تک پہونچنے کی کوشش کرے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی ہر ایک قوت کا صحیح استعمال کرے اور ان قوتونکے استعمال کے لیے ہر زمانے مین اسے ایک رہبر کی ضرورت پڑتی ہے - سب سے پہلے مان نے اسے وہ باتین بتائین جو بقا کے لیے ضروری ہین پھر باپ نے ستھرا بولنا - چلنا تہذیب و شائستگی خصوصاً عقلی قوی کو متحرک بنایا - اسکے بعد اُستاد نے دنیات کی ورق گردانی کے علاوہ فیض صحبت سے بڑے بڑے خیالات کا انکشاف کیا - "ہادی ثالث نے دوران تعلیم و تربیت دماغی مین اسکے قلب سلیم مین ایک ایسی چیز ڈالدی جو نہایت راسخ و مستحکم ہو گئی اور کسی بردست سے زبردست قوت سے بھی اب اپنی جگہ سے نہین ہٹ سکتی اسکا پیارا نام مذہب ہے قوای عقلی اور فطرت سلیمہ دونون نے دست و بازو بنکر اپنا اپنا پورا زور کیا - اس امر کے درپے ہوے کہ مذہب کیا ہے اور اسکی کیا ضرورت ہے با جس نے ان خیالات کو سلجھایا عقل سلیم اور نفس امارہ کا جھگڑا فیصل کیا وہی مرشد - پیر یا شیخ ہے وہی رسول اللہ سے صحیح محبت پیدا کرنیوالا - انکی زیارت سے دلی آنکھون مین نور ایمان بڑھانیوالا - بلکہ تجلیات ربانی کا مرکز بنانیوالا - اور معراج ترقی تقرب سے اعلیٰ زینے پر پہونچانے والا - ہادی و رہبر و رہنما ہوتا ہے - اسلیے ایسی ذات با برکات کی تلاش و تفحص لابد اور ضروری ہے - اور انکی اطاعت و فرمانبرداری پر کمر ہمت چست باندھنی لازم ہے - ورنہ قوائے محبت بیکار اور لاعلمی کے باعث خستہ و خراب ہو جائین گے -"

مضامین قابل دید

طریق سہروردی کی تحقیق از مولانا سید نصیر علی - حضرت شاہ علا بدخشانی از بندہ جواہر ناتھ -

نظام المشائخ (دہلی - مارچ ۱۹۱۱ء)

نور و نار از مولانا قاری شاہ سلیمان -

اس مضمون مین دکھایا گیا ہے کہ نور محمدی کیونکر کل خلقت کا باعث ہے - ایک وقت و زمانہ تھا کہ ایک وجود مطلق اور ایک ذات بحت کے سوا کوئی چیز نہ تھی حتی کہ وہ وقت و زمانہ بھی نہ تھا - بس خدا ہی خدا تھا اور کچھ نہین لیکن وہ اپنی جمیع صفات کاملہ کے ساتھ متصف تھا - ہم اور تم بھی وہین تھے - ایک بحر وجود مین سب غوطہ زن تھے اور ایک وحدت مین سب متحد تھے نہ ممکن و واجب کا امتیاز تھا نہ من و تو کا جھگڑا - ایک مدت تک یہی رنگ رہا اور حضرت احدیت نے اپنے غرور کبریائی سے ادنی تنزل بھی پسند نہ فرمایا لیکن دفعتہً ایک نئے جلوہ نے عجب انقلاب پیدا کر دیا - وحدت نے کثرت کی تجلی کی - اور حضرت حق نے اپنے نور سے ایک نور پیدا کر دیا لیکن یہ علحدگی برائے نام ورنہ در حقیقت وہی اتحاد نام اس نور کو نور محمدی یا حقیقت محمدی یا تعین اول کہتے ہین - پھر اس نور کو تمام صفات جمالی و جلالی سے متصف کیا - تمام اشیا مین جس جس صفت سے جیسی مناسبت تھی ویسی ہی اس نور سے عالم ظہور مین لایا اور اسی نور محمدی سے تمام کائنات کا وجود ہوا -

مضامین قابل دید

حضرت بختیار کاکی از سید محمد ارتضی - مراسم عرس خانقاہ پھلواری شریف از وقائع نگار

البیان (لکھنؤ) صفر ۱۳۲۸ھ

انگریزی کالجیت تعلیم کی مضرتین

ڈاکٹر گستائی بان نے حال مین معاشرتی امور کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے احمد فتحی زغلول (مصری) نے اسکا ترجمہ عربی روح الاجتماع کے نام سے کیا ہے - مصنف نے مروجہ تعلیم پر بحث کی ہے اور علمی تعلیم کے مقابل کتابی تعلیم کو بمقدر زیادہ اہمیت دینے سے جو نقائص پیدا ہوتے ہین انھین ظاہر کیا ہے - اسنے فرانس کی حالت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ لفظ بلفظ ہندوستان کے لیے صحیح ہے - وہ لکھتا ہے کہ بڑے بڑے فلاسفرون نے ثابت کیا ہے کہ تعلیم انسان کی تہذیب اخلاق کی درستی نہین کرتی اور نہ ان طبعی اخلاق و خواہشات کو بدلتی ہے جنکو انسان نے وراثتاً حاصل کیا ہے خصوصاً جب طریقہ تعلیم

خراب ہو تو تعلیم کا ضرر اسکے نفع سے بہت زیادہ ہوتا ہے علما نے اس رائے کی تائید کی ہے کہ جبرا تمدن کی طرف میلان تعلیم کی اشاعت سے اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ طریقہ تعلیم جب اچھا ہوتا ہے تو وہ بہت بڑے مفید علمی نتائج پیدا کرتا ہے لیکن بدقسمتی سے یورپین قومون نے تعلیم کو غیر صحیح بنیاد پر قائم کیا ہے۔ یہ خیال کہ حفظ یاد کرنا ذکاوت کو بڑھاتا ہے بہت مضر ثابت ہوا ہے جو طالب علم اس طرح علم حاصل کر کے فارغ ہوتے ہین انمین جو سوسائٹی کے ادنے رتبہ پر ہین انسے مفلسون کی فوج تیار ہو جاتی ہے جو ہمیشہ بغاوت کے لیے تیار رہتی (فرانس مین) اور جو اعلی رتبہ پر ہین انسے بیکارون اور غافلون کا طبقہ بنتا ہے اسلیے ضرورت ہے صنعت و حرفت کی تعلیم کی“۔

مضمون قابل دید

انصاف بلاد شمالیہ مین نماز کا فتوی۔

الندوہ (لکھنؤ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

اعجاز القرآن از شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی۔

فاتوا بسورة من مثله- علامہ موصوف فرماتے ہین کہ لوگون نے جو قرآن کا اعجاز تسلیم کیا ہے وہ باعتبار پیشینگوئی یا مخفی راز کا بتانا یا فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ہے مگر تعجب اور سخت تعجب ہے کہ تیرہ سو برس تک یہ گفت و شنود یہ بحث و نزاع یہ اختلاف آرا ہوتا رہا لیکن کسیکو یہ خیال نہ آیا کہ اس سوال کا جواب اسی سے پوچھنا چاہیے جسنے یہ دعوی کیا تھا... ...قرآن مجید کی فضیلت کے باب مین اسکو ناصح، رہنما، بشیر، نذیر، نور، حکیم، واضح سب کہا۔ لیکن فصاحت و بلاغت کا کہین نام تک نہ آیا ...کیا ہدایت اور حکمت کے لحاظ سے کوئی کتاب قرآن کا جواب ہو سکتی ہے ہرگز نہین ہو سکتی تو یہ اوصاف کیون معجزہ نہون... ...کتاب آسمانی کا رہنماے عالم ہونا معجزہ ہو سکتا ہے نہ نثاری نہ انشاپردازی.... قرآن مجید مین صاف مذکور ہے کہ وہ ہدایت کے لحاظ سے معجز ہے یعنی اس وصف مین (بجز کتاب آسمانی کے) ...

لہ - مدت ہوئی کہ سرسید احمد مرحوم نے قرآن کا باعتبار ہدایت کے معجزہ ہونا ایسے صاف و صریح الفاظ مین بیان کر دیا ہے کہ اس سے زیادہ صاف الفاظ مین بیان کرنا غیر ممکن ہے انھون نے اس مسئلہ پر ... بحث کی ہے (اڈیٹر)

کوئی کتاب اسکی نظیر نہین بن سکتی"

مضمون قابل دید

قسطنطنیہ کے کتبخانے از عبدالسلام سب اڈیٹر

صلائے عام (دہلی - مارچ ۱۹۱۰ء)

ندوۃ العلماء

دہلی مین ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ ہونیوالا تھا اس مناسبت سے خان بہادر سید سر علی خان نے بھی اپنے خیالات ندوۃ العلماء کے متعلق ظاہر کیئے آپ تحریر فرماتے ہین کہ علوم مین مجھے تحقیق قدیم و جدید کی تفریق پسند نہین - تحقیق تو ہمیشہ تحقیق ہی ہے ! اسکا نیا اور پرانا کیا ؟ دو اور دو چار ہی رہین گے - چاہے آج کہئے چاہے کل - تحقیق مین غلط و صحیح کا اطلاق البتہ ممکن ہے - پرانی تحقیق اگر غلط ہے تو تحقیق ہی کیون سمجھی جاتی ہے - پس زبان تو آپ اپنی رکھیے اور علوم انگریزی سیکھیے . . . . . خلفاے بغداد و قرطبہ کے عہد مین جو علوم عربی مین ترجمہ ہوے تھے عربی مین گویا انکا خاتمہ ہوگیا کہ پھر کسی نے نہ سیکھے مگر یورپ مین وہ علوم ترقی کرتے کرتے اب اس درجہ پہنچ گئے کہ اسوقت ہماری سمجھ سے باہر ہو رہے ہین - ہماری اگلی تحقیق ہمارے ہاتھ سے بھی نکل گئی . . . . اب بحث یہ ہے کہ مسلمانون مین علم و فضل کی ترقی کسطرح ہو سکتی ہے ؟ علماء دین انگریزی پڑھنے سے رہے اور عربی پڑھنے سے صرف عربی آئیگی آجکل کی تحقیق و فلسفی کیسے آسکتی ہے - رہے نرے انگریزی خوان انکو عربی فارسی تو درکنار اردو سے بھی بیگانگی ہے - انسے اسلامی فضایت کی کس بات سے امید کیجائے"

مضامین قابل دید

غم زندگانی از اڈیٹر - علم غیب از اشہری -

صلائے عام (دہلی - اپریل ۱۹۱۰ء)

دنیا مین ہم نے سب سے زیادہ ہماری ہستی کو بے ثبات سمجھ رکھا ہے کہ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا ایک بزرگ صوفی نے انسان کی مثال قصاب کے گلے سے دی تھی کہ روز دو چار بھیڑین ذبح ہوتی جاتی ہین لیکن

میری دانست مین یہ ضرور نہین کہ ہم اپنی ہستی کو اسقدر ہیچ سمجھین کہ موت کے خیال سے زندگی سے غافل ہوجائین عالم اسباب کے بڑے بڑے کارخانے اور دنیا مین سارے نام و نمود کے سامان سب اسی ہستی بے ثبات کے کارنامے ہین - اگر اپنی ہستی کا خیال نہو تو دنیا مین کسی قسم کی ترقی نہو - خدا نے جو ہمین پیدا کیا ہے تو اُسکی مرضی ہو دیکھو ہمارے ذہن مین یہ آنا چاہیے کہ عدم سے نکال کر جو ہمین ہستی مین لایا ہے تو اب ہم اپنی ہستی کے خلاف کوئی بات ہونے دین - ہم اپنی زندگی کو خوردبین سے نہ دیکھین نگاہ شوق سے دیکھین گلاب کے پھول کو آپ خوردبین سے دیکھنے بیٹھیے تو جو کچھ حسن و خوبی مین لب ایسے زیادہ نازک نظر آتی تھی - خوردبین سے ہاتھی کے کان اور دھنے جہاز کے برابر دکھائی دیگی - وہ ہلکی سرخی گندے پانی سے زیادہ کریہ معلوم ہوگی - پتیونکی نرمی بڑانے کیمخت کے چہرے سے بدتر نظر آئیگی - کسی پریوش کے خط و خال آپ آتشی شیشہ سے دیکھیے تو ساری خوبی کا خون ہوجائیگا - اسیطرح زندگی کو بھی آپ دقت کی نگاہ سے دیکھئے تو بُری معلوم ہوگی - دنیا مین جسے کچھ کرکے مرنا ہے وہ مرنے کا نام نہ لے - انسان اپنے پاؤن سے قبرستان نہین جا سکتا اور لوگ مرنیکے بعد ہو نچاتے ہین - انسان کو اپنی ہستی کا جب اعتبار نہین تو اور بھی اپنی زندگی کو عزیز سمجھئے اور اسے بیکار نہ جانے دیجیے - دنیا مین جو کچھ علم و کمال و ترقی و اقبال کے سامان نظر آرہے ہین اپنی زندگی ہیچ نہ سمجھنے سے میسر ہوے ہین

انسان کیلئے زندگی عجیب نعمت ہے

سائنس ایمان لانے کی چیز نہین

سائنس یا تحقیق کوئی نئی چیز نہین - دنیا مین انکا وجود ہزارون برس سے ہے لیکن جسقدر قدیم قومین دانشمند اور صاحب اقبال ہوی ہین اُنمین سے کسی نے سائنس کی تحقیق کو اپنا مذہب نہین قرار دیا پھر یہ کیا وجہ ہے جو آجکل عقائد مذہبی کی تحقیق از روے سائنس ضروری سمجھی جاتی ہے حالانکہ پُرانے مذاہب کے بہ نسبت آجکل کے عقائد زیادہ تر قرین عقل ہین اور پھر بھی اُنکو اس بات کی ضرورت نہوی کہ وہ مذہب کو سائنس سے ملاتے - ہماری بڑی غلطی یہ ہے کہ ہم عقل و عقائد کو ملایا چاہتے ہین جو بات سمجھ مین آجائے وہ تو خیر جو سمجھ مین نہ آوے اسمین اپنی ہوشیاری دکھاتے ہین -

کہ گو عقل کے خلاف نہیں مگر پھر بھی عقل ہی سے اسکا ثبوت ضرور۔ سائنس میں روز نئی نئی ترمیم اور اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ پس یہ ہماری غلطی ہے کہ اسی کا پابند ہیں عقائد مذہبی کو گرگٹ کیطرح رنگ بدلنے دیں ابھی سائنس کو خود اپنی تحقیق میں بہت کچھ کرنا ہے اور عقائد مذہبی کی خوبی یہ ہے کہ بغیر حیلہ و حجت مانے جائیں۔

مضامین قابل دید

حسن زبان اردو۔ می گزرد۔ خاطر مایوس

صحیفہ (حیدرآباد۔ بہمن ۱۳۱۹ فصلی)

ضعیف الاعتقادی از لمعہ حیدرآبادی

راقم مضمون نے خاصکر نجوم کے متعلق بحث کی ہے اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ علم نجوم لاحاصل اور لغو علم ہے اور نتیجہ ہے انسان کی ضعیف الاعتقادی کا " جب لوگونکی طبیعتیں بودی اور اعتقاد ضعیف پائے گئے تو چالاکون اور بدمعاشوں نے انکو دھوکا دینے کے لیے طرح طرح کے حیلے پیدا کئے کوئی نجومی بن کر غیب کی خبریں بتانے لگا اور نحوس طالع کو دفع کرنیکی تدبیر سکھانے لگا۔ کوئی جوگی کا سوانگ لایا۔ کوئی ننگا مجذوب کیطرح پڑا پایا کوئی زاہد خدا پرست بنکر لوگونکو پھانسنے کے لیے رشتہ تسبیح سے دام وکمند کا کام لینے لگا کوئی کیمیاگر بنکر گھر میں خاک اڑانے لگا۔ کوئی ملا بنکر موت سے بچنے کے گنڈے باندھنے لگا۔ غرض سب مکار گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں اگر ایک کے ہاتھ سے بچے تو دوسرے نے پھندا مارا۔ دوسرے سے بچے تو تیسرے نے جال لگایا اسطرح کے تمام لوگ دوسرونکی ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھاتے ہیں حالانکہ ان باتونکی صریح ممانعت قرآن پاک میں موجود ہے اور یہ سب باتیں اسلام کے خلاف ہیں۔

نوٹ۔ " تلمرو آصفی کی دولت" کا سلسلہ جاری ہے ۔

صحیفہ (حیدرآباد۔ اسفندیار ۱۳۱۹ فصلی)

پارسیونکے متعلق اسلامی تحقیقات از محمد مرتضی (مولوی فاضل)

اس مضمون میں صرف اسقدر لکھا گیا ہے کہ بعض روایات کی بناء پر زردشتی بھی اہل کتاب کہے جا سکتے ہیں اور زردشتیونکا اس کثرت سے مذہب اسلام میں داخل ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انکا مذہب بہ نسبت

مذاہب عبرانی کے اپنی اصلی حیثیت مین زیادہ قائم اور ملت ابراہیم سے قریب تھا اور بقول پروفسر آرنلڈ کے
اُن لوگون کو قرآن مین وہی اصول دریافت ہوے جو انکے مذہب مین بھی موجود تھے گو انکی شکل کسیقدر مختلف
تھی - اہورامزدا اور اہرمن کی جگہ اللہ اور ابلیس انکو پڑھنا پڑا - دنیا کا چھ زمانون مین پیدا ہونا - ابتدا مین
آدم کے بے گناہ ہونیکا قصہ - ملائکہ و شیاطین تھا [illegible] مردونکا اُٹھنا - جنت و دوزخ کے مسئلے دونون مذہبونمین
ایک تھے اسلام کیطرح انمین بھی ہر دن پانچ مرتبہ عبادت کرنیکی ہدایت تھی" (مضمون پر آیندہ زیادہ لکھنے کا وعدہ کیا گیا ہے -

نوٹ "قلمرو آصفی کی دولت" کا سلسلہ جاری ہے -

کشمیری مگزین (لاہور - مارچ و اپریل ۱۹۱۰ء)

(آنریبل سر سید مرحوم پر انکی والدہ کا اثر از محمد عبد الحق بی - اے)

سر سید احمد خان بہادر کی والدہ کا نام عزیز النسا بیگم تھا جو خواجہ فرید الدین احمد کی بیٹی تھین - انھون نے اگرچہ صرف قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابین پڑھی تھین لیکن نہایت لائق منتظم - ذہین رحمدل با اخلاق اور قدرتی طور پر نہایت عالی دماغ واقع ہوئی تھین - سر سید نے ۱۸۸۲ء کی تعلیمی کمیشن کے روبرو بیان کیا کہ "خود مین نے فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنی مان سے پائی - اور نیز اوائل عمر مین مجھے بہت سے مفید اور اخلاقی سبق میری والدہ نے دیے جو اب تک بعینہ مجھے یاد ہین" مضمون متعدد مثالین انکی دیگئی ہین - وہ غریب اور مسکین عورتونکی ہمیشہ خبرگیری کرتی تھین اور مکان کا ایک حصہ انھین کے رہنے سہنے اور علاج کے لئے وقف کر رکھا تھا - استقلال کی خوبی انمین خاص تھی - مذہبی تحقیقات مین جو روش سر سید نے اختیار کی انمین بھی انکی والدہ کا بہت بڑا اثر اتیر پڑا تھا - اور اسمین تو کچھ کلام نہین کہ توہمات اور تعصبات (جنکے سید صاحب سخت دشمن تھے) کی بیخ و بنیاد انکی والدہ نے ابتدا ہی مین انکے دل سے اُکھاڑ دی تھی - سر سید نے انگریزون پر جو بھروسہ ظاہر کیا اسکی بنا بھی انکی والدہ نے رکھی تھی - سر سید کے نانا کو جسوقت مہاراجہ رنجیت سنگھ نے وزارت کے لیے طلب کیا اُسوقت سر سید کی والدہ نے انکے وہان جانیکی مخالفت اس بنا پر کی کہ انگریزی حکومت کو چھوڑ کر جانا مناسب نہین -

اسکے بعد غدر کے زمانے مین جب وہ دہلی مین اہی تھین تو اُنھون نے ہمیشہ یہ خیال ظاہر کیا کہ انگریزونکا جلد تسلط ہو جائیگا بعد فتح دہلی وہ اس اعتماد پر دہلی سے باہر نہین گئین کہ انگریز بے گناہونکو نہین ستاینگے اگرچہ انکا یہ خیال غلط ثابت ہوا اور انکا مکان لوٹ لیا گیا ۔ یہ صرف چند باتین ہین ورنہ نہین معلوم کہ کن مختلف وقات مین کیا کیا اثر سرسید کے دل و دماغ پر انکی والدہ کے عمدہ اخلاق کے پڑتے رہے ہین کیا یہ کچھ کم تعجب کی بات ہے کہ انیسوین صدی کا سب سے بڑا شخص اگر غور سے دیکھا جائے تو اپنی ماں کا سچا شاگرد تھا ۔

مضامین قابل دید

لا محو طاہر از حکیم میر کریم الدین بی ۔ ت (مارچ) ۔ کیا مذہب کی ضرورت نہین از اندین گزین (اپریل) قومی ذہنیت اور اسکی حفاظت از مولوی الف دین (اپریل)

استبصار (فروری سنہ ۱۹۱۰ء)

(نکاح بیوگان از غلام حسنین)

شیعہ کانفرنس نے عقد بیوگان کی رزولیشن پاس کیا ہے اسکی تائید مین راقم مضمون ایک شرعی نکتہ پیش کرتے ہین جو انھین کے الفاظ مین حسب ذیل ہے :۔ " ہماری شریعت کی خوبی کو دیکھو ۔ بیوہ عورت کو شوہر کے ترکہ سے غیر منقولہ جائداد مین ترکہ دینے سے منع فرمایا ہے اور ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اس حکم کو امت نہ مانیگی اور ہماری سلطنت ہوگی (مثلاً زمانہ رجعت یا ظہور صاحب الامر علیہ السلام مین) تو ان منکرون کو سزاے تازیانہ اور بالآخر سزاے قتل دیجائیگی اور ظاہر ہے کہ یہ حکم فقط اس غرض سے ہے کہ بیوہ عورت غیر منقولہ جائداد پاکر پابند رہنے گھر مین شوہر مردہ کے نہو جائے اور نکاح ثانی سے باز رہے ۔ جو لوگ اس حکم پر اعتراض کرتے ہین کہ آیت قرآن کے خلاف ہے انکو حدیث ثقلین یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن اور اہلبیت کا ساتھ ہے قرآن کا عام اور خاص مجمل اور متشابہ سمجھنا اہلبیت ہی کا حق ہے "

مضمون قابل دید

تمدن یا طبقی اقوام کے خیالات آیندہ زندگی پر ۔ حیوانات کے رنگ

استبصار (رائے بریلی - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

بحری گویے (از منشی ممتاز حسین)

ممالک متحدہ امریکہ اور اسپین کے سمندروں مین ایک طرح کی نہایت سُریلی آواز پانی کے نیچے سے پیدا ہوتی ہے اور جہاز والے اسکو بہت اچھی طرح سنتے اور لطف اُٹھاتے ہین - مدت تک کسی کی سمجھ مین نہین آیا تھا کہ یہ آواز کہان سے آتی ہے اور قدیم زمانے مین اسکی نسبت طرح طرح کے خیالات شایع ہوتے تھے مگر اخبار بالٹیمور ریپبلکن کے ایک نامہ نگار نے اسکی وضاحت کی ہے - وہ لکھتا ہے کہ ایکبار ہسپانیہ کے ساحل سے دور میرا جہاز لنگر انداز ہوا روزانہ شب کو نہایت سُریلی آواز جہاز کے تختے کے نیچے سے نکلتی سُنائی دیتی تھی - پہلے خیال ہوا کہ شاید سمندر کی ہوا میرے باجے کو حرکت دیتی ہے مگر کامل تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ آواز مچھلیوں کی ہے - آخر طبیعت سے مجبور ہوکر ایک رات مین نے مچھلیوں کا شکار کیا اور اُن چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو بھاگل مین بھر کر اپنے سونے کے کمرے مین رکھدیا - تھوڑی دیر مین وہی آواز کمرے مین پیدا ہوئی غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان مچھلیوں کے بیچ کے ہونٹوں پر تاروں کی سی بناوٹ ہے اور جب اوپر کے ہونٹھ کا دباؤ اسپر پڑتا ہے تو اسمین سے آواز پیدا ہوتی ہے اور یہ آواز بہت ہی نازک باجے کے مثل تھی

مضامین قابل دید

حیوانات کے رنگ (حکیم سقراط از سید اقبال علی)

ضیاء الاسلام (مرادآباد اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

روح (از مولانا حبیب اللہ عرف آغا رفیق)

اس مضمون مین روح کی نسبت بہت وسیع بحث کی گئی ہے - روح کے متعلق جسقدر مختلف اقوال ہین وہ ذیل مین درج ہین - اول روح خود چار طرح کی ہے (۱) روح انسانی - (۲) روح حیوانی (۳) روح نباتی (۴) روح نفسانی یعنی روح انسانی کا وہ حصہ جو دماغ مین پہونچتا اور کیفیت جدید

پیدا کرکے قابل حس و حرکت بناتا ہے انہین سے روح انسانی کے متعلق اقوال بہت ہی مختلف ہین - (۱) فرقہ اشاعرہ - جسم انسان مرکب ہے اجزاء لا یتجزی سے اور روح انسان انہین اجزاء کے وجود کا نام ہے (۲) بوعلی سینا - روح مرکب چیز ہے اور چند اجزا سے اُسنے ترکیب پائی ہے جنمین سے چار عناصر ہین اور دو جز قوت و وسعت ہین (۳) جمہور متکلمین - روح انسان ایک جسم لطیف ہے اور بدن انسان مین پیوستہ ہے (۴) نظام معتزلی اور قاضی باقلانی - روح ایک جسم لطیف ہے اور بدن انسان مین سرایت کیے ہوے ہے - تغیر و تبدل اور قطع و برید اُس کا ناممکن ہے (۵) فرفوریوس - روح انسانی جسم انسان مین حلول کیے ہوے ہے اور مدت استدر متحد ہوگئی ہے کہ دونون یکسان معلوم ہوتے ہین - (۶) افلوطرخس ہوا روح انسانی ہے - (۷) طالیس ملطی - پانی روح انسانی ہے - (۸) انباذقلیس - روح مرکب ہے عناصر اربعہ سے اور جسم انسان مین حلول کیے ہوے ہے - (۹) ابن راوندی - روح ایک جزو لا یتجزی ہے جو خاص قلب مین پیوست ہے - (۱۰) بعض متکلمین - روح عرض ہے عوارض جسم مین سے جو جسم کے ساتھ قائم ہے - (۱۱) بعض صوفیہ - روح جسم کی صفت نہین بلکہ ذات خدا کا وصف ہے اطبا روح کو (۱۲) حرارت غریزی (۱۳) خون (۱۴) اخلاط اربعہ (۱۵) مزاج (۱۶) قوت دماغی (۱۷) قوت قلب (۱۸) قوت دماغی - قوت قلب اور جگر، مانتے ہین (۱۹) بعض حکما - روح اجزاء قدرت یا اجزاء خدا ہے - (۲۰) بعض دیگر - روح نسیم طیب ہے -

مضمون قابل دید

تفسیر سورۂ توحید از حکیم سید شمس اللہ قادری

ادیب (حیدرآباد جنوری و فروری ۱۹۱۱ء)

الکوہل اور صحت از مولوی محمود حسین صاحب

گذشتہ ستر سال سے مسکرات کے نقصان کی جانب لوگونکو توجہ ہوئی - اور جن لوگون نے اسکے ضرر کو سمجھا - اُنھون نے خود اسے ترک کیا اور کوشش کی کہ دوسرے بھی اسے ترک کرین - اس کے سبب سے فن طبابت مین ایک تبدیلی واقع ہو چلی ہے وہ یہ کہ الکوہل بیمارون مین دیا جانا ضروری

یامین ۹ اگرچہ نہین کہا جاسکتا کہ جملہ اطبا نے اسے تسلیم کر لیا ہے مگر اکثر کی یہ رائے ہے اور وہ اسپر عمل بھی
کرتے ہین کہ الکوہل بیمار کو نہین نہ دینا چاہیے۔ صحت کی حالت مین الکوہل کی کوئی ضرورت نہین ہے
خاصکر جو لوگ ورزش اور محنت کرتے ہین انکے لیے الکوہل بہت زیادہ مضر ہے۔
الکوہل کے استعمال کی تائید مین کیسی ہی لیاقت کے ساتھ وکالت کیجائے۔ یہ صاف ظاہر ہے
کہ الکوہل کسی قسم کے استعمال سے خارج کر دیا جائے تو ان لڑکے کی صحت کبھی خراب نہو گی اور اسکے اشخاص
اچھی طرح پرورش پائینگے۔ اچھی طرح کام کرینگے۔

مضامین قابل دید

وجود باری تعالیٰ از مولوی غلام احمد۔ جزیرۃ العرب از حکیم سید شمس اللہ قادری

بعض رسائل کے چیدہ مضامین

اُردوے معلّٰی (علیگڈھ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

مذاق بدایونی از اڈیٹر۔ سوامی شوا نند از اڈیٹر)

صبح بہار (میسور۔ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

معلومات اور اسکے بڑھانیکا طریقہ از مولوی محمد تقی حیدر۔ ڈاڑ اور ابرا از مولوی محمود حسین جعفری

زبان (دہلی۔ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

علامہ شبلی نعمانی از اڈیٹر۔ غذا از ڈاکٹر بی کے متھرا

مشورہ (جبلپور ۱۵ و ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

ہندوستان مین سب سے بڑے تین بادشاہ از عبد الحمید خان بی اے دیوانہ شود دیوانگی ہم عالمے دارد۔
قاضی شمس الضحیٰ بی اے ایل ایل بی۔
انسانی زندگی۔ ہندوستان کا افلاس از لطیف احمد بی۔ اے

کمال دہلی (دہلی مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

اردو زبان کے خیالات پریشان کا جواب از رسالہ

الحجاب (بھوپال - مارچ ۱۹۱۰ء)

پردہ مین ہزار نعمت از سید احمد دہلوی - میری زندگی کے واقعات (از ہلین کلر - امریکہ کی ایک نوجوان لیڈی کے حالات - جسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک لڑکی نے جسکی گویائی - بصارت اور سماعت سلب ہو گئی تھی ہاتھ پیر پر حروف کا نقش بنانے کے ذریعہ سے اسے پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا)

صوفی (پنڈی بہاء الدین - مارچ ۱۹۱۰ء)

حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی از سید الدین فوق - پیر طریقت از ایس - ایم - ایف - این - ایچ

صحائف انگریزی

مسلم ریویو - (الہ آباد - مارچ ۱۹۱۰ء)

ترائی کے اوہام متعلق بہ زراعت از سید رضا علی - بی - اے

ایک خیال یہ ہو کہ ربیع اور خریف کی فصلون کے بعد دھرتی مائی (زمین) آرام کیلئے سو رہتی ہو گانون کا منجم یہ استحقاق رکھتا ہو کہ وہ بتائے کہ زمین کسوقت جاگی - جب زمین جاگتی ہو تو کسان پانی اور مٹھائی کھیتون مین رکھتے ہین اور کھیت مین ایک ٹکڑا زمین کا صاف ستھرا کرکے اسپر سات حلقے بناتے ہین اگر لکیرین کج ہو جائین تو اسے بدقسمتی سمجھتے ہین اور اگر سیدھی رہین تو خوش قسمتی ہو - ہل کا اگر جوا ٹوٹ جائے تو بدقسمتی ہو اور اگر ہر ٹوٹ جائے تو خوش قسمتی ہو - ہل چلانے کے بعد ہینگا استعمال کرتے ہین تاکہ مٹی توڑکر برابر کرین مگر ایک ہی وقت مین ہل اور ہینگا کھیت مین نہین آسکتا کیونکہ وہ ہل کو مرد اور ہینگے کو عورت سمجھتے ہین - اسمین یہانتک احتیاط ہو کہ جو شخص ہینگا لادے وہی اسے مکان پر بھی لیجائے - اگر ہینگے کے بیل نکلجائے تو دوسرا شخص انھین پکڑ نہین سکتا - جب بونے کا وقت آتا ہو تو کسان آنکھین بند کرکے

کھیت مین جاتا ہو اور شیش ناگ کی پوجا کرتا ہو۔ پودہ جب زمین سے نکلنے لگتا ہو تو چارون کونون پر ۔ ۔ رپت کھڑا کر دیتے ہین تاکہ وہ بھی انکے مانند سیدھا بڑے اور نہ جھانہ جائے۔ کھیت مین پانی دینے کیلئے جب کسان ڈول لے چلتا ہو تو ڈول کا منھ ہمیشہ نیچے رہتا ہو تاکہ ڈول پانی نیچے گرائے اور پانی بیکار ضائع نہو۔ جب پانی کی کمی کا اندیشہ ہوتا ہو تو کنوین پر لوٹ کی کیل گاڑ دیتے ہین یا کھرجلا کر رکھ دیتے ہین تاکہ بھوت پلید اسپر اپنا اثر نکرین۔ کھیت کے نرانے کا کام زیادہ تر عورتین کرتی ہین اور وہ مشرق کیطرف منھ کرکے بیٹھتی ہین اور آفتاب کے جلد جلد نکل جانیکی دعا کرتی ہین۔ آفتاب کے جلد چلنے کیلئے ایک اور تدبیر بھی کرتی ہین یعنی سر کی جوئین نکالکر دھوپ مین رکھدیتی ہین تاکہ انکی دعا سے آفتاب جلد چلا جائے۔ اسی قسم کے توہمات تمام جگہ رائج ہین لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو انکی بنا ڈالنے والون نے انمین بہت سی مصلحتین پوشیدہ رکھی ہین۔)

اقلیدس کی تعریف زاویہ قائمہ پر نصیر الدین طوسی کے اعتراض کا جواب از سید حکیم احمد۔

اس اعتراض مین دو خاص امر ہین۔ اولاً یہ کہ آیا اقلیدس نے جو تعریف زاویہ قائمہ کی ہو وہ غلط ہو۔ دوسرے یہ کہ آیا زاویہ قائمہ خطوط منحنی سے بن سکتا ہو۔ پہلے سوال کا جواب نہایت آسانی سے دیا جا سکتا ہو۔ اقلیدس کی تعریف مکمل ہو۔ اس تعریف کی بنا خود زاویے کی تعریف پر ہو۔ زاویہ کی تعریف یہ ہو کہ دو خطوط مستقیم کے میل سے زاویہ پیدا ہوتا ہو۔ پس زاویہ کیلئے خطوط مستقیم کی شرط ہو تو زاویہ قائمہ کیلئے بھی وہی شرط رہیگی۔ یہ اور بات ہو کہ خود زاویے کی تعریف نامکمل ثابت کیجائے۔ دوسرے امر کا جواب یہ ہو کہ محقق طوسی نے یہ خیال قائم کیا ہو کہ زاویہ خطوط منحنی سے بھی بن سکتا ہو حالانکہ اسکو ثابت کرنا چاہئیے

نوٹ۔ (۔) پرچے کے مئی کے نمبر مین مولوی نظام الدین حسن صاحب نے اس مسئلے کا نہایت معقول و مختصر جواب دیا ہو کہ اقلیدس مین صرف مین جامیٹری سے بحث ہو اور اسمین کوئی زاویہ سوائے خطوط کے دوسرے ذریعے سے نہین بن سکتا۔

مسلم ریویو مئی ۱۹۱۰ء الہ باد)

زراعت کے اوہام متعلق بہ زراعت از سید رضا علی بی ۔ اے۔

جب پودون مین پھول آنے لگتے ہین تو انھین نظر بد سے بچانے کیلئے ایک ہانڈی سیاہ رنگ کر اور اسپر سفید داغ بنا کر کھیت کے اندر کسی لکڑی پر کھڑی کر دیتے ہین اور گوبر کے گولے بنا کر بھی اسی غرض سے

کھیت مین ڈالتے ہین۔ جب اناج پکجاتا ہی تو مالک کھیت مین جاتا ہی اور سب کی نظر بچا کر چند بالیان توڑتا ہی اور چھپا کر گھر لاتا ہی اور کھانون کے ساتھ اُسے بھی پکاتے ہین اور گھر کے دیوتا کی پرستش کرتے ہین اور اُس روز ہر طرح کی خوشی مناتے ہین۔ جب کھیت کاٹنے کا وقت آتا ہی تو ہنسو می کو مکان سے باہر کہین دو چار روز رکھدیتے ہین۔ تاکہ کسی کا سایہ نہ پڑے۔ خیال کیا جاتا ہی کہ اگر ایسا نہ کرین تو وہ کام نہ دیگا کھیت کاٹنے کے قبل چاول اور دودھ اُبال کر ایک گوبر کے ٹکڑے پر کھیت کے دیوتا کی نذر کرتے ہین۔ دانے کیلئے سب سے موزون جگہ پیپل کا درخت خیال کیا جاتا ہی۔ اگر عین دانے کے وقت سب سے اگلے بیل کا تازہ گوبر کسان کو ملجائے تو وہ اُسے خوش قسمتی خیال کرتا ہی اور اس گوبر سے مہادیو کی مورت پر بنا کر کھیت کے وسط مین رکھدیتا ہی۔ جمع شدہ غلے کو محفوظ رکھنے کیلئے اسکے گرداگرد ایک حلقہ بنا دیتے ہین اور اسکے سر پر گوبر کا ایک گولہ رکھدیتے ہین اور اُسکے اندر پتھر کا ایک ٹکڑا اور ... رکھدیتے ہین۔ باد دگر دنگا ایک فرقہ ترائی مین ہوتا ہی جسے دھوکر کہتے ہین۔ انکی نسبت یہ خیال ہی کہ وہ اپنے پیر کے انگوٹھے سے جتنے دانے چُرالین اُتنا ہی من غلہ کم ہوجائیگا۔ اسطرح پر یہ لوگ بڑی مقدار غلے کی حاصل کرلیتے ہین۔

ایسٹ اینڈ ویسٹ (بمبئی۔ مارچ ۱۹۱۰ء)

ٹرکی کا دوسرا سفر از مسٹر الیف۔ ایچ۔ اسکرائن۔

مضمون نگار اولاً ۱۸۹۰ء مین ٹرکی گیا تھا، اسوقت سلطان عبدالحمید خان کی حکومت تھی مضمون نگار کے خیال مین سلطان عبدالحمید خان بذاتہ بہت ہی شریف النفس اور نیک مزاج شخص تھے، مگر انکی حکومت بہت ہی ابتر اور ناقص تھی۔ جن لوگونکو سابق سلطان کی فیاضیون نے امیر بنا دیا تھا اُنھون نے سخت مصیبت کے وقت جسطرح انکا ساتھ چھوڑ دیا وہ دنیا مین بیوفائی کی بدترین مثال ہی۔ اب جو ٹرکی مین آئینی حکومت قائم ہوئی ہی وہ بھی دراصل چند اشخاص کی حکومت ہی سر چارج برڈ ووڈ نے ٹائمس مین لکھا تھا کہ "گورنمنٹ ٹرکی برائے نام پارلیمنٹ اور وزارت کے باوجود چند خفیہ اور غیر ذمہ دار اشخاص کے قابو مین ہی" یہ بالکل صحیح ہی کمیٹی اتحاد و ترقی جسمین بارہ ممبر شریک ہین ہر معاملے مین دخیل ہی اس پر اسرار گروہ اور ظاہری حکومت کے درمیان جو تعلقات ہین وہ بہت ہی نازک ہین اور دونون جانب

نہایت احتیاط کی ضرورت ہی تاکہ فوجی غلبہ نہو جسے "کمیٹی کا اول مقصد اتحاد پیدا کرنا ہی۔ اور گذشتہ پندرہ مہینے کے تجربے سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس امر کا برآنا غیر ممکن نہین ہی۔ دو سببسے اس قومی اتحاد کی توقع ہوسکتی ہی۔ اولا یہ کہ یہان ذات کا تعصب نہین ہی جیسے ہندوستان مین ہی دوسرے یہ کہ یورپ کے مانند یہان کے باشندے ایسے طبقون مین نہین تقسیم ہین جنکے اغراض ایک دوسرے کے مخالف ہون۔ کمیٹی کا دوسرا مقصد ترقی ملکی و معاشرتی ہی اور اسکا حاصل ہونا آسان نہین ہے۔

ہندوستان ریویو (مارچ و اپریل ۱۹۱۰ء)

ماریشش کی شکر کا بائکاٹ۔ از مسٹر ایم۔ گوپالیانگر

سر جارج کلارک نے پونا زر کانفرنس کے ایڈریس مین کہا کہ غیر ملکی شکر کے بائکاٹ کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہی۔ اُنھون نے کہا کہ اگر شکر کی درآمد بالکل بند کردیجائے تو برٹش پبلک پر اسکا کچھ اثر نہین پڑیگا بلکہ جاوا اور ماریشش کے ایشیائی کاشتکارون پر زیادہ تر اسکا بوجھ پڑیگا اور کسی قدر اثر وسطی یورپ کے چقندر کی شکر بنانیوالون پر پڑیگا۔ لیکن یہ بیان واقعات کے خلاف ہی۔ اول تو ایشیائی کاشتکار کا مفہوم ہندوستانی قلی نہین ہوسکتے دوسرے یہ کہ جہانتک ماریشش کو تعلق ہی اسکا اثر غیر ملکی سرمایہ دارون پر پڑیگا جیسا کہ خود ان کے بیان (میموریل بنام گورنمنٹ انڈیا ۱۸۹۸ء) سے ظاہر ہی۔ ماریشش کی کیفیت یہ ہی کہ تمام ملکو نمین اسکی شکر کا جانا قریب قریب بند ہوگیا ہی اسکے لئے صرف ایک بازار ہندوستان رہگیا ہی۔ ماریشش کی آبادی مین ہندوستانیونکا جزو قلیل ہی اور جو ہین وہ معدودے چند کے سوا کل قلی ہین۔ غیر ملکی سرمایہ دارون پر اسکے اثر پڑنے کی شہادت خود اس رائل کمیشن کے اظہار سے ظاہر ہی جو ماریشش کے متعلق تحقیقات کیلئے مقرر ہوا تھا "جبکہ ہندوستان مین ماریشش کی شکر کے بائکاٹ کیے جانے کا اندیشہ ہی اور ہندوستان سے قلیونکا آنا بند ہوجانیکا خوف تو ان حالتو نمین اس نوآبادی کے ترقی کرنیکی بہت کم امید ہوسکتی ہی"

اقتصادی نظر سے دیکھا جائے تو بھی بائکاٹ مین ہندوستان کا کوئی نقصان نہین ہی کیونکہ ماریشش سے پندرہ لاکھ پونڈ سے زیادہ کی شکر وغیرہ ہندوستان آتی ہی اور یہان سے چاول، گیہون،

اٹا، وغیرہ آٹھ لاکھ پونڈ سے زیادہ کا نہین جاتا، اسیطرح جاوا سے تیس چالیس لاکھ پونڈ سالانہ کا مال ہندوستان آتا ہے اور یہان سے آٹھ لاکھ سے زیادہ کا نہین جاتا - یہ اندیشہ بے بنیاد ہے کہ اگر ہم ماریشس یا ولایت کی شکر خرید کرین گے تو ہمارے مال کو نقصان پہونچے گا کیونکہ یہ ممالک جو خام اشیا ہم سے لیتے ہین وہ اپنی ضرورت سے لیتے ہین جسے وہ بند نہین کر سکتے - یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سستی شکر کے نہ خریدنے سے غربا کو تکلیف ہوگی کیونکہ غیر ملکی شکر مین مٹھاس کم ہوتی ہے جو سٹھائی ادھ سیر دیسی شکر مین بن سکتی ہے، اُسکے لئے تین پاؤ انگریزی شکر استعمال کرنا پڑتی ہے، اور اسطرح دیسی شکر کے استعمال کرنے سے درحقیقت قیمت مین نفع رہتا ہے - کوئنسلینڈ، نیوزیلینڈ، نیو ساؤتھ ویلز اور فجی نے بمقابلہ ماریشس اپنے اپنے یہان شکر کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر کر لیا ہے، پھر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہندوستان کیون نہ ایسا کرے اور کیون اسکی بندرگاہین ابدالآباد تک غیر ممالک کی شکر کے لئے کھلی رہین

انڈین ورلڈ (کلکتہ مارچ ۱۹۱۰ء)

کالجون مین علم اقتصاد کی تعلیم از ایم - بنکٹارنگیا

ہمارے کالجون مین جو کورس اقتصاد کا مروج ہے، وہ اکثر اعتبار سے عملاً مفید نہین ثابت ہوتا، یہ کورس نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ اس سے طلبا کو سخت مغالطہ ہوتا ہے - ان طلبا کے ذہن مین یہ خیال پیدا کیا جاتا ہے کہ اس علم کے جملہ مسائل جو ایڈم اسمتھ اور رکارڈو نے لکھے ہین، وہ ہر جگہ مطابق ہوسکتے ہین، تمام انگریزی ائمہ یہی خیال کرتے ہین کہ جبتک انسان کا نیچر نہ بدل جائے، اس علم کے مسائل نہین بدل سکتے - حالانکہ علماً وعملاً یہ خیال غلط ثابت ہو چکا ہے - اصل یہ ہے کہ انگریزی علم اقتصاد مین جو کچھ لکھا ہے وہ تمدن کے ایک زمانہ خاص کے حالات کے نتائج ہین، جو بالخصوص انگلستان اور بالعموم یورپ مین ایک صدی سے رائج ہین - بیشک اس علم مین بھی بعض نظرے ایسے ہین جو ہر حال و زمان مین

صحیح ہین، مگر ان مسائل کا تعلق بالعموم طبعیات سے سمجھا جائے تو زیادہ موزون ہے۔

جرمن کے محققون نے بہت خوبی سے ثابت کر دیا ہے کہ متقدمین علماء اقتصاد (جو زیادہ تر انگریز تھے) نے جو بعض مسائل کو فطرت انسانی کے نتیجے بتائے ہین وہ صرف انگلستان کی اُس تمدنی حالت کے نتیجے ہین جو وہان اٹھارھوین صدی کے آخر مین مروج تھے اور انگریزی اقتصاد کی پوری پیروی کرنیوالا انکے جزیرہ انگلستان سے باہر نہین ہو سکتا۔ نیز یہ کہ صحیح اقتصاد ہر جگہ کی خاص حالت اور تمدن کے اعتبار سے قائم ہو سکتا ہے پس ہم لوگ جو انگریزی اصول اقتصاد حاصل کرتے اور انھین کو کھینچ تان کر اپنے ملک کے مطابق کرنا چاہتے ہین یہ ہماری سخت غلطی ہے، جیسطرح کے کارخانے، کارخانون کے جو قواعد، مزدوری اور مزدوری کی جو حالت، تبادلہ اور تبادلے کا جو طریق انگلستان مین رائج ہے، انکا ہمارے ملک مین کہین نام و نشان بھی نہین ہے ہمارا اصلی علم اقتصاد زراعت سے متعلق ہے، اور اسی کی انگریزی کتابون مین کمی ہے۔ اگر انگریزی کتابون کے بجائے امریکہ اور جرمن کے تصانیف ہمارے کالجون مین رائج ہوتین تو یہان کے طلبا دیکھ اپنے ملک کی حالت کا صحیح اندازہ کر سکتے، جرمن کی کتابون سے صنعت کی ابتدائی کیفیات کا خوب پتہ چلتا ہے۔ اور امریکہ کی کتابون سے زراعت کے حالات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

یورپ اور امریکہ کے طلبا کو بڑا فائدہ یہ حاصل ہے کہ وہان کے پروفسر آزادانہ طور پر ہر مسئلہ پر رائے قائم کرتے ہین اور پھر کتابین لکھتے اور انھین کتابون کا درس دیتے ہین، برخلاف اسکے ہندوستان کے پروفسر آنکھ بند کر کے وہی کتابین پڑھا دیتے ہین جو یورپ مین لکھی جاتی ہین خواہ وہ یہان کے حالات کے مخالف ہی کیون نہون۔ جبتک یہان کے حالات پر لحاظ کر کے کتابین نہ تصنیف ہونگی علم اقتصاد سے یہان کے طلبا کو کچھ فائدہ نہین ہو سکتا۔

ماڈرن ریویو (کلکتہ۔ اپریل ۱۹۱۰ء)

امریکہ کے اقتدار کی بنا از ستیس چندر باسو۔

قومون کی عظمت اور انکا اقتدار صرف روپیہ سے نہین ہے بلکہ انکی عملی قوت اور طرز زندگی کو بھی اسمین بڑا دخل ہے - یہ صفات اہل امریکہ مین بھی موجود ہین، امریکہ کی ترقی کا سب سے بڑا راز اسکی اقتصادی خوبیان ہین - جو زمین دو سو برس پیشتر وحشی جانورون اور غیر مہذب انسانون (اصلی باشندگان امریکہ) کے شکار کے لیے مخصوص تھی آج وہان تہذیب و تمدن کے اعلی کرشمے نظر آرہے ہین - پانچ باتین امریکہ کی اقتصادی ترقی مین جزو اعظم ہین (۱) کاشتکاری کے وسیع ذرائع (۲) ہر طرح کے وسیع معادن (۳) باربرداری کے مکمل اور آسان ذرائع - (۴) امریکہ کی مختلف سلطنتون اور ملکون کے درمیان تجارت کی آزادی (۵) موروثی توہمات اور تنگ خیالی سے آزادی - اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اسوقت دنیا مین جسقدر غلہ صرف ہوتا ہے اُسمین سے پچھتر فیصدی امریکہ مین پیدا ہوتا ہے اسیطرح تمباکو ۷۳ - لوہا ۳۷ - تانبا ۵۵ سیسہ ۲۵ چاندی ۳۵ - کوئلہ ۳۵ - فیصدی امریکہ مین پیدا ہوتا ہے - انگلستان اور امریکہ کی اقتصادی حالت کا بڑا فرق یہ ہے کہ امریکہ کی صنعتی ترقی کی بنیاد اسکی زراعتی ترقی پر ہے - امریکہ اپنے ضروریات غذائی کے لئے کسی ملک کا محتاج نہین بلکہ اپنی ضرورت سے فاضل غلہ اور گوشت وہ یورپ کو بھیجتا ہے، اور اس پر یورپ کا بہت کچھ انحصار ہے -

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ نے صنعتی اشیاء مین اب اپنی ضرورت کو پورا کر کے باقی دوسرے ممالک کو بھیجنا شروع کر دیا ہے - اس نے اپنی ضرورت کسطرح پوری کی ؟ صرف اسطرح کہ غیر ممالک کے مال پر سخت سے سخت ٹیکس عائد کیا تاکہ وہ [illegible] امریکہ کے مال سے کم قیمت پر امریکہ مین نہ فروخت ہو سکین، اور جب اسطرح امریکہ نے اپنے ملک سے دوسرونکا مال خارج کر دیا تو اب خود اپنا بچا ہوا مال ان ممالک مین جہان آزاد تجارت کا طریقہ جاری ہے (جیسے ہندوستان اور انگلستان) بے دھڑک بیچ رہا ہے - لیکن اب وہ دن دور نہین معلوم ہوتا کہ انگلستان بھی محفوظ طریقے کی تجارت پر عملدرآمد کر دے اور اسطرح ہندوستان بھی

غیر ممالک کے مال سے نجات پائے ۔

ماڈرن ریویو کلکتہ (سنہ ۱۹۱۰ء)

ہندوستان میں کوآپریٹیو کریڈیٹ سوسایٹی

نقشہ ذیل سے ہندوستان کی کریڈٹ سوسائٹیوں کا حال بخوبی واضح ہوسکتا ہے سوائے اجمیر کے باقی کل مقامات میں معتدبہ ترقی ہر اعتبار سے ہوی ہے ۔

تعداد

	۳۰ جون سنہ ۱۹۰۸ء	۳۰ جون سنہ ۱۹۰۹ء
مرکزی	۷	۱۵
شہری	۱۴۹	۲۲۷
دیہاتی	۱۲۰۱	۱۷۶۶
ممبروں کی جملہ تعداد	۱۴۹۱۶۰	۱۸۴۸۸۹

سرمایہ

	۳۰ جون سنہ ۱۹۰۸ء	۳۰ جون سنہ ۱۹۰۹ء
پرائوٹ اشخاص سے قرض	۱۲۴۳۴۹۵	۲۴۹۳۸۱۴
دوسری انجمنوں سے قرض	۵۸۴۷۶۵	۱۵۹۶۶۱۱
حصص سوسائٹی	۹۳۵۹۲۸	۱۴۷۷۲۵۴
امانت ممبران	۹۱۹۵۲۳	۱۶۱۸۰۱۸
گورنمنٹ کی مدد	۶۵۱۸۵۶	۶۸۶۱۴۳
ریزرو	۷۸۵۵۹	۱۹۳۲۷۱

خرچ

ادائے قرض	۴۰۱۹۷۶	۱۴۱۰۳۲۳۰۰۰۰۰
قرض جدید	۳۶۹۳۰۱۸	۵۹۹۹۹۲۴۰۰۰۰
خرید سامان	۳۹۰۶۵۵	۶۷۴۳۸۳۰۰۰۰
منافع	۱۸۰۹۱۶	۳۲۶۲۶۵۰۰۰۰

رسائل یورپ و امریکہ کے خاص مضامین متعلق بہ ہندوستان

(۱) ہندوستان کی بےچینی کا سبب از اس۔ وی ڈُراسوامی (سوشلسٹ ریویو مئی ۱۹۱۰ء)

(۲) ہندوستان میں فرقہ بندی کا خیال از ای۔ اے وڈہوس (نائنٹینتھ سنچری۔ اپریل ۱۹۱۰ء)

(۳) ہندوستان کا نصف پست حصہ (یعنی مستورات) از سینٹ نہال سنگھ (مئی ۱۹۱۰ء)

(۴) آبکاری اور زمین کی تحقیق نمبر ۳ (معاملات ہند) از ڈبلیو۔ ایس علی (فورٹ نائٹلی ریویو۔ اپریل ۱۹۱۰ء)

(۵) لگان اراضی از ایف۔ ڈبلیو رسل (اکونومک ریویو اپریل ۱۹۱۰ء)

(۶) ہندوستان کی حرفتی ترقی حصہ اول آر۔ ای فارسٹ (ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو۔ اپریل ۱۹۱۰ء)

ناول

اِس رسالے مین ناول مجبوراً شامل کیا گیا ہی۔ طبعاً ہم اُسکے مؤید نہین، مگر عام رائے سے انحراف مشکل ہی۔ نہ صرف اُردو خوان بلکہ مہذب ممالک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی بغیر اس چاشنی کے نہین رہ سکتے۔ بلیک ؤڈ میگزین اور ٹائمس کے سے باا ثر اور متین اخبارات کو بھی اس عام رجحان سے مغلوب ہو جانا پڑا وہ اب مسلسل ناول درج کرتے ہین۔ یہ زمانے کی ہوا ہی اور کوئی اسے بدل نہین سکتا۔

اگرچہ یہ ملک کی پستی مذاق کی دلیل ہی مگر اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جس کثرت سے اُردو مین ناولون کے ترجمے ہوئے ہین وہ حیرت انگیز ہی اور باوجود اسکے کہ ان ترجمون کی قیمتین اصل کتابون سے چند در چند زیادہ رکھی گئین مگر پھر بھی انکو بہت فروغ حاصل ہوا۔ برخلاف اسکے علمی کتابین ہین۔ اول تو انکا شمار ہی بہت کم۔ اور پھر ایسی ارزان۔ اسپر بھی انکی کسادبازاری کا رونا رویا جاتا ہے۔

پس ظاہر ہی کہ "لائٹ لٹریچر" (ادب سادہ) سے ایک بڑے طبقے کو دلچسپی ہے۔ ایسی حالت مین ناول دیکھنے سے لوگونکو منع کرنا یا کم از کم خاموش ہو جانا دانشمندی نہین ہی۔ یہ کوشش بے سود ہی۔ البتہ جہانتک ہو سکے اس رو کو ایسی راہ پر لانا چاہیئے جو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچا سکے۔ انگلستان مین ڈکنس اور تھیکرے نے انگریزی معاشرت کا جو نقشہ کھینچا ہی۔ اور مولیئر نے فرانسیسی سوسائٹی کو جس رنگ مین دکھایا ہی وہ غلط جذبات کو صحیح جادہ پر لانے والے ثابت ہوئے ہین۔

اس مقصد کیلئے کہا جائیگا کہ ناول ہندوستانی معاشرت کے متعلق ہون' کیونکہ بغیر اسکے وہ مؤثر نہون گے۔ اسکو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن اسمین ایک ایسی کمزوری ہو جسے ہم رفع نہین کر سکتے۔ ناول بغیر محبت کی چاشنی کے ناول نہین بلکہ پندنامہ اور درس فلسفہ ہو۔ اور ہندوستانی معاشرت کی اُفتاد ایسی واقع ہوئی ہو کہ اظہار محبت اگر ہو سکتا ہو تو ناجائز صورت مین کیونکہ سوسائٹی سے صنف نازک کا عنصر غائب ہو۔ ہمین نہین معلوم کہ اُردو مین کوئی ناول ہندوستانی سوسائٹی کے متعلق ایسا لکھا گیا ہو جسمین جائز محبت کی شرط قائم رہی ہو' نا ہدہ' اچھی خاصی مواعظ کی کتاب ہو' 'یوسف و نجمہ' ناول نہین بلکہ پُر خطر سٹ الخ کا مجموعہ ہو اور وہ بھی تغلق شاہیونکے عہد کا مسیر کہسار' جذبات ناروا کا تماشہ گاہ ہے۔

نظر برین حالات ہمنے یہ رائے قائم کی ہو کہ ناول مین دو اغراض ملحوظ رکھے جائین ایک تو اعلیٰ اُصول اخلاق کا ذہن نشین کرنا۔ دوسرے موجودہ سوسائٹی کے نقائص کا دلچسپ پیرایہ مین ظاہر کرنا۔ اخلاقی اصول مختلف ممالک مین دو نہین ہو سکتے' جو امر ہندوستان مین داخل اخلاق ہو وہی ممالک یورپ مین بھی ہو۔ پس اول الذکر منشا کیلئے ناول یورپ کی طرز معاشرت دکھائین گے۔ کہ ناول کی دلفریبیان بد اخلاقی سے پاک رہین' اور دوسرے مقصد کے لئے اپنی ہی سرزمین کے معاشرتی قصص ہونگے۔ یہ قصص ہندوستانی سوسائٹی کا اصلی رنگ دکھائین گے اور اسی زمین کے پھل پھول ہون گے۔

سردست ہم ایک انگریزی ناول کا ترجمہ شروع کرتے ہین۔ چند نمبرون مین یہ ناول ختم کیا جائیگا اور آخر مین اسکے اخلاقی نتائج آپ کو معلوم ہون گے

طلسم اُلفت

باب اوّل

صاحبِ اقبال۔ صاحبِ عروج

کون ہمکلام مرے پہلو کے برابر ہوکر

گراسونر اسکوائر کی مشہور عمارت کے دونون دروازے خدام کے واکرنے پر محترم آقا اندرونی حصے سے برآمد ہوکر خرامان خرامان اُس سائبان تک آیا۔ جہان موٹر چشم براہ انتظار منتظر ٹھہرا ہوا تھا۔ قدرت نے اسکے قدوقامت اور شکل وصورت کو ایسے سانچے مین ڈھالا تھا کہ دیکھنے والے کی نظر اُسکے خوبصورت چہرے کی دل آویزی اور اعضا کے ڈھلاؤ پر بار بار اضطراب دید کا اظہار کرتی۔ مردانہ خط وخال کے ساتھ جوانی کا ارغوانی رنگ اگر بہار لالہ وگل کی شگفتگی پیدا کرنے والا تھا تو نیلگون آنکھین اپنے اوصاف کے ساتھ اسکی طبیعت کا اصلی وقار ظاہر کرنے والی تھین۔

ایک خوش وضع لیڈی جو اس مشہور عمارت کے قریب سے گزرکر پارک کو جارہی تھی نگاہ پڑتے ہی مجبور ہوئی کہ گھوڑے کی باگ روک کر بواسطۂ تعارف گفتگو کا آغاز کرے ؎

کھون بیتابی دل کا مین فسانہ کیونکر ۔۔۔ اُنکے کوچے کی زمین سر پہ اُٹھالون تو کہون

لیڈی۔ کیا ڈارلِنگ کا قصد ہے؟۔

نوجوان۔ (گھبرا کر) آہا لیڈی کرینگم۔

لیڈی۔ (ہنسی سے) تھارن مل کا کیا کہنا۔ وقت سے زیادہ گردش کرنے والی آ
ہان کہیے اُس معاملے مین کیا ہوا ؟۔

نوجوان۔ (ہنس کر) مین نے منظور کرنے کا کچھ فیصلہ نہین کیا۔

لیڈی۔ اُس پر قابو حاصل کرنا آپ ہی کا کام ہی۔ نادانی نہ کیجیے گا۔ یہ معزز خطاب
آپ کے لیے سودمند ہوگا۔ کیا آج شب کو آپ رائی برگ کے ناچ مین آئین گے۔

نوجوان۔ ۱۱ بجے تک آسکون گا۔ کچھ راگ باقی رہنے دینا۔

لیڈی۔ ایکسچینج سے میرے لیے کچھ تحفہ لایئے تو پروگرام پر آپ ہی کا قابو ہی۔

اس گفتگو کے بعد نوجوان موٹر پر روانہ ہوا مگر کچھ کبیدہ اور شوخ لیڈی نے پارک کا رستہ
لیا۔ راہ مین لیڈی کے ہمراہی نے جو دوسرے گھوڑے پر تھا۔ کہا مین سات سال سے
ہندوستان مین بغیر رخصت کے تھا اسلیے بیگانہ ہو رہا ہون۔ یہ کون صاحب ہین کچھ تفصیل سے بیان
کیجیے۔ لیڈی نے کہا انکا نام تھارن ہی دیکھتے ہی دیکھتے یہ عروج حاصل کیا۔ مشہور تھارن کمپنی
سے تم واقف ہوگے۔ کارن ہل مین جو بڑے بڑے دفتر ہین اسی کمپنی کے ہین۔ یہ کمپنی انھین
کی ہی یہ ونچسٹر کے ممبر ہین۔ بیرنٹ بھی ہوا چاہتے ہین۔ جو کچھ حاصل کیا ذاتی قوت سے اور اب وہ ایک
کروڑپتی شخص ہین۔ شادی ابھی نہین ہوئی ہی۔ "میرا دیسی" انکے پیچھے پڑی ہوئی ہی۔ ع

کاشکے یہ میرے لیے ہوتے

دیسی حسن کے ساتھ پرفن بھی ہی مین چاہتی ہون تھارن دیسی کا خیال چھوڑ دے۔

لیڈی ہمراہی سے باتین کرتی ہوئی پارک کی طرف گئی۔ تھارن کا موٹر دومنٹ مین عمارتون
کے وسیع سلسلے سے گزر کر اُس مقام پر پہنچا جو تھارن کمپنی کا صدر دفتر تھا۔ موٹر سے اُتر کر عمارت
کی سیڑھیون پر آیا۔ وہان سے برقی چھوٹے سے شیم زدن مین اسے دوسری منزل پر پہنچا دیا۔ یہان
کے بعد دیگرے چار کمرون سے گزر کر اپنی نشست کے پرتکلف کمرے مین داخل ہوگیا جو آراستگی

مین امرا کے ایوانون کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ تھارن نے سکرٹیری سے عاجلانہ ہاتھ ملا کر کہا اسوقت صرف
مزدوری معاہدے دیکھنا چاہتا ہون۔ سکرٹیری نے کاغذات کا ایک بستہ پیش کیا۔ یہ کام نئے
شخص کے لیے ایک ہفتے کا تھا۔ سکرٹیری کی پنسل تیزی سے مختصر نویسی کی خدمت ادا کرنے لگی
دو گھنٹے کے اندر ایک حریف اونچی دُکان کو جو تھارن کمپنی کو نشانہ بنانا چاہتی تھی نیچا دیکھنا پڑا اتنی
ہی دیر مین جہازی معاہدے ہڑتال کے معاملے صلح و جنگ کے متعلقہ واقعات پیش نظر ہو کر تیزی اور
خوبی سے طے ہونے لگے۔ بالواسطہ ۱۰ ربلاواسطہ ۱۲ ہزار آدمی تھارن کے تحت مین تھے سالانہ
سات آٹھ کروڑ روپیہ کا اُلٹ پھیر رہتا تھا۔ نوجوان کے مشاغل اخبارات کے لیے اچھا مصالحہ
جمع کرنے والے تھے۔

سکرٹیری اپنے آقا کا مزاج دان تھا آقا کے عاجلانہ طریق کار نے اُسے سمجھا دیا کہ وہ بزور
اپنی توجہ کام کی طرف منعطف کرتا ہے۔ بہرحال کام کا پہلا ہجوم دوپہر تک ختم ہو گیا اور سکرٹری اپنے
کاغذات جمع کر کے خطوط ٹائپ کرانے چلا گیا۔ تھارن نے خود کو تنہا پایا سکرٹیری نے جو خیال
اسوقت تھارن کی نسبت قایم کیا وہ صحیح تھا۔ بلاشبہ نوجوان زبردست تاجر کی رگون مین
خون کی گرم روانی جنون عشق کا جوش پیدا کرنے والی تھی اسکا استقلال بھی کسی کے دلفریب
چہرے کو اُسکی چشم تصور سے ہٹا نہین سکتا تھا ؎

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا — جب کوئی دوسرا نہین ہوتا

نوجوان نے دفعتہً ہاتھ میز پر ٹیک کر کہا۔ مین ہر وقت کی تکلیف برداشت نہین کر سکتا
مین دیوانہ ہو رہا ہون ضرور اُس سے ملونگا یا مجھے قسم کھانا چاہیے کہ آیندہ کے لیے خیال چھوڑ دون
مگر یہ میری طاقت سے باہر ہے ع

تیرا خیال دل سے بُھلایا نہ جائے گا

تھارن نے وہ پرایوٹ دروازہ کھولا جو عقب کے برآمدے کی جانب تھا۔ گھڑی
دیکھی اور قدم بڑھایا۔ تھارن جانتا تھا کہ اس کے کارخانے مین وقت کی پابندی کسقدر لازمی ہے

وہ جس شی کی فکر مین ہو اُسے کیونکر مل سکتی ہو۔ وہ آہستہ منزل زیرین کے ٹیلیفونی کمرے مین چلا گیا دو منٹ نہین گزرے تھے کہ تھارن نے آہستہ قدم کی آواز سنی۔ ع

ایسے مین کوئی چھم سے جو آجاے تو کیا ہو

وہ زینے کی طرف بڑھا۔ ایک دوشیزہ حسین سادہ لباس مین بالائی منزل سے اُتری۔ آنکھین بجلیان گرانے والی اور شن تاریک رستون کو روشن کرنے والا تھا۔ نازک ہاتھ مین ٹیپ شدہ کاغذات کا بنڈل تھا۔ تھارن ایک قدم آگے بڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ عاجزانہ لہجے مین اسکے مُنھ سے صرف اتنا نکلا۔ "میرین۔ کیا تم مجھ سے بات کر سکتی ہو؟" دوشیزہ یہ سُنکر سکتے مین رہگئی ؎

لے اُڑے گیسو پریشانی مری	آئینے لے بھاگے حیرانی مری

چہرہ زرد پڑ گیا۔ نازک ہاتھ جسمین بنڈل تھا کانپنے لگا۔ وہ کچھ پیچھے ہٹی۔ آہستہ آواز مین کہا۔ یہان مجھ سے باتین نہ کیجیے۔ یہ جگہ مناسب نہین ہو۔

تھارن۔ مین دیوانہ ہو رہا ہون (معلوم ہوتا تھا وہ خود کو روکنا چاہتا ہو مگر قابو نہین رکھتا) تم مجھ سے ملتی ہو نہ خط کا جواب دیتی ہو تمھین مجھ سے احتراز کیون ہو؟۔

دوشیزہ (آہستہ سے) اسلیے کہ آپ تھارن کمپنی کے مالک ہین اور مین ایک ٹیپ نویس آپ کی ادنی ملازم۔ میری خواہش ہو کہ مین ہمیشہ آپ کی ہمراہ رہون (یہ کہتے آواز تھرتھرا لگی) مگر مین آیندہ آپ سے ملنا نہین چاہتی۔ اُسنے آنکھ اُٹھا کر اوپر دیکھا اسکی پلکین پُرنم تھین۔ نگاہین ملنے پر کچھ دیر سکوت رہا۔ تھارن کی محبت سے میرین کے چہرے کا رنگ بھی متغیر تھا۔ وہ تھارن کی طرف خاموش دیکھ رہی تھی۔ اسکے زاہد فریب چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ التجا رکھتی ہو۔

تھارن۔ میرین مجھے معاف کر کہ مین تجھے اس طرح روکون۔ مین چاہتا ہون یہ طے ہو جائے کہ تو میری خریدار بنے گی یا نہین۔ اس سے پیشتر کہ تو مجھ سے آیندہ کبھی نہ ملے

آخری مرتبہ شام کو مجھ سے اور مل لے ؎

آخر آخر حشر مین بھی خون ہوتے دیکھ لون آج مین کس آرزو سے دل کے ارمان نکالا

یہ کہکر اُس نے میرین کا ہاتھ تھام لیا - آواز سے لجاجت ظاہر تھی - نبض کی حرکت بہت تیز تھی میرین نے نظر چار کی -

تھارن - ایک بار صرف ایک بار پھر جو حکم دوگی تعمیل کرونگا - تھارن کی نظر نے اُسے مغلوب کر دیا

میرین - اچھا مین ساتھ چلون گی - مگر کسی شاندار ہوٹل یا کسی اور ایسے مقام پر نہین جاؤنگی - اچھا ہوگا ہم لوگ "سینٹ پال" کے گرجا مین ۷ بجے شام کو ملین - آپ سوروپیہ ماہوار کے محرر بن جائیے - مین اپنی حیثیت پر رہون یعنی ٹیپ نویس - دونون چھوٹے سے فرنچ ہوٹل مین کھانا کھائین - ہر شخص اپنے کھانے کی قیمت ادا کرے - پھر آپ "بارل کورٹ" یا جس جگہ چاہین مجھے لے چلین - ۱۰ بجے شب کو ٹریم کے ذریعے سے آپ مجھے مکان تک پہنچا دین -

تھارن - آپ شام کا وقت مجھے دیدین مجھے اسکی پروا نہین کہ وقت کہان صرف ہوگا

میرین - اسکے بعد ہم جدا ہوجائین گے اور پھر آپ مجھے کبھی نہ دیکھین گے - میرین کی آواز مین خفیف لغزش کے ساتھ استقلال تھا -

تھارن - اگر آپ مجھ سے جدا ہونا چاہین گی تو مین وعدہ کے موافق تعمیل پر مجبور ہون میرین نے سنجیدگی سے سر کا اشارہ کیا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی (شہر کے عالیشان دفترون مین اس سے زیادہ پاکیزہ منظر کبھی نہ دیکھا گیا ہوگا) جب تک وہ نظر کے سامنے رہی تھارن دیکھتا رہا پھر تیزی سے ادہر چلا گیا ؎

مختصر وقت کچھ اس لطف سے گزرا شب وصل ہجر کی رات کے ہم چار پہر بھول گئے

تھارن آپ ہی آپ یہ الفاظ کہہ رہا تھا اور خیالی نشہ مین اسکا دل ترنم سرا تھا -

مین اُس سے محبت کرتا ہون - بیشک محبت کرتا ہون - گو مین اس قابل نہین کہ اُسکے پاک دامن کا بوسہ لے سکون - اے میرے سفید نرگس کے پھول!!! اُسکے چہرے پر نئی امید اپنی جھلک ڈال رہی تھی - تیس گھنٹے باقی ہین پھر مین اپنی قسمت کا فیصلہ معلوم ہو جائے گا کیا میرے اسکے درمیان کوئی روک ہے کسی چیز کا اُسے خوف ہے جسے وہ کہہ نہین سکتی - کیا وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اگر محبت کرتی ہے تو کوئی دنیاوی یا شیطانی طاقت ہمکو جدا نہین کر سکتی -

میرن تیزی کے ساتھ جب قدم بڑھا کر چلی تو موڑ سے گھوم کر زینے سے اُترتے ہوئے قریب تھا کسی شخص سے ٹکرا جائے - آواز آئی مس میرنیا - دوشیزہ ہکلاہٹ ٹھہر گئی - آواز دینے والے شخص کا نام لانٹ فنٹ تھا - یہ اسی کارخانے کا اسسٹنٹ منیجر تھا عمر ۴۰ سال - لباس مین فیشن کے ساتھ طرح داری کا بہت رکھ رکھاؤ آواز شیرین اور دلکش - اسکی بیباکانہ نظر سے میرنیا ہمیشہ جھجکتی اور گھبراتی تھی اسوقت بھی یہی صورت پیش آئی - ع

میری نگاہ شوق سے گھبرائے جاتے ہین

میرن - آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہین - اسکی نظر میرنیا کے چہرے پر جمی ہوئی تھی - اُسنے مسکرا کر کہا دیلی مین نیا تماشہ ہونے والا ہے مین نے دو نشستین محفوظ کر لی ہین کیا ممکن ہے کل شام کو ہم لوگ ساتھ ہی کھانا کھائین اور وہان چلین -

میرنیا - مین اس عنایت کی شکرگزار ہون مگر جا نہین سکتی -

لانٹ - ہان شاید آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کر لیا ہے -

میرن ڈری شاید تھارن کی گفتگو اس نے سُن لی پھر غیر ممکن سمجھ کر یہ خیال دل سے نکال دیا میرنیا کو اس سے ایک طرح کی نفرت تھی جسکی وجہ وہ خود نہین سمجھتی تھی - میرنیا اسکے عادات کے متعلق کچھ سُن بھی چکی تھی -

میرن - ہان مین وعدہ کر چکی ہون اور اگر مین نے وعدہ نہ کیا ہوتا تو بھی مین انکار کرتی - نائب منیجر نے کسی قدر تحیر کے ساتھ اسکی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا - خیر پھر کبھی - میرنیا

مین کچھ مدارات کردن - آپ میرے ساتھ ناچ سکتے ہین - مین اس خیال مین تھی کہ بینڈ زرا آہستہ بجے
تھارن (ہنسکر) سکون طبیعت کے لیے ضرور کچھ ہونا چاہیے - یہ کہکر دونون نے ایک
چکر پورا کیا - دونون کے قدم ٹھیک پڑتے تھے - دونون ناچنے والون کے حسین چہرے پسندیدہ
نگاہون سے دیکھے جاتے تھے -

ایک نوجوان نے لارڈ اسٹرلنگ سے پوچھا - یہ لیڈی کون ہے ؟ - لارڈ نے جواب دیا
" ڈلسی " - اسکا چہرہ اسوقت اسکی طبیعت کو چھپا نہین سکتا تم مخالفت نہ کرو تو بُری نہین ہے لیکن
مخالفت کی حالت مین اسے بلا سمجھ لو - یہ پرکالہ آتش انسان اور شیطان کسی سے ڈرتی نہین
لندن سے وسیع شہر مین یہ مسلمہ غیر مفتوح ہے زندگی کے اعلی اور ادنی حصون مین - جو امر اس کالے
آتش کو نہ معلوم ہو وہ جاننے کے قابل نہین ہے - یہ دور جدید کی عورت ہے نمائیشی زندگی اسکا حصہ
ہے - اس نے کبھی شادی کرنے کا ارادہ ظاہر نہین کیا تھا - کچھ دن ہوئے اسنے ایک بڑے
دولتمند شخص سے شادی ٹھہرائی تھی بڑے بڑے منصوبے تھے - مگر اب وہ تھارن کے
پیچھے پڑی ہے - تھارن اسکے لیے موزون بھی ہے مگر مین نہین کہ سکتا کہ وہ بھی اسکا خواہان ہے
آج یہ شکار کی تلاش مین نکلی ہے یہ ۶ بجے صبح سے پیشتر مکان پر نہین پہنچ سکتی - نوجوان نے
ہنسکر کہا یہ باتین میری سمجھ مین نہین آتین اگر کچھ راز ہے تو رہنے دیجیے -

اس گفتگو کے دوران مین ڈلسی اور تھارن ایک بار اور صدر دروازے کے
سامنے چکر کاٹتے ہوئے نکلے - تھارن مین اب پہلی سی بے پروائی نہین تھی وہ ہنس
رہا تھا اور ڈلسی کے تیز نقرون کا جواب برابر کی ظرافت بنیا تیزی سے دے رہا تھا - ڈلسی
جسوقت دلربایانہ انداز ظاہر کرنا چاہتی کوئی اسکی برابری نہین کر سکتا تھا - تھارن پہلے
یہ سنکر ہنسا کرتا تھا کہ لندن مین اس سے زیادہ خطرناک عورت کوئی نہین ہے مگر اسوقت ایسا
یقین کرنے کی وجوہ اسکے پاس کافی تھے - لارڈ اسٹرلنگ کا یہ قول کہ وہ شکار کی تلاش مین ہے
گو کچھ معنی رکھتا ہو مگر آج کی شب اسنے یہ ضرور ارادہ کر لیا تھا کہ تھارن کے کرورون روپے اسکے

قبضے مین ہونگے اُسے اپنی کامیابی مین کچھ بھی شک نہین تھا - وہ تھارن کی دولت کے سوا واقعی تھارن سے کچھ تعلق نہین رکھتی تھی - تھارن کے معنے اسکے نزدیک چھ ملین پونڈ اور اعلیٰ سوشل اور پولٹیکل مرتبے کے تھے - وہ خوبصورت نوجوان کرورپتی کو اسی حد تک پسند کرتی تھی

جب دونون دروازے کے دوسری جانب سے نہایت تیز گزرے تو "ویسی" ٹھہر گئی - چند لمحے کے بعد دونون برآمدے کی جانب نیچے کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے - سبز خوشنما پردون نے مجمع کی نظر سے انکو علیحدہ کر دیا تھا -

ویسی تیزی سے تھارن کی طرف پھری - آنکھ مین آنکھ ڈالنا چاہتی تھی وہ ایک انداز سے اپنے کندھے اُسکی طرف جھکا رہی تھی - آخر اسنے آہستہ نرم آواز مین پوچھا - تھارن پریشان کیون ہو؟ - تھارن نے چونک کر کہا پریشانی کیسی - ویسی نے کہا کیا تم خیال کرتے ہو مین کچھ سمجھتی نہین ہون - ضرور تمکو کچھ فکر ہی - تم مجھ سے محبت نہین کرتے (یہ کہکر وہ بہت ہی شان سے مسکرائی) پھر کہا کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ - خیر - بتاؤ پریشان کیون ہو ویسی کا شوخ ہاتھ تھارن کی آستین کو دبا رہا تھا اور وہ خود برابر اسکی طرف جھکتی جاتی تھی تھارن گویا خواب کی حالت مین تھا - دل پر اثر کرنے والی نرم آواز اُسنے کم سُنی - وہ اور ہی خیال مین تھا - کوئی حسین پاکیزہ چہرہ اُسکی نگاہ مین تھا - اب اُسے اپنی کلائی پر ہلکی گرفت محسوس ہوئی وہ سیاہ آنکھین جو اسکے مقابل تھین انمین شیطنت کی چمک تھی - ویسی نے یہ دیکھ کر کہ اسکی کوشش کارگر نہین ہوتی کہا یہان سردی ہی آؤ ایک بار اور ناچین پھر یہان آجائینگے یہ کہکر کچھ آگے کو جھکی ہوئی اسکے سامنے کھڑی ہو گئی - آنکھین مقابل پر جمی ہوئی تھین اور ہاتھ پھیلے ہوئے تھے - تھارن اس طرح اُٹھا گویا اُٹھنے مین اسکے ارادے کو دخل نہ تھا وہ ویسی کے ساتھ ناچ کے کمرے مین آیا مگر جس طرح پہلے اسکے قدم مین تیزی تھی اس مرتبہ شستی ہی - ویسی جس طرف جس طرح چلتی تھی تھارن بھی چلتا تھا - ویسی کا چمکتا ہوا قد سانپ کی طرح بل کھا رہا تھا - تھارن گویا مدہوش تھا مگر سمجھ رہا تھا کہ ویسی صرف ہوس رانی کے لیے

اُسے اپنے دام مین لینا چاہتی ہی - اُسکے عنبرین بال تھارن کے لیے زہریلی کوڑ رہے تھے
اسکی سانس تیز تھی - سُریلے باجے کی رعایت سے ساتھ اسکا جسم تھارن کے جسم سے ملا ہوا
تھا سر کچھ نیچے جھکا ہوا اور یاقوت رنگ ہونٹھ کھُلے ہوئے - تھارن کی ٹھڈی کے نیچے تھے
وہ آہستہ آواز سے کبھی قریب ہو جانے کو کہتی کبھی تیز چلنے کو - تھارن نے حواس درست
کیے وہ رُکا اور اُس سے علیحدہ ہو گیا - دونون کے درمیان کوئی خاص خیال حائل ہو گیا - یہ
خیال کسی حسین معشوق چہرے یا نرگس کے سفید پھول کا تھا - تھارن کچھ پیچھے ہٹ گیا -

دیسی - کیا تم کچھ تھک گئے ہو -

تھارن - دگرانی سے ایک نشست کی طرف اشارہ کرکے) ہین کچھ آرام کرنا چاہیئے

دیسی نے اُس پر نظر ڈالی تھارن نے ایک فوری جھجک محسوس کی - تھارن نے
کوئی اثر ظاہر نہ ہونے دیا - بیٹھ جانے کے بعد دیسی کی آنکھ سے شعلے نکلنے لگے - وہ اپنے
ہونٹھ چبانے لگی -

دیسی - تھارن تم یقیناً متفکر معلوم ہوتے ہو - کچھ سبب ضرور ہی کیا کسی پر طبیعت
آئی ہی - تھارن کو اس سوال کا گمان ہی نہ تھا - خوشی کی ہنسی ہونٹھون پر آ گئی - دیسی
اسکا منھ دیکھنے لگی اور ادا سے خاص سے کہا - آہا یہ صحیح ہی تمھین کوئی نازنین مل گئی اور
اب ہمارا تھارن کتخدا ہو گا -

تھارن - مین نے کبھی یہ ظاہر نہین کیا -

دیسی - کہنے پر کیا انحصار ہی - مین اچھی طرح سمجھ گئی ہون - مین شکر گزار ہون کہ
سب سے پہلے آپ نے یہ خبر مجکو دی -

تھارن کو طنزیہ باتون سے خوف اور خوف کے ساتھ غصہ پیدا ہوا - مگر اُس نے
ضبط سے کام لیا -

دیسی - مین نے اکثر آپ کو شادی کی صلاح دی - کیسے کون عورت لیڈی تھارن

غرور کو سخت صدمہ پہنچا - ہملین کے نقصان کے خیال سے روح تحلیل ہونے لگی سب سے
زیادہ رقیب کا خیال - تمام باتون نے بالکل اُسے مجنون بنا دیا - وہ آئینہ کے سامنے
کھڑی ہوئی مٹھیان بند تھین ہاتھ کانپ رہے تھے - اپنی شکست کا خیال اسکے دل کے
ٹکڑے کیے دیتا تھا وہ خود بخود کہنے لگی - یہ عورت کون ہے - کون - کون - کیا کچھ چارہ کار ممکن ہے
وہ چیخ کر مُنھ کے بل بستر پر گری - وہ دانتون سے قالین نوچتی تھی وہ پھر لڑکھڑاتی اٹھی اُس نے
کمرے سے گزر کر ایک دراز کھولی - چھوٹا سا چمڑے کا بکس نکالا اور چھوٹی سی ایک نلکی پچکاری
ہاتھ مین لی - اُسے تیار کیا شب خوابی کے کپڑے پہنے - اب چمکتے ہوئے سوئی نرم چمڑے
سے پیوست ہوگئی - بٹن دبایا گیا پچکاری پھر بکس مین رکھدی گئی وہ آہستہ آہستہ اپنے بستر
پر آئی - چمکتی ہوئی آنکھین بند ہونے لگین - پلکین جھک گئین اور وہ بیہوشی کے مانند گہری
نیند مین سو گئی -

ماہ گذشتہ

اپریل ۱۹۱۰ء

یکم - فرنچ پارلیمنٹ مین دو جدید جنگی جہازات کی تیاری منظور ہوئی - وائسرائے کانپور مین اُترے - زار روس مدتہاے دراز کے بعد سنیٹ پیٹرسبرگ مین تھیٹر دیکھنے گئے -

۲ - ایم - لی بلان (ایک مشہور فرانسیسی) سبن سیبٹین کی چٹانو نپر ہوائی جہاز سے گر کر مرگیا - پیٹر شاہ سرویا قسطنطنیہ گئے - مسٹر روزولٹ نیپلز مین پہونچے - وائسرائے ہند آگرے گئے - ٹرکی پیٹر سکی ترتیب کے لئے سر ڈگلس گیمبل کے بجاے ریر اڈمیرل ولیمز کا انتخاب ہوا جسٹس داؤد کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا -

۳ - بمبی کی کمیٹی امداد حاجیان کو بیگم صاحبہ بھوپال نے چوبیس سو روپیہ سالانہ مستقل عطا فرمایا -

۴ - ہر ڈبرک (ہوائی جہاز اُڑنے والا) کے ساتھی کا جسم جل گیا مگر خود اسکا پتہ نہین چلا - مسٹر روزولٹ اٹلی پہونچے اور شاہ و ملکۂ اٹلی سے ملے - کنسر ویٹو فریق نے جو ترمیم وزیر اعظم کی تجویز (دربارۂ اختیارات ہوس آف لارڈ) کے متعلق پیش کی تھی، وہ نامنظور ہوئی اور وزیر اعظم کی تجویز منظور ہوئی - چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے بابو اربند و گھوش کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کیا - منوہن گھوش کرمیوگن کا پرنٹر و پبلشر بھی گرفتار کیا گیا -

۵ - مدراس لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ہوا - بنگال لیجسلیٹو کونسل مین کلکتہ پولیس بل پاس ہوا - وزیر اعظم مصر نے اعلان کیا کہ گورنمنٹ تجدید اجارہ نہر سویز کے متعلق مجلس قومی کی راے پر عمل کریگی - اہل البانیہ اور ٹرکی فوج مین سخت جنگ ہوئی - مارسلیس مین تمام خلاصیون نے ہڑتال کر دی وجہ یہ ہوئی کہ ایک جہاز پر ایک عورت کا تقرر ہوا تھا اسپر اس جہاز والون نے ہڑتال کی اور کلم چھوڑ دیا - انکی ہمدردی مین تمام خلاصیون نے ہڑتال کر دی - اعلان کیا گیا کہ ایک فرانسیسی ماہر کیمیا نے ایک عرق ایجاد

سیا۔ جسے وہ اکسیر قرار دیتا ہے جو دو جاپانی منیلا مین
گرفتار کیے گئے تھے وہ وزیر جنگ کے حکم سے فارموسا
بھیج دیے گئے - وائسراے مع ہمراہیون کے دہلی پہونچے
اور وہین رہ کر قیام کیا - پارلیمنٹ مین ویٹو رزولیوشن پر
بحث رہی - کلکتہ مین گھاس کے میدان مین آگ لگی
اور دس ہزار کا نقصان ہوا -

۶ - کیپ کالونی اور ٹرانسوال پارلیمنٹ کے خاص
اجلاس مین ۔۔ سے تا الیدن پارلیمنٹ کے لیے سنیٹر منتخب
کرین - امپیریل پریس کانفرنس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اسٹرلن
ٹیلیگراف کمپنی نے بلا زاید محصول کے مریر خبر دن کا
ہندوستان بھیجنا منظور کیا ہے - امریکہ کے سیاح رنگون سے
کلکتہ کو روانہ ہوے - راجہ کرشن بہادر (راجہ بابلی)
بہالی انکا انتقال ہو گیا -

۷ - مصر کی قومی مجلس نے گورنمنٹ کی تجویز در بارہ تجدید
معاہدہ سویز نامنظور کر دی - آزادی یونان کی
سالگرہ منائی گئی - ہاؤس آف کامنس (انگلستان) مین
۱۰۴ کی کثرت راے سے رزولیوشن پاس ہوا کہ ہاؤس
آف لارڈز کے اختیارات در بارہ تنسیخ قوانین مالی سلب
کر لیے جائین - خان بہادر احمد محی الدین کا انتخاب
بے ضابطہ ثابت ہوا اور مدراس کے مسلمانون نے
نواب ارکاٹ کو کونسل وائسراے مین اپنا قائم مقام مقرر کیا

۸ - پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ہوا اور بجٹ پر
سرگرم مباحثہ ہوا - بمبئی اخبارات کے اڈیٹر
رنگون سے خارج کیے گئے -

۹ - گرینلنڈ مین جہاز ٹائٹنک (جو دنیا بھر کے جہازات
قسم کا سب سے بڑا جہاز تھا) سمندر مین ڈوب گیا
لارڈ پلنکٹ کے بجاے سر جان فنڈلی یا ہنڈر گورنر
نیوزیلینڈ مقرر ہوے - وائسراے دار السلطنت مین
داخل ہوے - شملہ مین زلزلہ محسوس ہوا لنکا تک
اور باریسال مین سخت زلزلہ محسوس ہوا -

۱۰ - گورنمنٹ ایران نے انگریزی اور روسی قرضے کے
لینے سے انکار کر دیا - لاہور مین ایک نیشنل ہندوستانی
کمپنی تمباکو کی ڈیڑھ لاکھ کے سرمایے سے قائم ہوئی -

۱۱ - وزیر اعظم فرانس پر سوشلسٹ گروہ نے پتھر پھینکے
کئی شخص زخمی ہوے مگر وزیر اعظم بچ گئے - جرمن
شاہزادہ فریڈرک مع شاہزادی اور ایک ہزار جرمن ہمراہیون کے
بیت المقدس مین نماز پڑھی - ترکی حکام نے
ان لوگون کی دعوت کی - البانیہ کے باغیون کے
سرداروں نے اطاعت قبول کی - سید سردار علی کا
مشہور ممین ہوٹل بمبئی مع ایک اور ہوٹل کے راجہ
نرسنگھ جی کی بارہ لاکھ کی ڈگری مین نیلام ہوا اور خود راجہ
نرسنگھ جی نے ان دونون ہوٹلون کو سات لاکھ مین خرید لیا -

۱۲ - جہاز فیروزی پر ۲۰۹ حاجی بمبئی وارد ہوئے جنمین ۵۰ حاجی بلامحصول ہے سیرزا محمد شیرازی کی فیاضی سے سفر کرکے آئے کمانڈر انچیف نے آج کا دن نینی تال مین سابق امیر یعقوب علیخان کے ساتھ گزارا -

۱۴ - آسٹریلیا کی پارلیمنٹ کا الکشن ختم ہوا لیبر پارٹی نے ہاؤس مین تیرہ اور سینٹ مین دس نشست کی کثرت حاصل کی [illegible] سمندر مین سخت آگ لگی - دو میل تک سوا [illegible] کے کچھ نظر نہین آتا تھا - دارجلنگ مین جارج [illegible] الن کا انتقال ہوگیا -

۱۴ - ملڈ رالندن [illegible] روانہ ہوئین آسٹریلیا مین جا [illegible] ڈرنا [illegible] تجویز ہوئی - مسٹر وڈ ہوس (سابق پروفیسر [illegible] کالج [illegible] اپنی خدمات سنٹرل ہندو کالج [illegible] اور انگلش پروفیسر مقرر ہوے -

۱۵ - مسٹر روزولٹ ونزا [illegible] وارد ہوے اور کونٹ [illegible] شہنشاہ سے [illegible] - بلنین (واقع چین) مین سخت ہنگامہ ہوا - غیر ملکیوں [illegible] ایک تجارتی جہاز پر پناہ لینا پڑی - پٹنہ بار ایسوسی ایشن مین جسٹس شرف الدین کی تصویر کا افتتاح ہوا -

۱۶ - حلمی پاشا کو سنٹ پیٹرسبرگ مین اعزازی دعوت دیگئی انھوں نے کہا کہ روسی اور ترکی اختلافات کا زمانہ گذر گیا اور اب دونوں ملک باہمی ترقی کے لئے کوشش کرینگے -

۱۷ - مسٹر گریہم (اصفہان کے انگریزی کانسل) مشہد (کرمانشاہ کے کانسل) کی مدد کو روانہ ہوے - پونا مین پولیس نے ایک پریس کی تلاشی لی اور ایک مرہٹی ڈراما کی کل کاپیاں ضبط کرلین - بہار پروانشیل کونسل کا اجلاس مظفرپور مین زیر صدارت آنریبل دیپ نرائن سنگھ منعقد ہوا - بنگال کے آثار الاکان مندر مین بڑی شان سے [illegible] بکمندر ناتھ سندر کو باغیانہ نظم [illegible] کی بنا پر مجسٹریٹ نے دو برس کی سزا دی -

۱۸ - چین کا ہنگامہ فرو ہوگیا [illegible] پیرس مین زیر صدارت ایم [illegible] کانفرنس منعقد ہوئی تاکہ سفید اقوام کی بردہ فروشی کا انسداد کیے - ٹرسٹیان مدرستہ العلوم [illegible] کا فیصلہ شائع ہوا کہ مسٹر بسنٹ کی تجویز یونیورسٹی مسلمانوں کے لئے مفید نہین ہے اور مسلمانوں کو اسمین بحیثیت قوم کے حصہ نہ لینا چاہیئے - زردشتی کانفرنس کے اجلاس بمبئی مین ختم ہوگئے -

۱۹ - لیبر پارٹی کے سرگروہ مسٹر فشر آسٹریلیا کے وزیر اعظم مقرر ہوے - مسٹر جیکسن کے مقدمہ [illegible]

جن تین شخصونکو پھانسی کا حکم ہوا تھا - اُنھین پھانسی
دیگئی - ہیلی کا دُم دار سیارہ آنکھ سے نظر آنے لگا

۲۰ - ملکۂ انگلستان کارفو مین وارد ہوئین اور شاہ
اور ملکہ یونان نے استقبال کیا - بنگلور کے نئے کالج
کی عمارت کے لیئے پندرہ لاکھ سے زائد جمع ہوے -

۲۱ - مسٹر روزولٹ پیرس مین آئے اور پریسیڈنٹ
اور ایم بشن سے ملاقات کی - ٹریپولی سے خبر موصول
ہوئی کہ ایک فرانسیسی دستے نے سرحد پر ایک شخص کو
گولی ماردی - ٹرکی نے اعتراض کیا ہے -

۲۲ - ٹنگر کے مقدمہ سڈیشن مین جوڈیشل کمشنر
کراچی نے اپیل خارج کردیا - ٹونڈلے کے قریب ڈیڑھ
بجے شب کو ایک مسافر گاڑی پٹری سے اُتر گئی
مگر کسیکو نقصان نہین پہونچا - بمبئی مین تلک کی اسپیچ
اور دوسری کتابونکی پانچ ہزار اکسٹھ کاپیان ضبط کی
گئین - امریکہ کے سیاح بمبئی مین وارد ہوے -

۲۳ - مارکونی کمپنی کا بے تار خبر رسانی کا سلسلہ
لنڈن اور کناڈا کے درمیان قائم ہوا - مسٹر گریم وہائٹ
اپنی ہوائی مشین پر لندن سے منچسٹر تک اُڑے -
مسلم لیگ بمبئی نے زیر صدارت آنریبل مولوی رفیع الدین
یہ رزولیوشن پاس کیا کہ گورنمنٹ سے تحریک کیجائے
کہ بنگال مین جو ہندوستانی ممبر اکزکٹیو کونسل کا مقرر ہونیوالا
ہو وہ مسلمان ہو -

۲۴ - کلکتہ مین ایسا سخت طوفان آیا کہ چالیس سال کے
اندر ایسا طوفان نہین آیا تھا - انڈے کے برابر
پتھر گرے اور ڈیڑھ گھنٹے تک یہی کیفیت قائم رہی
بمبئی کے قریب ایک مال گاڑی مین (بوجہ شراب بار
ہونیکے) آگ لگ گئی اور چھ گاڑیان جل گئین -

۲۵ - ملک معظم کے بیارز سے رخصت کے وقت
مشعلونکا ایک جلوس نکالا گیا - کلکتہ ہائی کورٹ سے
چھ بنگالی نوجوانونکو آٹھ آٹھ برس کی قید اور ایک کو
سات برس کی قید کا حکم ہوا -

۲۶ - فرانس کے انتخاب عام مین پارٹیون کی
سابقہ نسبت قائم رہی -

۲۷ - ملک معظم لندن واپس آئے - ڈیلی میل
نے جو ڈیڑھ لاکھ کا انعام لندن سے منچسٹر تک ہوائی مشین پر
اُڑنے کے لیے مقرر کیا تھا اُسے ایم پالہین فرانسیس نے
حاصل کیا - لارڈ کچنر آٹھ برس باہر رہنے کے بعد
لندن مین وارد ہوے

۲۸ - بکنگھم پیلس مین ملک معظم نے لارڈ کچنر کو شرف حضوری
عطا کیا - پارلیمنٹ ۲۶ مئی تک کے لیے برخاست
ہوئی - وزیر اعظم انگلستان مع مسٹر میک کنا کے
چیر الشر روانہ ہوے -

۲۹ - مسٹر روزولٹ ہالینڈ مین وارد ہوے (جہین انکے اجداد تین صدی پیشتر امریکہ گئے تھے) ملک معظم نے لارڈ اور لیڈی گلیڈ اسٹن کی محل بکنگہم مین دعوت کی - فرینفر ٹرز ٹیکنک نے لکھا کہ جرمنی - انگلستان او ربلجیم کے مابین حدود کانگو کا تصفیہ ہوگیا - وائسرے ہند شملہ مین داخل ہوے -

۳۰ - لارڈ اور لیڈی گلیڈ اسٹن جنوبی افریقہ کو روانہ ہوے - ہاوس آف لارڈ کے اختیارات منسیخ قوانین کے محدود کرنے کے متعلق گورنمنٹ کا رزولیوشن شائع ہوا -

ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

۱ - کلکتہ کے ایک کارخانہ جوٹ مین آگ لگی جسمین ایک لاکھ سے زائد کا نقصان ہوا - علیگڈھ کالج مین مجوزہ اسلامی یونیورسٹی پر انعامی مقابلے ہوے - مسٹر انیس احمد کی اسپیچ اول رہی اور انکو ایک طلائی تمغہ دیا گیا - بیسن مین ایک شخص نے کوئین مین پانی صاف کرنیکے لئے دو اڈالی مگر دودن کے اندر اٹھائیس آدمی اس کنوین کا پانی پیکر مر گئے -

۲ - مسٹر اسکوتھ اور مسٹر سیکنا لسبن مین وارد ہوے اور شاہ پرتگال نے انسے ملاقات کی - مسٹر روزولٹ کوپنہیگن مین اترے - کمانڈر پیری لندن پہونچے

۳ - خبر ملی کہ چین کے مقامی حکام کوشش کر رہے ہین کہ غیر ملکی افیون پر ٹیکس بڑہا دین - وزیر اعظم ٹرکی اور پارلیمنٹ کے درمیان مشورت ہوئی اور جن چھ شاہزادیونکے شوہرونکا وظیفہ روک دیا گیا تھا انکا جاری کرنا طے پایا - ڈیلی میل نے دہ بارہ ڈیڑھ لاکھ کا انعام ہوائی جہاز کے لیے مقرر کیا - لاہور مین دیال سنگھ کالج کا افتتاح ہوا -

۴ - جرمنی کے مزدور پارٹی کے بارہ ممبر لندن روانہ ہوے تا کہ وہان کی حالت سے جرمنی کی حالت کا مقابلہ کرین - نرائن گنج مین سید دیوان قادر کو پولیس نے گرفتار کیا (یہ فقیر خود کو ہندوستان کا بادشاہ کہتا اور انگریزونکے خلاف کوشش کرتا تھا) - جی آئی پی - ریلوی لائن پر لین کے قریب تصادم ہوا مگر کوئی جان ضائع نہین ہوئی - کا شاریکا نین مرلیہ پانچسو سے زیادہ اشخاص ہلاک ہوے -

۵ - ممالک متحدہ امریکہ مین البامہ کی کان اڑ گئی جسمین ۱۸۵ جانین ضائع ہوئین - کمانڈر پیری نے لندن مین دس ہزار آدمیونکے سامنے لکچر دیا -

ہندوستانی تارکان وطن کی کمیٹی نے بالاتفاق
رپورٹ کی جبتک ہندوستانیونکو بعد انقضائے میعاد
سکونت کا اختیار نہ دیا جائے انکا مقررہ کام اور قیمت
کے لیئے رکھانا مناسب نہین نیز یہ کہ مشرقی افریقہ کی
نوآبادی ہندوستانیونکے لیے مناسب نہین ہے۔
۷- شاہ اڈورڈ معظم کا انتقال ہوگیا سالٹ ہندوستانی
جو ٹرانسوال سے نکالے گئے تھے بمبئی پہونچے پنجاب
لجسلیٹو کونسل کا جلسہ منعقد ہوا سرکاری گزٹ میں
اعلان ہوا کہ والی ریاست پٹیالہ کو صلاح دیگئی ہے کہ وہ
کچھ دنون ریاست کے کام سے علحدہ ہو کر [illegible]
یا راولپنڈی مین آرام کرین [illegible]
گل [illegible] ہیں۔
۹- مسٹر اسکوتھ وزیر اعظم انگلستان [illegible]
[illegible] پارلیمنٹ مین [illegible]
شہادت [illegible] ہوگئی۔
۱۱- ملک معظم نے وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ [illegible]
کی پارلیمنٹ مین شاہ یونان کی اطاعت کا حلف
اٹھایا گیا ایک مسلمان ممبر نے اعتراض کیا۔ اسپر عیسائی
ممبرون نے حملہ کیا اور اسکا اعتراضی کاغذ چاک چاک کر ڈالا
چین کی اجلاس پارلیمنٹ کی تاریخ ۳۔ اکتوبر مقرر ہوئی
جہاز ہرکیولیس (جو کولمبس کے مثل تھا) خاموشی سے
بندرگاہ حیرو میں اتار دیا گیا۔ کلکتہ ہائی کورٹ مین
گورنمنٹ نے درخواست دی تھی کہ ٹی۔ بی سرکار پر
دروغ حلفی کا مقدمہ قائم کرنیکی اجازت دیجائے
فل بنچ نے اس خواست کو نامنظور کردیا۔
۱۱- وزیر نوآبادی نے نوٹس دی کہ مغربی افریقہ کی
نوآبادیون مین اصلی باشندگان کو زمین وغیرہ کے
استحقاق اسوقت تک نہ ملینگے جبتک نوآبادی کی
گورنمنٹ سے منظور نکرے۔ ٹرکی نے کریٹ کے
پارلیمنٹ کے حرکات کی سخت شکایت دول متفقہ
کی [illegible] خبر ملی کہ [illegible] ہنگامہ ہوگیا۔ اخبارات
انگلستان [illegible] یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ نظام حکومت
[illegible] جو [illegible] اسوقت [illegible] ۱۹۱۱ء
[illegible] پارلیمنٹ ۸ جون تک
[illegible] ہوئی — پونا کے مرہٹی اخبار
[illegible] قائم ہوا۔ اڈیٹر نے
معافی مانگی۔
۱۲- ملک معظم نے مس فلورنس نائٹنگیل کو ان کی
سالگرہ پر مبارکباد دی۔ (مس موصوف کی عمر ۹۰ سال کی ہے) کوئٹہ کے ایک کانسٹبل نے ایک
ریلوے [illegible] پر [illegible] گھڑی چرانے کا الزام لگایا۔
تحقیقات سے وہ اسکے وہان نکلی۔ کانسٹبل نے

اسے گولی مار دی اور خود بھی گولی مار لی - بمبئی مین گاڑی ہانکنے والون نے ہڑتال کردی -

۱۳ - ڈیوک آف کناٹ لنڈن سے مصر واپس پہونچ گئے - بطرس پاشا کے قاتل پر جرم ثابت ہوا اور اسے پھانسی کا حکم دیا گیا - ٹرکی نے کریٹ کے متعلق دول حافظ سے دوبارہ صاف جواب طلب کیا - مہاراجہ ہلکر اندور آئندہ مین لانڈ مارلی سے ملے -

۱۴ - جاپانی انگریزی نمائش بلا کسی قسم کی مراسم کے کھول گئی - کھانڈوا (صوبجات متوسط) مین بارہ گھنٹے تک آگ لگی رہی -

۱۵ - امریکہ کے ڈاکٹر کلارک ہائیڈ کو کرنل سوپ (ایک نجیہ لکھ پتی) کو کیچلے کا زہر دیکر مار ڈالنے کے جرم مین مادام الحیات قید کی سزا ہوئی -

۱۶ - مسٹر روزولٹ مع اپنے خاندان کے لنڈن وارد ہوے - گورنمنٹ برما نے سو روپے ماہوار کا ایک وظیفہ عمارات قدیمہ کی تحقیقات کے لیے مقرر کیا -

۱۷ - لارڈ اور لیڈی گلیڈ اسٹن کیپ ٹون پہونچ گئے - بمبئی پریسیڈنسی ایسوسیشن کی کونسل نے گورنمنٹ کو ٹرانسوال کے اکثر ہندوستانی خارج البلد اشخاص کی حالت کیطرف توجہ دلائی -

۱۸ - ایران کی خبر سے معلوم ہوا کہ گورنر اصفہان اور صولتہ الدولہ کے منازعات کے سبب سے ملک مین بدامنی پھیلی ہوی ہے - کلکتہ مین پولیس نے مسٹر غدر رنا تھ مکرجی کو گرفتار کیا جسپر مارود بنانے اور بیچنے کا ادر الزام ہے

۱۹ - کریٹ کی محافظ طاقتون نے باب عالی کی یادداشت کا جواب دیا اور کریٹ کی مجلس کی کارروائی کو مہمل قرار دیا -

۲۰ - شاہ اڈورڈ کی تعزیت ہوئی جنرل بوتھا نے متحدہ جنوبی افریقہ کا وزیر اعظم ہونا منظور کیا - بمبئی کے مقدمہ سڈیشن مین مرہٹی نظم کے بنانے والے اور اسکے بھیجنے والے کو دو دو مہینے کی سزا ہوئی اور چھاپنے والے کو (جسنے معافی مانگی تھی) ایک مہینے کی -

۲۲ - کلوا (برما) مین پٹرولیم کے کارخانے مین آگ لگی، تیس ہزار کا نقصان ہوا -

۲۳ - ایک نیا سلسلہ قائم ہوا جسکے ذریعہ سے ہیرس کا وقت بذریعہ بے تار خبررسانی تمام جگہ خشکی و تری مین پہونچایا جائیگا - ٹرکی نے دول کے پاس ایک جدید اعتراض بھیجا ہے - ڈیوک آف کناٹ جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کی افتتاح کرینگے - کلکتے مین پولیس نے ایک شخص کو اس بنا پر گرفتار کیا کہ اس کا نام شانتی گھوس تھا اور گوشائین مقتول نے اس نام کے

شخص کو انارکسٹ گروہ سے بتایا تھا چونکہ اسکے خلاف
کوئی جُرم صریحی نہین تھا۔ مجسٹریٹ نے ضمانت پر
رہا کیا۔

۲۴ — سر اڈورڈ گرے اور امیشنے دوسری طاقتون کو
اطلاع دی کہ سب ملکا اہل کریٹ کو ہدایت کرین کہ
اپنی حالت پر باز آئین ورنہ دول حفاظت سے
دست بردار ہوجاینگے۔ انگلستان مین سادر کار کا
اپیل پیش ہوا۔ ملکہ الگزنڈرا نے انگلستان مین رہنے کا
ارادہ ظاہر کیا۔ بنگالی کے مقدمہ لایبل مین جج نے
معافی نامہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔

۲۵ — شہنشاہ جرمن نے ملک معظم کو پرشیا اول
ڈریگون گارڈ کا آنریری کمانڈر مقرر کیا۔ ملکہ
الگزنڈرا نے مسز روزولٹ سے محل بکنگھم مین ملاقات
کی۔ مسٹر روزولٹ کیمبرج یونیورسٹی مین گئے اور
وہان اُنکو ڈاکٹر کی ڈگری دیگئی۔ انگلستان مین
بی۔ ان۔ ڈبلیو ریلوے کے ڈائرکٹرون نے ریلوے
بورڈ کے احکام کے خلاف لارڈ مارلی کو درخواست
دی ہے۔ لارڈ ڈربی ملک معظم کے گھوڑے ماتم کے
زمانے مین اپنے انتظام مین رکھین گے۔ اور گھوڑ دوڑ مین
دوڑائین گے۔ ٹھاکر صاحب وارہن (کاٹھیاوار)
کا انتقال ہوگیا۔ سی۔ ڈبلیو۔ پالس۔
(پٹیالہ) نے ہوائی جہاز بنانے کا پیٹنٹ حاصل کیا

۲۶ — پارلیمنٹ کے تمام فریقون کی ایک متفقہ کانفرنس
نے عورتون کے مسئلہ ووٹ پر ایک مسودہ مرتب کیا
ہے جو پارلیمنٹ مین پیش ہوگا۔ ڈبلن کی کونسل نے
بالاتفاق یہ رزولیوشن پاس لیا کہ گورنمنٹ سے
درخواست کیجائے کہ رومن کیتھولک کے خلاف
جو الفاظ اعلان شاہی مین ہوتے ہین وہ خارج
کردیے جائین۔

۲۷ — نہر سویز کا منافع سنہ ۱۹۰۹ء مین پچھتر لاکھ
پونڈ ہوا جاپان کا وزیر جنگ کوریا کا جدید
گورنر مقرر ہوا۔

۲۸ — قیصر جرمن نے شاہزادہ ولیعہد کو
اسوقت تک سرکاری کاغذات پر دستخط کے
لیے معین کیا جب تک انکی کلائی کا زخم نہ اچھا
ہوجائے چین کے فوجی کمیشن کے ممبر جرمن مین وارد
ہوے۔

۲۹ — اتحاد جنوبی افریقہ کا اعلان پریٹوریا سے
کیپ تک نہایت جوش وخروش کے ساتھ
ہوا۔ ملک معظم نے جنوبی افریقہ کو مبارکباد
کا تار دیا۔ مسٹر روزولٹ کو شہر لندن کی
آزادی دی گئی۔

واقعات وفات ملک معظم اڈورڈ ہفتم

و تخت نشینی ملک معظم جارج پنجم

۵ - مئی - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ شاہ اڈورڈ دو روز سے پھیپھڑے کی بیماری مین مبتلا ہین -

۶ - پونے بارہ بجے شب کو محل بکنگھم مین شاہ اڈورڈ کا انتقال ہوا -

۷ - ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہرون مین ۸ و ۹ بجے صبح کے درمیان یہ خبر وحشت اثر موصول ہوئی اور تار کے ذریعے تھوڑی ہی دیر مین ہر ایک جگہ پر خبر پہنچ گئی - ہر قسم کے کاروبار بند ہوگئے - تین بجے دن کو ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس کامنس کے اجلاس ہوئے اور نئے بادشاہ جارج پنجم کی اطاعت کا حلف اٹھایا گیا - بادشاہ نے محل سینٹ جیمس مین پریوی کونسل کا اجلاس کیا -

۹ - شاہ و ملکہ مع لندن وارد ہوئے - شاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کا عام اعلان لندن اور تمام سلطنت مین کیا گیا - پارلیمنٹ پھر جمع ہوئی تاکہ ممبران کو شاہ جارج کی اطاعت کا حلف لینے کا موقع دیا جائے - دربار کے لیے ۶ - نومبر تک پورا ماتم اور بعد ازان چھ ماہ تک نصف ماتم مقرر کیا گیا - افسران فوجی کے لیے چھ ماہ کا ماتم مقرر کیا گیا -

۱۰ - شاہ جارج نے اپنی تخت نشینی کے متعلق افواج بحری و بری اور باشندگان ہند کے نام جدا جدا پیغام بھیجے - ملکہ الگزنڈرا نے ملک کے نام ایک خط شائع کیا -

۱۱ - شاہ جارج نے ان ممبران پارلیمنٹ کا ایک ڈپوٹیشن قبول کیا جو پریوی کونسل بھی ہین - پارلیمنٹ نے ملکہ الگزنڈرا اور شاہ جارج کی خدمت مین ایڈریس تعزیت اور شاہ کو تخت نشینی کی مبارکباد پیش کی -

۱۲ - شملہ مین موجودگی وائسرائے شاہ جارج کی

تخت نشینی کا اعلان کیا گیا - اور اسی روز ہندوستان کے تمام صدر مقامات مین تخت نشینی کا اعلان ہوا شاہ ڈنمارک لندن پہونچے -

۱۳ - ولیعہد ترکی مع ایک خاص مشن کے شاہ اڈورڈ کے جنازے کی شرکت کے لیے روانہ ہوے -

۱۴ - شاہ اڈورڈ کا تابوت تخت کے کمرے مین رکھا گیا - مسٹر روزولٹ بہ حیثیت امریکہ کے سفیر خاص کے لندن مین وارد ہوے -

۱۵ - شاہ اڈورڈ کا تابوت محل بکنگھم سے منتقل کر کے وسٹ منسٹر ہال مین رکھا گیا کہ عوام اس کی زیارت کریں -

۱۶ - مسلمانان مقیم لندن نے ہالبرن رسٹارنٹ مین جمع ہو کر شاہ اڈورڈ کے لیے دعاے مغفرت اور شاہ جارج کے لیے دعاے ترقی کی -

۱۷ - شاہ بلجیم - شاہ پرتگال - شاہزادہ ہندرلینڈ ولیعہد رومانیہ اور ولیعہد بلغاریہ لندن مین وارد ہوئے -

۱۸ - قیصر جرمن لندن پہونچے اور اسٹیشن پر شاہ جارج نے انکا استقبال کیا -

۱۹ شاہ اڈورڈ ہفتم کا جنازہ جلوس کے ساتھ وسٹ منسٹر ہال سے ونڈ سر کو روانہ ہوا اور تدفین عمل مین آئی - تو بادشاہ ہمراہ تھے - تمام سلطنت برطانیہ مین ہر طرح کے کاروبار بند رہے ریل اور ٹریم بارہ بجے کے وقت پندرہ منٹ کے لئے روک دیگئی - ہندوستان مین ہر جگہ ماتم کیا گیا تمام اقوام نے اپنے اپنے طرز پر دعائیں کین -

۲۰ - اکثر شاہی مہمان لندن سے واپس ہوے شاہ جارج نے وزیر اعظم کی وساطت سے واسے برطانیہ کے نام ایک پیغام جاری کیا -

۲۱ - شاہ جارج نے ایک پیغام اپنی رعایا سے ماوراے بحر کے نام اور دوسرا والیان ریاست و رعایاے ہند کے نام بھیجا -

۲۲ - گزٹ شاہی مین اعلان ہوا کہ تجارت مین خلل پڑنے کے اندیشے سے پورا ماتم ۱۷ - جون تک اور نصف ۲۰ جون تک ختم ہو جائیگا -

کارخانہ دباغی
موسوم بہ
کام جاری ہوچکا ہے۔ معقول نفع کی توقع کی
جاتی ہے۔ جلد شرکت کیجیے ورنہ وقت نکل جائے گا
المشتہر
محمد نثار اللہ بی۔ اے
نضور الحسن نے مطبع دار الاشاعت واقع لکھنؤ میں چھاپ کر شائع کیا

علاوہ سرورق و اشتہارات

نثر و نظم

لسان العصر

جلد ۲ | جولائی سنہ ۱۹۱ع | نمبر

فہرست مضامین

کا
قدیم معتبر اور مشہور کارخانہ
جہاں
اقسام ذیل کا خوشبودار، عمدہ، نفیس تمباکو تیار ہوتا
زردہ تمباکو
قسم اول، مشکی - فی سیر
قسم دوم - ″ - ″
قسم سوم، مشکی - فی سیر
قسم چہارم، ″ - ″
قسم پنجم، زعفرانی - فی سیر
قوام تمباکو
قسم اول، مشکی - فی تولہ
قسم دوم، ″ - ″
قسم سوم، ″ - ″
قسم چہارم، زعفرانی - ″
قسم پنجم، ″ - ″
گولی تمباکو
قسم اول، مشکی، طلائی - فی تولہ
قسم دوم، ″ نقرئی - ″
قسم سوم ″ - ″ - ″
قسم چہارم، ″ - ″ - ″
قسم پنجم، ″ - ″ - ″
المشتہر
احمد حسین دلدار حسین، تاجر تمباکو، خوردنی، چوک، لکھنؤ

اعلان

کسی کام کا کرنا اور نامکمل کرنا اس سے بدتر ہی کہ وہ کام مطلقاً نہ کیا جائے۔ جس وقت
لسان العصر کے اجرا کا ارادہ کیا تھا۔ اُس وقت میری حالت دوسری تھی اور اب دوسری ہے
موجودہ حالات مین کہ دارالعلوم (ندوۃ العلماء) کے بہت سے کام میرے پاس جمع ہوگئے ہین
مین اتنا وقت نہین بچا سکتا کہ لسان العصر کی پوری نگرانی بذات خود کر سکون، اور نہ یہ ممکن ہے
کہ مین خود کو ذمہ دار قرار دون اور کام دوسرے انجام دین۔ اس صورت مین پرچہ صرف
اسطرح جاری رہسکتا ہی کہ یا تو اسکا حجم نصف سے کم کردیا جائے یا پرچہ خلاف وقت شائع ہوا کرے
حجم کم کرنیکی صورت مین پرچے کے خصوصیات قائم نہین رہ سکتے بلکہ ع کچھ اور چاہیے وسعت
میرے بیان کیلئے ۔ دوسری صورت یہ کہ جب مجھے فرصت ہو پرچے کو دیکھون اور جب موقع ہو۔
دوسرے تیسرے مہینے ایک نمبر نکل جایا کرے یہ نہ مجھے گوارا اور نہ پبلک اسکی روادار۔ پس
لامحالہ اس زمانے تک کہ مین اپنے وقت پر پورا قابو نہ حاصل کر سکون، پرچے کا بند کر دینا
ضروری ہی۔ اسلیئے سردست پرچہ ایک مدت کے لیئے بند کیا جاتا ہی۔ اور اگرچہ پرچہ عارضی
طور پر بند کیا جاتا ہی مگر اصحاب کی قیمتین باقی ہین ان کا بدامانت جمع رکھنا مین مناسب نہین سمجھتا
اسلیئے بقیہ قیمتین واپس کی جاتی ہین، جب پھر پرچہ جاری ہوگا۔ موجودہ معاونین کی خدمت
مین روانہ کیا جائے گا۔

مین اپنے جملہ معاصرین اور معاونین کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ میری
توقع سے زیادہ پرچے کی قدردانی کی اور اگرچہ صرف پانچ نمبر شائع ہوے ہین مگر لسان العصر

کو فخر ہے کہ کسی خریدار کے ذمہ اصلی قیمت نہین باقی ہے۔ اس موقع پر چند
اصحاب کا علی الخصوص شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہون، سب سے اول اپنے قدیم
رفیق عبد الستار صاحب صدیقی (بی۔ اے۔ بی۔ ای۔ ایس۔ ناگپور) کا شکریہ ادا کرتا
ہون کہ علاوہ صائب مشورون کے علمی اور مالی مدد مین ایسی توجہ فرمائی کہ مجھے شرمندہ
ہونا پڑا۔ دوسرے عنایت فرما سید محمد فصیح صاحب (تحصیلدار سینی) ہین جنھون نے غیر معمولی
ہمدردی سے مجھے زیر احسان کیا تیسرے حکیم شمس اللہ صاحب قادری (حیدرآباد۔ دکن)
نے مسلسل علمی مضامین سے لسان العصر کے صفحات کو رونق دی، اور ابھی بہت کچھ لکھنے
والے تھے۔ مگر ع روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد۔

سید علی سجاد صاحب (بی۔ اے۔ نائب تحصیلدار کانپور) کا شکریہ باوجود انکی
بیش بہا اعانت کے مین ضروری نہین سمجھتا کیونکہ ع

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

سخت احسان فراموشی ہوگی اگر مین اس موقع پر اپنے مکرم منشی محمد رحمت اللہ
صاحب رعد کا ذکر نہ کرون۔ لسان العصر کا طغرا آپ ہی نے ترتیب دیا جو ہر پرچے پر زیب
عنوان ہوتا ہی اور اس کے علاوہ چھپائی کے معاملے مین اکثر اپنی اصلاح سے
مستفید فرمایا۔

منشی محمد عظمت اللہ صاحب برق کا احسان بھی کم نہین ہے۔ ابتدائی نمبر آپ ہی
کے اہتمام سے چھپا اور اگر بعد کو بھی یہ سلسلہ قائم رہسکتا تو پرچے کی چھپائی خراب نہوتی۔
آخر مین مین منظور الحسن صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہون آپ نے اپنا تمام وقت پرچے کے لیے
وقف رکھا اور حق یہ ہی کہ اگر آپ مدد نہ کرتے تو میرا کام بہت مشکل ہو جاتا۔

مجھے یقین ہی کہ ناظرین میری اس خواہش مین شریک ہونگے کہ جلد یہ رسالہ پھر

جاری ہوا درزیادہ نمود کے ساتھ جاری ہوا ور اسوقت بھی اسکے معاونین اسے اسیطرح فروغ دینے کی فکر کرین - ع این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد -

نوٹ - حصہ اول کا آدھا جزو طبع ہوچکا تھا اسوقت پرچے کے بند کرنے کا ارادہ کیا گیا اس لیے موجودہ رسالے مین حصہ دوم کی شکل بدل دیگئی - تاریخ عالم کا سلسلہ شروع کرنا اور ناول کا حصہ شامل کرنا - بیکار معلوم ہوا - اسکے بجائے حضرت واجد علی شاہ خطوط دیئے گئے ہین اور امید ہے کہ ناظرین اسکی قدر کرینگے - فقط

نیازمند
تلمذ حسین

دائرۃ الادب

(ترقی اُردو کی ایک خاص تجویز)

زبان اُردو مین اسوقت تک عمدہ تصانیف کا کافی ذخیرہ جمع ہوچکا ہی اور یہ ذخیرہ روز بروز بڑھتا جاتا ہی کثرت اشاعت کے ساتھ نفاست پسندی کا مذاق بھی لوگو مین پیدا ہو گیا ہی ان دونون اُمور کا اقتضا یہ ہی کہ کوئی سلسلہ اشاعت ایسا قائم کیا جائے جو ان متفرق جواہرات کو نئے فیشن کا تراش کر ایک مناسب لڑی مین پرو دے تاکہ مذہب و مطرا انگریزی کتابون کے عادی اور دلدادہ اصحاب ان کتابون کو بھی اپنی الماریونمین جگہ دینے کے قابل سمجھین - بہت مشکل ہی کہ ردی کاغذ پر بدخط چھپی ہوئی کتابین تعلیم یافتہ جماعت مین وقعت حاصل کر سکین اکثر مصنفین اور صاحبان اخبار کو یہ شکایت رہتی ہی کہ نیا طبقہ اپنے قومی لٹریچر کی طرف سے غافل ہی مگر کتنے لوگ ہین جنھون نے اس غفلت کا صحیح سبب معلوم کرنیکی کوشش کی ہی - بہت ہی کم - اصل یہ ہی کہ لیتھو پریس جسوقت اول اول قائم ہوا لوگون نے کتابونکی ارزانی کو غنیمت سمجھا - چھاپے کے حسن و قبیح کیطرف بہت کم نظر کیگئی - چھپی ہوئی کتابون مین بہرطور قلمی کتابونکے نسبت سے آسانیان تھین - لیکن اب وہ زمانہ فراموش ہو گیا جب کتابین نہایت دشواری سے میسر آتی تھین اور متوسط طبقے کیلئے سوائے خود نقل کرنے کے انکا حصول قریب محال تھا ! ادھر انگریزی کتابونکی صفائی اور خوش نمائی نے طبائع کو عام لیتھو کتابون سے متنفر کر دیا - مہذا بعض مطابع نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ لیتھو کو ہندوستان مین کسقدر ترقی دی جا سکتی ہی - ان حالات پر غور کرنیکے بعد میرا یہ خیال قائم ہوا ہی کہ اگر اُردو لٹریچر کا بہترین حصہ صحت اور صفائی سے طبع کیا جائے تو ضرور ہی کہ ایک گروہ کثیر کی شکایات رفع ہو جائین مصنفین کو یہ گلہ نہ رہے کہ نیا طبقہ اُردو لٹریچر

کی طرف متوجہ نہین اور نئے طبقہ کو یہ عذر باقی نہ رہے کہ اُردو کتابین ہاتھ مین لینے کے قابل نہین ہوتین ؟

دوسرا غلط خیال اُردو زبان کے متعلق یہ پھیلا ہوا ہو کہ اُردو کی ہر ایک کتاب ہر شخص سمجھ سکتا ہو یعنی نہ اسکے لئے شرح کی ضرورت اور نہ کسی معلم کی حاجت - اگر ایسا ہو تو ہر انگریز ڈارون اور اسپنسر اور ہر مصری مفتی عبدہ او رفرید وجدی ہو جائے کیونکہ ڈارون اور اسپنسر نے جو کچھ سیکھا انگریزی سے اور مفتی عبدہ او رفرید وجدی نے عربی سے ایک انگلشمین یا ایک مصری کو اس درجہ پر پہونچنے کیلئے صرف یہ ضرورت ہو کہ کتابوں کا ایک ڈھیر اسکے سامنے لگا دیا جائے - لیکن معلوم ہو کہ ایسا نہین ہوتا اور نہین ہو سکتا - پھر اُردو پر یہ سختی کیون روا رکھی جاتی ہو کہ اسمین جو عبارت لکھ دی جائے وہ الہام کیطرح خود بخود لوگون کے ذہن مین آجائے - ایک ہندوستانی کیسی ہی اچھی انگریزی یا عربی جانتا ہو جب اِس زبان کے کسی علم کیطرف توجہ کریگا تو کسی اُستاد سے استمداد کریگا یا شروح و حواشی سے مدد لیگا لیکن اگر اِسی علم کا ترجمہ اُردو مین کر لیا جائے تو اسکی یہ خواہش ہوگی کہ وہ ایک سرسری نظر اِس کتاب پر ڈالے اور اُسکے تمام مطالب پر حاوی ہو جائے ظاہر ہے کہ -

این خیال ست و محال ست و جنون

نتیجہ یہ ہوگا کہ اولاً وہ صاحب کتاب کی تفریض کریگا ثانیاً یہ فیصلہ کریگا کہ اُردو زبان علمی زبان ہونیکی قابلیت نہین رکھتی - مگر بھول کر ایک منٹ کیلئے بھی یہ خیال نہ کریگا کہ علم کو کیطرح حاصل کرنا چاہیئے - ایک فاضل انگریز جسوقت شیکسپیر کا مطالعہ کرتا ہو تو ضرور کوئی نہ کوئی شرح اپنے سامنے رکھتا ہو لیکن ایک معمولی لیاقت کا اُردو خوان یہ چاہتا ہو کہ میر و غالب کے کلام کا نازک سے نازک مفہوم بلا کسی مدد کے اسکی سمجھ مین آجائے ورنہ وہ کلام مہمل ہو - جبتک یہ خیال اُردو خوان پبلک کے ذہن سے دور نہوگا اسوقت تک یہ توقع کرنا کہ اُردو علمی زبان کا پایہ حاصل کرے گی قیاس مع الفارق ہو اسوجہ سے یہ انتظام ضروری ہو کہ اِس سلسلہ کی

ہر کتاب ایک فاضل شخص کے زیر تالیف شائع کیجائے بصنف کی لائف ۔ لغات مشکلہ کا حل ۔ تلمیحات کی توضیح اور دوسرے ضروری حواشی شامل کیئے جائین۔ امید ہی کہ اسطرح رفتہ رفتہ اُردُو زبان کو وہ اہمیت جو اسکا استحقاق ہی حاصل ہو جائے گی۔

تیسرا امر قابل توجہ یہ ہو کہ ہر زبان کی وسعت کیلئے ضروری ہو کہ وہ دوسری زبانونکے خیالات کو اپنے مین جذب کرلے۔ خاصکر اُردو ایسی زبان کیلئے جو ابھی حالت نشو و نما مین ہے۔ ترجمہ مین باعتبار تعداد کے اُردو نے بہت ترقی کرلی ہو لیکن اگر ناول کا حصہ اسمین سے نکالدیا جائے تو پھر بہت ہی کم بچتا ہو۔ چند تواریخ، سفرنامے اور بعض علمی کتابین بھی ترجمہ ہوئی ہین لیکن یہ اہتمام کبھی نہین کیا گیا کہ اُردو خوانون کو عربی اور فارسی لٹریچر کے بہترین خیالات سے آگاہ کیا جائے۔ ترجمہ ہونا تو درکنار عربی اور فارسی زبانونکی شرحین بھی اُردو مین نہین لکھی گئین کیونکہ جو اس کام کی قابلیت رکھتے ہین وہ اُردو مین لکھنا اپنی کسر شان سمجھتے ہین بلکہ تحریر اُردو کی عدم قدرت کو اپنی عربیت اور فارسیت کی اعلیٰ سند تسلیم کرتے ہین۔ مگر خوب خیال رہے کہ کوئی لٹریچر اسوقت تک مکمل نہین ہو سکتا جبتک دوسری زبانون کے بہترین اجزا اسمین شامل نہ کرلیئے جاوین۔ عربی اور فارسی کے اکثر دواوین انگریزی اور دوسری یورپین زبانونمین ترجمہ ہو گئے ہین۔ دیوان حافظ، عمر خیام وغیرہ کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ تعلیم یافتہ لوگ اصل کلام سے آشنا ہین۔ ترجمہ کی ضرورت نہین تو سبعہ معلقہ اور ایسی ہی دوسری کتابونکی بابت کیا عذر پیش کیا جائیگا۔ کہ کیون ابتک اُردو خوان پبلک کے لیئے کوئی ذریعہ عرب اولین کے اعلیٰ خیالات پر عبور حاصل کرنیکا مہیا نہو سکا۔ عربی اور فارسی کی عدم توجہی کا رونا برابر رویا جاتا ہو لیکن میرے خیال مین اس مذاق کو بڑہانیکی کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین ہو سکتی کہ "ان کتابونکو اُردو مین سمجھایا جائے"۔ اُردو حقیقت مین فارسی ہی کے خیالات سے مملو ہو اور فارسی کا تنزل اُردو کی بہت سی خوبیون کو زائل کریگا۔ اس کا ایک ہی چارہ ہو کہ فارسی خیالات اُردو مین لے لیئے جائین۔

ان خیالات کو پیش نظر رکھکر مناسب معلوم ہوتا ہو کہ یہ اہتمام کیا جائے کہ عربی اور فارسی کے

بہترین لٹریچر کی شرحین مع ترجمہ اُردو مین تیار کی جائین۔ جو لوگ عربی اور فارسی حاصل کرنا چاہین اُن کے لئے یہ شرحین بہت مفید ثابت ہونگی اور جو لوگ صرف خیالات معلوم کرنا چاہین اُن کے لئے ترجمے سودمند ہونگے۔ اس طریقے کی آسانیون کے باعث لوگونکی توجہ اسطرف مائل ہوگی اور دُہرا فائدہ حاصل ہوگا۔ وسعت زبان اُردو و ترقی مذاق عربی و فارسی۔

غرضنکہ اس سلسلہ مین منجملہ اور خوبیون کے یہ خوبیان ہونگی کہ

۱۔ تمام کتابین ایک تقطیع اور ایک قسم کے کاغذ پر شائع ہونگی چھپائی بہتر سے بہتر ہوگی تمام کتابونکی ایک خاص طرح کی خوشنما جلد بندھوائی جائیگی جسپر کتاب اور مصنف کا نام روشن ہوگا۔

۲۔ اُردو کتابونکے ساتھ اسقدر ضروری نوٹ دیئے جائینگے جس کے بعد حل مطلب مین کوئی دقت باقی نرہے۔

۳۔ عربی اور فارسی لٹریچر کے اعلیٰ نمونے اُردو مین پیش کیئے جائینگے۔

اس کام کے سرانجام کیلئے یہ ضروری ہو کہ مختلف اہل علم مختلف کتابین تصنیف تالیف ترجمہ کرین۔ ایک جنرل اڈیٹر انپر نظر ثانی کرے اور اس اہتمام سے کتابین شائع ہون کہ پھر کوئی کمی باقی نہ رہجائے

آخر مین مجھے معزز ناظرین سے یہ عرض کرنا ہو کہ اس معاملے پر کافی غور فرمائینگے اور ہر طرح کی صلاح و مشورے سے اعانت کرینگے تاکہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ تجویز خیال سے وجود مین آئے اگر یہ اُمید برآئی تو یہ سلسلہ قائم کیا جائیگا اور توقع کرنا چاہیئے کہ ضرور اُردو لٹریچر کیلئے یہ کام مفید ہوگا جو اس سے پہلے بہت سے محبان زبان نے کئے ہین۔

تلمذ حسین

معیار اخلاق

میرے ایک دوست ہین فہیم ۔ انکی نسبت صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہون کہ روئے زمین کی جتنی سیر و سیاحت انھون نے کی ہی اُسکا مقابلہ صرف انھین کے خیالات کی وسعت کر سکتی ہی۔ حال مین انھون نے مجھ سے ایک ایسی قوم کا تذکرہ کیا جسمین وہ مدتون رہے ہین۔ اور جسکو وہ ایک اعلیٰ درجے کی مہذب اور شائستہ قوم بیان کرتے ہین۔ اُنھون نے فرمایا کہ:-

"ایک سمت ایک شہر ہی جس کا نام فرلی ہی۔ اس سے غرض نہ رکھیئے کہ وہ شہر کس سمت اور کہان واقع ہی۔ وہان کے باشندون کے خیالات خصوصًا اخلاق کے متعلق ہمارے خیالات اور عقائد کے بالکل متضاد ہین۔ جب مین اس شہر مین داخل ہوا تو مجھکو بڑی دقتین اُٹھانا پڑین سب سے پہلے اہل شہر کی زبان کے الفاظ کے معنی یاد کرنا ضرور ہوئے پھر جب معنی معلوم ہوئے تو جس امر پر وہ معنی دلالت کرتے تھے یعنی انکے حسن و قبیح کے اطلاق کے متعلق بدقت تمام واقفیت حاصل ہوئی۔ مجھکو الفاظ کے معنی کے غایت سمجھنے مین زیادہ مشکل پیش آئی اکثر موقعون پر مجکو مغالطہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایکدن مین نے اپنے ایک ملاقاتی سے اثنائے گفتگو مین کہا کہ آپ کا خیال ہی کہ فلان شخص آپکا جانی دشمن ہی لیکن میری رائے مین آپکا خیال غلط ہی کیونکہ مین نے اُس شخص کو مجمع عام مین آپ کی نسبت نہایت عمدہ الفاظ کہتے ہوئے سُنا ہی جسکی بنا پر مین کہہ سکتا ہون کہ وہ شخص آپ کا جانب دار ہی۔ میرے مُلاقاتی نے مجھ سے پوچھا وہ الفاظ کیا تھے مین نے جیسے ہی وہ الفاظ دُہرائے اُسکا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا اور مین دم بخود رہ گیا۔ بعد مین مجکو معلوم ہوا کہ وہ تعریف کے الفاظ جنکو مین نہایت عمدہ سمجھتا تھا اُس شہر مین نہایت درجہ مذمت کے

الفاظ خیال کیئے جاتے تھے۔ میری اِس حرکت سے نفاق باہمی بجائے کم ہونے کے اور زیادہ ہوگیا۔

"یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مین اِس شہر مین ایسے موقع سے داخل ہوا تھا کہ اعلی طبقے کی سوسائٹی سے جلد راہ ورسم پیدا ہوگئی۔ اس شہر مین شیخ نامی ایک شخص تھا جو نہایت بزرگ ممتاز اور برگزیدہ خیال کیا جاتا تھا۔ اُس نے مجھے مہمان بلانے کی خواہش ظاہر کی۔ مین نے بخوشی منظور کرلیا۔

"ایک دن شام کے وقت شیخ نے مجھ سے ذکر کیا کہ مین فلان شخص پر جان ودل سے عاشق ہون آج چلکر اُس سے ملاقات کرنا چاہیئے۔ چنانچہ مین نے خوشی سے اُسکے ہمراہ جانا قبول کرلیا۔ اسی اثناء مین معلوم ہوا کہ شیخ نے اور احباب کو بھی اِسی غرض سے جمع کیا تھا اور وہ سب آگئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جتنے لوگ جمع ہوئے تھے سب شیخ کے محبوب کے عاشق ولدادہ تھے اور باہم رقابت رکھتے تھے۔ بہرحال مین اپنے دلمین بہت خوش تھا کہ شیخ سے نامی اور معزز شخص کی معشوقہ شہر بھر مین سب سے زیادہ حسین اور پسندیدہ عورت ہوگی آج اُسکے نظارے سے دل شاد ہونے کا اچھا موقع ہاتھ آیا۔ مگر مین اپنی شرمندگی کا حال کچھ عرض نہین کرسکتا جب اُس شہر کے مدرسے مین پہونچکر مجھکو معلوم ہوا کہ شیخ کا معشوق اُس مدرسے کا ایک لڑکا تھا۔ لوگون نے مجھ سے بعد کو کہا کہ شیخ کا یہ فعل شہر کے معززین اور شرفا نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے اور شیخ سے اُمید کی جاتی تھی کہ وہ اپنے نفسانی خواہشون کو پورا کرتے ہوئے اپنے معشوق کے ساتھ اسی سلوک کا برتاؤ کریگا جو الکوف نے خود شیخ کے ساتھ کیا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شیخ بھی اپنے عہد شباب مین بہت خوبصورت تھا اور اُسکے بہت سے چاہنے والے تھے لیکن شیخ نے اپنی مہربانیون کا انحصار ہمیشہ الکوف ہی پر کیا اور اسی پر برگزیدہ رہا۔ الکوف ایک بڑا سربرآوردہ اور عقلمند شخص تھا عموماً خیال کیا جاتا تھا کہ جو ترقی شیخ نے اخلاق اور فلسفہ مین کی وہ سب الکوف کی بدولت تھی۔

یہ تعجب انگیز امر بھی بیان قابلِ ذکر ہو کہ شیخ کی زوجہ کو جو اُسکی ہمشیرۂ حقیقی بھی تھی شیخ کی مذکورۂ بالا

قسم کی حرکتون سے کچھ ملال نہوتا تھا اور نہ اُسکو اپنے خاوند کی اِن حرکتون سے کسی قسم کی شرمندگی یا ندامت محسوس ہوتی تھی۔

"اسی زمانہ مین مجھکو یہ بات معلوم ہوئی (اور یہ کوئی ایسی راز کی بات نہ تھی جسکے اخفا کی کوشش کیجاتی) کہ وہ شیخ اپنے فرزندونکا قاتل ہونے کے علاوہ ایک اور ایسے شخص کو قتل کرچکا تھا جو اسکا قریبی رشتہ دار تھا اور جسکی محافظت انسانیت اور فطرت کیرو سے اُسپر فرض تھی۔ جب مین نے شیخ سے بصد ادب اِس فعل کی غرض و غایت پوچھی تو جواب ملا کہ اُسوقت مین اتنا خوشحال اور فارغ البال نہ تھا جتنا اب ہون نیز یہ کہ وہ فعل احباب کی صلاح اور مشورے سے کیا گیا تھا۔

"غرضکہ جب مین نے شیخ کی نیکیون کا چارون طرف اسقدر غلغلہ سُنا تو مجبوراً اتفاقیہ طور سے مین بھی مداح گروہ مین شامل ہوگیا۔ اجنبی ہونے کی حیثیت سے ایکدن مین نے دریافت کیا کہ شیخ کے تمام عمر کے افعال سے وہ کون سا فعل ہی جو سب سے بڑھکر قابل تعریف شمار کیا جاتا ہی مجھسے کہا گیا کہ شیخ کی پسندیدہ ترین حرکت وہ ہی جب اُسنے اوزبک کے قتل مین حصہ لیا۔ اوزبک وہ شخص تھا جو اپنے آخری دم تک شیخ کا سب سے زیادہ گہرا دوست تھا۔ اُسنے ہزارون احسانات شیخ کے ساتھ کیئے تھے یہان تک کہ ایک موقع پر اُسنے شیخ کی جان بھی بچائی تھی۔ جب اوزبک کے قتل کے بعد اُسکا وصیت نامہ دستیاب ہوا تو اُس سے معلوم ہوا کہ اوزبک نے اپنی وسیع دولت کا ایک بڑا حصہ شیخ کیلیئے نامزد کیا تھا۔ شیخ نے بیس تیس آدمیون سے سازش کرکے جنمین اکثر اوزبک کے دوست تھے ایک ایسے وقت مین اُسکو جا دبایا جب وہ بے خبر تھا اور سیکڑون زخمون سے اُسے چور چور کردیا۔ بیان کیا جاتا ہو کہ عام و خاص کی رائے مین اوزبک بڑی قابلیت اور نہایت خوبیونکا شخص تھا اور اُسکی طبیعت مین جتنی بُرائیان تھین وہ بھی فی نفسہ جود و سخا شان و شوکت کا پہلو لیئے ہوئے تھین لیکن شیخ کے مذکورہ بالا فعل نے اہل الرائے کے نزدیک شیخ کا مرتبہ اوزبک سے کہین زیادہ بڑھا دیا اور ابتدائے عالم سے اُسوقت تک کوئی فعل اُسکا ہم پلہ خیال

نہین کیا جاتا تھا۔

"شیخ کا ایک فعل اور بھی ہی جسکی تعریف نہایت شد و مد سے کی جاتی تھی۔ ایک اہم کام مین شیخ کا شریک کار ایک شخص قلیش تھا قلیش ایک تیز طبیعت شخص تھا ایک دن بحثا بحثی مین اُسے غصہ آگیا اور اُسنے شیخ کی خوب مرمت کی۔ مگر اس موقع پر شیخ نے کمال صبر سے کام لیا اور فریق ثانی کا غصہ فرو ہونے تک نہایت انکسار ظاہر کرتا رہا یہان تک کہ وہ کام جسمین یہ دونون شریک تھے خوبی سے انجام کو پہونچ گیا۔ اِس کیفیت مزاج یا بُردباری کیوجہ سے شیخ ابتک نیکنام مشہور ہے۔"

حال مین فرلی سے میرے پاس ایک دوست کا خط آیا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میرے چلے آنیکے بعد شیخ نے اپنے گلے مین پھانسی لگاکر خودکشی کرلی۔ اہل فرلی افسوس کے ساتھ اس واقعے کی نہایت تعریف کرتے ہین اور ہر شخص یہی کہتا ہی کہ ایسی نیک اور شریف زندگی کا خاتمہ کسی اور بہتر طریقے سے نہین ہوسکتا تھا۔

جب نعیم اہل فرلی کی حکایت یہان تک بیان کرچکا تو مین نے اُس سے پوچھا کہ شاید اُسی شہر مین تمنے یہ بھی سیکھا ہوگا کہ ایسے بے سروپا قصّے سُنا سُناکر تم اپنے دوستون سے دل لگی کیا کرو اور اگر وہ اِن باتون پر یقین لے آئین تو اُنکی خوب ہنسی اُڑاؤ۔ میرے دوست نے جواب دیا۔

"اگر مین ایسا سبق سیکھنے پر مائل ہوتا تو فرلی مین نہایت آسانی سے سیکھ سکتا تھا۔ میرا دوست شیخ جسکا مین نے ذکر کیا ہی صبح سے شام تک بکتا جھکتا رہتا تھا اور یہ معلوم ہی نہوتا تھا کہ وہ مذاق کررہا ہی یا واقعی دل سے گفتگو کرتا ہی۔ تمھارا خیال ہی کہ مین لمصداق اس مصرع کے کہ جہاندیدہ بسیار گوید دروغ + محض ایک بے سروپا قصّہ بیان کررہا ہون؟"

مین نے جواب دیا کیا معنی مجھے تو یقین ہی کہ تم مذاق کررہے ہو۔ ایسے وحشیانہ اطوار و خیالات کا جنکا تمنے ذکر کیا ہی کسی مہذب اور عاقل قوم مین موجود ہونا صرف خلاف عقل ہی نہین بلکہ

انسانی فطرت مین ایسے خیالات کا ہونا محال ہے"۔
فہیم "۔ خاموش۔ خاموش۔ آپ کیا کفر بک رہے ہین۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ ان باتونسے آپ قدیم اہل یونان خصوصًا اہل ایتھنز کی نسبت رائے ظاہر کر رہے ہین۔ اگر آپ غور کرین گے تو معلوم ہوگا کہ جن حالات اور خیالات کا چربا مین نے اُتارا ہی وہ جزءً وکلاً اہل ایتھنز مین پائے جاتے تھے مگر اُن حرکات وخیالات کی وجہ سے اُس قوم کو تہذیب وشائستگی کے معاملے مین ابتک کوئی انگشت نُما نہین کر سکتا۔ کیا آپ کو اہل یونان کی عشقبازی۔ اُنکی شادی کی رسمین اُنکا اپنے بچون کو مار ڈالنا معلوم نہین۔ اوزیک کی موت کا تذکرہ بجنسہ جولیس[1] قیصر کے قتل کا واقعہ ہے"۔
مین "۔ واہ جناب واہ۔ آپنے یہ کیون نہ بیان کیا کہ اوزیک غاصب تھا"۔
فہیم "۔ مین نے جان بوجھکر اس امر کو بیان نہین کیا کیونکہ آپ قصہ کی اصلیت کو پہچان جاتے جس سے سارا مطلب فوت ہو جاتا۔ تاہم اِس امرواقعی کو بھی شامل کر کے ہم اپنے جذبات اور اخلاقی عقائد کے رو سے کہ سکتے ہین کہ بُرُوٹس اور کیسیس ناسپاس اور دغاباز قاتل تھے مگر قدما کی فہرست مین اِن دونون سے بزرگ تر اور کوئی شخص خیال نہین کیا جاتا۔ قدیم اہل ایتھنز نے اِن دونون کی قد آدم مورتین بنوا کر اپنی پرستش گاہو مین رکھتی تھین۔ بفرض اگر قیصر کا غاصب ہونا میری دلیل مین ہابج ہی تو مین ایک اور امر بیان کرتا ہون جسکے مقابلے مین اُسکی کچھ وقعت باقی نہین رہتی۔ قیصر کے قتل کے چند روز ہی پیشتر ان لوگون نے قیصر سے بیعت کی تھی اور اپنے معبودون پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی تھی کہ ہم ہمیشہ قیصر کی اطاعت وفاداری سے کرینگے اور اسکے جسم کو کسی نقصان رسانی کے خیال سے ہاتھ لگانا بھی گناہ کبیرہ سمجھین گے"۔
"شیخ کی بُردباری کی حکایت بعینہ نقل ہی اِس واقعے کی جب ایک فوجی مجلس شوریٰ مین

[1] جولیس قیصر قدیم جمہوری سلطنت روم کا ایک بڑا رکن تھا۔ آخر مین جب اُسنے خود بادشاہ بننا چاہا تو اُسکے ایک خالص دوست بروٹس نے سازش کر کے اُسکو مار ڈالا۔

یوبیدس کمانڈر انچیف ریاست اسپارٹا[1] نے متسا قلیس[2] کو مارنے کیلئے چھڑی اُٹھائی تھی اور متسا قلیس نے نہایت بُردباری سے جواب دیا تھا کہ آپ ماریئے لیکن میری بات سن لیجئے شیخ کے بکنے جھکنے کی نسبت آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ یہ وہی برتاؤ ہے جو سقراط اہل شہر سے کیا کرتا تھا۔
خلاصہ یہ ہے کہ مین نے آپ کو بتادیا ہے کہ ایک ایسا شخص جو قدیم ایتھنز مین نہایت ممتاز معزز عقلمند و نیک شمار کیا جاسکتا تھا ہمارے زمانے مین وہ ایک ناپاک فاسق۔قاتل۔فرزند کُش۔ ناسپاس اور دغاباز شخص سے زیادہ حیثیت نہین رکھ سکتا۔اُسیطرح یہ کہ ایسی زندگی کا انجام خودکشی کے ذریعے سے کیا جائے۔مگر باوجود ان سب باتون کے ایسے شخصونکی مورتین طیار کرائی گئی ہین۔اُنکی یادگارین قائم کیگئی ہین۔اُنکی تعریف مین قصائد لکھے گئے ہین اور تقریرین کیگئی ہین اور اُنکے نام سے بڑے بڑے جتھے اور فرقے پیدا ہوگئے ہین جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِس زمانے کے لوگ بھی اندھا دُھند اُنکے مداح ہین حالانکہ اگر کوئی ایسا شخص آجکل پیدا ہو جائے تو وہ صرف حقارت ہی نہین بلکہ خوف و تنفر کی نظر سے دیکھا جائیگا۔"
مین ـ ادہو۔آپ کی اِس چال سے مجکو پہلے ہی ہوشیار رہنا چاہیئے تھا۔آپکے اِس مضمون سے بڑا لطف حاصل ہورہا ہے۔میرے خیال مین صرف آپ ہی ایک ایسے شخص ہین جو باوجود متقدمین سے واقف ہونیکے اُنکے مداح نہین ہین۔بجائے اسکے کہ آپ اُنکے فلسفہ۔فصاحت۔شاعری اور دیگر فنون کے متعلق نکتہ چینی کرین آپ اُنکے اخلاق پر حملہ کرتے ہین۔میرے خیال مین فنون متذکرہ بالا تو ایسے ہین جنمین زمانۂ حال کو دعویٰ ہے کہ زمانۂ قدیم سے بڑھ چڑھکر ہین مگر علم اخلاق مین تو کسی طرح اِس دعوے کی گنجائش نہین۔اقلیدس مساحت۔طبعیات۔نجوم۔علم حیوانات جغرافیہ جہازرانی۔یہ سب ایسی علوم و فنون ہین کہ دعوے کے ساتھ متقدمین کے مقابلے مین ہم بالاتر ہین۔مگر اُنکے اخلاقی فلسفہ دانون یا حکما کا ہم کچھ مقابلہ نہین کرسکتے۔آپ کے براہین اور دلائل محض ناقص ہین کیونکہ آپ نے اِس امر کا لحاظ ہی نہین کیا ہے کہ ہر زمانہ کے رواج و عادات

[1] قدیم یونان مین ایک ریاست تھی۔[2] ریاست ایتھنز کا ایک معزز رکن تھا۔

مختلف ہوتے ہین۔ کیا آپ کسی یونانی یا رومی شخص کی تحقیقات انگلستان کے عام قانون کے مطابق روا رکھین گے؟ نہین۔ بلکہ اُسکی صفائی اُسی کے مُلک کے قانون و روایت کے رو سے لینا چاہیئے۔ عمدہ سے عمدہ اوضاع اور آداب کی بھی کسی ایسے معیار سے جانچ کیجائیگی جو اُن اوضاع اور آداب کے برتنے والون کو معلوم نہو تو وہ اتنے قبیح وکھائی دین گے جسکی حد نہین خصوصاً ایسی حالت مین جب اُنکی توضیح و تشریح اسطرح کیجائی کہ اُنمین جو اچھے نکات ہین اُنکا ذکر نہ کیا جائے اور اُنمین جو سقم ہون وہ رنگ چڑہا کر بیان کیئے جائین جسطرح آپ نے بیان کیا ہی۔ یہی دلائل آپ کے خلاف بھی استعمال کیئے جا سکتے ہین۔ مثلاً اگر مین اہل اتھنز سے یہ بات کہون کہ دُنیا مین ایک ایسی قوم بھی ہی جسمین زناکا رواج کثرت سے ہی۔ جسمین قریب قریب ہر تعلیم یافتہ شخص کی معشوقہ وہ ہوتی ہی جو کسی دوسرے کی منکوحہ ہو۔ جسمین ہر شخص کو یہ ناز ہو کہ وہ ایسا غلبہ حاصل کرنے کی قابلیت خاص رکھتا ہی۔ جسمین اس شخص کے لئے قابل افتخار یہ امر ہو کہ وہ اپنی بیوی سے مغلوب اور دبا ہوا رہے یا اُسکے حسن و خوبی کے ذریعے سے وہ دُنیاوی مفاد اور اپنے مقاصد مین کامیابی حاصل کرے یا بغیر کسی ایسے ارادے کے وہ اپنی بیوی کو پوری آزادی دیدے کہ اُسکا جو جی چاہے وہ کرے۔ تو آپ خیال کر سکتے ہین کہ اہل اتھنز کی رائے اُس قوم کی نسبت کیا ہوگی۔ اہل اتھنز جو زناکاری کے جُرم کو ہمیشہ رہزنی اور زہرخورانی کے جرائم سے وابستہ سمجھتے تھے کیا وہ ایسی قوم کی بدمعاشی اور کمینہ پن کی تعریف کر سکتے ہین۔ اگر اسکے ساتھ ساتھ اہل اتھنز سے مین یہ بھی کہدون کہ جسقدر اہل اتھنز اپنی آزادی پر نازان ہین اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ یہ قوم اپنی غلامی اور محکومی پر فخر کرتی ہی۔ اس قوم مین سے کسی فرد پر کتنا ہی ظلم کیا جائے اور اُسکو کتنی ہی ذلت پہونچائی جائے اُسکا پھر بھی یہی عقیدہ اور خیال رہیگا کہ ظالم حاکم کی محبت کرنا خدمت کرنا اور اُسکے حکم کو ماننا نہایت پسندیدہ ہی۔ بلکہ اگر اُسکو موقع دیا جائے تو وہ اُس ظالم کی خواہش نام آوری کے لئے جان دیدینے سے دریغ نہ کریگا۔ میرا خیال ہو کہ اس بیان کے سُنتے ہی اہل یونان مجھ سے پوچھین گے کہ مین کسی اشرف المخلوقات انسانی قوم کا تذکرہ کر رہا ہون یا کسی دیگر کم پایہ نوع مخلوقات کا

اسکا جواب اہل ایتھنز کو مین یون دیتا ہون کہ باوجود ان باتون کے اِس قوم مین بہادری مردانگی اور غیرت کے جوہر کچھ کم نہین۔ اہل ایتھنز اپنے عام جلسونمین کھُلم کھُلّا ایک دوسرے پر لعن طعن کیا کرتے تھے مگر نہ کہنے والے کو کچھ پاس خاطر ہوتا تھا اور نہ سننے والا ہی اُس ملامت کو محسوس کرتا تھا۔ اُسکے برعکس اِس قوم مین اگر پرائیوٹ جلسہ مین بھی کسی شخص کے دلی دوست کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکلجائے تو وہ شخص کبھی اپنے دوست کی اُس حرکت کو معاف نہ کرے گا بلکہ ڈوئل لڑنے پر مجبور کریگا جسمین یا وہ خود مارا جائیگا یا اُسکا فریق مخالف۔ علاوہ ازین حالانکہ غیرت اور اخلاق کے متعلق اِس قوم کے خیالات وعقائد ایسے ہین جنکی وجہ سے وہ اپنے دستون کے خلاف بھی تلوار کھینچنے کو طیار ہین تاہم سختی۔ تکلیف ذلت یا کسی حالت مین یہ قوم خودکشی کو گوارہ نہین کرتی۔ اگر انمین سے کسی ذی عزت سے ذی عزت شخص کی ایسی نوبت پہونچے کہ وہ بھیک مانگنے اور خاک مذلت مین لوٹنے لگے پھر بھی وہ ہر قسم کی تکلیف برداشت کرے گا لیکن زندگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیگا۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنے دشمن کے پنجے سے جان چھڑا کر بھاگے وہ اُسکے ہاتھ سے ذلت اور تکلیف کے ساتھ مرجانا قبول کرتا ہے۔ . . . .

اُس قوم مین یہ بھی رسم ہی کہ وہ جیل خانے طیار کرتی ہی جسمین بدقسمت قیدیونکی آزار رسانی کے فن کی اچھی طرح مشق کی جاتی ہی۔ اِن جیلخانون مین اِس قوم کے لوگ اپنے بچے بچون کو بخوشی بند کرا دیتے ہین کہ اُنکے دوسرے بچے جو قیدی بچون سے زیادہ قابلیت نہین رکھتے اپنے مان باپ کی دولت کے خوب مزے اُڑائین۔ ایسی وحشیانہ طرفداری کو یہ قوم اعلیٰ درجے کی نیکی شمار کرتی ہی۔ لیکن سب سے بڑھکر جو رسم انمین ہی وہ اگر اہل ایتھنز کے روبرو بیان کیجائے تو نہین معلوم وہ کیا خیال کرین۔

اُہل ایتھنز مین ایکدن ایک تیوہار مانا جاتا تھا جس روز اپنے غلامونکی دعوت کرتے تھے اور اُن کو خود اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے تھے۔ مگر اِس قوم مین صرف ایک ہی دن نہین بلکہ سال بھر برابر بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ تمام عمر یہی سلسلہ جاری ہی اُسپر مستزاد چند ایسے اُمور ہین کہ

جن سے یہ رسم قابلِ تضحیک شمار کیجا سکتی ہی۔ اہل ایتھنز کا رواج تو چند روز کے لئے ایسے لوگون کو معزز بنا دیتا تھا جو ادبار کے شکنجے مین پھنس گئے تھے مگر جو کبھی اوج رفعت پر بھی پہونچ سکتے تھے مگر یہ قوم ایسی جنس کو اپنے سے برتر و اعلیٰ قرار دیئے ہوئے ہی جس کو قدرت نے اُنکا فرمان بردار پیدا کیا ہے اور جنکی کمزوری اور کم پائگی محض لاعلاج ہی یعنی عورتین اِس قوم کی مالک اور شہنشاہ ہین۔ یہ قوم عورتون کی نہایت تعظیم اور تکریم کرتی ہی اور جس شخص کو تعلیم یافتہ اور مہذب ہونیکا دعویٰ ہی وہ ہر وقت اور ہر جگہ عورتون کی بزرگی اور حکومت کا دباؤ ماننے کو طیار ہی اِس قاعدے کے خلاف ورزی کے مقابلے مین شاید ہی کوئی دوسرا جُرم ہوگا جو اس سے زیادہ سنگین خیال کیا جاتا ہے"

فہیم۔ "بس بس۔ اب آپ زیادہ تکلیف نہ فرمائیے۔ جس قوم کی طرف آپ کا اشارا ہے مین بخوبی سمجھ گیا جس خوبی سے آپ نے اُس قوم کے عادات کا چربا اُتارا ہے قابلِ تعریف ہی لیکن اِسی کے ساتھ آپ کو یہ ماننا ہوگا کہ کوئی قوم پردۂ دنیا پر ایسی نہوگی کہ جسمین کچھ نہ کچھ نقائص نہ پائے جائین۔ اور یہی میرا مطلب تھا۔ مین نے جو اتنی طول طویل تقریر کی تھی اُس سے میری غرض نہ تھی کہ موجودہ نسل کی بُرائی بمقابلہ متقدمین ثابت کردون بلکہ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اخلاق و آداب کے متعلق جو رائے قائم کیجاتی ہی وہ قطعی مستحکم اور قابلِ یقین و اطمینان نہین ہوتی کیونکہ اُسکا انحصار کُلّی رسم و رواج فیشن اور قانون پر ہی۔ قدیم اہل یونان یقیناً ایک ایسی عاقل اور شایستہ قوم تھی جیسی کہ ہونا چاہیئے تاہم اگر اس زمانے مین اُسوقت کا کوئی ممتاز اور معزز شخص موجود ہو تو اُسکا چال چلن نہایت حقیر اور نفرت انگیز سمجھا جائے گا۔ موجودہ[1] اہل فرانس بھی بلا شک و شبہہ ایک شائستہ اور قابل قوم ہین لیکن اس قوم کا معزز سے معزز فرد بھی قدیم اہل یونان کے نزدیک قابلِ تضحیک و نفرت خیال کیا جا سکتا تھا حالانکہ عموماً لوگونکا خیال ہی کہ یہ دونون قومین باعتبار قومی خصوصیات یک دوسرے سے

[1] یہ مضمون اُن حالات کے مطابق ہی جب فرانس مین شخصی سلطنت تھی۔

بہت مشابہ ہین اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہی کہ جن اقوام کے مابین کوئی وجہ مشابہت نہین اُنمین یا یون کہیئے کہ شائستہ اور غیر شائستہ اقوام کے درمیان کتنا فرق باعتبار محسوسات اخلاقی ہوگا۔ مختصر یہ کہ ہمارے پاس ایسے کیا وجوہ ہین جنکی بنا پر ہم اخلاق اور آداب کی نسبت رائے قائم کرنے کے لیے کوئی خاص معیار قائم کر سکتے ہین "۔

مین "درست لیکن میرا خیال ہی کہ ہمارے پاس ایسے وجوہ جنکا ذکر آپنے کیا ہی کافی ہین۔ اِس معاملے مین جتنا غور آپنے کیا وہ ٹھیک ہے لیکن اگر آپ تھوڑی سی توجہ اور مبذول فرمائینگے تو کل دقتین جو آپ کو اِس معاملے کے سمجھنے مین واقع ہوئی ہین رفع ہو جائین گی۔ ہمکو چاہیئے کہ ہم اُن اُصول کی جانچ کرین جنکے رو سے ہر قوم کسی شے کی نسبت اچھائی یا برائی کے خیالات قائم کرتی ہی اِس معاملے کو آپ یون سمجھیئے کہ دو ندیان جو ایک ہی پہاڑ سے نکلی ہون وہ دو مختلف سمتون مین کیون بہتی ہین حالانکہ جس کشش کے اثر سے وہ بہتی ہین اُسکا اُصول ایک ہی ہی اِسکا جواب یہ ہوگا کہ اِن ندیون کے بہاؤ کا اختلاف محض اسوجہ سے ہی کہ جن زمینون پر وہ بہتی ہین اُنکے اُتار چڑھاؤ یا نشیب و فراز مین فرق ہے۔

"آپنے ابتک جو تقریر کی ہی اُسمین آپنے وہی چند باتین بتائی ہین جنمین اتفاق سے اِن دونون کا اختلاف ہی لیکن آپنے اُن حالات کی صراحت نہین کی جنمین وہ متحد ہین ادراک علم۔ ذکاوت۔ ذہانت۔ فصاحت۔ انسانیت۔ وفا شعاری۔ سچائی۔ انصاف۔ ہمت۔ اعتدال استقلال اور متانت جیسے صفات کا ذکر ہی نہین کیا جو اِن قومون مین باہم پائی جاتی ہین۔ نیز باوجود اسکے مین اسباب کے ثابت کرنیکی کوشش کرونگا کہ جو اختلافات اِن قومون مین وہ کیون ہین۔

"اول اہل یونان کا عشق لیجیئے۔ زیادہ صراحت اور تشریح کی ضرورت نہین ہے صرف اتنا کہنا کافی ہی کہ اُنکا عشق یا محبت خواہ کیسا ہی قابل الزام کیون نہو جن حالات مین وہ پیدا ہوا وہ بہت سادہ اور معصیت سے معرا تھا۔ اہل یونان جسمانی شکل کے بہت دلدادہ تھے

اور ورزش گاہوںمین خوب جماؤ رہتے تھے۔ اسلئے کہ آپسمین دوستی۔ ہمدردی یکجہتی اور وفاداری
کا سلسلہ مستحکم ہوجائے یہان عشق ومحبت کا بھی چرچہ ہونے لگا اسطرح وہ طریق نامحمود جسکا ذکر آپنے
کیا ہی جاری ہوگیا۔ اسطرح سوتیلے بھائی بہنون کے ساتھ شادی کرنیکا طریقہ آسانی سے سمجھ مین
آسکتا ہی اگرچہ قریبی رشتہ دارونمین عشق ومحبت کا ہونا خلاف عقل ومفاد عامہ کے ہی لیکن عقل یا
فطرت انسانی کا ٹھیک اندازہ نہین کہ سکتی کہ ہم کو کس خاص حد تک احتیاط رکھنا چاہیئے۔ اسوجہ
سے یہ معاملہ قانون یا رواج ہی سے طے کیا جاسکتا ہی اگر اہل یونان ایک طرف زیادہ جھک گئے
تو یہ بحث انکے ملکی قانون کے متعلق ہوجاتی ہی کہ اُس قانون نے ایک سمت کی حد کو کچھ زیادہ وسعت
دیدی۔ اگر آپ کسی یونانی سے یہ پوچھتے کہ اُسنے اپنے بچے کو اُس زندگی سے جو اُسنے ابھی پائی
تھی کیون محروم کر دیا تو وہ یہ جواب دیتا کہ محبت کی وجہ سے۔ کیونکہ اُس مفلسی سے جسمین بچہ پیدا
ہوا تھا اور اُس مفلسی کی آئندہ مصیبتون سے وہ موت بدرجہا بہتر ہی جنکو سر دست بچہ نہ محسوس کرسکتا
ہی اور نہ جس سے ہراسان ہوسکتا ہی اگر کوئی شخص ایسی سلطنت کا تخت جو جمہوری ہی غصب
کرے اور جابرانہ حکومت کرنا چاہے تو ایسے غاصب کے ہاتھون سے عامہ خلایق کی آزادی
کا بچاؤ کسطرح ہوسکتا ہی خصوصاً ایسی حالت مین جبکہ ایک طرف تو رعایا بغاوت کرنیسے مجبور
ہو اور دوسری طرف ہمارے خیالات ایسے ہون کہ ذاتی انتقام لینے سے روکین۔ پبلک آزادی
ایک ایسی چیز ہی جس سے زیادہ بابرکت یا متبرک شے دُنیا مین نہین اسوجہ سے آپ یہ تو ضرور
مان لین گے کہ غاصب نے ایسا جُرم کیا ہی جسکا قانوناً سخت تدارک ہونا چاہیئے مگر جب غاصب
قانونی حد سے تجاوز کرکے اپنے آپ کو قانون سے بالا کرلے اور اُسکی گرفت سے خود کو محفوظ
کرلے تو کیا درحقیقت اُسکو محفوظ رکھنا چاہیئے آپ اسکا جواب کچھ نہین دے سکتے البتہ اتنا
کہہ سکتے ہین کہ اُسکے قتل کیوجہ سے بہت دقتین پیدا ہونیکا احتمال ہی پس میرے خیال مین
اگر قدما کے نزدیک یہ ثابت ہوجاتا کہ اسطرح کے قتل سے خرابیان پیدا ہوجاتی ہین تو وہ ضرور
اپنے اُن خیالات کو بدل دیتے جنکی بناء پر جولیس قیصر قتل کیا گیا تھا۔

اب اِس زمانے کے اخلاق وآداب کے نسبت بھی سُن لیجیے جنکی تصویرین نے کھینچی ہی جسطرح اہل یونان کی عشقبازی پسندیدہ نہین خیال کیجا سکتی ہی اسیطرح اہل فرانس کی شاہد بازی کے بھی پسندیدہ ہونیکے وجوہ نہین ہین۔ ان دونونمین صرف اتنا فرق ہو کہ فرنچ طرز یونانی طرز سے ایک گونہ زیادہ گوارا اور مطابق قدرت ہو۔ اپنے مُلک کے قانون کی مطابعت اور اُس سے خاص تعلق اور دلچسپی رکھنا ہر جگہ اور ہر زمانے مین نہایت عمدہ نیکی شمار کی جاتی ہی لیکن جہان قانون کی برکت سے لوگ مستفید نہون اور شخصی حکومت کا دور دورہ ہو وہان حاکم کی اطاعت کرنا اور اُس سے وفاداری برتنا ہی اصل حُبِ وطن سمجھا گیا ہی۔ ڈول لڑنے سے زیادہ اور کوئی چیز بیہودہ اور شائستگی کے خلاف نہوگی لیکن جو اِسکو روا رکھتے ہین اُنکا قول ہی کہ یہ طریقہ ادب آموز اور شرافت زا ہے اور یہ تو آپ کو معلوم ہو کہ اِس طریقے کے شائقین کو ہمیشہ اپنی ہمت۔ غیرت۔ وفاشعاری اور دوستی پر ناز ہوتا ہی اور یہ ایسے صفات ہین کہ دُنیا مین ہر وقت قابل قدر خیال کیے گئے ہین گو بحالات موجودہ اُن پر عملدرآمد عجیب طریقے سے کیا جارہا ہی۔

"اُن سب باتون سے آپ کو ظاہر ہوگا کہ وہ اُصول جن سے لوگ مختلف زمانونمین اخلاق وآداب کے متعلق استدلال کرتے ہین ایک ہین صرف نتیجے جو اخذ کیے جاتے ہین وہ اکثر مختلف ہوتے ہین مجھے اسوقت یہ ظاہر کرنیکی ضرورت نہین کہ کن کن خاص مثالونمین نتیجے صحیح اخذ کیے گئے ہین اور کن مین غلط۔ صرف اتنا بتانا کافی ہو کہ ملامت یا نفرین کے اُصول ہمیشہ ایک رہے ہین اور یہ کہ جو غلط نتائج اخذ کیے گئے ہین وہ صحیح طریق استدلال اور وُسعت تجربہ کے اعتبار سے درست کیے جا سکتے ہین اگرچہ روم ویونان کی شائستگی برباد ہوئے سیکڑون برس گذر گئے اگرچہ صدہا تفرقے مذہب۔ زبان۔ قانون اور رسم ورواج کے پیدا ہو کر مٹ مٹ گئے لیکن اِن انقلابات کا اثر اصل جذبات اخلاقی پر کچھ بھی نہین ہوا۔ اِس مسئلہ پر غور کرتے وقت اسبات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی صفت ایسی نہین جو نیکی یا اخلاقی بھلائی شمار کیگئی ہو جبتک کہ وہ صفت خود اُس شخص کو جسمین وہ صفت ہی یا دوسرونکو مفید یا خوشگوار ثابت نہو چکی ہو۔ کیونکہ کسی شے

کی تعریف یا مدح کرنیکی کوئی اور وجہ نہین پائی جاتی اور نہ کسی ایسے چال چلن کی تعریف و مدح کی ضرورت ہی محسوس ہوتی ہے جو نہ کسی کے مفید مطلب ہو نہ گوارا۔ اِس سے ظاہر ہوگا کہ اخلاق کے متعلق اختلافات کا ہونا صرف اسی ایک بنیاد پر ہے اسلئے اِن اختلافات کے وجوہ لوگون کی وہ آرا ہین جو اُنھون نے خاص حالتون مین واقعات پر ظاہر کیئے ہین۔ اسکی تشریح اسطور پر ہے کہ بعض اوقات کسی خاص فعل یا عادت کے مفید ہونیکے متعلق لوگون کی مختلف رائین ہوتی ہین۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حالات ہی کچھ اسطرح کے پیدا ہو جاتے ہین کہ جنمین ایک خاص صفت سے کام لیا جانا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے بہ نسبت کسی دوسری صفت کے کام مین لانیکے مثلاً اگر لڑائی کا زمانہ ہے تو جنگجوئی کے جتنے صفات ہین وہی مفید سمجھے جاکر پسندیدہ شمار کیئے جاتے ہین۔ کوئی زمانہ ایسا آتا ہے کہ جسمین سیر چشمی۔ علو ہمتی۔ دیانت داری۔ طریق غلامی کی مخالفت کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور ان صفات کا اثر بھی ضرور مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسلیئے ہمارے خیالات بھی اخلاق مین حُسن و قبح تمیز کرنیکے متعلق انھین تبدیلیون کے ساتھ بدلتے رہتے ہین یہی وجہ ہے کہ ایک زمانے مین ایک خاص صفت کے شخص کو ہم قابل نفرین ٹھہراسکتے ہین مگر دوسرے زمانے یا حالات مین اسی صفت کے دوسرے شخص کو ہم قابل تعریف خیال کرسکتے ہین۔ سوئٹزرلینڈ کے رہنے والونمین تھوڑے سے بھی عیش و عشرت کا ہونا اونکی زندگی کو برباد کرسکتا ہے مگر فرانس اور انگلستان مین اسقدر عیش فنون کی ترقی اور محنت کی تحریک کا باعث ہے؛ اسلیئے ہمکو یہ امید نہین رکھنا چاہیئے کہ جو جذبات یا قوانین لندن یا پیرس مین ہین وہی سوئٹزرلینڈ مین ہین یا ہونا چاہیئے۔

علاوہ برین جسطرح کسی صفت کا مفید ہونا اخلاق پر اثر ڈالتا ہے ایسطرح رسم و رواج کا بھی گہرا اثر اخلاق پر پڑتا ہے۔ کیونکہ ابتدا سے طبیعت یک طرفہ رجحان پیدا کرتی ہے بعض خاص صفات زیادہ مفید سمجھے جاتے ہین یا بعض زیادہ خوشگوار بعض قومونمین رسم ہے کہ وہ عورتون کو تمام سوشل معاملات سے علیحدہ رکھتے ہین برعکس اسکے بعض قومونمین عورتین سوسائٹی کا ایک ایسا جزو شمار کی جاتی ہین کہ انکے بغیر مرد کوئی سوشل معاملہ طے نہین کرسکتے چونکہ یہ ایک نہایت بڑا فرق ہے اسلئے ضرور ہے

کہ اِن دو قسم کی قومون کے درمیان اخلاقی جذبات کے متعلق بھی بہت بڑا فرق ہوگا مختصر یہ کہ
اسیطرح سمجھ لینا چاہیئے کہ مُلک کے طرز و طریق حکومت۔ مفلسی۔ دولتمندی، اتفاق و نفاق، علم و جہالت
کا بڑا اثر اخلاق پر پڑتا ہو گر جو کچھ اثر پڑتا ہو وہ اِن اُصول پر نہین پڑتا جنکی تشریح مین اوپر کر چکا ہون
بلکہ وہی چیزین متاثر ہوتی ہین جو بطور نتیجہ اخذ کیجاتی ہین۔
فہیم:۔ آپنے جو کچھ فرمایا ممکن ہو کہ اُسکی کچھ اصل ہو مگر اُسکا اطلاق صرف اُسی وقت تک درست ہے
جب تک ہماری بحث زندگی کی معمولی رفتار اور عام چال چلن کے متعلق ہو کیونکہ تجربہ اور دُنیا
کا رویہ ہماری حرکتون کو فوراً درست کرنے کو طیار رہتا ہو۔ مگر آپ مصنوعی زندگیون اور مصنوعی آداب
کے متعلق کیا کہہ سکتے ہین۔ آپ اُن مسلو ئین جنکی بنا پر مختلف زمانون اور مختلف قومو نمین وہ مصنوعی
زندگیان بسر کیگئین کسطرح اتحاد قائم کر سکتے ہین"
مین:۔ ازراہ مہربانی آپ یہ فرمائین کہ مصنوعی زندگی اور مصنوعی آداب سے آپکی کیا مراد ہو"
فہیم:۔ بہتر۔ سُنیئے۔ آپ کو معلوم ہو کہ مذہب کا اثر قدیم زمانے مین لوگونکی عام زندگی پر بہت کم تھا۔
جب وہ مندر مین ایک مقررہ وقت پر پوجا پاٹ کرکے فارغ ہو چکتے تھے تو وہ خیال کر لیتے تھے کہ
باقی ماندہ وقت مین اُنکے دیوتاؤن کو اُنکے ذاتی افعال سے کچھ بحث یا تعلق باقی نہ رہتا تھا کیونکہ
یہ افعال محض سوسائٹی کے متعلق تھے۔ اسلئے اُس زمانے مین اُن لوگونکے اوضاع و اطوار کی درستی
کا ذمہ دار فلسفہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُسوقت فلسفہ کا نہایت شد و مد سے چرچا تھا اور فلاسفر حکماء
سب سے افضل سمجھے جاتے تھے اِس فضیلت کے حاصل کرنے یا قائم رکھنے کے لئے بڑے بڑے مرحلے
طے کرنا پڑتے تھے۔ بعض اوقات نئے مسئلے پیدا کیئے جاتے تھے اور بعض اوقات کوئی عجیب طریق
بود و باش اختیار کرنا پڑتا تھا مگر اِس زمانے مین فلسفے کی جدت جاتی رہی ہو اور اسلیئے اُسکا اثر
بھی کچھ وسیع نہین جسطرح قدیم زمانے مین مذہب مندر کے اندر بند تھا اسیطرح اب فلسفہ بھی مکان
کی دیوار کے اندر بند ہو۔ فلسفہ کی جگہ فی الحال مذہب نے لے لی ہو آجکل کے مذہب کو دیکھئے
تو وہ تمام زندگی پر حاوی ہوگیا ہو۔ نہ ہمارے افعال اُسکی رہنمائی سے محفوظ ہین نہ ہمارے الفاظ

نہ خیالات نہ خواہشات یہانتک کہ اِس زندگی کے ختم ہونے پربھی اُسنے آئندہ کے لئے ہم کو پابند کیا ہے۔

اُن دو زمانون کا مقابلہ کرتے ہوئے ہم ایک اُس زمانے کے شخص کا اِس زمانے کے شخص سے مقابلہ کرتے ہین جو مثل اسکے ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ دیو جانس قدیم زمانے کا مشہور حکیم ہے اور پاسکل حال کے زمانے مین اُسی قابلیت کا شخص گذرا ہے ان دونون کی طرز زندگی ملاحظہ فرمائیے۔ دیو جانس کی زندگی کا اُصول یہ تھا کہ اُس سے جتنا خود مختار اور آزاد ہونا ممکن ہے ہو جائے اسلئے وہ اپنے تمام ضروریات۔ خواہشات اور آرام کو اپنے دل اور دماغ مین بند اور محدود رکھنا چاہتا تھا۔ پاسکل کی غایت مقصود یہ تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی بیکسی اور عاجزی کو اپنے پیش نظر رکھے اور اسبات کو کبھی نہ بھولے کہ اُسکی ضروریات لاتعداد ہین اور وہ خود بہت پُرعیب ہے۔ دیو جانس کی زندگی کا مدار اُسکے اظہارِ غرور وعلو ہمتی و خیال برتری پر تھا۔ برعکس اسکے پاسکل ہمیشہ اپنے انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتا رہتا تھا اور خود کو ذلت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ دیو جانس کی رہبانیت اور اُسکا تکلیفین برداشت کرنا اس غرض سے تھا کہ وہ اپنے آپ کو تکلیفین برداشت کرنیکا اتنا عادی بنالے کہ رفتہ رفتہ اُسے تکلیفین محسوس ہی نہون۔ پاسکل کا تکلیفین برداشت کرنا صرف اس خیال سے تھا کہ جہان تک ہوسکے تکلیفین اُٹھانا چاہیے۔ یونانی حکیم بعض اوقات پبلک کے سامنے بیخوف وحجاب اپنی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے مین کمی نہ کرتا تھا۔ فرانسیسی ولی خلوت مین بھی معمولی سا معمولی آرام لینا معصیت سمجھتا تھا۔ دیو جانس اپنا فرض سمجھتا تھا کہ وہ اپنے دوستون سے محبت کرے اُنکو وقت بے وقت سمجھائے، ملامت کرے یا جھڑکے۔ پاسکل اپنے قریبی رشتہ دارون سے اجنبی بننے کی کوشش کرتا تھا اور اپنے دشمنون کا بھی بھلائی سے ذکر کرتا تھا۔ دیو جانس اوہام پرستی یا مذہب کا مسخر کرتا اور روح کو فانی سمجھتا تھا۔ پاسکل کے ایمان و عمل کی جان اوہام پرستی تھی اور اِس زندگی کو بمقابلہ آنیوالی زندگی کے سخت حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ حالانکہ اُن دونون شخصون کے حالات بالکل متضاد ہین۔ تاہم اپنے اپنے زمانے مین دونون عزت اور توقیر

کی نظر سے دیکھے گئے ہین یہانتک کہ اُنکی پیروی کرنا بھی قابل فخر امر سمجھا گیا ہو پس آپ فرمایئے کہ اخلاق کی اچھائی یا بُرائی قائم کرنیکا وہ عام معیار جسکو آپنے بیان کیا ہو کہان گیا۔ اور وہ کون سا ایک قاعدہ ہو جس سے لوگون کی مختلف اور متضاد جذبات کی تشریح ہو سکتی ہے"......

مین " جو تجربہ ہوا ہین کامیابی کے ساتھ ہو سکتا ہو ضرور نہین کہ وہ خلا مین بھی اسیطرح ہو جائے۔ جب انسان عقل اور زندگی کے معمولی راستون سے علیحدہ ہو کر ایسی مصنوعی زندگی اختیار کرلے تو کوئی نہین کہ سکتا کہ اُسکے افعال کس حدتک عوام کے لیئے پسندیدہ ہونگے یا ناپسندیدہ ایسا شخص تمام عالم سے ایک علیحدہ مقام پر ہو اور اُسکی دماغی قوتین اُس آزادی اور قاعدے کے ساتھ عمل نہین کرتین جسطرح اُن عام و خاص لوگون کی دماغی قوتین جنکی طبیعتین فلسفی یا مذہبی توہمات کے جوش سے مبرا ہین "

حکیم احمد۔ از لشکر گوالیار۔

اُردو "صرف نحو" کی ضرورت

اُردو نے تھوڑے زمانے مین بہت ترقی کی؛ لیکن اس بات سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ اُس نے کیفیت مین ترقی نہین کی، اگر ترقی کی؛ کمیت مین؛ بہ الفاظ دیگر، وہ ہندوستان کے تمام حصون مین بلکہ ملک سے باہر بھی پھیل گئی، مگر جو علمی پایہ اُس کا ہونا چاہیے تھا اُس کے قریب بھی نہین پہونچی۔ مختلف مضامین پر متعدد کتابین تصنیف اور ترجمہ ہوئین؛ رسالے اور اخبار بھی کثرت سے شائع ہوتے ہین؛ لیکن ایسی کتابین بہت کم وجود مین آئین؛ جنھین ہم کسی شائستہ زبان کے "ادب" کے مقابلے مین رکھ سکین۔ ادب تو بڑی چیز ہے، اُردو "صرف نحو" پر بھی دو ایک سے زیادہ کتابین شائع نہ ہوئین اور جو ہوئین وہ بھی نہایت ناکمل؛ جس تحقیق اور تفتیش سے "صرف نحو" کے قواعد مرتب کیے جانے کی ضرورت تھی اُسے بہت کم لوگون نے محسوس کیا؛ اور جن لوگون نے اپنے خیالات کو ضبط تحریر مین لانے کی کوشش کی اُن کی تعداد اور بھی کم ہے۔ ہماری زبان کی بدقسمتی یہین ختم نہین ہوتی بلکہ اُس کے بولنے والون مین بعض نقصان رسان خیالات پیدا ہو گئے ہین۔

ایک گروہ ہے جسکا ہر فرد یہ سمجھتا ہے کہ مین اہل زبان ہون؛ جو بات میرے مُنھ سے نکلے وہی قاعدہ ہے۔

ایک دوسرا گروہ ہے، جو یہ کہنے کی جرأت کرتا ہے کہ کیا لکھنؤ، دلّی والون نے زبان کا ٹھیکہ لیا ہے؟ کوئی ضرورت نہین کہ ہم اُنکا تتبع کرین

ایک تیسرا گروہ ہے، جو باوجودیکہ علمی گروہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، یہ عامیانہ خیال رکھتا ہے کہ زبان کو قواعد کے شکنجے مین جکڑنے سے وسعت زبان جاتی رہیگی اور نیز یہ کہ زبان کی

چھوٹی چھوٹی بحثین قابل توجہ نہین۔

بس اب یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ خیالات زبان اُردو کے لیے مفید ہین یا مضر۔

ا۔ اُس خطۂ زمین کے رہنے والے جہان سے کوئی زبان شیوع کرتی ہے، عرف عام مین اہل زبان کہلاتے ہین؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی مُلک یا شہر کے ہر طبقے اور ہر درجے کے لوگ اہل زبان کہلانے کے مستحق نہین: کیونکہ آبادی کا ایک بڑا حصّہ ایسا ہوتا ہے، جس کو الفاظ و محاورات کے صواب و خطا کی طرف کافی توجہ نہین ہوتی۔ ایک مزدور کو اس سے بحث نہین کہ "حضور" صحیح ہے یا "ہجور" "کاغذ" درست ہے یا "کالج"؛ ایک اَن پڑھ دکاندار، جو اپنے زعم مین زباندان ہے وہ قاغذ اور دبوتر، کو صحیح جانتا ہے۔ اہل زبان ان مین سے ایک بھی نہین کہلا سکتا، خواہ وہ لکھنؤ کا باشندہ ہو یا دلّی کا۔ اسی طرح آبادی کے اور بہت سے طبقے ہوتے ہین، جو اہل زبان نہین۔ زبان کے محققین اور بہ لحاظ معاشرت کے اعلیٰ طبقے کے لوگ، اور ایک حد تک متوسطین اہل زبان کہلائے جا سکتے ہین، اور انہی کی زبان سند ہے۔

ہر شائستہ قوم مین بچّے کی تربیت کی ابتدا زبان کی درستی سے ہوتی ہے، اور ہونا چاہیے بھی ایسا ہی؛ کیونکہ زبان ہی اظہار خیالات کا ذریعہ ہے۔ اگر خیال دُرست اور دقیق اور لطیف اور پاکیزہ ہے تو اُس کے اظہار کے لیے زبان بھی صحیح اور پُر معنی اور فصیح اور شُستہ درکار ہے۔ دلّی اور لکھنؤ کے شرفا کو دیکھیے، اب تک زبان کی صحت اور شُستگی کو شرافت کا تمغہ جانتے ہین؛ وہ بچّون کو زبان کے قاعدون کی تعلیم دیتے ہین، گو کسی کتاب سے نہین۔ "صرف نحو" کا منضبط و مدوّن کرنے والا اہل زبان سے سُن کر امثلۂ مختلفہ کو جمع کرتا اور اُن سے استقرا کی مدد سے جزئیے اور کلیے قائم کرتا ہے، اور پھر مستثنیات کو الگ چھانٹتا ہے؛ اور اس طرح، قاعدے بناتا ہے، جو اہل زبان کے لیے مددگار کا اور اجنبیون کے لیے اُستاد کا کام دیتے ہین۔ یہان ایک بحث یہ بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ محض سماعت ہی کو ہم اپنا ماخذ مانین یا قیاس کو بھی دخل دین؟ اگر ہم قیاس کو بالکل علیحدہ کر دین تو "صرف نحو" کی حیثیتِ علمی مین بہت پستی آ جاتی ہے؛ کیونکہ یا کسی چیز کو نظم و

ترتیب کے ساتھ جاننے کو علم کہتے ہین اور نظم و ترتیب اور قیاس گو یا ایک چیز ہین؛ علاوہ برین حقیقۃً بھی زبان مین ایک حد تک قیاس کو دخل ہے -

۲- دوسرا گروہ، جس کا اوپر ذکر ہوا، پہلے کے بالکل مقابل ہے - دوسرے سے اہل زبان کے تتبع ہی کا منکر ہے - یہ وہ گروہ ہے، جو تحقیق کی محنت اور اپنی غلطیون کو درست کرنے کی تکلیف برداشت نہین کرتا، اور اس لیے ذوق سلیم بھی نہین رکھتا - ہم اہل زبان کی تقلید کرتے ہین تو اسوجہ سے کہ اُنھون نے زبان کے مانجھنے مین اتنی محنت اور کاوش کی اور اُسے اس قدر ترقی دی کہ اہل زبان مانے گئے؛ بڑے بڑے شاعر اور نثار اُن مین پیدا ہوے، اور اُن بزرگون کی تصانیف ادب کا جزو غالب اور جزو اعلیٰ ہو گئین - ناممکن ہے کہ ایک یا چند اشخاص کی کاہلی کے باعث اہل زبان سے کنارہ کشی کر کے اور تصانیف عالی سے ہاتھ دھو کے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا لیتے اور وہ بھی اس امید پر کہ آگے چل کر لوگ اُس سے بھی انحراف کرین - وحدت یا "یکرنگی" ایک بڑا اصول ہے جس کے بغیر کوئی زبان شایستگی کی معراج کو نہین پہونچتی، اور یکرنگی کے لیے ضرورت ہے ایک قانون کی، ایک دستور العمل کی - دنیا مین کسی ایسی زبان نے ترقی نہین کی جس کے قواعد منضبط نہ کیے گئے ہون، اور کوئی شائستہ زبان ایسی نہین جس مین اُن قواعد کی پابندی ضروری نہ سمجھی جاتی ہو - ہندوستان کے اکثر باشندے جنکی مادری زبان اُردو نہین ہے باوجود محنت کے صحیح اُردو لکھ بول نہین سکتے لیکن ہزارون کوس دور کی زبان یعنی انگریزی فصاحت کے ساتھ بولتے اور لکھتے ہین - اس کی وجہ یہی ہے کہ انگریزی زبان کی "صرف نحو" مرتب ہے اور اُس پر کثرت سے عمدہ کتابین موجود ہین، جن سے ہر شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے؛ بخلاف اس کے اُردو مین "صرف نحو" کا پتا ہے نہ لغت کا -

۳- اب دیکھنا چاہیے کہ اُن حضرات کی راے کہان تک قابل لحاظ ہے جو کہتے ہین کہ زبان کو قواعد کے شکنجے مین جکڑ دینے سے اُس کی وسعت جاتی رہیگی - یہ خیال، خواہ کتنے ہی بڑے فاضل کی طرف منسوب ہو، اس کے لغو ہونے مین کسی کو کلام نہین ہو سکتا - یہی لوگ اگر ہندوستان کے مختلف اور دُور دُور مقامات کی اُردو سُنین، تو خود محسوس کرینگے کہ کسی خاص قاعدے

منضبط نہ ہونے سے مُلک کے مختلف حصّون کی زبانون مین باہم کس قدر فرق ہو گیا ہے؛ ایسا فرق
جس کی بنا پر یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا کہ اکثر مقامات پر جو زبان بولی جاتی ہے وہ اُردو ہی نہین۔
اُردو نے ابتک جو اشاعت پائی وہ محض اپنی خلقی خوبی اور قابلیت کی وجہ سے، مدراس اور برما
کے سے صوبون مین جہان اُردو نہ مُلکی زبان ہے نہ تعلیمی، نہ دفتری، وہ خدائی فوجدار کی طرح دخیل
ہے اور ہر شخص کو اُردو ہی بولنے کا شوق ہے؛ مگر نہ الفاظ کی صحت کی کوئی تدبیر، نہ عبارت کی درستی
کی کوئی سبیل۔ زیادہ افسوس ہے کہ بعض حضرات کو اُردو "صرف نحو" کے قواعد منضبط نہ ہونے پر
فخر ہے، اور فرماتے ہین کہ "وہ اغیار ہماری زبان کے حاصل کرنے سے عاری ہین"۔ یہ نہین سمجھتے کہ
کسی زبان کے لیے یہ سب سے بڑا عیب ہے اور اِس زمانے مین، جبکہ دنیا مین آمد و رفت اور تبادلۂ خیالات
کے وسائل بہ کثرت پیدا ہو گئے ہین، وہی زبانین ترقی کر سکتی ہین، جو اپنی بیقاعدگی کی وجہ سے دشوار
اور بعید از قیاس نہ ہون۔ اُردو مین ہرگز یہ خرابیان نہین ہین؛ لیکن اہل زبان نے اپنی غفلت اور
بے توجہی سے ایسی مشکلین پیدا کر دی ہین، جو اُس کی تحصیل مین حارج ہوتی ہین۔

جو شخص اِس کا مدعی ہے کہ قواعد کے معین ہونے سے وسعت زبان جاتی رہیگی، اُسے پہلے
"وسعت زبان" کے مفہوم کو پوری طرح سمجھنا چاہیے: وسعت زبان کے یہ معنی ہین کہ ہر خیال کے
لیے ایسا لفظ یا کلمہ موجود ہو جو مفہوم پر ٹھیک دلالت کر سکے اور الفاظ اور جملون کی ترتیب ایسی
معین ہو کہ کلام ابہام اور مغالطے سے محفوظ رہ سکے۔ پہلا امر زیادہ تر لغت سے متعلق ہے؛ لیکن دوسرا
امر بالکل "صرف نحو" کے تحت مین ہے، اور اِسی سے عامیانہ طبیعتین زیادہ بیزار ہین۔ اُنھین یہ کلیّہ
پیش نظر رکھکر اِس معاملے پر غور کرنا چاہیے کہ "صحیح قواعد کی پابندی کے بغیر مضرت سے بچنا محال ہے"
جس طرح کوئی مُلک بغیر قانون کے محفوظ نہین رہ سکتا اور کوئی فوج بغیر احکام کی پابندی کے فتحیاب
نہین ہو سکتی، اِسی طرح کوئی زبان بغیر "صرف نحو" کے کامیاب نہین ہو سکتی، جب لفظون اور
فقرون کی عمدہ ترتیب سے عبارت معنی خیز یا فصیح ہو جاتی ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اِس ترتیب کا کوئی گر بھی
ضرور ہوگا اور جب اُس کے خلاف عمل کیا جائیگا تو نہ صرف کلام بیمزہ یا بے زور ہی ہو جائیگا؛ بلکہ اکثر

اوقات ایک شخص کو دوسرے کا مافی الضمیر سمجھنا مشکل ہو جائے گا : اور اس بے ترتیبی اور بدنظمی کا آخر نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک زبان کے صدہا حصّے ہو جائینگے، اور ہر ضلع بلکہ ہر شہر کی بولی جُدا ہو جائیگی اُردو زبان مین اس خرابی کے عناصر "صرف نحو" کی عدم موجودگی کی شکل مین موجود ہین : اور اگر اس جانب سے زیادہ بے پروائی کی گئی تو کلام کی صحت اور تناسب اور زبان کی وسعت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اس بنا پر، کہ "صرف نحو" مین بہت کچھ سماعت کو دخل ہے اور وہ کلّیۃً قیاس کے تابع نہین ہے ملّسے غیر عملی سمجھنا اور اُس سے بے پروائی کرنا بڑی غلطی ہے۔ کوئی زبان ایسی نہین اور نہ ہو سکتی ہے کہ اُس کی "صرف نحو"، بالکل قیاس کے مطابق ہو، کیونکہ زبان کے مسائل مین اصل بنیاد سماعت ہے اور قیاس اُنھی پر کرتے ہین ـــ ضرور ہے کہ جب صرف نحو کے قاعدے منضبط اور جاری ہو جائین گے تو قیاس کا عملدرآمد زیادہ ہو جائے گا، اور رفتہ رفتہ زبان مین منطقی خوبی پیدا ہو جائیگی۔ قاعدون کے انضباط مین جتنی دیر ہو گی، زبان اُتنی ہی قیاس سے دور ہوتی جائیگی۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ مشکلات کیا ہین جو "صرف نحو" کے انضباط مین واقع ہوتی ہین اور اکثر ارادہ کرنے والون کو باز رکھتی ہین :-

(۱) پہلی مشکل یہ ہے کہ قیاس کو چھوڑ نہین سکتے اور سماعت سے مستغنی نہین ہو سکتے : اس لیے ان دونون کا لحاظ ساتھ ساتھ کرنا ضرور ہے اور مستثنیات کو جگہ دینا پڑتی ہے لیکن یہ ایک ناگزیر امر ہے جس کا سامنا ہر زبان کو کرنا پڑتا ہے۔

(۲) دوسری مشکل یہ ہے کہ اُردو پر عوام کا اثر زیادہ ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اُردو کے ادیبون اور طالبعلمون کی تعداد بہت کم ہے اور اُن کا کوئی جتھا نہین، اور اگر ہے بھی تو شکست اور خاذل، عام مصنفون اور لکھنے والون کی تعداد بھی نہایت ہی کم ہے اور صحیح اُردو لکھنے والون کی تعداد اور بھی کم ہے۔ پس ہر شخص جو زبان بولتا ہے اُسی کو صحیح جانتا ہے اور اپنے زعم مین اپنے تئین زبان دان سمجھتا ہے۔ اس طرح ایک بڑا گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے، جس کا پیشہ تو علمی ہے، لیکن جو زبان کی صحت کی

ذرا بھی پروا نہین کرتا، بلکہ ایسی کوششون کو تضیع اوقات او خبط سمجھتا ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ مختلف ادبی مضامین پر متعدد عمدہ تصانیف مہیا کی جائین، جو ادب کی درسیات کا کام دے سکین اور زبان کے طالبعلم کو پوری مدد دے سکین، جیسے صرف نحو، لغت، انشا، عروض، قافیہ، محاورات، تلمیحات، قصص و حکایات۔ ایسی تمام کتابون کے لیے ضروری ہے کہ نہایت کاوش اور تحقیق سے مرتب کی جائین اور اُن پر مفصل اور سچی تنقید کی جائے۔ ان کتابون کی اشاعت سے صرف دام کھڑے کرنا مقصود نہو۔

(۳) ایک بڑی مشکل جو صرف نحو کے مرتب کرنے مین پیش آتی ہے وہ دلی اور لکھنؤ کا اختلاف ہے: ایک لفظ کو لکھنؤ والے اور طرح بولتے ہین، دلی والے اور طرح: ایک ترکیب کو دلی والے صحیح جانتے ہین، لیکن لکھنؤ والے اُسے بالکل غلط سمجھتے ہین۔ کچھ اردو ہی پر منحصر نہین: ایسے اختلافات اور زبانون مین بھی موجود ہین: اور اُن کے لیے بہتر طریقہ یہی ہے کہ صرف نحو کی کتابون مین ایسے مسائل کے دونون پہلوؤن پر بحث کی جائے۔ البتہ جب ایسے مختلف فیہ مسائل مین کسی نحوی کی رائے ایک جانب زیادہ مائل ہو تو مناسب ہے کہ وہ اپنے دلائل کو زباندانون کے روبرو پیش کرے، تاکہ محققین کی رائے معلوم ہونے کے بعد اُس کا فیصلہ کیا جا سکے۔ امید ہے کہ اس طرح اکثر مختلف فیہ مسئلے طے ہو جائینگے۔ ایسے استدلال کی دو قسمین کرنا چاہیین: (۱) قیاسی، اور (۲) سماعی۔ ان دو بڑی تقسیمون مین پھر "زیر تقسیمین" ہون: مثلاً قیاسی کی "زیر تقسیمین" حسب ذیل ہون:-

(الف) استعمال زیر بحث کی "اصلیت نحوی"

(ب) استعمال زیر بحث کی "ضرورت نحوی"

(ج) تحسین کلام؛

اور سماعی کی "زیر تقسیمین" یہ ہون:-

(الف) دلی کے اساتذہ کا کلام،

(ب) لکھنؤ کے اساتذہ کا کلام،

(ج) دلی کی زبان،

(د) لکھنؤ کی زبان۔

مثال کے طور پر ایک بحث ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

"نائب فاعل" کے ساتھ "حرف مفعولی" کا استعمال

آجکل اکثر لوگ "نائب فاعل" یعنی "مفعول مالم یُسمّ فاعلہ" کے ساتھ بھی "حرف مفعولی" (یعنی "کو" یا "سے") لاتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ایسا استعمال کہاں تک جائز ہے؟

ا۔ قیاسی دلائل

(الف) اصلیت نحوی:۔ مفعول مالم یُسمّ فاعلہ فاعل کا قائم مقام یا نائب کہلاتا ہے، اس لیے کہ وہ وہی مقام اختیار کرتا ہے جو بحالت معروف فاعل کا ہوتا؛ اُس کی حالت خالص فاعل کی سی ہے نہ خالص مفعول کی سی؛ اس لیے اُس پر نہ "حرف فاعلی" (یعنی "نے") آسکتا ہے نہ "حرف مفعولی" (یعنی "کو" یا "سے")۔

(ب) ضرورت نحوی:۔ "نائب فاعل" کے ساتھ "حرف مفعولی" کے استعمال کی کوئی ضرورت نہیں: نہ ایسے استعمال سے بیان زیادہ واضح ہوجاتا ہے، نہ کوئی ابہام رفع ہوتا ہے؛ مثلاً ذیل کے جملوں میں سے "کو" کے حذف کر دینے سے کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی:۔

(۱) "اسلام کے تمام عقائد کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا۔" اسلام کے تمام عقائد نہایت خوبی سے بیان کیے گئے۔"

(۲) "اُس معاملے کو خط کتابت کے ذریعے سے طے کیا جائے گا۔" "یہ معاملہ خط کتابت کے

ذریعے سے لے کیا جائے."

(۳) "بس اس کتاب کی قیمت یہی ہے کہ اس کو ایک بار پڑھ لیا جائے"— "...... قیمت یہی ہے کہ (یہ) ایک بار پڑھ لی جائے."

(۴) "ایک نوکر کو لکھنؤ بھیجا جائے"— "ایک نوکر لکھنؤ بھیجا جائے."

(۵) "قرض کو ادا کیا جائے"— "قرض ادا کیا جائے."

(ج) تحسین کلام.— خود ترکیب معروف مین اکثر اوقات مفعول اصلی اور متعلقات فعل سے "کو" کے حذف کر دینے سے بلحاظ فصیح تر ہو جاتا ہے؛ اور کبھی اُس کا لانا غلط بھی ہوتا ہے؛ جیسے—

وہ کھانا کھاتا ہے.

اُس نے خط لکھا.

اُس نے ایک کتاب تصنیف کی.

ہو گئے تیمور، پاے حرص جب توڑا وزیر؛

ہاتھ اُٹھایا جادے سے، سر پر جنون ہونے لگا .... وزیر

ان جملون مین مفعول کے ساتھ "کو" کا استعمال اگر غلط نہین تو غیر فصیح ضرور ہوگا اور اس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا.

ایک سے زیادہ مفعول چاہنے والے افعال کے مفعول اصلی کے ساتھ "حرف مفعولی" کسی حالت مین نہین آتا؛ جیسے

زید نے بکر کو پانچ کتابین دین.— "زید نے بکر کو پانچ کتابون کو دیا" سراسر غلط ہے.

اُس نے مجھے ایک تحفہ بھیجا.— "اُس نے مجھے ایک تحفے کو بھیجا" قطعاً غلط ہے.

اُس نے کتب فروش کو خط لکھا.— یہان بھی "خط کو لکھا" صحیح نہ ہوگا.

بس، جب خود ترکیب معروف مین "حرف مفعولی" کا حذف کرنا اکثر اوقات فصیح ہوتا ہے تو ترکیب

مجہول مین اُس کا استعمال کسی طرح حسن کلام کا باعث نہین ہو سکتا۔

۲۔ سماعی دلائل۔

(الف) لکھنؤ کے اساتذۂ متقدمین و متاخرین مین سے کسی نے ایسا استعمال جائز نہین رکھا۔

(ب) دلی کے اساتذہ کے کلام مین ایسا استعمال کہین نہین پایا جاتا۔

نثر کی کتابون مین سے بھی اساتذۂ قدیم کی تصانیف مین ایسے استعمال کی کوئی مثال نہین ملتی؛ بلکہ ایسے استعمال سے بچ کر اُن قابل تعظیم بزرگون نے ہر جگہ اپنے مطلب کو دوسرے پہلو سے ادا کر دیا ہے؛ مثلاً "باغ و بہار" مین ہے "اگر پھٹکری اور گندھک کو چراغ مین بتی کے آس پاس چھڑک دیجیے الخ" یہان پر ناواقف "گندھک کو چھڑک دیا جائے" لکھ دیگا۔ *

اس مقام پر یہ بتا دینا ضرور ہے کہ ایک خاص صورت مرکب افعال کی اُردو مین واقع ہوتی ہے، جس سے دھوکا ہونا ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی کسی فعل کے ساتھ مصدر "جانا" یا اُس کا کوئی صیغہ بڑھا کر امکان کے معنی لیتے ہین؛ جیسے

(۱) تم سے یہان تک نہ آیا گیا (یعنی آنا ممکن نہ ہوا)

(۲) اُس سے دو قدم نہین چلا جاتا

(۳) مجھ سے اُس کی حالت دیکھی نہین جاتی

(۴) تجھ سے یہ بوجھ اُٹھایا نہ جائے گا

(۵) دل ربے کے اُس کے بزم مین جایا نہ جائے گا

یہ مدعی بغل مین چھپایا نہ جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ داغ

یہ مثالین بظاہر فعل مجہول کی معلوم ہوتی ہین، لیکن ذرا سے غور سے کھل جائیگا کہ ان مین سے ایک بھی مجہول نہین۔ پہلی، دوسری اور پانچوین مثالون مین فعل متعدی نہین بلکہ لازم ہین، اور فعل لازم مین صورت مجہول اختیار کرنے کی قابلیت ہی نہین۔ دوسرے ایسے جملون مین فاعل مذکور

* اُردوے معلی، بابت فروری ۱۹۰۵ء - ۱۲

ہوتا ہے (یا کبھی شعر وغیرہ میں مقدر بھی ہوتا ہے) مجہول نہین ہوتا، گو کہ حیثیت نحوی کے رو سے وہ فاعل نہین کہا جاتا بلکہ "متعلق فعل" یا اور کسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "جانا" کے کسی صیغے کے داخل ہونے سے (متذکرہ بالا مثالون مین) صورت مجہول پیدا نہین ہوئی بلکہ "نہ آیا گیا"۔ "دیکھی نہین جاتی"۔ وغیرہ افعال مرکب ہین اور ایسی حالت مین "جانا" کے معنی "ہوسکنا" ہوتے ہین یعنی "آنا نہ ہوسکا"۔ "یا آنا ممکن نہ ہوا"، "دیکھنا ممکن نہین"۔ "چھپانا ممکن نہ ہوگا" وغیرہ۔ سودا کے اس مطلع سے یہ معنے خوب واضح ہو جاتے ہین گے :-

دل، مست ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائے گا!

جون اشک پھر زمین سے اُٹھایا نہ جائے گا۔

ایسے افعال مرکب ایک خاص مفہوم اور ایک خاص لطف رکھتے ہین اور اگلون، اور پچھلون اور دلی والون اور لکھنؤ والون سب ہی کے کلام مین موجود ہین! بعض تمثیلین درج کی جاتی ہین :-

دل کے تئین آتش ہجران سے بچایا نہ گیا!

گھر جلا سامنے، پر ہم سے بُجھایا نہ گیا! . . . . میر

رخصت دے باغبان کہ ذرا دیکھ لین چمن!

جاتے ہین وان، جہان سے پھر آیا نہ جائیگا . . . . سودا

فتنہ نہین ہون، جس کو اُٹھایا کرے فلک!

مجھ سے گرے ہوے کو اُٹھایا نہ جائے گا . . . . داغ

سر شام اک روز در پا گیا!

ہوئی رات، وان سے نہ آیا گیا . . . . میر

پس صورت بالا اور ترکیب مجہول مین امتیاز کرنا چاہیے۔ ان تمثیلون مین "دل اور مجھ سے گرے ہوے" نائب فاعل نہین ہین! اس لیے ان کے ساتھ "حرف مفعولی" لگانا جائز نہین۔

(ج) لکھنؤ کی زبان۔ - اہل لکھنؤ "نائب فاعل" کے ساتھ "حرف مفعولی" کبھی استعمال

نہین کرتے۔

(د) دلّی کی زبان۔ ـ دلّی کے متقدمین کی تحریرون مین ایسا استعمال نہین ملتا؛ البتہ حال کے بعض لوگون نے غالبًا پنجاب کے اثر سے متاثر ہوکر اس طرز کو سہوًا یا شائد دانستہ استعمال کرنا شروع کردیا: اور اب کم اخبار اور رسالے ایسے ہونگے جن مین یہ غلط استعمال رائج نہ ہو؛ لیکن صرف اخبارون مین رواج ہونا کوئی دلیل صحت نہین اور اگر کسی شاعر یا اُستاد سے بھی کوئی نحوی غلطی ہوجائے تو وہ کوئی سند نہین۔ تمام قیاسی اور سماعی دلائل اس کے خلاف موجود ہین جو کسی طرح نظر انداز نہین کیے جا سکتے۔

تمام دلائل پر نظر کرنے کے بعد یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ ایسا استعمال خلاف نحو ہے اور شائد اُس کے غلط یا غیر فصیح ہونے سے کسی صاحب مذاق کو انکار ہو۔ جب کوئی مختلف فیہ مسئلہ اس واضح طور پر دکھلایا جائیگا تو بعض مسائل فورًا طے ہوجائین اور عمومًا ان مسائل پر صحت اور سہولت کے ساتھ غور کرنے کا لوگون کو موقع ملے گا۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ اُردو صرف نحو کے اُلجھے ہوے مسئلے سُلجھ جائین گے

اگر اُردو بولنے والی قوم کو مہذب اور متمدن بننے کا حوصلہ اور آرزو ہے تو بیکار ہے جب تک اُس کی زبان کمزور اور کم مایہ ہے؛ اور اگر اُس نے زبان کے اہم مسئلے کو سہل اور غیر قابل توجہ سمجھکر اُس سے بے پروائی اختیار کرلی ہے تو

انا للہ وانا الیہ راجعون

(عبدالستار صدیقی۔

شعرائے اُردو

جو

ولی سے پہلے گذرے ہین

نمبر ۳

طبقہ سوم دور آخر

شہنشاہ اکبر (۹۶۳ھ سے ۱۰۱۴ھ) نے پہلے پہل ۹۹۵ھ مین دکن پر حملہ کیا۔ اس کے بعد شاہان مغلیہ کی پے بہ پے یورشین ہونا شروع ہوئین ۱۰۴۵ھ مین شاہجہان بادشاہ (۱۰۳۷ھ ۱۰۶۹ھ) نے فوج کشی کی اور کئی معرکون کے بعد احمد نگر پر قبضہ کرلیا، اورنگ زیب نے اپنے ایام حکمرانی مین ۱۰۹۰ھ سے لیکر ۱۰۹۹ھ تک کچھ کم دس برس شاہان دکن کے ساتھ جنگ و جدل مین مصروف رہا ۱۰۹۶ھ مین بیجاپور کی عادل شاہی سلطنت تباہ کی، اسکے بعد سلطنت قطب شاہی کیطرف رُخ کیا، کامل نو مہینے معرکہ آرائی ہونے کے بعد۔ ۲۳۔ ذی القعدہ ۱۰۹۹ھ کو گولکنڈہ فتح ہوا اور اسطرح اِن دونون عظیم الشان سلطنتونکا خاتمہ ہوگیا

بیجاپور اور گولکنڈہ کے دربارونمین اُردو گو شعراء کے ساتھ بیحد مراعات کیے جاتے تھے اور اُنھین اپنی تصنیفات کے صلے مین ہزار ہا روپیہ انعام ملا کرتا تھا۔ اُنھین قدردانون نے چونکہ یہ مذاق پیدا کیا تھا، اسلئے اندیشہ تھا کہ ان حکومتون کے خاتمہ کے ساتھ اسکا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ مگر نتیجہ اسکے برعکس نکلا۔ سبب اسکا یہ تھا کہ اُس زمانے مین زبان اُردو دکن مین عموماً اور مسلمانان دکن مین خصوصاً اسقدر عام ہوگئی تھی کہ بات چیت اسوا ملات لین دین خط و کتابت، تمام اِسی

زبان مین ہوا کرتی تھی۔ ایسا شخص شاذ و نادر ہی نکلتا جو فارسی یا کوئی اور زبان استعمال کرتا تھا۔ زبان کے عام ہونیکی وجہ سے تھوڑی ہی مدت مین تمام ملک مین شعر و شاعری کا چرچا ہو گیا۔ اور بلا کسی امید صلہ کے تمام ذی استعداد اسکی طرف رجوع ہو گئے اور محض اپنے ذاتی شوق اور تفریح و تفنن کی غرض سے اُسکو اپنا مشغلہ بنا لیا۔ اِس لیئے زبان پر ان سلطنتون کی تباہی کا اثر نہ پڑسکا اور یہ مذاق سخن اپنی حالت پر برابر قائم رہا۔

اِس دور مین حسب ذیل شعراء ذکر کے قابل گذرے ہین۔ سید محمد عاجز، شیخ وجیہ الدین وجدی، شاہ ولی اللہ ولی۔

بارھوین صدی ہجری کے اوائل ایام مین محمود بحری دکن مین ایک صوفی مشرب بزرگ گذرے ہین۔ اُنھون نے ۱۱۱۲ھ مین ایک صوفیانہ مثنوی لکھی اور من لگن اُسکا نام رکھا۔ یہ کتاب مدت ہوئی کہ مدراس مین چھپی تھی مگر اَب نایاب ہے۔ مولوی محمد علی آزاد ایڈیٹر رسالہ صبح بہار میسور کی عنایت خاص سے اسکا ایک جدید الخط قلمی نسخہ میسر آیا جسکے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اگرچہ اُردوے قدیم مین ہے مگر عربی فارسی لغات کے بہ نسبت ہندی الفاظ کی اسمین آمیزش بہت ہے۔

قدرت اللہ شوق کے طبقات الشعراء مین ولی کے بہت سے معاصرین کا تذکرہ ہے۔ منجملہ اُنکے سراج دکنی ایک قابل اور بلند پایہ شاعر گذرا ہے۔ اسکا نام سراج الدین تھا۔ ۱۱۲۶ھ مین بمقام اورنگ آباد پیدا ہوا۔ دربار دہلی کیطرف سے جب نواب نظام الملک آصفجاہ دکن کے صوبہ دار ہو کر آئے تو اُنکے ہمراہ سراج بھی اورنگ آباد سے حیدرآباد کو آیا اور غالباً فوت بھی یہین ہوا۔ اسکی تصنیفات سے دو دیوان کئی چھوٹی چھوٹی مثنویان بہت سے قطعات و رباعیات موجود ہین۔

سراج نے اپنے پہلے دیوان کو چوبیس سال کی عمر مین ۱۱۵۰ھ مین مرتب کیا ہے۔ چنانچہ اپنی ایک غزل مین اس واقعہ کا اسطرح ذکر کرتا ہے[۱]

جب کیا جزو پریشان سخن شیرازہ بند　　تھے برس چوبیس میری عمر بے بنیاد کے

[۱] سراج کے حالات دیکھو پروفیسر گارسن دی ٹاسی کی کتاب تاریخ ادب ہندی و ہندوستانی مین۔

سال ہجری تھے ہزار و یکصد و پنجاہ و یک | واقف علم لدنی صاحب ارشاد کے
اے سراج اِس منتخب دیوان کے سب بیختے | خامۂ مژگان خوبان سین ہین قابل صاد کے

مین نے دیوان سراج کے تین نسخے دیکھے ہین منجملہ اُن کے ایک نسخہ جو گورنمنٹ نظام کی اسٹیٹ لائبریری مین ہو غالباً مصنف کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہو۔ کاتب نے خاتمہ پر ایک مثنوی لکھی ہو جس سے اُسکا ۱۱۶۲ھ مین مکتوب ہونا پایا جاتا ہو۔

سراج کی زبان دلّی کی زبان سے صاف و شستہ ہو اور اِسکے کلام سے اُس عہد کے دکنی اور خصوصاً اہل حیدرآباد کی زبان کا خوب حال معلوم ہوتا ہو۔ ہم ذیل مین چند اشعار نقل کرتے ہین ؎

کہان ہو گلبدن موہن پیارا | کہ جیون بلبل ہو نالان دل ہمارا
بساطِ عشق بازی مین مراول | متاعِ صبر و نقد ہوش ہارا
تغافل ترک کر اے شوخ بیباک | تلطف کر نوازش کر مدارا

سراج اُس شمع رو نے اندنون مین
لیا ہے سب پتنگون کا اجارا

گدائے کوچۂ میخانہ میرے پرستان ہے | ولہ بہار گل مین ہر بلبل بشیر مے پرستان ہے
شبِ تاریک مین حاصل ہو اُنکو سیر مہتابی | کہ دورِ جام گل بدر منیر مے پرستان ہے

لب سین دام زلفِ عالمگیر ہے | ولہ نقش پا ہر صید کو زنجیر ہے
زلف مشکین کو مطول مت کہو | مصحفِ رخسار کی تفسیر ہے
کھینچ کر تیغ جفا مت قتل کر | عاشق دل خستہ بے تقصیر ہے

جل گیا آخر دل بیکل سراج
تب تو تھا سیماب اب اکسیر ہے

پھر زِ مے دل سین جو بسمل ہین اُس جلاد کے | صبح محشر تک نہین ہین لب کشا فریاد کے

تیشۂ شیرین مین غم کھاکر سلامت ہین مدام	جان خراشان معتقد ہین مشرب فرہاد کے
دیدۂ اہل نظر گلرو کی صورت دیکھ کر	بلبل تصویر سین ہین آئینۂ ایجاد کے
دیکھکر اُس گلبدن کے قامت موزونکی چھب	صحن گلشن مین اُڑے ہین فاختے شمشاد کے

جس زمانے مین ولی کا ظہور ہوا ہی ہندوستان مین فارسی شاعری کا چرچا تھا اور ریختہ گوئی سے لوگ عموماً ناآشنا تھے۔ بعض شعرا نے اردو کہنے کی کوشش کی ہو مگر اُن کا کلام دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا تمسخر کر رہے ہین۔ فارسی کے نامور شاعر قزلباش خان اُمید (۱۱۵۹ھ) جو عہد محمد شاہی مین گذرے ہین ریختہ مین سطح فرماتے ہین۔

با ناز جو ر دحسن ملک جلوہ پری	بامن کی بیٹی ایک میری آنکھین پڑی
رفتم بہ پیش و گفتم جانم فدا تست	غصہ کیا دگالی دیا اور دگر ڑی
ایسی نہ سیتا اور نہ بھوانی ر ادھکا	کرتار نے نہ ایسی کوئی دوسری گھڑی
گفتم کہ تیرے پاؤن نرم اور ربالیم	گفتا کہ واڑہی جار مغل تجھکو کیا پڑی
گفتم اُمید وصل پہ ہم تیری جیتا ہون	گفتا کہ چل پرے دوئی مار تجھے مری

فردوس آرامگاہ محمد شاہ بادشاہ (۱۱۳۱ھ-۱۱۶۱ھ) کے زمانے مین ولی دکن کو خیر بادکھکر

لے پروفیسر آزاد اپنی کتاب آب حیات (مطبوعہ دہلی ۱۸۹۶ء صفحہ ۹۰) مین لکھتے ہین "انھین (یعنی ولی کو) ہندوستان کی نظم مین وہی رتبہ حاصل ہی جو انگریزی نظم مین چاسر شاعر کو اور فارسی مین رودکی کو اور عربی مین مہلہل کو تھا۔۔ اردو زبان اُسوقت سوائے ہندی دوہرون اور بھاشا کے مضامین کے اور کسی قابل نہ تھی۔ اُنھون نے اسمین فارسی ترکیبین اور فارسی کے مضامین کو بھی داخل کیا"۔ مشہور مضمون نویس مولوی رضا علی وحشت نے رسالہ مخزن جلد ۱۵ نمبر ۲ مورخہ ماہ مئی ۱۹۰۸ء مین ایک مضمون "کلام ولی" کے عنوان سے چھپوایا تھا۔ اُسمین تحریر کرتے ہین "اس مضمون کو اُسکے (یعنی ولی کے) حالات سے کچھ بحث نہین۔ علاوہ برین اسکے حالات بھی کہین واضح طور پر معلوم نہین ہو سکتے۔ اسقدر بہ یقین کافی ہو کہ عالمگیر کے وقت مین اسکو سرسبزی حاصل ہوئی تھی اور محمد شاہ کے زمانے مین گجرات سے دہلی مین آیا تھا اور بہت سے لوگ اسکے فیض سے مستفید ہوئے تھے۔ اُسوقت سوائے فارسی شاعری کے کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ ریختے سے لوگ

دہلی مین آیا۔ چونکہ اردو کو سب لوگ سمجھتے تھے اسلئے کلام ولی کی خوب قدر ہوئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کر فارسی کی غزلین ہندی کے گیت موقوف ہو گئے اور ہر محفل مین ولی کی غزلین مزا دینے لگین ریختے کے اِس قبول عام کو دیکھکر بہت سے لوگ اسکی طرف متوجہ ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصے مین ہندوستان کے پائے تخت مین شعرائے اردو کا گروہ کثیر پیدا ہو گیا۔

ولی کے بعد دہلی مین بہت سے شعرا نے ریختہ گوئی مین شہرت حاصل کی ہو۔ منجملہ اُنکے قابل ذکر یہ ہین[1]۔

شاہ مبارک آبرو۔ ان کا اصلی نام نجم الدین تھا۔ شاہ محمد غوث گوالیاری کی اولاد مین تھے محمد شاہ بادشاہ کے ایام حکومت مین بمقام شاہجہان آباد فوت ہوئے۔

شیخ شرف الدین مضمون۔ آگرہ کے علاقہ مین بمقام بانجمؤ پیدا ہوئے اور زمانہ شباب مین دہلی مین آ رہے تھے۔

محمد شاکر ناجی۔ شاہجہان آباد کے باشندے اور عمدۃ الملک میر خان کے متوسل تھے۔ انکی نسبت شاہ مبارک آبرو کہتے ہین ؎

سخن سنجان مین ہیگا آبرو آج نہین شیرین زبان شاکر سریکا

مصطفیٰ قلی خان یکرنگ۔ دہلی کے باشندے اور محمد شاہ کے درباری منصبدار تھے دہلی مین فوت ہوئے

شیخ ظہورالدین حاتم۔ عمدۃ الملک نواب امیر خان کے مصاحب اور میرزا رفیع السودا کے اُستاد تھے ۱۱۶۹ھ مین بمقام دہلی فوت ہوئے۔

اشرف علیخان فغان۔ احمد شاہ بادشاہ کے کوکہ تھے۔ احمد شاہ درانی کی فوج کشی کے بعد دہلی سے عظیم آباد مین جاکر مہاراجہ شتاب رائے کی مصاحبت اختیار کر لی ۱۱۸۶ھ مین انکا انتقال ہوا۔

---

۲ (بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) ناواقف تھے۔ اس زمانے مین ولی نے ریختہ کہنا اور ایسا کہا کہ فارسی کہنے والے اردو کیطرف مائل ہو گئے واقعی یہ ولی کی کرامت تھی۔

[1] یہ فہرست مرزا علی لطف کے گلشن ہند اور مصحفی کے تذکرہ سے ماخوذ ہو۔

عاجز[1]

عاجز تخلص۔ سیّد محمد نام۔ دکن ان کا وطن تھا۔ اورنگ زیب کے اوائل عہد مین موجود تھے۔ انھون نے نظم اردو مین دو کتابین لکھی ہین۔

(۱) قصہ فیروز شاہ پروفیسر ولسن (Walsam) جس نے میکنزی کے مشرقی کتبخانہ کی فہرست مرتب کی ہے لکھا ہے کہ یہ قصہ گل بکاؤلی کی داستان سے بہت ملتا جلتا ہے۔ الیسٹ انڈیا آفس کی لائبریری مین اسکا جو نسخہ ہے وہ ۱۱۱۵ھ اور ۱۱۱۸ھ کے مابین لکھا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی ۱۱۱۵ھ سے پہلے تصنیف ہو چکی تھی۔

( ) قصہ لال دگوہر[2] یہ قصہ اندرسبھا سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اسکو ٹیپو سلطان کے ملک الشعرا حسین علی سرنگاپٹمی نے ۱۱۹۲ھ مین نظم فارسی مین ترجمہ کیا ہے[3]۔ پروفیسر گارسن دی تاسی (Garcin de Tassy) نے بھی فرنچ مین ترجمہ کیا ہے جو اُنکی کتاب تاریخ ادب ہندوستانی کی پہلی جلد مین بطور ضمیمہ شامل ہے

نمونہ کلام ماخوذ از مثنوی لال دگوہر

الٰہی دے مجھے رنگین بیانی　　عطا کر مجکون یاقوت معانی

سخن کا لعل دے میری زبان کون　　دُر معنی سین بھر میرے بیان کو

دُرِ معنے کا مجکون جوہری کر　　سخن سمجھون کون میرا مشتری کر

---

[1] ان کے حالات پروفیسر گارسن دی تاسی کے تذکرہ مین درج ہین۔

[2] لال دگوہر چھوٹی سی مثنوی ہے۔ اسکے چار نسخے میرے پاس موجود ہین۔ انمین ایک نسخہ جو بہت صاف ہے اور اچھی طرح پڑھا جاتا ہے میرے جد امجد حاجی سید لقار اللہ شاہ قادری نور اللہ مضجعہ کے ہاتھ کا ۱۷۔ رجب ۱۲۹۱ھ کا لکھا ہوا ہے مین نے باقی نسخون کی مدد سے اسکی تصحیح کی ہے اور ایک مقدمہ بھی لکھا ہے امید ہے کہ بہت جلد چھپکے شائع ہو جائیگی۔

[3] فہرست کتب خانہ ٹیپو سلطان صفحہ (۷۴)

مجھے کر عندلیب باغ الفت
میرے رنگین سخن کون بخش شہرت

میرے دل کون بنا کر چاک جون گل
کر اپنے عشق کے گلشن کا بلبل

میرے دل کون جلا کر مثل اخگر
کر اپنے آتش کا سمندر[1]

میرے افسون کون دے بل بل روانی
میرے آنکھون سین مت رکھ دور پانی

مجھے آنکھون کے پانی مین ڈبو با رکھ
نہنگ بحر غم مجکون بنا رکھ

دل سوزان دے اور دے چشم پرنم
رکھ ایسے آب و آتش مین میرا دم

مجھے کنج قناعت مین مکان دے
فریب حرص سین مجکون امان دے

مجھے اپنی محبت مین فنا کر
الٰہی عرض سن حاجت روا کر

سراج عشق کر میری زبان کون
تجلی دے میرے شمع بیان کون

میرے دل سین اٹھا دنیا کا سودا
مجھے کر طالب اپنا خوب مولا

میری آنکھین ہمیشہ رکھ تون گریان
مجھ رکھ عشق کی آتش مین بریان

حزین ہون اور اسیر غم ہون یا رب
نپٹ بیدل ہون سب سین کم ہون یا رب

میرا دم مرگ کا جب ہووے جویا
رکھ اپنے ذکر سین تون مجکو گویا

مجھے دونون جہان مین سرخرو رکھ
تیرا بندہ ہون میری آبرو رکھ

سخن کے بحر مین رکھ مجکون پیراک
زمین شعر مین رکھ مجکو چالاک

میری تیغ زبان کو جگ مین جس دے
سخن کے بل سین اس ہر کس کو بس دے

مجھے ملک سخن مین بخش دیہیم
میرے فرمان مین رکھ معنی کی اقلیم

مجھے باغ ثنا کا باغبان کر
نہال اس باغ مین میری زبان کر

الٰہی ذات کون تیری بقا ہے
تیرے بن جسکون دیکھا سو فنا ہے

نہ تیری ابتدا سین کوئی واقف
نہ تیری انتہا کا کوئی عارف

---

[1] سمندر ایک جانور کا نام ہے جو آگ مین پیدا ہوتا ہے۔

روان سے ابلق ایام تجھ سین | عیان ہی رنگ صبح و شام تجھ سین
کہا تو کاف و نون قدرت کے فن سون | ہوا تو آشکارا اس سخن سون
زبان وحدت کی راہ مین کرکے چالاک | کہا عرفان کے حق مین من عرفناک
کھون مین کسطرح سے وصف توحید | کہ عاجز ہی زبان مین حرف تمجید
کیا تون اپنی قدرت کو ہویدا | کیا تون خاک سین آدم کو پیدا
دیا تون نوح کون کشتی کی حکمت | رکھا دور اُس سین تون طوفان کی ذلت
دیا یعقوب کو تون چشم گریان | کیا یوسف کو تون پابند زندان
ہوا داؤد تجھ سین صاحب الحان | ہے تجھ سین صاحب افسر سُلیمانؑ
عصا صنعت کا تون موسیٰ کو بخشا | مقرر روح تون عیسیٰ کو بخشا
محمدؐ کون دیا تون فخر کا تاج | کیا کونین کو تون اُس کا محتاج
کھون کیا بات سارے دن پر عیان ہی | کہ تون سب مین عیان سب سین نہان ہی

وجدی[1]

وجدی تخلص۔ شیخ وجیہ الدین نام۔ کرنول[2] کے باشندے تھے۔ پنچھی باچھے کے نام سے شیخ فریدالدین عطار[3] کی مثنوی منطق الطیر کا اُردو مین ترجمہ کیا ہی۔ پروفیسر گارسن دتاسی لکھتے ہین کہ یہ

---

[1] وجدی کے حالات تاریخ ادب ہندی وہندوستانی مین دیکھو۔

[2] کرنول کرشنا کے جنوب مین دکن کا مشہور ہو۔

[3] عطار تخلص۔ فریدالدین نام۔ ابوحامد کنیت۔ مشہور صوفی اور فارسی کے زبردست مصنف تھے۔ پچاس سے زیادہ انکے تصنیفات موجود ہین ۶۲۷ھ مین نیشاپور مین مغلون نے قتل عام کیا تو اُسمین شہید ہوئے۔ عربی۔ فارسی کی تمام کتب تراجم مین انکے حالات ملتے ہین لیکن پروفیسر براؤن Browne نے اپنی کتاب فارس کی علمی تاریخ مین خوب تفصیل کی ہے ۱۲

ترجمہ سنہ ۱۲۲۴ھ مین اختتام کو پہونچا۔ ڈاکٹر لیش مارگنلیندیش گسیلشافٹ واقع ھالہ کے کتب خانہ مین اسکا جو نسخہ ہے اس سے سنہ ۱۸۱۱ء مین ختم ہونا پایا جاتا ہے۔ ہمارے یہان بھی ایک قلمی نسخہ بقول سنہ ۱۲۲۴ھ کا لکھا ہوا موجود ہے اُسکے ایک شعر سے سن گیارہ سو اُنیس ظاہر ہوتے ہین ؎

جب کیا تاریخ کا دلمین حساب — تب ہوا میزان کیا خاصہ کتاب

پنچھی باچہ بمبئی مین سنہ ۱۲۸۰ھ مین چھپی ہے مگر اخیر سے ناقص ہے اسکا پہلا شعر یہ ہے۔

اے پنچھی پیارے سخن آغاز کر — حمد سون حق کے بلند آواز کر

خاتمہ اس شعر پر ہوا ہے۔

یہ جواہر معرفت کا بے بہا — خلقت حق کون تفکر ہے دوا

مونہ کلام ماخوذ از پنچھی باچہ

حکایت شیخ غوری کہ با بادشاہ سنجر مناظرہ کرد

شیخ غوری شہر سون جا ایک بار — مل کے دیوانان مین بیٹھے پل کنار

از قضا سنجر بھی نکلا جا وہان — اور پوچھا کون (جمع دیوانہ) بیٹھے ہین یہان

شیخ بولے ہین ہمین بے پاؤن سر — بیخبر دنیا سون، حق سون باخبر

گر تو ہوتا ہے ہمارا دوستدار — کھینچ لاتے ہین تجھے دنیا سون بہار[1]

اور ہماری دشمنی ہے گر تجھے — دین سو دکھلا مین خارج کر تجھے

دوست ہے تو آ ہمارا ہو رفیق — ہے اگر دشمن تو لے اپنا طریق

پس کہا سنجر کہ بخشو مجکون تم — مین یہ دونون بات مین ہوتا ہون گم

نا تمھارا دوست ہو رہتا ہون مین — نا تمھاری دشمنی رکھتا ہون مین

نا تمین سون فخر ہے نا مجکون ننگ — نا تمین سون صلح رکھتا ہون نا جنگ

مین ابھی جاتا ہون تم خوش ہو رہو — نا مجھے تم یہ کہو نہ وہ کہو

---

[1] بہار بروزن عار بمعنی باہر۔

موسوم
بہ
کام جاری ہوچکا ہے۔ معقول نفع کی توقع کی
جاتی ہے۔ جلد شرکت کیجیے ورنہ وقت نکل جائے گا۔
محمد ثناء اللہ ۔ ۔ ۔
مطبع دارالاشاعت واقع لکھنؤ میں چھاپ کر شائع کیا